وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ

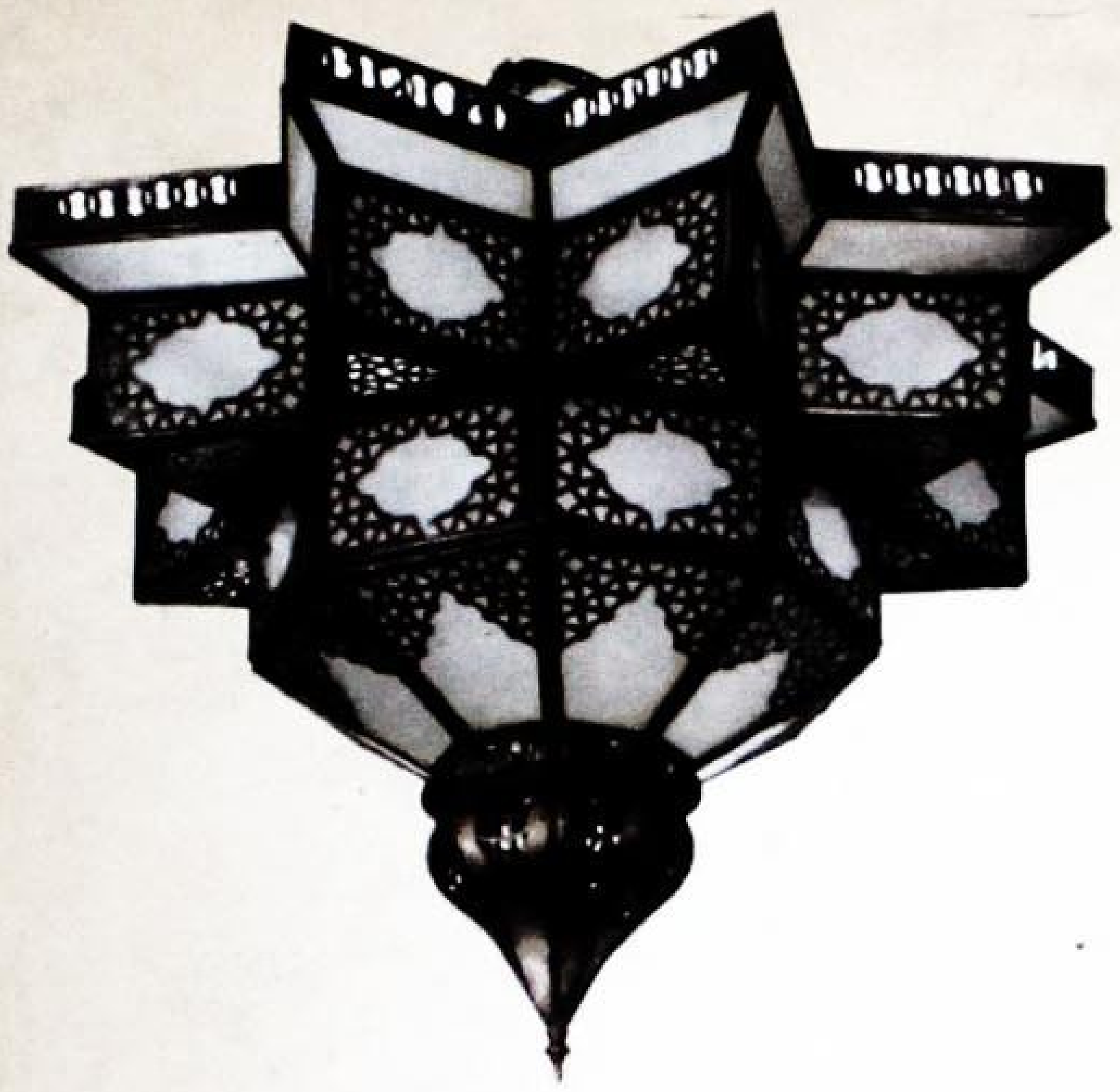

اہل فکر کے لئے یاددہانی

امتیاز احمد

ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

Marfat.com

Marfat.com

وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الاَلْبَابِ

اہلِ فکر کے لئے یاد دہانی

DATA ENTERED

مرتب

امتیاز احمد

(ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مترجم

(ڈاکٹر) حافظ سلمان الفارس

Marfat.com

297-07
678
۱۳۵۰۱۳

اہلِ فکر کے لئے یاد دہانی

مصنف: ....امتیاز احمد
شہریت: ....امریکی
تعلیم: ....ماسٹر آف فلاسفی (لندن)
مقیم: ....مدینہ منورہ

تجربہ:

۱۔ ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج، اسلام آباد، پاکستان
۲۔ پرنسپل اسلامک اسکولز۔ امریکہ
۳۔ جنرل مینیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy International) اسلامی رفاعی ادارہ امریکہ
۴۔ بانی توحید مسجد آف فارمینگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill Michigan) اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit Michigan)
۵۔ مشیر عریبین ایڈوانس سسٹمز، سعودی عرب (Arabian Advanced Systems)

مصنف کا پتہ: ص۔ب: ۴۳۲۱، مدینہ منورہ۔ سعودی عرب
ای میل: easyquranfoundation@yahoo.com
ویب سائٹ: www.easyquranfoundation.com

نوٹ: (۱) آپ اپنے تاثرات بذریعہ ای میل مصنف کو بھیج سکتے ہیں۔
(۲) اس کتاب کی عام اجازت ہے بشرطیکہ اس میں ردوبدل نہ کیا جائے۔

منسٹری آف انفارمیشن سعودی عرب کا اجازت نامہ

امتیاز احمد، ١٤٢٢هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
احمد، امتياز
أهل فكر .../امتياز أحمد-المدينة المنورة، ١٤٢٥هـ
٩٠ص، ٢١سم
١۔ خطبة الجمعة (النص باللغة الأردية)
ديوى: ٢١٣   ١٤٢٥/٢٥٨٠
رقم الايداع: ١٤٢٥/٢٥٨٠
ردمك: X-٩٩٦٠-٤٤-٩٢٢
طابع: دارلنوادر۔ لاہور۔ پاکستان فون: 8898639-300-92+ ای میل: kabir_razi@hotmail.com

Marfat.com

فہرست

مقدمہ ۴

کتاب کا تعارف ۷

ہماری آنکھیں اور کان ۱۲

شاندار تخلیق ۱۹

ذکر اللہ ۲۶

قرآن کریم کی ابتداء اور اختتام ۳۲

حضرت داؤد علیہ السلام ۳۶

ملاقات کے آداب ۴۲

والدین کا احترام ۵۰

سُود ۵۸

نبیوں کے ساتھ لوگوں نے کیا کِیا؟ ۶۴

حضرت سلیمان علیہ السلام ۷۰

ملکۂ سباء ۷۶

حضرت خضر علیہ السلام ۸۲

قیامت کے مناظر ۸۷

قرآن کریم اور اصل توریت کی تعلیمات میں مشابہت ۹۴

مسجدوں کا احترام ۱۰۱

صدقات کی فضیلت ۱۰۸

کامیاب زندگی کے لئے انمول نسخہ ۱۱۲

اسلامی تعلیم کی اہمیت ۱۱۹

Marfat.com

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ اسلام ایک عالمی اور آفاقی دین ہے جو زمان ومکان کی حدود وقیود سے آزاد ہے۔ یہ دین نہ تو کسی خاص عہد یا دور کے لئے نازل ہوا اور نہ اسے کسی مخصوص ملک علاقے یا نسل کے لئے اتارا گیا۔ بلکہ یہ رب العالمین کا بھیجا ہوا دین ہے اور اسے تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے لئے نافذ کیا گیا ہے۔ بقول شاعر

ازل اس کے پیچھے، ابد سامنے
نہ حد اس کے پیچھے نہ حد سامنے

اسلام دین فطرت ہے۔ یہ بنی نوع انسان کی فطری اقدار کا مظہر ہے۔ یہ عالمی اخوت اور بھائی چارے کے اصولوں پر مبنی ہے۔ یہ امن وآشتی کا علمبردار اور صلح ومحبت کا داعی ہے۔

اسلام علم کا حامی اور جہالت کا دشمن ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیائے کرام کو معلم اور مبلغ بنا کر بھیجا۔ اور وہ عمر بھر اسلام کے پرچار اور اس کی اشاعت میں لگے رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اس کی ایک درخشندہ مثال ہیں جنہوں نے ساڑھے نو سو برس کی طویل عمر پائی اور تمام عمر دین اسلام کی تعلیم وتبلیغ میں بسر کر دی۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔ ایک اور جگہ پر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا کہ میں لوگوں کو خلق کی تعلیم دوں اور اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔

گویا اسلام کی اساس اور مسلمان کی میراث علم ہے۔ لیکن یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دور حاضر کا مسلمان اپنی اس عظیم میراث کو گم کر بیٹھا ہے اور مزید کرب کی بات یہ ہے کہ اسے اپنی اس متاع گم گشتہ کا احساس بھی نہیں رہا۔ اور علم کی تحصیل اور تدریس جو فی الحقیقت

Marfat.com

ہمارے لئے ''فرض عین'' کا حکم رکھتی تھی اب شاید ''فرض کفایہ'' بھی نہیں سمجھی جاتی اور دین اسلام کی اشاعت کا فریضہ اب سکڑ سکڑ کر مسجد کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

تاہم غنیمت ہیں وہ معدودے چند اشخاص جو اس گئے گزرے دور میں بھی علم دین کی اشاعت میں سرگرم ہیں اور مادی اقدار اور لادینی شعار کے اس ظلمت کدہ میں دین اسلام کی شمع کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔ ان قابل رشک اور لائق ستائش مسلمانوں میں ہمارے ایک دوست اور دینی بھائی جناب امتیاز احمد صاحب بھی ہیں۔ جو ہمہ وقت قلمی جہاد میں مصروف ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے آپ کو اشاعت دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ وہ عملاً اپنی ذہنی، جسمانی اور مالی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا رہے ہیں۔ امتیاز صاحب کی پہلی کتاب (جو کہ نئے مسلمانوں کی سچی کہانیوں پر مشتمل ہے) سب سے زیادہ مقبول ہوئی اور اب دنیا کی بارہ مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر کروڑوں کی تعداد میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اسی طرح ان کی دوسری کتاب جو ان کی تقاریر دل پذیر کا مجموعہ ہے اور مقبول خلائق بھی وہ انگریزی میں Speeches for an Inquiring Mind اور اردو میں ''شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات'' کے عنوان سے دستیاب ہے۔ اور اس کا ترجمہ بھی مزید زبانوں میں ہو رہا ہے۔ ان کی تیسری کتاب جس کا انگریزی میں ٹائٹل Reminders for People of Understanding ہے۔ اب اردو زبان میں ''اہلِ فکر کے لئے یاد دہانی'' کے عنوان سے شائع ہو رہی ہے۔ اور یہ کتاب بھی پہلی کتابوں کی طرح اپنی افادیت اور جامعیت کے لحاظ سے منفرد ہے۔ اس کتاب کے کل اٹھارہ ابواب ہیں۔ اور ہر باب اپنے اندر ایک نئی فکر اور تازہ سوچ سموئے ہوئے ہے۔ یہ تمام ابواب ہماری معاشرت، معیشت اور ہماری عاقبت کے لئے بے حد ضروری اور اہم ہیں۔

''اہلِ فکر کے لئے یاد دہانی'' اس لحاظ سے بہت جامع اور نفع بخش ہے کہ اس میں انسانی زندگی کے اہم تقاضوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ہمیں مقصد حیات اور حسن اخلاق سے آگاہ کیا گیا ہے اور یہ دینی آگاہی ہمارے اندر عمل پیہم کا ایک نیا جذبہ اور اسلامی اصولوں پر کار بند

Marfat.com

ہونے کا ایک نیا ولولہ پیدا کرتی ہے۔

میں جناب امتیاز صاحب کو اس نہایت ہی مفید کتاب کی تصنیف پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اسی دینی جذبے اور اسلامی ولولے سے اشاعت دین کا کام جاری رکھیں اور اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے توشۂ آخرت جمع کرتے رہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

احقر العباد/ ڈاکٹر اصغر علی شیخ

پروفیسر جامعہ طیبہ، مدینہ منورہ

Marfat.com

کتاب کا تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

غور وفکر کرنے والوں کے لئے یاد دہانی کیوں ضروری ہے۔ غور وفکر کرنے والوں کی کیا خصوصیات ہیں؟

ان سوالوں کا جواب قرآن کریم نے بہترین اور دوٹوک انداز میں دیا ہے۔ سورۃ ص: ۲۹

كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوۡۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۹﴾

(ترجمہ) یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔

کیا ایک عقلمند انسان بھی اہم باتوں کو بھول سکتا ہے؟ جی ہاں۔ سورۃ الذاریات: ۵۵

وَّذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۵﴾

(ترجمہ) اور نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دے گی۔

عقل رکھنے والوں کی کیا خصوصیات ہیں؟ سورۃ الزمر: ۱۸

الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ هَدٰٮهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمۡ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۸﴾

(ترجمہ) جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں۔ پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

عقل رکھنے والوں کی مزید خصوصیات یہ ہیں۔ سورۃ آل عمران: ۱۹۰۔۱۹۱

اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۚ ﴿۱۹۰﴾

الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ

Marfat.com

وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

(ترجمہ) بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور شب وروز کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے میں یقیناً ایسے عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں کے بل یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (پھر بے اختیار بول اٹھتے ہیں) تو ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ پس ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اسی وجہ سے اس بات کو قرآن کریم میں بار بار بیان کیا گیا ہے کہ عقل وخرد والے ہی یاد رکھتے ہیں۔ یعنی اللہ کی نشانیوں کو پہچانتے ہیں اور اُن سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الزمر: ۲۱ میں اللہ یاددہانی کروا رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾

(ترجمہ) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اتارتا ہے پھر اسے چشمے (بنا کر) زمین میں چلاتا ہے، پھر اسی کے ذریعے سے مختلف قسم کی کھیتیاں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں اور آپ انہیں زرد رنگ دیکھتے ہیں پھر انہیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے، اس میں عقلمندوں کے لئے بہت زیادہ نصیحت ہے۔

کیا عقلمندوں کو پہچاننے کی کوئی کسوٹی ہے؟ جی ہاں اس کے لئے تو ضرور ایک پیمانہ ہونا چاہئے۔ عقل والے تو وہی ہیں جو تمام چیزوں کو ربانی ہدایات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی ہی حقیقت میں صحیح اور غلط کی کسوٹی ہے۔

دراصل قرآن کریم ہی صحیح اور غلط کے درمیان فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو فرقان کے نام سے بیان فرمایا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۱۸۵

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

Marfat.com

(ترجمہ) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن کریم اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کے دلائل ہیں۔

اسی طرح سورۃ الفرقان: ۱ کو دیکھئے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ﴿۱﴾

(ترجمہ) بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں کے لئے آگاہ کرنے والا بن جائے۔

آپ یہاں اس بات پر غور کریں کہ لفظ فرقان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سورۃ کا نام فرقان رکھا گیا ہے۔

علاوہ ازیں وہ تمام ہدایتیں جو کسی بھی پیغمبر کو عطا کی گئیں فرقان کہلاتی ہیں۔ کیونکہ تمام آسمانی کتابوں کا نازل کرنے والا ایک ہی ہے اور اللہ کا پیغام چاہے وہ کسی رسول کے ذریعے ہو، وہ ایک ہی ہے۔ اور اس کی روح یکساں ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو جو کچھ دیا گیا تھا اس کو بھی فرقان کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورۃ الانبیاء: ۴۸۔۴۹

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

(ترجمہ) یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے موسیٰ وہارون کو فیصلے کرنے والی نورانی اور پرہیزگاروں کے لئے وعظ و نصیحت والی کتاب عطا فرمائی ہے۔ وہ لوگ جو اپنے ربّ سے بن دیکھے خوف کھاتے ہیں اور قیامت (کے تصور) سے کانپتے رہتے ہیں۔

مجھے کس چیز نے اس کتاب کے لکھنے پر مجبور کیا؟ اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ میری پہلی کتاب Speeches for an Inquiring Mind اللہ کے فضل سے دنیا کے کئی ممالک میں پہنچ چکی ہے۔ بہت سے ممالک مثلاً نائیجریا، برطانیہ اور امریکہ وغیرہ میں بلکہ ہر اس ملک میں جہاں انگلش بولی جاتی ہے اس کتاب کو سراہا گیا ہے۔ درحقیقت آسان انگلش زبان میں عوام کے لئے بہت ہی کم اسلامی لٹریچر دستیاب ہے۔ اس کے برعکس عیسائی لوگ اپنی دلکش

Marfat.com

کتابیں بنا کر گھر گھر فری تقسیم کرتے ہیں۔

میری پہلی کتاب کی مقبولیت نے میری بہت حوصلہ افزائی کی۔ اس کا اردو ترجمہ 'شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

سعودی ہسپتالوں میں کام کرنے والی نرسوں اور ڈاکٹروں نے میری پہلی کتاب سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کتاب نے نہ صرف مسلم ڈاکٹروں اور نرسوں کی اسلامی سوچ کو تقویت دی بلکہ غیر مسلموں کو بھی اسلام سے متعارف کروایا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے بہت ساری نرسوں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور کئی نرسیں اسلام قبول کرنے کے متعلق سوچ رہی ہیں۔ جیسا کہ مدینہ منورہ میں ملک فہد ہسپتال میں ایڈنا (Edna) نامی ایک نرس نے غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی اس کتاب کے تقریباً ایک ہزار نسخے محض اس لئے تقسیم کئے کیونکہ اس نے خود اس کتاب کو بہت مفید پایا۔ آپ کو پڑھ کر خوشی ہوگی کہ ۲۰۰۰ء کے رمضان کے بعد ایڈنا نے مجھے فون پر بتایا کہ اس نے اور اس کی کئی سہیلیوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔

مدینہ منورہ کے مقامی ڈاکٹروں اور نرسوں کی طرف سے مجھ پر بہت دباؤ تھا کہ میں آسان انگلش میں مزید ایک کتاب تیار کروں۔ جو پہلی کتاب کی طرح ہو۔ میں اس سلسلے میں بہت متفکر تھا کیونکہ جو شخص بھی دعوت پیش کرتا ہے اسے اس پر خود بھی عمل پیرا ہونا چاہیے۔ ورنہ یہ داعی کے حق میں مضر ثابت ہوگا۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ان ہی لوگوں کو جہنم میں ڈالے گا جو اپنی نصیحت پر خود عمل پیرا نہیں۔ بہت زیادہ غور وفکر کے بعد میں نے اس کتاب کو تصنیف کیا۔ کیونکہ یہ کتاب سب سے پہلے خود میرے ہی لئے یاد دہانی ہے۔ اللہ سے پوری امید ہے کہ وہ میری اس کاوش کو قبول کریں گے۔ اور مجھے اس کے مطابق چلنے کی توفیق دیں گے۔ اور مجھے اور تمام قارئین کرام کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں داخل فرما دیں گے۔ سورۃ الحدید:۹

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

Marfat.com

بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۝۹

(ترجمہ) وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

علاوہ ازیں میری یہ خواہش بھی تھی کہ اسلامی معاشرے کو سنوارنے کے لئے اخلاق کے بارے میں کچھ لکھوں۔ اس کتاب کے کئی مضامین نے بھی میری اس خواہش کو بھی پورا کردیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور قارئین کرام کو حسن اخلاق عطا فرمادے۔ آمین

امتیاز احمد

اپریل ۲۰۰۴ء — مہاجر مدینہ منورہ

اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
(علامہ اقبال)

Marfat.com

ہماری آنکھیں اور کان

اللہ کی بہت ساری نشانیوں کی طرح ہم اپنی آنکھوں اور کانوں کے عطیہ پر بھی بہت کم غور وفکر اور شکر کرتے ہیں۔ سورۃ الملک: ۲۳

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) کہہ دیجئے کہ وہی (اللہ) جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو۔

نوٹ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ۱۴ سو سال پہلے بتا دیا کہ ماں کے پیٹ میں نوزائیدہ بچے (Embryo) کی تخلیق کے دوران پہلے کان بنتے ہیں پھر آنکھیں۔ سائنس دانوں نے حال ہی میں اس کا ایک بڑی دوربین سے مشاہدہ کیا ہے اور بعض نامور سائنس دانوں نے اس آیت کریمہ کی وجہ سے اسلام قبول کرلیا۔

ہماری یہ بنیادی قوتیں اللہ نے پیدا کی ہیں۔ کیا کبھی ہم نے یہ سوچا ہے کہ اگر یہ صلاحیتیں خدانخواستہ ہم سے چھن جائیں تو کیا ہوگا؟ کیا ہم اپنی آنکھوں اور کانوں کا صحیح استعمال کرتے ہیں؟ کیا ان کے صحیح اور غلط استعمال کی کوئی جواب دہی ہوگی؟ اس طرح کے انتہائی سادہ مگر بہت اہم سوالات ذہن میں پیدا ہوتے ہیں؟

سب سے پہلے تو ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سات مرحلوں میں پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ المؤمنین: ۱۲۔۱۴

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

(ترجمہ) یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ

Marfat.com

میں قرار دے دیا۔ پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

حال ہی میں سائنسدانوں نے جب ان سات مرحلوں کا مشاہدہ کیا جن کو خالق مطلق نے صدیوں پہلے بیان کر دیا تھا تو ان سائنسدانوں کی عقل دنگ رہ گئی اور کانفرنسوں میں کئی مقالے پڑھے۔ مثلاً بچے کی ہڈیاں پہلے بنتی ہیں۔ پھر اس پر گوشت پہنا دیا جاتا ہے۔ لیکن ان مشاہدوں کے باوجود ان میں سے اکثر ہدایت سے بے بہرہ رہے۔ گو چند نے اسلام قبول کر لیا۔

ماں کی بچہ دانی میں انسانی نطفہ کس طرح پروان چڑھتا ہے۔ یہ نطفہ تین اندھیروں سے ڈھکا ہوتا ہے۔ سورۃ الزمر: ۶

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

(ترجمہ) اس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے، پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ نر و مادہ) اتارے وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں، یہی اللہ تعالیٰ تمہارا ربّ ہے اسی کے لئے بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

ان تین اندھیروں سے مراد۔ ۱۔ ماں کا پیٹ، ۲۔ بچہ دانی، ۳۔ بچہ پر لپٹی ہوئی جھلیاں ہیں۔

وہ کون ہے جو نطفہ کے کسی باریک خلیہ کو چن کر کان بناتا ہے؟ اور اس کو نشونما دیتا ہے۔

وہ کونسے خلیات ہیں جن کے ذریعے آنکھ بنتی ہیں؟ یہ سب کون کرتا ہے؟ یہ خلیات کیسے جیتی جاگتی آنکھ یا کان بن جاتے ہیں؟ یہ آنکھ اور کان کیسے اپنے خالق کے پابند ہوتے ہیں؟ اسی بات کو ہم بالفاظ دیگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آنکھ کبھی بھی سننے کے لئے استعمال نہیں کی جا سکتی۔ اور کان کو دیکھنے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ آنکھ اور کان اپنے خالق کے اطاعت گزار ہیں۔

Marfat.com

کیا ہم کو بھی مکمل طور پر اپنے خالق کا پابند اور اطاعت گزار نہیں ہونا چاہیے؟ جس نے ہمیں تمام قسم کی صلاحیتیں دے رکھی ہیں۔ بلکہ ہمیں ان کے استعمال کی آزادی بھی دی اور ان کو استعمال کرنے کی ہدایات بھی دیں۔ سورۃ الانسان: ۲۔۳

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝٢ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝٣

(ترجمہ) بے شک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لئے پیدا کیا اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔ ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا۔

وہ لوگ جو ان آیتوں کو واقعی توجہ سے سنیں گے وہ دل کی آواز سے پکار اٹھیں گے۔ سورۃ آل عمران: ۱۹۳۔۱۹۴

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝١٩٣ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝١٩٤

(ترجمہ) اے ہمارے ربّ! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا با آواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے ربّ پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے ربّ تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

بہت سارے اہل ایمان اللہ کی ہدایات سننے سے غافل ہیں ان کو اللہ کی ان ہدایتوں سے کچھ فیض نہیں ملتا۔ سورۃ الانفال: ۲۰۔۲۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝٢٠ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢١

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اس (کا کہنا ماننے)

Marfat.com

سے روگردانی مت کرو جب کہ تم سنتے ہو۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سنتے (سناتے کچھ) نہیں۔

درحقیقت سننے اور دیکھنے کے چار مراحل ہیں۔ ایک ایسے کلاس روم کا تصور کیجئے جو طلبہ سے بھرا ہوا ہو۔ ایک طالبعلم جو ٹیچر کی بات سن رہا ہو اور لکھی ہوئی ہدایات بھی دیکھ رہا ہو اور اپنی آنکھیں مکمل طور پر کھلی بھی رکھتا ہو۔ مگر اس کا دماغ ادھر اُدھر کی باتوں میں لگا ہوا ہو۔ دوسرا طالبعلم جو سن بھی رہا ہو۔ دیکھ بھی رہا ہو۔ مگر ٹیچر کی ہدایات پر غور وفکر نہ کر رہا ہو۔ تیسرا طالبعلم جو سن بھی رہا ہو۔ دیکھ بھی رہا ہو اور ٹیچر کی ہدایات پر غور وفکر بھی کر رہا ہو۔ مگر ان ہدایات کے مطابق عمل نہ کر رہا ہو اور چوتھا طالبعلم جو سن بھی رہا ہو دیکھ بھی رہا ہو اور ٹیچر کی ہدایات پر غور وفکر بھی کر رہا ہو اور ٹیچر کی ہدایات پر عمل بھی کر رہا ہو کیا یہ چاروں قسم کے طالبعلم برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم ایسا نہ کہو کہ ہم نے سن لیا۔ حالانکہ انہوں نے سنا نہیں۔ اس لئے اللہ کی ہدایات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیں اللہ کی ہدایات کو انتہائی غور سے سننا ہوگا۔ اُن پر غور وخوض کر کے ان کو دلنشین کرنا ہوگا اور پھر ان پر عمل کرنا ہوگا۔ سورۃ ق: ۳۷

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَ ھُوَ شَہِیْدٌ ﴿۳۷﴾

(ترجمہ) اس میں ہر صاحب دل کے لئے عبرت ہے اور اس کے لئے جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو۔

اللہ کی ہدایات دیکھنے اور سننے سے اپنی آنکھوں اور کانوں کو بند کر لینا اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا، یہ ہمارے لئے بہت ہی افسوس ناک ہوگا۔ سورۃ البقرہ: ۱۷۱

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

(ترجمہ) کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، انہیں عقل نہیں۔ سورۃ

Marfat.com

الاعراف:۱۷۹

وَ لَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَہَنَّمَ کَثِیۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ ۫ۖ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اٰذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ بِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ہُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾

(ترجمہ) اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں، جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ (ان سے بھی) بدترین گمراہ ہیں کیونکہ یہ غفلت کرنے والے لوگ ہیں۔ سورۃ الاعراف:۱۸۲

وَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۲﴾ۚ

(ترجمہ) اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو بتدریج (گرفت میں) لئے جارہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔

ایک آدمی سیدھے راستے سے اسی وقت بھٹکتا ہے جب اس کی فضول تمنائیں اس پر غالب آجاتی ہیں۔ سورۃ الجاثیہ: ۲۳

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰىہُ وَ اَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمۡعِہٖ وَ قَلۡبِہٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً ؕ فَمَنۡ یَّہۡدِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰہِ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کردیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔ تم نصیحت کیوں حاصل نہیں کرتے۔

ایک مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی آنکھ اور کان کا صحیح استعمال کرے۔ اگر ان دونوں کا استعمال اللہ کی ہدایات سے ہٹ کر کیا جائے گا تو اللہ اس پر ضرور گرفت کرے گا۔ اور سزا دے گا۔ سورۃ الاسراء:۳۶

Marfat.com

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾

(ترجمہ) ایسی بات کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ بے شک کان، آنکھ اور مرکز حواس یعنی دل ودماغ ان سب کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی۔

حقیقت میں آنکھ اور کان اور دیگر اعضاء اللہ کی طرف سے ہم پر نگہبان یا سیکورٹی گارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہ کی حیثیت سے کھڑے ہو جائیں گے۔ سورۃ فصلت: ۲۰۔ ۲۳

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَآ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے لئے اعمال کی گواہی دیں گی۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی، وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اس نے تمہیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم (اپنی بداعمالیاں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے تھے کہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے نہ تمہارے کان اور نہ ہی تمہاری آنکھیں اور نہ ہی تمہاری جلدیں بلکہ تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے۔ تمہاری اس بدگمانی نے جو تم نے اپنے ربّ سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا پس تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آنکھوں اور کانوں کو صرف اور صرف اچھے کاموں کے

Marfat.com

لئے استعمال کریں اور ہم ان خداداد نعمتوں کے ذریعے اپنے خالق کی شکرگزاری کریں اور اس کو مزید جاننے اور پہچاننے کی کوشش کریں۔ جس نے ہمیں ایسی اعلیٰ نعمتیں عطا فرمائیں۔

اہم یاددہانی

واضح ہو کہ بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرمائیں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں ۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں

نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔
۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔
۳۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔
۴۔ سجدے کے درمیان پاؤں زمین پر جمے رہیں۔
۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگا رکھیں۔
۶۔ سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہئیں (مسلم)
۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

Marfat.com

شاندار تخلیق

ایک روز میں سورۃ المومن کی درج ذیل آیت کریمہ پڑھ رہا تھا۔ سورۃ المومن: ۵۷

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(ترجمہ) آسمان وزمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔

میں یہ جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے۔ انسانی جسم میں بہت سارے نظام ہیں جو ایک دوسرے سے مل جل کر اور باہمی تعاون سے رواں دواں ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی جسم ایک چھوٹی سی کائنات ہے۔ جس کا مکمل احاطہ ہماری پہنچ سے باہر ہے۔

درج بالا آیت کے ذریعے مجھ پر یہ بات بھی آشکارا ہوئی کہ زمین وآسمان کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بھی زیادہ عظیم ہے۔ اس کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار نشانیاں رکھی ہیں اور روز مرہ کی زندگی میں ہم ان نشانیوں سے گزرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان نشانیوں پر توجہ نہیں دیتے۔ گو ان میں ہمارے لئے رہنمائی اور ہدایت ہوتی ہے۔ سورۃ ق ۶۔۱۱

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَ اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝

(ترجمہ) کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے اور زینت دی ہے اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اور زمین کو ہم نے بچھا دیا ہے اور اس میں ہم

Marfat.com

نے پہاڑ ڈال دیئے ہیں اور اس میں ہم نے قسم قسم کی خوشنما چیزیں اُگا دی ہیں۔ تاکہ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بینائی اور دانائی کا ذریعہ ہو۔ اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا اور اس سے باغات اور کٹنے والے کھیت کے غلے پیدا کئے۔ اور کھجوروں کے بلند وبالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں۔ یہ انتظام ہے بندوں کی روزی کے لئے۔ اور ہم اس پانی کے ذریعے مردہ زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ اسی طرح (مرے ہوئے انسانوں کا زمین سے) نکلنا ہوگا۔

اسی طرح سورۃ یٰسین: ۳۳۔۴۰ میں اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۚۖ اَحْیَیْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ۙ﴿۳۴﴾ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۙ﴿۳۷﴾ وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿ؕ۳۸﴾ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾

(ترجمہ) اور ان کے لئے ایک نشانی (خشک) زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کر دیا اور اس سے غلہ نکالا جس میں سے وہ کھاتے ہیں۔ اور ہم نے اس میں کھجوروں کے اور انگور کے باغات پیدا کر دیے اور جن میں ہم نے چشمے بھی جاری کر دیئے ہیں۔ تاکہ (لوگ) اس کے پھل کھائیں، اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔ پھر کیوں شکر گزاری نہیں کرتے۔ وہ پاک ذات ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے خواہ وہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہوں، خواہ خود ان کے نفوس ہوں خواہ وہ (چیزیں) ہوں جنہیں یہ جانتے بھی نہیں۔ اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو کھینچ دیتے ہیں تو وہ یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج کے لئے جو مقررہ راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے۔ یہ نظام ایک زبردست اور علیم ہستی کا

Marfat.com

بنایا ہوا ہے۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے، اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ البقرہ: ۱۶۴

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

(ترجمہ) آسمان اور زمین کی پیدائش، رات دن کے بدلتے رہنے میں، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلمندوں کے لئے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

کون ہے جو اللہ کے بنائے ہوئے نظام کی طرح کوئی دوسرا نظام پیدا کر سکتا ہے۔
دیکھئے سورۃ لقمان: ۱۰۔۱۱

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقٰى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾
هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَأَرُوْنِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾

(ترجمہ) اسی نے آسمان کو بغیر ستون کے پیدا کیا تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تا کہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دئے۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں سے ہر قسم کے نفیس جوڑے اگا دیئے۔ یہ ہے اللہ کی تخلیق۔ اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی تخلیق تو دکھاؤ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

Marfat.com

اللہ کی تخلیق ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ سورۃ الملک: ۳۔۴

الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾

(ترجمہ) جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (تو اے دیکھنے والے) اللہ رحمن کی پیدائش میں کوئی خلل نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی نظر آرہا ہے۔ پھر دوڑاؤ نظر بار بار تیری نگاہ تیری طرف ذلیل (وعاجز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔

اسی طرح دن اور رات کی پیدائش اور ان کا بدلتے رہنا ہر انسان دیکھتا رہتا ہے۔ مگر اس کو انسان روزمرہ کی چیز سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ سورۃ القصص: ۷۱۔۷۳

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمُ الَّیۡلَ سَرۡمَدًا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ مَنۡ اِلٰهٌ غَیۡرُ اللّٰهِ یَاۡتِیۡکُمۡ بِضِیَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسۡمَعُوۡنَ ﴿۷۱﴾ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمُ النَّهَارَ سَرۡمَدًا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ مَنۡ اِلٰهٌ غَیۡرُ اللّٰهِ یَاۡتِیۡکُمۡ بِلَیۡلٍ تَسۡکُنُوۡنَ فِیۡهِ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ مِنۡ رَّحۡمَتِهٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡهِ وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾

(ترجمہ) کہہ دیجئے! کہ دیکھو تو سہی اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ رات کو رہنے دے قیامت تک کے لئے۔ تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ یہ بھی بتا دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت تک کے لئے دن ہی دن رکھے تو بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے؟ جس میں تم آرام حاصل کرو، کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ اسی نے تو تمہارے لئے اپنے فضل و کرم سے دن رات مقرر کر دیئے ہیں کہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اس کی بھیجی ہوئی روزی تلاش کرو، یہ اس لئے کہ تم شکر گزار بنو۔

اسی بات کو مزید سورۃ الانعام: ۹۶۔۹۷ میں بیان کیا ہے۔

۱۲۵۰۱۳

Marfat.com

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّالشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۹۶﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

(ترجمہ) وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا ہے اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔ یہ ٹھرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے۔ اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں بھی راستہ معلوم کرسکو۔ بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو خبر رکھتے ہیں۔

پھر اللہ نے بتایا کہ سبزیاں اور پھل کیسے پیدا ہوئے ہیں۔ سورۃ الانعام: ۹۵

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ دانہ کو اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے، وہ جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے اور وہ بے جان کو جاندار سے نکالنے والا ہے۔ یہ ہے تمہارا اللہ، سو تم کہاں الٹے چلے جارہے ہو۔

اسی طرح دیکھئے۔ سورۃ الانعام: ۹۹

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾

(ترجمہ) وہی اللہ ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس کے ذریعے ہر قسم کے نباتات اگائے اور اس سے سبز کھیت نکالتے ہیں اور اس سے دانہ تہ بہ تہ۔ اور کھجور کے درختوں میں سے اس کے خوشوں کے گچھے جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور

Marfat.com

زیتون اور انار کے بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور کچھ خصوصیات میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے۔ ہر ایک کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کی کیفیت کو دیکھو ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

بلاشبہ زمین اور آسمان کی تخلیق انسان کی تخلیق سے زیادہ عظیم ہے۔ زمین و آسمان کی عظیم تخلیق ہم کو اور زیادہ قائل کرتی ہیں۔ کہ جس ذات نے اس عظیم الشان کائنات کو پیدا کیا۔ وہی ذات یقینا بوسیدہ ہڈیوں اور کھائے ہوئے گوشت سے انسان کی نہایت آسانی سے دوبارہ پیدا کرسکتی ہے۔ سورۃ الاسراء: ۴۹۔۵۱

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾

(ترجمہ) انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور (مٹی ہوکر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے پھر دوبارہ اٹھا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔ جواب دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا کوئی اور ایسی خلقت جو تمہارے دلوں میں بہت ہی سخت معلوم ہو، پھر وہ یہ پوچھیں گے کہ کون ہے جو دوبارہ ہماری زندگی لوٹائے؟ آپ جواب دے دیں کہ وہی جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے (وہی دوبارہ پیدا کرے گا) یہ سن کر وہ تمہیں سر ہلا کر مذاق اڑاتے ہوئے کہیں گے لیکن یہ کب ہوگا۔ اے نبی تم کہہ دو یہ بہت جلد ہو سکتا ہے۔

اسی بات کو سورۃ الاحقاف: ۳۳ میں زیادہ دوٹوک انداز میں کہا گیا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

(ترجمہ) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے وہ نہ تھکا، وہ یقینا مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ کیوں نہ ہوں؟ وہ یقینا ہر چیز

Marfat.com

پر قادر ہے۔

پس زمین و آسمان کی تخلیق قابل صد ستائش ہے۔ اس تخلیق پر غور وخوض کرنے سے انسان کے مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کئے جانے پر یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کے خاتمے پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کا ذکر کرنا بہت مناسب ہوگا۔ سورۃ الجاثیہ: ۳۶۔۳۷

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۠ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾

(ترجمہ) سو تمام حمد وشکر اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین اور تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ تمام (بزرگی اور) بڑائی آسمانوں اور زمین میں اسی کی ہے اور وہ ہے زبردست اور حکمت والا۔

ائمہ کرام مسجد الحرام۔ مکہ مکرمہ (۲۰۱۰ء)

۱۔ الشیخ / محمد بن عبداللہ السبیل۔ چیئرمین امور حرمین شریف۔

۲۔ الشیخ / صالح بن حیدر رئیس مجلس شوری۔

۳۔ الشیخ / صالح بن آل طالب۔ جج ہائی کورٹ۔ مکہ مکرمہ۔

۴۔ الشیخ ڈاکٹر / سعود بن ابراہیم الشریم (جج ہائی کورٹ۔ مکہ مکرمہ۔ ریٹائرڈ)۔

۵۔ الشیخ ڈاکٹر / عبدالرحمن بن عبدالعزیز السدیس۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۶۔ الشیخ ڈاکٹر / اسامہ بن عبداللہ خیاط۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۷۔ الشیخ ڈاکٹر / ماہر المعیقل۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۸۔ الشیخ ڈاکٹر / عواد بن عبداللہ الجہنی۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۹۔ الشیخ ڈاکٹر / فیصل الغزاوی۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۱۰۔ الشیخ ڈاکٹر۔ خالد الغامدی۔ پروفیسر جامع اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

Marfat.com

ذکر اللہ

اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے۔ (۱) شہادت، (۲) صلوٰۃ، (۳) صوم (روزہ)، (۴) زکوٰۃ، (۵) حج

ان تمام عبادات کے لئے معینہ وقت، مقررہ قواعد وضوابط اور مخصوص شرائط ہیں۔ اللہ نے فرض عبادتوں کی حد متعین کردی ہے۔ فرض روزہ صرف رمضان کے مہینہ میں ہوتا ہے۔ زکوٰۃ ہر سال ایک مرتبہ دی جاتی ہے۔ اگر انسان بدنی اور مالی استطاعت رکھتا ہو تو زندگی بھر میں ایک مرتبہ اس پر حج کرنا فرض ہے۔ قرآن نے کبھی ان عبادات کی کثرت سے ادائیگی پر زور نہیں دیا ہے۔ اس کے برعکس اللہ کی یاد یا اس کا ذکر کرنے کے لئے کسی خاص وقت کی قید نہیں ہے۔ کسی مخصوص جگہ جانا ضروری نہیں ہے۔ نہ ہی اس کے لئے کوئی بہت مشکل اصول وضوابط ہیں۔ اللہ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے یا لیٹے ہوئے کرسکتے ہیں۔ اس کے لئے وضو کی بھی شرط نہیں ہے۔ گھر میں مقیم ہوں یا سفر میں ہوں اللہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ صحت ہو یا مرض ہمیں ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب: ۴۱ میں کہتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿۴۱﴾

(ترجمہ) مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔

پس ہر ایک ایمان والے کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے ذکر میں مصروف ومشغول رہے۔ سورۃ الاحزاب: ۳۵

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿۳۵﴾

Marfat.com

(ترجمہ) بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں راست باز مرد اور راست باز عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان تمام کے لئے اللہ نے مغفرت کا وعدہ کیا ہے اور ان کو بہت بڑا اجر دے گا۔

اللہ تعالیٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر تم جنگ کر رہے ہو تو دشمنوں سے مڈبھیڑ کے دوران بھی اللہ کا ذکر نہ بھولو۔ بلکہ بکثرت اللہ کو یاد کرتے رہو۔ اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔ سورۃ الانفال: ۴۵

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام میں بہت سارے فرائض اور واجبات ہیں۔ براہ کرم مجھے کوئی ایسی آسان اور سادہ چیز بتا دیں جسے میں زیادہ سے زیادہ کرسکوں بلکہ اسکو لازم پکڑ لوں۔ جواباً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ''تم اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھو (یعنی ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے رہا کرو)''۔ مسند احمد

حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ تم اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ کی یاد میں مصروف رکھو۔ ایسا ظاہر ہو کہ تم اللہ کے ذکر کے لئے انتہائی حریص ہو۔ اور ذکر کرنے کا گویا تم کو جنون ہے۔

نماز کے بعد قرآن کی تلاوت اللہ کے ذکر کی سب سے اونچی اور بہترین شکل ہے۔ سورۃ الزمر: ۲۳

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ

Marfat.com

يَّشَآءُ ۭ وَ مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے، جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے ربّ کا خوف رکھتے ہیں، آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے ذریعہ جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔

وہ لوگ جو اللہ کے ذکر سے غافل ہیں وہ اپنا بہت بڑا نقصان کر رہے ہیں۔ سورۃ الزخرف: ۳۶۔۳۸

وَ مَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَيِّضۡ لَهٗ شَيۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيۡنٌ ﴿۳۶﴾ وَ اِنَّهُمۡ لَيَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيۡتَ بَيۡنِىۡ وَ بَيۡنَكَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَيۡنِ فَبِئۡسَ الۡقَرِيۡنُ ﴿۳۸﴾

(ترجمہ) اور جو شخص رحمن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔ اور وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ وہ جب ہمارے پاس آئے گا کہے گا کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی (تو) بڑا برا ساتھی ہے۔

اسی طرح سورۃ المائدہ: ۹۱ میں کہا گیا ہے۔

اِنَّمَا يُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّوۡقِعَ بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِى الۡخَمۡرِ وَ الۡمَيۡسِرِ وَيَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴿۹۱﴾

(ترجمہ) شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرا دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آجاؤ۔

سورۃ المنافقون: ۹ میں اللہ تعالیٰ تنبیہ فرماتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنۡ يَّفۡعَلۡ

Marfat.com

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹

(ترجمہ) اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار لوگ ہیں۔

درحقیقت سچے مومن وہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی رنگینی اللہ کے ذکر سے روک نہیں سکتی۔

سورۃ النور: ۳۷

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۝۳۷

(ترجمہ) ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔

حضرت ابودرداءؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو مخاطب فرما کر کہا۔ ”کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو تمام اعمال سے بڑھ کر ہے۔ جو اللہ کے یہاں قابل قبول ہے اور تمہارے درجات کو بڑھاتی ہے۔ اگر تم اپنے پاس موجود تمام سونا اور چاندی بھی خرچ کر دو تو اس کا اجر اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اور اس عمل کا اجر دشمنوں سے لڑنے سے بھی زیادہ ہے۔ جبکہ لڑنے میں وہ تم کو مارنا چاہتے ہیں اور تم ان کو مارنا چاہتے ہو۔ یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ فرمایئے وہ کونسا کام ہے۔ آپ ﷺ نے کہا ”اللہ کا ذکر۔“ یاد رکھئے اس حدیث میں دشمن سے جہاد وقتال کرنے سے گریز کرنے کی تلقین نہیں ہے بلکہ جیسا کہ اوپر سورۃ الانفال آیت نمبر ۴۵ میں آچکا ہے کہ قتال کے دوران ذکر کو نہ چھوڑو اس کا دوگنا ثواب ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا میں اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ جو مجھے کسی مجلس میں یاد کرے گا میں اسے ایسی مجلس میں یاد کروں گا (یعنی فرشتوں کی مجلس میں اس کا ذکر کروں گا) جو اس کی مجلس سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

اگر ہم مستقل طور پر زیادہ سے زیادہ اللہ کے ذکر میں مصروف رہیں گے تو اس کے

Marfat.com

بہترین اثرات نمودار ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آپ کی اہلیہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھوں پر چکی چلاتے چلاتے گٹے پڑ گئے تھے۔ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کے پاس گئیں تا کہ ان کو غلام کے طور پر ایک قیدی کے لئے عرض کریں۔ لیکن آپ ﷺ گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اپنے آنے کی غرض بتا دی۔ حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ حضرت فاطمہؓ غلام مانگ رہی ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر آئے۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ ہم دونوں (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ) لیٹے ہوئے تھے۔ ہم جلدی سے اٹھنے لگے۔ آپ ﷺ نے کہا جس حالت میں ہیں ویسے ہی رہو پھر آپ ﷺ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ میں ان کے پیروں کی ٹھنڈک محسوس کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے کہا۔ ''میں تم کو ایسی چیز بتاتا ہوں جو ایک غلام سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ جب تم بستر پر لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ پڑھو، الحمد اللہ ۳۳ مرتبہ پڑھو اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھو۔ یہ تمہارے لئے غلام سے زیادہ بہتر ہے۔'' (بخاری)

امام تیمیہؒ کہتے ہیں۔ جو کوئی سوتے وقت ان کلمات کو پڑھے وہ کبھی بھی تھکان یا سستی محسوس نہ کرے گا۔

مندرجہ بالا حدیث سے ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مشکلات اور پریشانیوں میں صبر کرنا چاہئے اور اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی کو نصیحت کی تھی۔

اسی طرح کی ایک حدیث ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مفلس مسلمان آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ ہم عبادت کرتے ہیں اور بالکل اسی طرح امیر لوگ بھی عبادت کرتے ہیں۔ ہم روزہ رکھتے ہیں اور بالکل اسی طرح امیر لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں۔ وہ امیر ہونے کی وجہ سے حج وعمرہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ہم غریب لوگ نہیں کر پاتے۔ اس طرح وہ بھلائی اور نیکی میں ہمیشہ ہم سے آگے نکل جاتے ہیں۔ یہ غرباء کے لئے پریشان کن ہے کہ وہ اجر وثواب میں امیروں سے آگے نہیں نکل سکتے۔ ان کو

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے کہا کیا تم کو ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے تم اجر وثواب کے لئے اپنے امیر بھائیوں کے برابر ہو جاؤ بلکہ ان سے سبقت لے جاؤ گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس مقصد کے لئے تم کو ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہِ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنا ہوگا۔ (بخاری)

اللہ کا ذکر ہی دلوں کو جلاء اور سکون بخشتا ہے۔ سورۃ الرعد: ۲۸

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴿۲۸﴾

(ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل سے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کریں۔

اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اے اللہ میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں تیرا شکر ادا کروں اور ہر ممکن طریقہ پر تیری بہتر سے بہتر عبادت کر سکوں۔

اللہ کے ذکر کا سب سے بہترین طریقہ کیا ہے؟ اس کا جواب اللہ نے خود قرآن میں دیا ہے۔ سورۃ الاعراف: ۲۰۵

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

(ترجمہ) اور اے شخص! اپنے ربّ کو یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں سے مت ہونا۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو کثرت سے ذکر کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔

آمین

Marfat.com

قرآن کریم کی ابتداء اور اختتام

قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں ہم اللہ کی تعریف سے شروع کرتے ہیں، اور حقیقت یہی ہے کہ ہر کام اللہ کی تعریف سے ہی شروع ہونا چاہئے۔ اس سورۃ میں ہم اللہ سے دو چیزیں مانگتے ہیں۔ (۱) ہر کام میں اللہ کی مدد (۲) سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت اور توفیق۔ یہ دونوں چیزیں دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لئے بہت ضروری ہیں۔ ان دونوں چیزوں کو پانے کی جب بندہ کوشش کرتا ہے تو شیطان اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ شیطان اس کے لئے دو طریقے اپناتا ہے۔ (۱) نیک بندوں کے خلاف منصوبہ بندی کرتا ہے اور چالیں چلتا ہے۔ (۲) دلوں میں برائی کے وسوسے ڈالتا ہے۔ سورۃ یوسف:۵

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

(ترجمہ) یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

شیطان کی منصوبہ بندی کی مزید تفصیل یہ ہے۔ سورۃ ص: ۸۲۔۸۳

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

(ترجمہ) اس (شیطان) نے کہا سو تیری عزت کی قسم ہے میں ان سب کو بہکا کر رہوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے (اپنے لئے) خاص کر لیا ہے۔

اللہ نے ہمیں شیطان سے لڑنے کے لئے بہت ہی طاقتور چیزیں دی ہیں۔ بلکہ یہ بھی بتایا کہ اس کے چیلوں سے ہم کیسے مقابلہ کریں۔ یہ ہمیں قرآن کی دو آخری سورتوں میں ملے گا۔

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ان دو سورتوں میں لوگوں کے لئے بہت فائدے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں جادو کا اثر زائل کرتی ہیں اور بہت ساری بدنی اور روحانی بیماریوں کو ٹھیک کرتی ہیں۔ جادو ایسی تکلیف اور مصیبت ہے کہ رسول اکرم ﷺ بھی اس سے متاثر ہو گئے تھے۔

Marfat.com

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک مشرک نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کردیا تھا۔ نتیجتاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوگئے۔ اس بیماری کی کیفیت یہ تھی کہ آپ سوچتے کہ کوئی کام کر چکے ہیں حالانکہ نہ کر چکے ہوتے۔ یہاں تک کہ آپ بہت زیادہ بھولنے لگے۔ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو کہا کہ اللہ نے مجھے بیماری کی وجہ بتا دی ہے۔ ایک دن میں خواب دیکھ رہا تھا کہ دو فرشتے دو آدمیوں کی شکل میں میرے پاس آئے۔ ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ سر کے قریب والے نے دوسرے سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کونسی بیماری ہے دوسرے نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب ملا لبید ابن اعصم نے کیا ہے۔ جو مشرک تھا۔ اور یہودیوں کا دوست تھا۔ پہلے نے پھر پوچھا کہ جادو اس نے کس طرح کیا ہے۔ جواب ملا کنگھی اور کنگھی کے دندانوں کے ذریعے۔ پہلے نے پھر پوچھا کہ کنگھی کہاں ہے۔ جواب ملا کنگھی کسی چیز میں لپٹی ہوئی ہے اور ایک کنویں میں کسی پتھر کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ اس کنویں کا نام ذروان ہے۔

ابن کثیر نے امام ثعلبی سے نقل کیا کہ اس کنگھی میں دھاگہ تھا جس میں گیارہ گانٹھیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے معوذتین میں اسی لئے گیارہ آیتیں نازل کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آیت پڑھ کر ایک گانٹھ کھولی۔ اس طرح دونوں سورتوں کو پڑھ لیا اور تمام گانٹھیں کھلتی گئیں۔ تمام گانٹھوں کے کھلتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل طور پر صحت یاب ہوگئے۔

امام مالکؒ نے اپنی کتاب موطاء میں نقل کیا ہے کہ جب کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے آپ ان ہی دو سورتوں کو پڑھا کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھوں پر پھونک کر اپنے جسم مبارک پر پھیر لیا کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری بیماری کی شدت کے دوران حضرت عائشہؓ یہ دونوں سورتیں پڑھتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر پھونک دیا کرتیں پھر آپ اپنے ہاتھوں کو اپنے بدن اطہر پر پھیر لیا کرتے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی چیز نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ دنیا کی

Marfat.com

ہر قسم کی برائی اور خطروں سے بچنے کے لئے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مکمل حفاظت میں آ جائیں۔ اور اس کی امان حاصل کریں۔ اس کے لئے ہمیں نیک عمل کرتے رہنا چاہئے۔ سورۃ الفلق ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ سکتے ہیں۔ اور دنیا کی تمام برائیوں اور شیطانوں سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ الناس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کی امان میں جا سکتے ہیں۔ خصوصاً ان مصیبتوں سے بچ کر جو ہماری روحانی صحت پر اثر ڈالتی ہے۔

سورۃ الفلق میں ہمیں تین طرح کی چیزوں کی برائی سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(الف) رات کی برائی سے جب اندھیرا چھا جاتا ہے۔ کیونکہ رات کے اندھیرے میں جن شیطان نقصان دہ جانور کیڑے مکوڑے چور اچکے آزاد ہوتے ہیں اور ہمارے دشمنوں کو کام کرنے کا اچھا موقع مل جاتا ہے۔ اسی طرح جادو رات میں زیادہ اثر کرتا ہے۔ اجالے میں جادو کا اثر کم ہو جاتا ہے۔

(ب) ایسے جادوگروں کے شر سے جو گانٹھ میں پھونکتے ہیں۔

(ج) حسد کرنے والے کے حسد سے۔

بہت سارے لوگ دوسرے لوگوں کی کامیابی پر جلتے ہیں اور حسد کرتے ہیں۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سے حسد کیا۔

سورۃ الفلق کی تلاوت اوپر بیان کردہ تمام برائیوں سے ہمیں بچاتی ہے۔ حضرت عقبہ ابن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا پچھلی رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل کی گئیں جن کی مثل کبھی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ یعنی معوذتین۔

عقبہ بن عامرؓ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کہا (جبکہ ہم دونوں سفر کر رہے تھے) کہ کیا تم دو انتہائی اہم اور خاص سورتیں سیکھنا چاہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معوذتین سکھائیں۔ اسی روز آپ نے مغرب میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت بھی فرمائی اور حکم دیا جب تم سونے لگو اور اٹھنے لگو تو یہ دونوں سورتیں

Marfat.com

پڑھ لیا کرو۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

علامہ ابن کثیر بیان فرماتے ہیں کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور شیطان انسان کے سامنے گناہ کو سجا کر پیش کرتا ہے تاکہ آدمی اس گناہ کی طرف راغب ہو۔ اگر شیطان اپنے مقصد میں ناکام ہو جائے تو وہ انسان کو اپنی عبادات پر فخر اور نمائش کے طور پر ادا کرنے پر اکساتا ہے۔ اسی طرح شیطان علماء کے علم کے بارے میں ان کے دلوں میں وسوسے پیدا کر دیتا ہے۔ اور یوں وہ انسان کی روحانیت کو برباد کر دیتا ہے۔ اللہ ہی وہ ذات ہے جو ہمیں شیطان کے ان تمام ہتھکنڈوں سے بچا سکتی ہے۔ سورۃ الناس کی تلاوت ہمیں شیطان کے خلاف اللہ کی امان دلاتی ہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں اپنی اہلیہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ ایک گلی سے گذر رہا تھا۔ راستے میں دو صحابیوں سے ملاقات ہوگئی میں رک گیا اور دونوں سے کہا کہ یہ میری بیوی صفیہؓ ہے۔ یہ سن کر دونوں کہنے لگے اے ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم آپ کے بارے میں کوئی غلط بات سوچ سکتے ہیں۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیطان میرے بارے میں بھی تمہارے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کر سکتا ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی شک وشبہ والی بات کو ہمیں اپنے ساتھیوں میں رفع دفع کرتے رہنا چاہیے۔ تاکہ ہمارے دلوں میں دوسروں کے متعلق غلط فہمیاں جنم نہ لے سکیں۔ اس طرح سے ہم ہر شیطان کو شکست دے سکتے ہیں۔

معوذتین شیطان کے خلاف ہمارے لئے ڈھال کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ ہمیں تمام جسمانی اور روحانی خطرات وآفات سے بچاتی ہیں۔ اس طرح قرآن حکیم کی ابتدائی اور آخری آیات دونوں ہمارے لئے باعثِ خیر وبرکت اور موجب نجات ہیں۔

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آسمانی کتاب زبور عطا کی تھی۔ زبور میں بنیادی تعلیم توریت میں دی گئی تعلیم کے ہی مطابق تھی۔

اس طرح زبور کے ذریعے حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو پھر سے لوگوں تک پہنچایا۔ گویا آپ کی تعلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا تکملہ تھیں۔ زبور منظوم شکل میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے علاوہ شام، عراق، فلسطین، اردن اور آس پاس کے ممالک پر حکومت بھی عطا کی۔ سورۃ ص: ۲۰

وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

(ترجمہ) اور ہم نے حضرت داؤد کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا۔ اور انہیں حکمت دی تھی اور بات کا فیصلہ کرنا سکھایا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام ایک بہترین مقرر تھے۔ آپؑ کا خطاب دلوں کو مسحور کر دیتا۔ آپؑ انتہائی موثر آسان اور سمجھ میں آنے والے انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ خواہ کوئی کتنا ہی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کیوں نہ ہو آپؑ اس کا ایسا حل بیان فرماتے جو کہ عین عدل وانصاف پر مبنی ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت سارے معجزات دئے تھے۔ وہ اکثر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپؑ کی آواز ایسی تھی کہ نہ صرف انسان بلکہ پرند، چرند، جانور، اور جنات یہاں تک کہ پہاڑ جھومنے لگتے۔ اور آپؑ کے ساتھ تسبیح خوانی کرتے۔ یہ بات قرآن میں تین جگہ بتائی گئی ہے۔ سورۃ ص: ۱۸۔۱۹

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾

Marfat.com

(ترجمہ) ہم نے پہاڑوں کو اس (علیہ السلام) کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں۔ اور پرندوں کو بھی جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیر۔

سورۃ سباء: ۱۰

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۘ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾

(ترجمہ) اور ہم نے داؤد علیہ السلام پر اپنا فضل کیا، اے پہاڑو! اس کے ساتھ رغبت سے تسبیح پڑھا کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم ہے) اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کر دیا۔

سورۃ انبیاء: ۷۹

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

(ترجمہ) ہم نے اس کا صحیح فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا۔ ہاں ہر ایک کو ہم نے حکم و علم دے رکھا تھا اور داؤد علیہ السلام کے تابع ہم نے پہاڑ کر دیئے تھے جو تسبیح کرتے تھے اور پرند بھی۔ اور یہ سب ہم کیا کرتے تھے۔ (یعنی اللہ کے حکم سے ہوتا تھا)

آپ کو شاید یہ پڑھ کر حیرت ہوئی ہوگی کہ پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ گایا کرتے تھے۔ ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اللہ نے پوری کائنات کے ذرہ ذرہ کو پیدا کیا ہے۔ اور ہر ذرہ اللہ کا فرمانبردار ہے اور اس کی تعریف و تسبیح کر رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اس زبان کو سمجھ نہیں پاتے۔ سورۃ الاسراء: ۴۴

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

(ترجمہ) ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ جانور پرند اور جنات بلکہ پہاڑ

Marfat.com

عبادت اور تسبیح میں شامل ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے کئی معجزات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عطا کئے تھے مثلاً کنکریاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شہادت کا اقرار کرتی تھیں۔ اور اسی طرح جانور بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت کرتے تھے۔ علاوہ ازیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں ایک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر ایک منبر آپ کے لئے بنا دیا گیا۔ جس پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دینے لگے۔ صحابہ کرام نے دیکھا کہ کھجور کا وہ خشک تنا آپ کی جدائی کی وجہ سے رونے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دلاسا دینے کے لئے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تو اس درخت نے رونا بند کر دیا۔ آج اس درخت کی جگہ ایک ستون بنا دیا گیا ہے۔ جو مسجد نبوی میں موجود ہے۔ اس پر استوانہ مخلقہ لکھا ہے۔

جناب شیخ جلال الدین السیوطی نے خصائص الکبریٰ میں لکھا ہے کہ گو کنکریاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہر وقت بیان کرتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزے کے طور پر صحابہ کرامؓ کو دکھایا کہ جب کنکریاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی میں ہوتیں تو صحابہ کرامؓ ان کنکریوں کا تسبیح بیان کرنا اپنے کانوں سے سن سکتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم کھانا اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ اور ہم نے بارہا کھانے کو اللہ کی تسبیح کرتے سنا تھا۔ (بخاری)

حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا "مکہ میں ایک پتھر تھا، جو میرے نبی بننے سے پہلے بھی مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ میرے نبی ہونے کے بعد بھی اس کا یہی معمول تھا۔ اسے آج بھی میں جانتا ہوں۔" (مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن، درخت اور پتھر اذان سنتے ہیں اور وہ قیامت کے دن مؤذن کے بلانے کی شہادت دیں گے۔

اس طرح یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ صرف پہاڑ ہی نہیں بلکہ ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے حاکم وقت ہوتے ہوئے بھی اپنی حکومت کے خزانے سے کبھی نہ اپنے لئے نہ اپنے خاندان کے لئے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے کام

Marfat.com

اور صنعت کاری کرتے اور اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرتے۔ وہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ میری محنت و مزدوری کو آسان اور بابرکت بنا دے تاکہ مجھے زندگی بھر حکومت کے خزانے کی محتاجی نہ ہو۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی روزی سب سے بہتر ہے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کماتے تھے۔

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بنیادی ضرورتوں کے لئے اسلامی بیت المال سے رقم لے سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس کے علاوہ اپنے ہاتھ سے کمانے کی کوشش کرے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی موت سے پہلے حکومت سے لئے ہوئے تمام پیسوں کو واپس کر دیا تھا۔ جو انہوں نے وظیفہ کے طور پر لئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کے لئے روزی کمانا آسان بنا دیا تھا۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لوہے کو نرم بنا دیا تھا۔ سورۃ سباء: ۱۰

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ

(ترجمہ) اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

اسی طرح دیکھئے۔ سورۃ انبیاء: ۸۰

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝۸۰

(ترجمہ) اور ہم نے اسے تمہارے لئے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تاکہ لڑائی کے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو۔ ہمارا شکر ادا کرنے والے ہو؟

سید محمود آلوسی نے امام قرطبی کے حوالے سے روح المعانی میں نقل کیا ہے کہ جنگ کے لئے لوہے کی زرہ بنانا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سکھایا تھا۔ جو ایک فوجی کو پہننے کے بعد وزن دار معلوم نہیں ہوتی تھی۔ ایک سپاہی بہت آرام سے اس زرہ کو پہن کر حرکت کر لیا کرتا تھا۔ اور میدان جنگ میں دوڑنے بھاگنے میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ آپ

Marfat.com

کے علاوہ اور کوئی اس طرح کی زرہ نہیں بنا سکتا تھا۔

یہ ایک نہایت اہم نکتہ ہے کہ ہمیں کسی صنعت کار کو کمتر نہیں سمجھنا چاہئے جو لوگ صنعت کاری کرتے ہیں، جاہل لوگ ایسے لوگوں کو لوہار یا ترکھان وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔ اور انہیں کمتر یا محض مزدور پیشہ سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں شادی بیاہ تک نہیں کرتے۔ حالانکہ صنعت کاری حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر بے شمار احسانات کئے تھے۔ اسی طرح ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بھی۔ وہ دونوں اللہ کی ان تمام عطاؤں کی بنا پر مزید شکرگزار بندے بن گئے۔ ان کے شکریہ کا ذکر اللہ نے سورۃ سباء ۱۳ میں کیا ہے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

(ترجمہ) جو کچھ سلیمان (علیہ السلام) چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں، اے آل داؤد اس کے شکریہ میں نیک عمل کرو، میرے بندوں میں سے شکرگزار بندے کم ہی ہوتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا معمول ایسا تھا کہ دن رات گھر کا کوئی نہ کوئی فرد اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا تاکہ اللہ تعالیٰ کا بجا طور پر شکر ادا کر سکیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا بہت پسند تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام رات کے پہلے نصف حصے میں سوتے تھے۔ پھر رات کے ایک تہائی حصہ میں عبادت میں مشغول رہتے پھر رات کے بقیہ چھٹے حصے میں اپنی باقی نیند پوری کرلیا کرتے تھے۔ اسی طرح داؤد علیہ السلام کے روزے کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتے تھے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے جو بہت مشکل کام تھا۔ (بخاری و مسلم)

امام ترمذی اور امام ابوبکر الجصاص نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عطاء بن یاسر نے

Marfat.com

بیان کیا کہ جب سورۃ سباء نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ منبر پر چڑھ گئے اور مذکورہ آیت پڑھ کر کہا اگر کسی نے ان تین چیزوں پر عمل کر لیا تو اس کو حضرت داؤد علیہ السلام کے برابر اجر ملے گا۔ صحابہ کرامؓ نے فوراً ان تین چیزوں کے بارے میں پوچھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا (۱) غصہ اور سکون کی حالتوں میں عدل وانصاف کرنا۔ (۲) غربت اور کشادگی میں میانہ روی اختیار کرنا۔ (۳) ظاہر اور پوشیدہ ہر حال میں اللہ سے ڈرنا۔ (قرطبی احکام القرآن)

حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان ہوتا تو اللہ تعالیٰ انہیں مزید شکر گزاری کی یاددہانی کراتے۔

حضرت فضیل بن عیاض نقل کرتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام کو یاددہانی کرائی جاتی تو حضرت داؤد علیہ السلام کہتے۔ یا اللہ! میں جو بھی شکر ادا کرتا ہوں وہ بھی آپ کی دی ہوئی توفیق کے باعث ہے جس سے اور بھی شکر واجب ہو جاتا ہے۔ یا اللہ! آپ کے شکر کا حق ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے داؤد علیہ السلام اس بات کا اقرار کرنے سے آپ نے واقعی میرے شکر کا حق ادا کر دیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت داؤد علیہ السلام جیسا اخلاق وکردار عطا فرمادے تا کہ ہم بھی اللہ کے شکر گزار بندے بن جائیں۔ آمین

نماز جنازہ

حرمین شریفین میں فرض نماز کے بعد اکثر نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ زائرین کرام کو چاہئے کہ امام صاحب کے ساتھ پہلے نماز جنازہ ادا کریں۔ اور دیگر سنتیں اور نوافل اس کے بعد ادا کریں۔ کیونکہ نماز جنازہ کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ واضح رہے کہ رسول اکرم ﷺ سنتیں اور نوافل گھر جا کر ادا کرتے تھے۔

Marfat.com

ملاقات کے آداب

ہر مسلمان کے لئے میل جول کے دوران ملاقات کے آداب کا احترام کرنا بے حد ضروری ہے۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ اسلام انسانی حقوق اور معاشرتی انصاف کا کس قدر علمبردار ہے۔ اسلامی اصولوں کو چھوڑ کر یا توڑ کر ہم دوسروں کی افرادی زندگی کو متاثر کر دیتے ہیں۔ یہ بے اصولی بعض اوقات دوسروں کو خوف میں مبتلا کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ اسلام کا اہم مقصد یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں امن ہو۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ معاشرے میں امن وامان کی فضا پیدا ہو سکے۔ سورۃ النور: ۲۷۔۲۹

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر تم کسی کو اس گھر میں نہ پاؤ تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ۔ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا چیز ہو، جانے پر تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کی رو سے ہمیں کسی بھی گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ہم رہائشی گھروں کو چار اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ہر قسم کے لئے الگ الگ ہدایت دی گئی ہے۔

(۱) پہلی قسم خود اپنے ذاتی گھروں کی ہے۔ جس میں ہم اکیلے رہتے ہیں۔ اس میں داخل ہونے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی لئے اس قسم کو اس آیت کریمہ میں بیان ہی نہیں کیا گیا۔

(۲) دوسری قسم ان گھروں کی ہے جو دوسروں کی ملکیت ہے ایسے گھروں میں داخل ہونے کے لئے پہلے سلام کرنا ہوگا۔ پھر داخلے کی اجازت مانگی چاہئے۔ ایسے گھروں میں ہم اسی وقت داخل ہوسکتے ہیں جب ہمیں اجازت ملے ورنہ واپس لوٹ جانا چاہئے۔

(۳) تیسری قسم ان گھروں کی ہے جو خالی پڑے ہوں یا جس وقت ہم وہاں پہنچیں تو ایسا معلوم ہو کہ اندر کوئی موجود نہیں ہے۔ ایسے گھروں میں گھسنے کی اجازت نہیں ہے۔ کسی کو کسی دوسرے کی جائداد میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ چاہے وہ خالی کیوں نہ پڑی ہو، سوچئے اسلام کتنی بلند اور عظیم تعلیمات دیتا ہے۔ اور دوسروں کی جائداد کا احترام کرنا سکھاتا ہے۔ ہاں اگر اس غیر آباد گھر میں آپ کی کوئی چیز ہوتو اس گھر میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔

(۴) چوتھی قسم ان گھروں کی ہے جو عوام کے استعمال کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ جیسے ریلوے اسٹیشن، اسکول، ہوٹل، ریسٹورنٹ، سرائے وغیرہ ان تمام گھروں میں ہم بغیر اجازت داخل ہوسکتے ہیں۔ بہرحال قانونی طور پر ان کا کرایہ یا ٹکٹ یا پاس وغیرہ بنوانا ضروری ہے۔

مندرجہ بالا تعلیمات میں بہت بڑی حکمت مخفی ہے اور سکون بھی۔ سورۃ النحل: ۸۰

وَ اللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ سَکَنًا

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے گھروں کو ہمارے لئے باعث سکون بنایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں جس سکون کا ذکر ہے وہ اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب ایک آدمی کو اس کے اپنے گھر میں مکمل آزادی اور پرائی ویسی (Privacy) یا خلوت میسر ہو۔ باہر سے کسی قسم کی دخل اندازی اس

Marfat.com

آزادی کو ملیا میٹ کر سکتی ہے۔ اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں کہ ہم دوسروں کے معاملات میں مداخلت کریں۔ کیونکہ اس کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر ہم کسی کی اجازت کے ساتھ کسی سے ملنے جائیں تو وہ ہمیں اچھی طرح ملے گا اور ہمارا احترام کرے گا۔ وہ احترام کے علاوہ ہماری ہر ممکن مدد کرے گا۔ اس کے برعکس اگر ہم کسی کے ہاں بلا اجازت یوں ہی گھس جائیں تو گویا کہ ہم نے اس پر دہشت گردی کی۔ ظاہر ہے ایسے وقت ہمارا میزبان ہم سے نجات حاصل کرنا چاہے گا اور وہ ہماری کسی طرح کی مدد بھی نہیں کرے گا۔

جب ہم کسی کو سلام کرتے ہیں تو یہ اس کے اور ہمارے درمیان محبت بڑھانے والی ایک چیز ہوگی۔ سلام کا مطلب ہوتا ہے کہ ہمارا مخاطب ہمارے ہاتھ اور زبان کی شر سے مکمل طور پر محفوظ ہے۔ سلام زبانی طور پر ادب واحترام کا پروانہ ہے۔ عزت واکرام کو بڑھانے کا پیغام ہے۔ سوچئے کسی سے ملاقات اس طریقہ سے شروع کرنا کتنی بہترین بات ہے۔ اسلام اس سماجی اصلاح سے ہر طرح کی دہشت گردی اور پریشانیوں کو ختم کر دیتا ہے۔

اسلام کے یہ اصول اخلاقی بگاڑ اور انتشار کو بھی ختم کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی آدمی کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہو جاتا ہے تو عین ممکن ہے کہ گھر والے کی بیوی یا بیٹی پر اس کی نظر پڑ جائے اور شیطان کو اس کے ذہن میں غلط خیالات ڈالنے کا موقع مل جائے گا۔ پس اخلاقی اور معاشرتی بگاڑ سے اسی صورت میں بچا جا سکتا ہے جب واقعی اللہ کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔

اسلام میں یہ بھی بہت اہم ہے کہ گھر والے میزبان کی خلوت (Privacy) میں مداخلت نہ ہو مثلاً اگر ہم کسی کے گھر جائیں اور گھر والا اپنے کسی ذاتی کام میں مصروف ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ دوسرے لوگ میرے اس کام کو جان سکیں یہ اس کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی ہوگی۔ پس اسلام نے دوسروں کے ذاتی اور خفیہ معاملات کو جاننے سے منع کیا ہے۔
سورۃ الحجرات: ۱۲

وَّ لَا تَجَسَّسُوْا

(ترجمہ) دوسروں کے پوشیدہ معاملات کی چھان بین نہ کرو۔

Marfat.com

امام قرطبی نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغل خوری نہ کرو۔ کسی کے بھیدوں کی تلاش میں نہ لگے رہو۔ اگر کوئی اپنے مسلمان بھائی کے بھیدوں کی تلاش میں لگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بھیدوں کو فاش کر دیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کے بھیدوں کو کھولنے میں لگ گیا تو وہ ہر حالت میں ذلیل ہو کر رہے گا چاہے اپنے گھر کے اندر گھس کر بیٹھ جائے۔

ہم ملاقات اور ملاقاتی کے لئے مندرجہ بالا زریں اصولوں کو اختیار کر کے بہت ساری سماجی برائیوں سے بچ سکتے ہیں۔ یہ اصول صرف کاغذ اور کتابوں میں لکھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان گوہر بار سے نکلتے ہی صحابہ کرامؓ اس کو عملی جامعہ پہناتے تھے۔ اسی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے ایک بہترین مسلم معاشرہ بنا کر دکھایا۔ اس ضمن میں بعض واقعات درج ذیل ہیں:

امام مالکؒ نے اپنی کتاب موطاء میں بیان کیا کہ حضرت عطاء بن یسار نقل کرتے ہیں ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت لے کر اس کے گھر میں داخل ہوا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میری ماں ایک ساتھ رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بھی تم بلااجازت اندر نہیں جاسکتے، آدمی نے کہا میں زیادہ تر اپنی ماں کے ساتھ ہی رہتا ہوں اور ان کی خدمت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تم کو ضرور اجازت کے ساتھ ہی داخل ہونا چاہئے۔ کیا تم اپنی ماں کو ننگا یا غیر مناسب کپڑے میں دیکھنا پسند کرو گے؟ آدمی نے کہا ہرگز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اسی لئے اجازت لینا ضروری ہے۔ تاکہ اس طرح کے حالات سے انسان بچ سکے۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ اگر گھر میں صرف تمہاری بیوی رہتی ہے تو اجازت کی کوئی ضرورت نہیں، ہاں اگر اپنے آنے کا اشارہ کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی بیوی کہتی ہیں کہ میرے شوہر گھر میں داخل ہونے سے پہلے دروازہ کھٹکھٹا دیا کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مجھے کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا جس میں وہ مجھے دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

اب میں ان زریں اصولوں کے چند دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اجازت لینے کا بہترین اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام کیا جائے پھر دروازہ کھٹکھٹایا جائے یا دروازے پر لگی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبا دیا جائے۔ اگر اندر سے آپ کے بارے میں پوچھا جائے تو آپ اپنا مکمل نام بتائیں۔ یہ نہ کہیں کہ ''میں ہوں'' کیونکہ اس جواب سے مکمل معلومات نہیں مل پاتی بلکہ گھر والا گھبرا بھی سکتا ہے اور اس کے ذہن میں الجھن پیدا ہو سکتی ہے کہ میں سے مراد کون ہے۔

اگر سلام کرنے کے بعد اندر سے کوئی جواب نہ ملے تو دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد مزید دو مرتبہ دروازے پر دستک دیں اگر پھر بھی جواب نہ ملے تو ہمیں ہرگز اندر داخل نہ ہونا چاہئے۔

اس طرح کی اور بہت سی حالتوں سے ہم دو چار ہو سکتے ہیں جن کو ہمیں یہاں بیان کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی گھر والا یہ درخواست کرے کہ ہم واپس چلے جائیں اور پھر کسی وقت آئیں تو ہمیں اس کی بات مان لینا چاہئے اور اس کی درخواست کو ہمیں ناپسند نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ کسی کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر جا گھسیں۔

اسلام ایک انصاف پسند اور معقول مذہب ہے۔ یہ ملاقات کرنے والوں کے حقوق بھی بیان کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِزُوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

تمہارے ملاقاتیوں کا بھی تم پر حق ہے۔

اس لئے گھر والے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ باہر آ کر گھر آنے والے کا پر جوش استقبال کرے۔ بغیر کسی ناگہانی یا اہم وجہ کے مہمان کو واپس نہ کرے۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اگر عوام کے استعمال کے لئے سرائے یا مسافر خانے ہوں ایسی جگہوں پر وہاں جو قاعدہ اور قانون ہو اس کی پاسداری کرنا ضروری ہے۔ جیسے ہم ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم میں بغیر ٹکٹ کے داخل نہیں ہو سکتے۔ وہاں پر بھی اس جگہ کے ذمہ داروں کے رہائش کے لئے گھر ہو سکتے ہیں۔ ایسے گھروں میں بھی ہم بلا اجازت نہیں جا سکتے۔

اسلامی تعلیم کے ماہرین نے اس موضوع پر بہت اہم ہدایات دے رکھی ہیں۔ ان میں

Marfat.com

سے چند یہاں بیان کر رہا ہوں۔

(۱) کسی کو سوتے وقت فون کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہاں بہت ناگہانی ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں۔ اسی طرح فرض عبادات کے وقت ہم کسی کو فون نہ کریں۔ اس سے اس کی آزادی متاثر ہوگی۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے ہم کسی کے گھر بلا اجازت داخل ہو جائیں۔

(۲) اگر آپ کے لئے کسی شخص کو بار بار فون کرنا ضروری ہو تو آپ اس شخص سے مناسب وقت دریافت کر لیں۔ تاکہ آپ اس کے نظام الاوقات کا احترام کر سکیں۔

(۳) اگر آپ کو کسی شخص سے فون پر دیر تک بات کرنی ہے تو اس شخص سے پوچھ لینا ضروری ہے کہ آیا وہ اس وقت مصروف تو نہیں ہے۔

(۴) اگر آپ کو کوئی فون کرے تو آپ اس وقت تک فون پکڑے رہیں جب تک فون کرنے والے کی بات ختم نہ ہو۔ کیونکہ فون کرنے والے کا آپ پر حق ہے۔

(۵) اگر آپ کسی کے ہاں جائیں تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوں۔ دروازہ کھلتے وقت دروازے کے سامنے کھڑے رہنے کا یہ مطلب ہوگا کہ ہمارے باہر ہوتے ہوئے ہماری نظر گھر میں گھس جائے گی جو گھر میں جانے کے برابر ہوگا۔ اور میزبان کی خلوت (Privacy) میں دخل ہوگا۔ اسی طرح دروازے میں کسی سوراخ یا چیر میں سے گھر میں نہ جھانکیں۔

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے یہاں جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے دروازے کے سامنے ہرگز کھڑے نہ ہوتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ دروازے کے سیدھے یا الٹے ہاتھ رکتے تھے۔ پھر سلام کر کے اجازت مانگتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۶) اگر کوئی حادثہ ہو جائے یا کوئی ناگہانی ضرورت ہو تو کسی کے گھر میں بلا اجازت گھسنا درست ہے۔ بلکہ اس کے لئے جتنا جلد ممکن ہو اندر گھسنا چاہئے تاکہ مصیبت زدہ لوگوں کو فوری مدد مل سکے۔

(۷) اگر آپ نے اپنے کسی آدمی کو اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ کسی کو لے کر آئے تو وہ

Marfat.com

شخص بغیر اجازت اندر آسکتا ہے۔ آپ کے آدمی کا اس کے ساتھ ہونا ہی اجازت کے برابر ہے۔ (ابوداؤد)

آج کل جو تکالیف اور پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں وہ ان سماجی اصولوں کی خلاف ورزی سے ہوتی ہیں۔ جن اصولوں کے بارے میں خالق کائنات نے ارشاد فرمایا۔ اور آج نہیں بلکہ صدیوں پہلے بتایا تھا۔ ان پر عمل کرنا واجب ہے۔ سورۃ الملک: ۱۴

اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَ ہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱۴﴾

(ترجمہ) کیا پیدا کرنے والا نہیں جانتا جبکہ وہ بہت زیادہ باریک بین اور خبر رکھنے والا ہے۔

بہت سارے لوگ انتہائی تکلیف دہ اور اجیرن زندگی گزارتے ہیں باوجود اس کے کہ اُن کے پاس جدید وسائل اور جدید سہولتیں موجود ہوتی ہیں۔ ایسا صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین سے روگردانی کر رہے ہیں۔

اسلام ان تمام سماجی اصولوں پر عمل کرنے کے لئے زور دیتا ہے۔ چاہے مسلمانوں کے گھر پر جائیں یا غیر مسلموں کے گھر پر۔ یہ اصول صرف فقیروں اور مفلسوں کے لئے نہیں ہیں۔ اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ انتہائی مالدار اور بڑے بڑے ادارے اور دفتر چلانے والے بھی ان اصولوں کی پابندی کریں۔ اسلام ہر ایک کے ساتھ برابر کا سلوک کرتا ہے۔ یہ اسلام کے حقیقی اور سچا دین ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

اب تک باہر سے آنے والے ملاقاتیوں کے آداب بیان کئے گئے اس کے علاوہ ایک ہی گھر میں رہنے والوں کے لئے بھی آنے جانے اور اجازت لینے کے اصول قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ سورۃ النور: ۵۸۔۵۹

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِیَسۡتَاۡذِنۡکُمُ الَّذِیۡنَ مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡکُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوۃِ الۡفَجۡرِ وَ حِیۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِیَابَکُمۡ مِّنَ الظَّہِیۡرَۃِ وَ مِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَآءِ ۟ؕ ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّکُمۡ ؕ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ وَ لَا عَلَیۡہِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَہُنَّ ؕ طَوّٰفُوۡنَ عَلَیۡکُمۡ بَعۡضُکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۵۸﴾

Marfat.com

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

(ترجمہ) ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (اپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں۔ ان وقتوں کے ماسوا نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو (ہی)، اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔ اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہئے، اللہ تعالیٰ تم سے اس طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ علم والا اور بہت زیادہ حکمت والا ہے۔

اس لئے والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو مندرجہ بالا حسن اخلاق کی تربیت دیں۔ پس جو لوگ اپنے گھروں میں ان ہدایات پر عمل پیرا ہوں گے وہ دوسروں سے ملاقات کے دوران بھی ان پر ضرور کار بند ہوں گے۔ ان اصولوں پر چل کر انسان ایک معزز اور قابل احترام شخص بن جاتا ہے۔ گھر میں بھی عزت ہو گی اور باہر بھی ہمارا احترام کیا جائے گا۔ ایسا سماج حقیقت میں امن وامان کا گہوارہ ہوگا۔ پردہ اور حیا داری کا پیکر ہوگا۔

مجھے امید ہے کہ اگر ہم ان سماجی اصولوں کی پابندی کریں تو ہم موجودہ بربریت ظلم وستم اور دہشت گردی سے بچ سکتے ہیں۔ اور ایک ایسی زندگی کی امید کر سکتے ہیں جس میں لوگ ایک دوسرے کو ادب واحترام سے مخاطب کریں گے۔ حیاء داری کا ماحول ہوگا۔ ایک دوسرے کے مقام کا خیال کیا جائے گا اور یقینا دنیا ایسے سماج ومعاشرہ پر فخر کرے گی۔

سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہمیں کیسے کیسے انمول تحفے دیئے ہیں!!!

Marfat.com

والدین کا احترام

دنیا کا ہر مذہب اور تہذیب اس بات پر متفق ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے اس بارے میں قرآن پاک کی تعلیم سب سے زیادہ اہم اور انفرادی اسلوب کی حامل ہے۔ مثلاً جب کبھی اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو اس کے فوراً بعد والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تعلیم دیتے ہیں۔ سورۃ لقمان: ۱۴

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

(ترجمہ) اے بندو تم میرا (اللہ کا) شکر کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو تم تمام کو میری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یاد رکھئے کہ جس طرح اللہ کے حقوق ہم پر فرض ہیں بالکل اسی طرح انسانوں کے حقوق بھی ہم پر فرض ہیں۔ اور اتنے ہی اہم ہیں۔ انسانوں میں والدین کے حقوق سب سے بڑھ کر ہیں۔

ماں باپ کی ساتھ حسن سلوک کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ سورۃ الاحقاف: ۱۵۔۱۶

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

(ترجمہ) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے،

Marfat.com

اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا، اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم قبول فرما لیتے ہیں اور جن کے بداعمال سے درگزر کر لیتے ہیں، (یہ) جنتی لوگوں میں ہیں۔ اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا تھا۔

والدین سے نافرمانی کرنے والوں کے لئے گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ سورۃ الاحقاف: ۱۷۔۱۸

وَ الَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡهِ اُفٍّ لَّکُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیۡۤ اَنۡ اُخۡرَجَ وَ قَدۡ خَلَتِ الۡقُرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلِیۡ ۚ وَ هُمَا یَسۡتَغِیۡثٰنِ اللّٰهَ وَیۡلَکَ اٰمِنۡ ٭ۖ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوۡلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡهِمُ الۡقَوۡلُ فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ ؕ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا خٰسِرِیۡنَ ﴿۱۸﴾

(ترجمہ) اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم سے میں تنگ آ گیا ہوں، تم مجھ سے یہی کہتے رہو گے کہ میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا مجھ سے پہلے بھی امتیں گزر چکی ہیں، وہ دونوں والدین جناب باری میں فریادیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجھے خرابی ہو تو ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے، وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ چسپاں ہو چکا ہے اور جنوں اور انسانوں کی ان امتوں میں شامل ہو گئے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں، یقیناً وہ تھے ہی گھاٹا اٹھانے والے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا کہ:

صَلِ اُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ

تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو تم اپنی ماں کے

Marfat.com

ساتھ صلہ رحمی کرو پھر تم اپنے باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرو، پھر تم اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ پھر اس کے بعد دور کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (مظہری)

ماں کے ساتھ اس طرح کے خاص حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم اللہ تعالیٰ نے کئی وجوہات کی بنا پر دیا ہے۔

۱۔ بچہ کو اپنے پیٹ میں رکھنے کی تکلیف اور پیدائش کے وقت کی تکلیف سہنے کی وجہ سے۔

۲۔ بچہ پیدا ہونے سے پہلے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد بچے کی پرورش اور نشونما کے لئے اس کے بدن سے بچے کو غذا دی جاتی ہے۔

۳۔ ہر وقت بچہ کو اپنے کاندھوں پر لادے رہنا اور دن رات اس کی ضرورتوں کے پیچھے لگے رہنا۔

۴۔ ماں بچوں کو سکھاتی ہے اور انہیں تربیت دیتی ہے، نفسیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ بچپن کی تعلیم و تربیت کا اثر بچے کی آگے کی زندگی پر پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ بچے کی زندگی کے پہلے پانچ سالوں میں اس کے مستقبل کی شخصیت کے سب گن اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی تمام عظیم شخصیتیں اپنی عظیم ماؤں کی وجہ سے عظیم کہلائیں۔

واضح ہے کہ ماں کے احسانات بہت زیادہ ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے حقوق کو اتنی اہمیت دی ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ کئی مائیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فوقیت اور اہمیت کا غلط استعمال کرتی ہیں، بہت ساری مائیں بچوں کو اپنے قبضے میں لے لیتی ہیں اور باپ کو بچوں کے معاملات میں اپاہج بنا دیتی ہیں یہاں تک کہ ایسی مائیں بچوں کو گھریلو معاملات میں باپ کا مخالف بنا دیتی ہیں۔ جس کی بنا پر اس گھر کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایسی مائیں اللہ کی دیگر ہدایات کو بھول کر ایسا کرتی ہیں، مثلاً سورۃ النساء: ۳۴

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ

(ترجمہ) مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر

Marfat.com

فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک عورتیں (ہوتی ہیں) اطاعت شعار۔ (مردوں کی) غیر حاضری میں حفاظت کرنے والیاں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں گھریلو زندگی کے متعلق سب سے زیادہ مفصل ہدایتیں دی ہیں، اتنی ہدایتیں زندگی کے دوسرے شعبے کے متعلق نہیں ملتیں۔ کیونکہ گھریلو سکون کی اہمیت اور بقا اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت اہم ہے۔ ایسی ماؤں کا اس طرح کا غیر اسلامی سلوک ان کے شوہروں کو انتہائی تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے، اور بہت مسائل پیدا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایسی ماؤں کا اجر کم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خاوند کو اس کے مقام سے گرا کر اولاد کی مدد سے گھریلو سکون کو تباہ و برباد کرتی ہیں۔ کئی ایسی مائیں اپنی زندگی کے آخری حصہ میں اپنی غلطیوں کو تسلیم کر لیتی ہیں۔ جب وہ خود اپنے ہی پیدا کئے ہوئے مسائل میں گھر کر پریشان ہو جاتی ہیں۔ لیکن پھر اس وقت نقصان کی تلافی انتہائی مشکل ہو جاتی ہے۔

حقیقت میں ہر بُری چال کا نتیجہ اس چال کے چلنے والے پر ہی وارد ہو جاتا ہے۔ سورۃ الفاطر: ۴۳

وَ لَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ

(ترجمہ) کسی بھی بُری چال کا نتیجہ اس چال کے چلنے والے ہی کو مل کر رہتا ہے۔

سورۃ الاسراء ۲۳۔۲۵ میں والدین کے ادب واحترام کے لئے مزید تفصیل دی گئی ہے۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

(ترجمہ) اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان

Marfat.com

کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا ربّ بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے بعد دوبارہ والدین کے ادب واحترام کی یاددہانی کرائی ہے۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھایا ہے کہ ہم بچپن میں کس طرح بے یارومددگار تھے، اور والدین نے ہمیں پالا پوسا اور پروان چڑھایا، ہمارے والدین ہماری ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ مکمل خلوص اور محبت کے ساتھ، اسی لئے اولاد پر فرض ہے کہ وہ والدین کا احترام کرے۔ اور ان سے اچھا سلوک کرے۔

اگرچہ عمر کے تمام حصوں میں والدین کا ادب واحترام کرنا چاہئے لیکن ان کی طرف اور زیادہ توجہ اس وقت ہونی چاہئے جب وہ بوڑھے ہو جائیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی طرح بے یارومددگار ہو جاتے ہیں جیسے ہم بچپن میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مندرجہ ذیل ہدایات ہمیں دی ہیں:

۱۔ والدین کو ان کی بے عزتی کے طور پر چھوٹے سے چھوٹا لفظ بھی نہیں کہنا چاہئے۔

۲۔ ان کے سامنے چلّا کر نہیں بولنا چاہئے۔

۳۔ انتہائی محبت بھرے لہجے اور ہمدردی کے انداز میں ان سے بات کرنا چاہئے۔

۴۔ والدین کے ساتھ ہر معاملہ انتہائی فرمانبرداری اور نرمی سے کرنا چاہئے، ان کے ساتھ رحمدلی کا معاملہ ہونا چاہئے۔ اور دل کی گہرائیوں سے یہ سب کچھ ہونا چاہئے، محض دکھانے کے لئے یا روایتی انداز میں نہیں ہونا چاہئے۔

۵۔ ہمیں والدین کے لئے دعا کرنا چاہئے، اے اللہ تعالیٰ میرے والدین پر رحم کر بالکل اسی طرح جس طرح وہ لوگ بچپن میں مجھ پر رحم وکرم کرتے تھے۔۔۔ یہ دعا ان کی موت کے بعد بھی کرتے رہنا چاہئے، ہمیں اس دعا کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

خود یہ دعا ہمیں سکھائی ہے۔ اور اس کی تلقین فرمائی ہے۔

۶۔ سورۃ الاسراء کی آیت نمبر ۲۵ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی ہمارے دلاسے کے طور پر بیان کر دی ہے کہ اگر کسی سے بھول چوک یا غلطی سے والدین کے متعلق کوئی نازیبا کلمات نکل جائیں جو لاپرواہی کی وجہ سے نہیں بلکہ سخت محنت کرتے ہوئے انجانے میں ہو جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ ہمیں سزا نہ دے گا۔ بشرطیکہ ہم خلوص دل سے توبہ کرلیں اور معافی مانگ لیں، اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی گہرائیوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔

والدین کے احترام کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا وہ کونسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں، جواباً آپ ﷺ نے فرمایا: وقت مقررہ پر عبادت کرنا۔ پوچھنے والے نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل؟ آپ ﷺ نے کہا: والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ (بخاری)

عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے کہا کہ تمہارے والدین کی خدمت کرنا تمہارے لئے جہاد ہے۔ (بخاری)

یاد رکھئے یہ حکم اس وقت ہے جب والدین کی خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو تو ان کو اکیلا بے سہارا چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے، اگر گھر میں دوسرے بھائی وغیرہ ہوں تو تب یہ حکم نہ ہوگا، اور اگر جہاد فرض عین ہو تب بھی ہر مسلمان کو جہاد پر نکلنا فرض ہوگا۔

اسلام اس بات کی بھی تلقین کرتا ہے کہ ہم اپنے والدین کے متعلقین کی بھی عزت کریں، چاہے وہ والدین کے رشتہ دار ہوں یا والدین کے دوست۔

حضرت عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے کہا کہ اگر تم اپنے والدین کے دوستوں کا احترام کرو گے تو یہ بلاواسطہ تمہارے والدین ہی کا احترام ہوگا۔ (بخاری)

امام قرطبی نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ جو حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی

Marfat.com

ہے۔ ’’ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور شکایت کی کہ میرے والد نے میری ساری جائداد لے لی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا جاؤ اپنے والد کو لے کر آؤ، اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے جب اس شخص کے والد صاحب آئیں تو آپؐ ان سے ان کلمات کے بارے میں پوچھنا جو انہوں نے اپنے دل ہی دل میں کہے تھے یہاں تک کہ اس کی آواز خود ان کے کان میں بھی نہ جاسکی تھی، جب وہ لڑکا اپنے باپ کو لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تمہارا بیٹا تمہاری شکایت لیکر آیا ہے کہ تم نے اس کا مال ہڑپ کرلیا ہے، باپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ خود میرے بیٹے سے ہی پوچھئے کہ میں تو یہ پیسہ صرف اپنے اوپر خرچ کرتا ہوں یا اس کی چاچی پر، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ٹھیک ہے میں سب کچھ سمجھ گیا اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کونسے الفاظ تھے جو تم نے اتنے دھیرے کہے تھے کہ خود تمہارے کان تک نہ سن سکے تھے؟ وہ آدمی یہ سنتے ہی حیرت میں ڈوب گیا۔ اور کہنے لگا یہ تو ایک معجزہ ہے آخر آپ نے یہ کیسے جانا۔ حقیقت میں میں نے یہ الفاظ دل ہی دل میں کہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا وہ جملے سناؤ۔ اس آدمی نے مندرجہ ذیل عربی کے اشعار سنائے۔ ان اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

میں نے تجھے بچپن میں پالا پوسا تمہارے کھانے پینے کا انتظام کیا تمہاری ہر طرح سے مدد کی یہاں تک کہ تم جوان ہوگئے، اس وقت تک تمام قسم کے خرچ میرے کاندھوں پر تھے۔

میں رات بھر جاگتا اور بیتاب ہو جاتا جب کبھی تو بیمار پڑتا۔ مجھے ایسا لگتا کہ تیری بیماری میری بیماری ہے، رات بھر یہی سوچ کر روتا رہتا۔

ہر وقت تیری موت کا ڈر میرے ذہن پر چھایا رہتا، جب کہ میں جانتا ہوں کہ موت اپنے وقت پر آتی ہے، نہ آگے ہوتی ہے نہ پیچھے۔

جب تو اس جوانی کی عمر میں پہنچ گیا جس کی میں ہمیشہ خواہش کرتا تھا۔ تو مجھ سے اکڑ کر باتیں کرتا اور مجھے دکھ دیتا ہے اور تمہارا رویہ ایسا ہے گویا تم مجھ پر احسان کر رہے ہو۔

افسوس اگر تو میرے حقوق ادا نہیں کرسکتا، مجھے باپ کی طرح نہیں دیکھ سکتا تو پڑوسی کی

Marfat.com

طرح تو سلوک کر یا کم از کم میں نے تجھ پر جو خرچ کیا ہے اتنا ہی مجھ پر خرچ کر اور بخیلی سے کام نہ لے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل کو ہلا دینے والی یہ نظم سن کر اس جوان کی گردن پکڑی اور کہا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ

تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کی ملکیت ہے۔

اسی طرح کی ایک دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کی پہلی سیڑھی پر چڑھے اور کہا: رَغِمَ أَنْفُهُ یعنی فلاں شخص برباد ہو۔

پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے اور یہی الفاظ فرمائے، پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو یہی الفاظ فرمائے۔ یہ سن کر صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون برباد ہو؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ایسا آدمی جو رمضان کا مہینہ پا کر بھی اپنے گناہ معاف نہ کروا سکے اور وہ آدمی برباد ہو جو میرا نام سن کر مجھ پر صلاۃ وسلام نہ بھیجے اور وہ آدمی بھی برباد ہو جو بوڑھے والدین کو پا کر بھی اپنی مغفرت نہ کروا سکے اور جنت میں نہ جا سکے۔ (مسلم)

دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان تینوں امور کا خیال رکھا جائے تو یہ یقینی طور پر انسان کو جنت نصیب ہو گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں ہمارے والدین کے متعلق حقیقی محبت پیدا کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرما دیں۔ جیسا کہ انہوں نے بچپن میں ہم پر رحم کیا۔

آمین

Marfat.com

سُود

سود اتنی بڑی لعنت ہے کہ ربّ العزت نے اسے ہمیشہ حرام قرار دیا۔ یہود ونصاریٰ پر بھی یہ حرام تھا اور مسلمانوں پر بھی حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ بات خوب جانتے ہیں کہ سود ہر قوم کے لئے سمّ قاتل ہے، اور ہر جگہ ہر زمانے میں یہ حرام ہی ہونا چاہئے، یہود ونصاریٰ نے نہ صرف خود کھلے طور پر ان احکام کی خلاف ورزی کی بلکہ انہوں نے دوسری اقوام کو بھی اس میں ملوث ہونے کے راستے کھول دیئے، اور انہیں سود کے کاروبار میں اس طرح جھونک دیا کہ وہ اس دلدل سے کبھی نکل نہ سکیں، دیکھئے سورۃ النساء: ۱۶۰۔۱۶۱

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾

(ترجمہ) جو نفیس چیزیں ان کے لئے حلال کی گئی تھیں وہ ہم نے ان پر حرام کر دیں ان کے ظلم کے باعث اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث۔ اور سود جس سے منع کیے گئے تھے اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث اور ان میں جو کفار ہیں ہم نے ان کے لئے المناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

آج کل اکثر مسلمان بھی اس بربادی میں ملوث ہیں وہ اللہ کے قانون کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل رہے ہیں اس سلسلے میں وہ بعض اوقات کئی بھونڈے اور ناقابل قبول عذر اور دلائل پیش کرتے ہیں اور اپنی ضد پر اڑ جاتے ہیں، اس لئے قرآن نے جو ہدایات دی ہیں ان کا اعادہ بہت ضروری ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔۲۷۶

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

Marfat.com

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾

(ترجمہ) جو لوگ سود کھاتے ہیں (یعنی لیتے ہیں) نہیں کھڑے ہونگے (قیامت میں قبروں سے) مگر جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے (یعنی حیران و مدہوش) یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور جو پھر (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

پس سود میں ملوث لوگ جب حشر کے دن اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو وہ اس حالت میں ہونگے کہ گویا ان کو شیطان نے پاگل بنا دیا ہے، اور وہ الٹی سیدھی حرکتیں کریں گے، جس کی وجہ سے وہ بآسانی پہچان لئے جائیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قانون کا مزاق اڑایا کرتے تھے اور کہتے تھے سود بھی تجارت کی طرح ہے، کیونکہ دونوں میں نفع ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا وہ ہر ایک کے لئے فائدہ مند اور نقصان دہ چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ سورۃ الملک: ۱۴

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾

(ترجمہ) کیا جس نے پیدا کیا وہ نہیں جانتا وہ تو بہت ہی باریک بین اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کے بارے میں مزید ہدایات دیں، سورۃ البقرہ: ۲۷۸۔۲۸۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا

Marfat.com

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم اس بات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔

اسلام فقراء اور مساکین کے ساتھ ایک دوستانہ اور ہمدردانہ تعلق رکھنے کی تلقین کرتا ہے، مثلاً اگر تم مقروض کو مشکل میں پاؤ اور اس کے حالات ایسے ہوں کہ وہ تمہاری رقم نہ دے سکے تو تم اس کو مزید مہلت دو، یہاں تک کہ وہ با آسانی دے سکے۔ اور اگر تم اس سے مطالبہ ہی نہ کرو اور اس کو معاف کر دو تو یہ تمہاری طرف سے بہت ہی زیادہ خیر خواہی کا کام ہوگا۔

صدقہ اور خیرات کے ذریعے ایک آدمی اپنی دولت دوسروں کو دیتا ہے۔ اور اپنی جمع کردہ پونجی کم کرتا ہے، جب کہ ایک دوسرا آدمی سود پر پیسہ دیکر لوگوں سے مزید پیسہ حاصل کرتا ہے، اور اپنی پونجی میں اضافہ کرتا ہے۔ قرآن ان دونوں میں فرق بیان کرتا ہے۔ صدقہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ایسا کرتا ہے، اور اس کا بدلہ صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے، جو کل قیامت میں اس کو ملے گا حالانکہ دنیا میں بھی اس کا فائدہ کسی نہ کسی صورت میں ملتا ہے اور پھر دوبارہ آخرت میں ملے گا، اللہ کی طرف سے ملنے والا یہ انعام بہت زیادہ بڑا ہوگا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ اس کی جمع شدہ پونجی کم ہونے کے بجائے بڑھ گئی۔ اس کے برعکس وہ آدمی جس نے سود پر پیسہ دیا وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا، اور کل قیامت میں نقصان بلکہ بہت بڑا نقصان اٹھائے گا۔ علاوہ ازیں وہ اس دنیا میں بھی کبھی دیوالیہ ہو سکتا ہے۔

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا ذبح کیا اور کسی کام کے کہیں چلے گئے، حضرت عائشہؓ نے اس مینڈھے کا زیادہ حصہ صدقہ کر دیا، واپس آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کتنا گوشت بچا حضرت عائشہ نے کہا دیکھئے صرف یہ ایک ٹکڑا بچا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

کہا جو کچھ بانٹ دیا گیا وہ تو ہمارے لئے جمع ہوگیا اور جو کچھ بچا ہے وہ ہمارے لئے نقصان ہے کیونکہ کوئی بھی چیز جو اللہ کی راہ میں تقسیم کی جائے وہ اللہ کے پاس جمع ہوکر پروان چڑھتی رہتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کتنا ہی زیادہ سود حاصل کرلے اس کا انجام مال کی کمی ہی ہوگا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی قرض دینے والے نے مقروض کی مہلت کو بڑھا دیا تو اس کو ہر روز اتنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملتا رہے گا یہاں تک کہ اس کو اس کی رقم واپس مل جائے، یہ اجر تو اس وقت ملے گا جب قرض خواہ قرض واپس لینے کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کی میعاد بڑھا دی لیکن اگر مدت ختم ہونے کے بعد اس میں مزید مہلت دی جائے تو اس کے لئے اسے دوگنا اجر ملے گا۔ (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران: ۱۳۰ میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تمہیں نجات ملے۔

سورۃ البقرہ کی آیتیں ہجرت کے آٹھویں سال نازل ہوئیں۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرامؓ اس بارے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الوداعی خطبہ میں فرمایا کہ سود کے احکام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم مقروضوں پر بھی لاگو کئے جائیں تو اس وقت کئی غیر مسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کے مقروض تھے حضرت عباسؓ نے ان کا نہ صرف سود معاف کر دیا بلکہ ان سے اصل رقم بھی نہ لی۔ سبحان اللہ صحابہ کرامؓ اللہ کے حکم کے آگے کس قدر اپنے سر کو جھکانے والے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ سے کہا کہ اپنے آپ کو سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچاؤ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی سات چیزیں ہیں،

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ ۲۔ جادو کرنا۔

۳۔ بغیر حق کے کسی کو قتل کرنا۔ ۴۔ سود کھانا۔

۵۔ یتیم کے مال کو ناحق کھانا۔ ۶۔ جنگ کے میدان سے ڈر بھاگنا۔

۷۔ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔ (بخاری، مسلم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی بربادی ہو جو سود لیتا ہے اسی طرح اس پر بھی لعنت ہو جو سود دیتا ہے، اس آدمی کی بھی بربادی ہو جو سود کا لین دین لکھتا ہو یا اس کا گواہ بنتا ہے، ان تمام کا گناہ برابر کا ہے۔ (مسلم)

معراج کے سفر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے تو آپ کا گذر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے پیٹ پھول کر اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ ایک رہنے والے گھر کی طرح نظر آرہے تھے، ان تمام کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے صاف نظر آرہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو سود کے کاروبار میں ملوث تھے۔ (مسند احمد)

مسلم علمائے اقتصادیات اور مسلم ممالک کی حکومتوں کو چاہئے کہ وہ اسلامی بینکاری کا اپنا نظام قائم کریں، تاکہ مسلمان سودی لین دین سے بچ جائیں، یہ کام علماء کی تحقیق حکومت کے کارندوں کے تعاون اور عوام کی مخلصانہ دلچسپی اور مدد سے ہی انجام پا سکتا ہے۔

اس وقت صرف چند ممالک میں ایسے بینک اور ادارے موجود ہیں۔ جو قانونی طور پر لوگوں کو سود سے پاک بینکنگ کا نظام دے سکے ہیں، اور بغیر سود کے لوگوں کا پیسہ کاروبار میں لگا رہے ہیں، مثلاً امریکا میں North American Islamie Trust امریکی قوانین کے مطابق قائم کیا گیا ہے، اور یہ ادارہ حتی المقدور اسلامی قانون کے مطابق اپنا کام چلاتا ہے، تقریباً پچاس سال سے اس کا کام چل رہا ہے، اسی طرح کینیڈا میں ایک ایسا ہی ادارہ چل رہا ہے، جو Canada اور اسلام کے قوانین کے مطابق قائم دائم ہے، علاوہ ازیں سعودی عرب کے بینک بھی

Marfat.com

اپنے گاہکوں کو سود کے بجائے کھاتے میں منافع کا حصہ دار بناتے ہیں اور ان میں مضاربہ کا نظام رائج ہے۔

بدقسمتی سے مسلمانوں کو اس قسم کے اداروں کے بارے میں جب بتایا جاتا ہے تو وہ ان سے عدم دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں اور ان پر اعتماد نہیں کرتے۔

یہ کوئی مثبت قدم نہیں ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ کم از کم ایسے اداروں سے تحریری معلومات حاصل کریں اور ٹھنڈے دماغ سے غور وفکر کرنے کے بعد ان کو ترقی دینے میں ہاتھ بٹائیں، عوام کی تائید اور تعاون کے بغیر کوئی بھی منصوبہ کامیاب نہیں ہوسکتا، اگر ہم اس طرح کے اسلامی بینکوں اور اداروں سے آنکھ بند کر لیں گے اور ان اسلامی اداروں سے تعاون نہ کریں گے اور فضول عذر پیش کرتے ہوئے سودی بینکوں کے ساتھ دیتے رہیں گے تو یہ ایک بہت بڑا گناہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور توفیق دے کہ ہم اس طرح کے اسلامی پروجیکٹس (Projects) سے تعاون کریں، اور غیر اسلامی گندے نظام سے باہر آنے کی کوشش کریں۔ آمین

قارئین کی معلومات کے لئے ہم یہاں حاشیہ میں ایک اسلامی ادارہ کا پتہ دے رہے ہیں جو اسلامی طور پر بینک کا نظام قائم کئے ہوئے ہے۔

For reader's interest
North American Islamic trust
Address: 721 Enterprise Drive Oak Brook, IL 60523, U.S.A
Note: NAIT's office is close to chicago city.
Phone : (630) 789-9191 Fax (630) 789-9455
Email: info@nait.net

Marfat.com

نبیوں کے ساتھ لوگوں نے کیا کیا؟

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے پاس نبی بھیجے تاکہ ان کو ہدایت ملے۔ سورۃ النحل: ۳۶

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

(ترجمہ) اور ہم نے ہر قوم کی طرف رسول بھیجا کہ تم سب لوگ اللہ کی عبادت کرو۔ اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو۔

اسی طرح سورۃ الفاطر: ۲۴ میں کہا گیا ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ؕ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ﴿۲۴﴾

(ترجمہ) بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور ایسی کوئی قوم نہیں ہے جس میں ہمارا کوئی نہ کوئی رسول نہ آیا ہو۔

ان تمام رسولوں نے ایک پاکیزہ اور باوقار زندگی گزارنے کی تعلیم دی۔ رسولوں نے اپنی قوم سے کوئی اجرت یا بدلہ نہیں مانگا۔ بلکہ ہمیشہ بلا معاوضہ انسانیت کی خدمت کرتے رہے۔

جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا۔ الشعرا: ۱۶۴

وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾

(ترجمہ) میں اس کے لئے تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مجھے اجر دینے کی ذمہ داری تو اس ذات پر ہے جو سارے جہانوں کا ربّ ہے۔

انبیاء کی بے لوث خدمت کے باوجود ان کی قوموں کا رویہ نہایت افسوس ناک رہا، مثلاً حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ نو سو پچاس سال رہے، جس میں سے نو سو دس سال تک وہ لوگوں کو ڈراتے اور دعوت دیتے رہے۔ دیکھئے۔ سورۃ نوح: ۵۔ ۱۲

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۙ﴿۵﴾ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ

Marfat.com

اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ
إِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ
مِدْرَارًا ۝١١ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝١٢

(ترجمہ) (نوح علیہ السلام نے) کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے، مگر میرے بلانے سے یہ لوگ اور زیادہ بھاگنے لگے، میں نے جب کبھی انہیں تیری بخشش کے لئے بلایا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑے لپیٹ لئے اور اپنی ضد پر اڑ جاتے اور بہت زیادہ تکبر کرتے۔

پھر میں نے انہیں باآواز بلند بلایا، اور بیشک میں نے ان سے علانیہ کہا اور چپکے چپکے بھی، اور میں نے کہا کہ اپنے ربّ سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے موسلادھار بارش برسائے گا، اور تمہیں خوب مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغات اور نہریں بنائے گا۔

یہ آیتیں بتاتی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام دن اور رات دعوت دیتے رہے، علانیہ اور پوشیدہ طور پر، سرعام بھی اور خاموشی سے بھی، اور ان سے یہی کہتے رہے کہ اللہ سے معافی مانگو اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرو، اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، مثال کے طور پر جب تم معافی مانگو گے اور توبہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرے گا، جو اس کے رحم وکرم کا اظہار ہوگا، بارش ہی کی وجہ سے فصل اور غلّہ اگتا ہے پھر دولت اور فارغ البالی نصیب ہوتی ہے۔

لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں بہت ہی مضحکہ خیز باتیں کیں، اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں، حضرت نوح علیہ السلام کو یہ جتاتے ہوئے کہ ہم آپ کی بات سننا بھی نہیں چاہتے، آپ چاہے جو کہیں ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں، بعض لوگوں نے اپنے پورے جسم کو کپڑے میں چھپا لیا تاکہ یہ ظاہر ہو کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی بات سننا ہی نہیں چاہتے، یہ انکار کی انتہائی بھونڈی شکل تھی، حضرت نوح علیہ السلام کی خیر خواہی کے باوجود وہ لوگ آپ

Marfat.com

پر ہر طرح کے ظلم و ستم کرتے رہے، جیسا کہ امام ضحاک نے نقل کیا حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم دعوت حق کے جواب میں اتنا مارتی کہ آپ نڈھال ہو کر بے ہوش ہو جاتے، اور زمین پر گر پڑتے، لوگ ان کو مردہ سمجھ کر کمبل میں لپیٹ کر پھینک دیتے، لیکن حضرت نوح علیہ السلام ہوش میں آتے ہی اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم کی مغفرت کی دعا کرتے، کیونکہ وہ انہیں ناسمجھ سمجھتے تھے اس طرح آپ اپنی قوم کو تین نسلوں تک سمجھاتے رہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت لمبی عمر دی تھی، آپ کی عمر ایک معجزہ تھی، حضرت نوح علیہ السلام ایک نسل گزر جانے کے بعد سوچتے کہ ہوسکتا ہے دوسری نسل ایمان لے آئے، لیکن بعد میں آنے والی نسل انکار میں گزشتہ نسل سے بھی آگے نکل جاتی۔ آپ کی نو سو پچاس سال کی عمر کے دوران بہت کم لوگوں نے آپ کی بات مانی۔

عموماً غریب کمزور اور نچلے طبقے کے لوگ ہی ہدایت کو جلد قبول کرتے جبکہ امراء ایسے غریبوں اور فقیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تک پسند نہیں کرتے تھے۔ دیکھیے سورۃ الشعرا: ۱۱۱۔۱۱۵

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾

(ترجمہ) قوم نے جواب دیا کہ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں! تیری تابعداری تو رذیل لوگوں نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا! مجھے کیا خبر کہ وہ پہلے کیا کرتے رہے؟ ان کا حساب تو میرے ربّ کے ذمہ ہے اگر تمہیں شعور ہو تو۔ میں ایمان والوں کو دھکے دینے والا نہیں۔ میں تو صاف طور پر ڈرانے والا ہوں۔

یہاں پر ایک واقعہ کا ذکر کرنا مفید ثابت ہوگا وہ یہ کہ حبشہ کے بادشاہ نے حضرت جعفرؓ سے سوال کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو کونسے لوگ زیادہ مان رہے ہیں، حضرت جعفرؓ نے کہا زیادہ تر غریب لوگ، یہ سن کر حبشہ کے بادشاہ نے اندازہ لگالیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور صحیح اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ اس سے پہلے کے رسولوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔

Marfat.com

امیروں کے کردار کو مندرجہ ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ سباء: ۳۴-۳۵

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) اور ہم نے تو جس بستی میں جو بھی آگاہ کرنے والا بھیجا وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ اور کہا ہم مال و اولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم عذاب دیئے جائیں۔

ان امیروں کی سرکشی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ سباء: ۳۷

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۙ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

(ترجمہ) اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس (مرتبوں سے) قریب کردیں ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے، اور وہ نڈر و بے خوف ہوکر بالا خانوں میں رہیں گے۔

انسان یہ سوچتا ہے کہ اگر وہ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر کسی دوسرے دین کو قبول کرے تو یہ ہمارے آباؤ اجداد کی بے عزتی کا باعث ہوگا، اسی ایک بڑی ذہنی رکاوٹ کی وجہ سے لوگ اللہ کی ہدایت سے دور رہے ہیں، دیکھئے۔ سورۃ البقرہ: ۱۷۰

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

(ترجمہ) اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا، گو ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راستے پر چلنے والے تھے۔

وہ لوگ جو سچ کے متلاشی ہوتے ہیں وہ تمام طرح کی رکاوٹوں اور تعصبات کو چھوڑ کر صداقت کو قبول کر لیتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔

Marfat.com

سورۃ العنکبوت:۶۹

وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

(ترجمہ) جو لوگ ہمارا راستہ تلاش کرنے کی کوشش اور محنت کرتے ہیں ہم تو ضرور انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اکثر پیغمبر کسی خاص قوم یا وقت یا علاقے کے لئے مخصوص تھے، جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری انسانیت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ سورۃ سباء:۲۸

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

(ترجمہ) اے نبی ہم نے تم کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے خوشخبری والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں مانتے۔

آپ کا لایا ہوا پیغام ہمیشہ باقی رہے گا۔ سورۃ الحجر:۹

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

(ترجمہ) ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

اسلئے اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے کسی نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اللہ نے مجھے پانچ تحفے دیئے ہیں، جو اس سے قبل کسی نبی کو نہیں ملے:۔

(۱) اللہ نے میری شخصیت میں ایسا رعب رکھا ہے کہ دشمن مجھے دیکھ کر ہیبت کھا جاتا ہے، اور وہ رعب اس کے دلوں میں ایک ماہ تک رہتا ہے۔

(۲) اللہ نے میری امت کے لئے پوری زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔ (بشرطیکہ وہ پاک وصاف ہو) اللہ نے صاف ستھری دھول کو میری امت کے لئے وضو کا ذریعہ بنا دیا اگر پانی نہ ملے (یعنی تیمم کی اجازت ہے)۔

(۳) میری امت کے لئے جنگ کا مال غنیمت حلال بنا دیا گیا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز شفاعت کبریٰ کے لئے مجھے چنا ہے۔

Marfat.com

(۵) دوسرے انبیاء ایک خاص علاقے اور خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے، میں تمام انسانیت کے لئے رسول ہوں حتیٰ کہ جنوں اور پوری کائنات کا نبی ہوں۔ (بخاری، مسلم)

ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اللہ نے امت محمدیہ میں پیدا کیا ہے، حضرت مصعب بن سعیدؓ کہتے ہیں کہ قرآن کی درج ذیل دعا کرنے والے ہم لوگ ہی ہیں، دیکھئے۔

سورۃ الحشر: ۱۰

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے ربّ بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔

حدیث

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے سب سے افضل کونسی آیات ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے افضل کونسی آیات ہیں؟'' میں نے عرض کیا: آیت الکرسی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر (شاباش کا) ہاتھ مارا۔ اور فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! تجھے علم مبارک ہو''۔ (مسلم شریف)

نوٹ: کیونکہ آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں اور ناموں کی جڑیں مذکور ہیں۔

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے، جبکہ یہ دونوں پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

یہودی اور عیسائی حضرت سلیمان علیہ السلام کو پیغمبر نہیں مانتے، بلکہ صرف ایک بادشاہ مانتے ہیں۔قرآن میں یہ صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے پیغمبر تھے۔سورۃ النساء: ۱۶۳

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾

(ترجمہ) یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی، اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف۔ اور ہم نے داؤد (علیہم السلام) کو زبور عطا فرمائی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بچپن ہی سے بہت زیادہ ذہین اور فیصلہ کرنے کے ماہر تھے۔ دیکھئے سورۃ الانبیا: ۷۸۔۷۹

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

(ترجمہ) اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کیجئے جبکہ وہ کھیت کے معاملہ میں فیصلہ کر رہے تھے کہ کچھ لوگوں کی بھیڑیں رات کو اس میں چر چگ گئی تھیں، اور ان کے فیصلے میں ہم موجود تھے۔ ہم نے اس چیز کی سمجھ حضرت سلیمان کو دے دی تھی۔ ان تمام کو ہم نے حکومت اور

Marfat.com

علم دیا تھا، ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کو قبضے میں کرنے کی طاقت دی تھی، وہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے، اسی طرح پرندے بھی، اور کرنے والے ہم ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنا جھگڑا بیان کرنے لگے، مدعی کہنے لگا کہ اس آدمی کی بھیڑوں نے میرے کھیت کی ساری فصل تباہ کر دی، حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اس آدمی کی فصل کی قیمت دوسرے آدمی کی بھیڑوں کی قیمت کے برابر ہے، اس لئے مدعی اس آدمی کی ساری بھیڑیں لے لے، یہ اس کی فصل تباہ ہونے کا معاوضہ ہوگا۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام گیارہ سال کے تھے، اور اپنے والد صاحب کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے، سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا یہ فیصلہ تو ٹھیک ہے، مگر میرا مشورہ یہ ہے کہ اس آدمی کی بھیڑیں دوسرے آدمی کو عارضی طور پر دی جائیں، یہ آدمی ان کا دودھ اور اون استعمال کرے، اس دوران میں دوسرا آدمی اس کے کھیت میں کام کرے یہاں تک کہ فصل پہلے کی طرح ہو جائے۔ پھر اس وقت کھیت کے مالک کو کھیت دے دیا جائے اور بھیڑوں کے مالک کو بھیڑیں واپس دے دی جائیں، حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بیٹے کے اس مدبرانہ فیصلے پر بہت خوش ہوئے۔

امام بغویؒ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام وفات پا گئے تو اس وقت سلیمان علیہ السلام کی عمر ۱۳ سال تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کی سلطنت اور نبوت دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کر دی، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چالیس سال تک حکومت کی، اور اپنی حکومت کے چوتھے سال بیت القدس کو تعمیر کرنا شروع کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی بہت سارے غیر معمولی فضائل سے نوازا جس میں سے کچھ میں یہاں بیان کروں گا۔

۱۔ اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح آپ بھی جانوروں اور پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔ سورۃ النمل: ۱۵۔۱۶

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ

Marfat.com

عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

(ترجمہ) اور ہم نے یقینا داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم دے رکھا تھا، اور دونوں نے کہا، تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان دار بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور داؤد علیہ السلام کے وارث سلیمان علیہ السلام ہوئے اور کہنے لگے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں عطا کی گئی ہیں، بیشک یہی ہے اللہ کا نمایاں فضل۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا۔ سورۃ الانبیاء: ۸۱

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾

(ترجمہ) ہم نے تندو تیز ہوا کو سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دیا جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی۔

اس طرح سورۃ ص: ۳۶ میں فرمایا۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾

(ترجمہ) ہم نے ہواؤں کو ان کے قبضے میں دیا تھا، وہ ان ہی کے حکم سے چلتی تھی بڑی نرمی کے ساتھ وہ جہاں چاہتے تھے اس کو پہنچا دیتے تھے۔

اور سورۃ سباء: ۱۲ میں فرمایا۔

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ

(ترجمہ) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ صبح کی منزل اس کی مہینہ بھر کی ہوتی تھی اور شام کی منزل بھی مہینہ بھر۔

یہاں پر قرآن نے تین چیزیں بتائی ہیں۔

(الف) ہواؤں پر آپ کو مکمل اختیار تھا۔

(ب) بہت تیز ہوائیں بھی آپ کے لئے بہت آرام دہ اور پرسکون رفتار سے چلتیں۔

Marfat.com

(ج) آرام دہ رفتار کے باوجود ہواؤں کے ذریعے وہ مہینوں کا سفر ایک دن میں طے کر لیا کرتے تھے، اسی طرح ایک مہینہ کا سفر صرف ایک شام میں طے کر لیا کرتے تھے۔

۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم الشان عمارات اور بڑے بڑے قلعے بنانے کا بہت شوق تھا، اللہ نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے نکال کر عمارت بنانے کا عمل آسان کر دیا۔

سورۃ سباء: ۱۲

وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

(ترجمہ) اور ہم نے ان (سلیمان علیہ السلام) کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا، اور اس کے ربّ کے حکم سے بعض جنات اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم سے سرتابی کرتا ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھاتے تھے۔

۴۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کی چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں پرندوں اور جنوں کو ان کے قبضے میں دے رکھا تھا، کیونکہ سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تھی کہ انہیں ایسی حکومت دی جائے کہ اُن کے بعد ایسی حکومت کسی کو نہ ملے۔ سورۃ ص: ۳۵

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ تو مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی جیسا کہ اوپر مذکور ہے جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہر قسم کے کام کر دیا کرتے تھے۔ سورۃ سباء: ۱۳

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

(ترجمہ) جو کچھ سلیمان چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں، اے آل داؤد اس کے شکریہ میں نیک عمل کرو،

Marfat.com

میرے بندوں میں سے بہت کم لوگ شکر گزار ہوتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک اہم کام جنوں کو سپرد کیا وہ یہ کہ وہ مسجد اقصیٰ کو ایسے تعمیر کریں کہ وہ بہت عظیم الشان اور وسیع وعریض عمارت ہو یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم نے مکہ میں کعبہ کی تعمیر نو کی تھی اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر نو کی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: مسجد حرام، حضرت ابوذرؓ نے پوچھا اس کے بعد کونسی مسجد تعمیر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: مسجد اقصیٰ، ابوذر غفاریؓ نے پوچھا دونوں کے درمیان کتنے وقت کا فاصلہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا چالیس سال۔

۵۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹیوں کی بات چیت سنی جس کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ سورۃ النمل: ۱۷۔۱۹

وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

(ترجمہ) (اور ایک مرتبہ) سلیمان علیہ السلام کے سامنے ان کے تمام لشکر جو جنات، انسان اور پرند پر مشتمل تھے جمع کیے گئے (ہر ہر قسم کی) الگ الگ درجہ بندی کر دی گئے۔ جب وہ چونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے۔ اس کی اس بات سے حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرا کر ہنس دیئے اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں، اور میرے ماں باپ پر

Marfat.com

اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے اور مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کر لے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزوں کو بیان کیا ہے، کہ سوچئے کہ وہ ایک انتہائی چھوٹی مخلوق چیونٹی کی آواز کو بھی بہت دور سے سن اور سمجھ سکتے تھے، ان معجزات سے ہمارا ایمان اور قوی ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت طاقتور ہیں اور وہ اپنے چنے ہوئے بندوں پر طرح طرح کے انعام واکرام کرتے ہیں چیونٹیوں کے اس قصہ میں اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیاں ہیں، مثلاً (۱) چیونٹیوں میں ہمدردی کا جذبہ ہے۔ (۲) ان میں عقل اور حکمت و دانائی بھی ہے۔ (۳) لیڈر شپ ہے۔ (۴) اطاعت کا جذبہ ہے۔ (۵) ڈسپلن ہے۔ (۶) اجتماعی زندگی کا شعور ہے۔ (۷) اپنے تحفظ کے لیے انتظام اور جگہ موجود ہے وغیرہ وغیرہ۔ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس سے کئی سبق سیکھ سکتا ہے اور اپنے خالق کا شکر گزار بندہ بن سکتا ہے۔ اس اہمیت کی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ النمل رکھ دیا گیا، (النمل کے معنیٰ: چیونٹی کے ہیں)۔

یہاں پر یہ چیز بھی قابلِ ذکر ہے کہ بائبل کا ترجمہ کرنے والوں نے حضرت داوٗد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بہت سارے من گھڑت نازیبا اور قابل شرم واقعات نقل کئے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام ترجمہ کرنے والوں کو قرآن کی تعلیمات سیکھنے سمجھنے اور ماننے کی توفیق دے۔ آمین

صف بندی

حرمین شریفین میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ باجماعت نماز میں کبھی کبھار ہمارا کوئی بھائی ایک صف میں اکیلا کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک صف میں اکیلے کھڑا ہونا صحیح نہیں۔ اسے چاہئے کہ اگلی یا پچھلی کسی صف میں شامل ہو جائے یا اپنے سے اگلی صف کے کسی شخص کو کھینچ کر اپنی قطار میں لے آئے۔

Marfat.com

ملکۂ سباء

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یمن کے کسی بھی بادشاہ کو سباء کہا جاتا تھا انہوں نے تقریباً ایک ہزار سال وہاں حکومت کی تھی، ملکۂ سباء ان ہی میں سے ایک تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً ۹۵۰ سال قبل سباء نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں اپنی شکست تسلیم کر لی، سباء کا پورا نام قرآن نے نہیں بتایا نہ یہ بتایا کہ وہ یمن کے کس حصے میں حکومت کرتی تھی، ہاں یہودیوں کے ہاں سباء کا نام بلقیس بتایا جاتا ہے۔قرآن نے سباء کی کہانی کا چھوٹا سا حصہ بیان کیا ہے جو کہ انسانیت کے لئے نہایت سبق آموز ہے۔

یہ کہانی سورۃ النمل کی آیات ۲۰۔۴۴ میں مذکور ہے۔اس کہانی کا لب لباب یہ ہے۔

انسانی فوجیں جانور پرندے جنات وغیرہ ہر روز آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضری دیا کرتے تھے، اور آپ کی خدمت بجالاتے، ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام تمام مخلوقات کی حاضری لے رہے تھے، اس وقت ہدہد کو غیر حاضر پایا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر ہدہد نے اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ نہ بتائی تو میں اسے بڑی سزا دوں گا یا قتل کر دوں گا، اسی دوران ہدہد دربار میں آپہنچا، اور بڑی انکساری سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا: میں ایک اہم معلومات آپ کے لئے لایا ہوں جس کو آپ نہیں جانتے، ہدہد نے مزید کہا یمن میں ایک ملکہ ہے جو بہت امیر ہے جس کا تخت بہت ہی عظیم اور انوکھا ہے، شیطان نے اس کو اور اس کی رعایا کو گمراہ کر رکھا ہے، وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں تمہاری بات کتنی صحیح اور کتنی غلط ہے، یہ خط لو اور اس تک لے جاؤ دیکھو وہ کیا کہتی ہے، ملکۂ سباء خط ملتے ہی پڑھنے لگی، پھر اپنے درباریوں سے کہا: دیکھو یہ خط حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے آیا ہے، اس میں لکھا ہے۔سورۃ النمل: ۳۰۔۳۱

Marfat.com

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

(ترجمہ) بے شک وہ سلیمان (کی طرف) سے ہے اور بے شک (وہ یوں ہے) میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو کہ نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ کہ مجھ پر (میرے مقابلہ میں) سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرماں بردار ہو کر آؤ۔

ملکہ نے اپنے وزیروں سے کہا ''تم جانتے ہو میں تمہارے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتی مجھے بتاؤ کہ اس خط کا کیا جواب دوں،'' مشیروں نے کہا ''آپ فکر نہ کریں آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ ہم بہت طاقتور ہیں، آپ جو بھی حکم دیں گے ہم حاضر ہیں،'' ملکۂ سباء نے مشیروں سے کہا ''یہ بات سچ ہے کہ ہمارے پاس بہت طاقت ہے پھر بھی ہمیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خلاف کچھ کرنے کے بارے میں بہت محتاط رہنا چاہئے، پہلے تو ہمیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی طاقت کا اندازہ لگالینا چاہئے، میں کچھ قیمتی تحفے ہمارے ایلچیوں کے ذریعے بھیج کر دیکھتی ہوں۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیا کرتے ہیں؟ اس طرح ہم ان کی طاقت کے ساتھ ساتھ ان کے ذہن کا اندازہ بھی لگا سکتے ہیں، اگر ان سے جنگ شروع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہم سے زیادہ طاقت والے ہیں تو ان سے لڑائی مول لینا مناسب نہیں کیونکہ فاتح جب کسی شہر میں گھستے ہیں تو اس کو برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کی رعایا کو بے عزت کرتے ہیں، اس لئے کسی تکلیف میں پھنسنے سے ہمیں بچنا چاہئے۔''

جب ملکۂ سباء کے ایلچیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تحفے پیش کئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ''تم اور تمہاری ملکہ نے میرے خط کا مطلب سمجھا ہی نہیں، مجھے یہ قیمتی تحفے نہیں چاہئیں، انہیں واپس لے جاؤ اللہ نے مجھے اس سے کہیں عظیم نعمتیں دے رکھی ہیں، جاؤ اپنی ملکہ سے میری اطاعت کی بات کہو! جلدی کرو!، اگر وہ ایسا نہ کرے گی تو میں اپنی فوج لیکر آتا ہوں، جان لو تم میری فوج کا کبھی مقابلہ نہ کرسکو گے، ہم تم سب کو تمہارے ملک سے نکال کر بے عزت کر دیں گے۔''

ملکۂ سباء کے آدمیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ دھمکی بھرا پیغام اس کو پہنچا دیا، اور

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طاقت بھی بتا دی، یہ بھی بتا دیا کہ انسانوں کے علاوہ جانوروں پرندوں جنوں وغیرہ پر بھی حکومت کرتے ہیں، ملکۂ سباء سمجھ گئی اب تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کرنا اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہوگا، اس نے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے کرنے کا فیصلہ کرلیا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے نکل پڑی، اللہ نے اس کی آمد کی خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی کے ذریعے کردی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ملکۂ سباء کا تخت لایا جائے۔ اور ہمارے سامنے پیش کیا جائے یہ کام کون کرے گا، ایک بہت طاقتور جن نے کہا آپ کے یہاں سے اٹھنے سے پہلے پہلے میں اس کا تخت اٹھا کر یہاں لاسکتا ہوں، دوسرا شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہنے لگا کہ آپ کی آنکھوں کی پلک جھپکا کر کھولنے سے پہلے پہلے یہ کام کرسکتا ہوں، حضرت سلیمان علیہ السلام دوسرے لمحے مڑ کر دیکھتے ہیں کہ سباء کا تخت موجود تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا، کہ ان پر اللہ کے کتنے احسانات ہیں، اللہ کے پیغمبر ایسے معجزوں پر کبھی فخر نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ کی قدرت کے آگے اپنی بے کسی اور کمتری کا اعتراف کرتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کے تخت میں تھوڑی سی تبدیلی کردی جائے، کیونکہ میں سباء کی ذہانت دیکھنا چاہتا ہوں کہ سباء اپنے تخت کو پہچان سکتی ہے یا نہیں، سباء جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کیا یہ تمہارا تخت ہے؟ اس نے اس کو بغور دیکھا پھر کہا یہ لگتا تو ویسا ہی ہے، پھر مزید کہنے لگی میں آپ کی طاقت وسطوت سے بخوبی واقف ہوں، بہر حال میرا تخت اتنی جلدی یہاں تک اٹھوا کر لے آنا یہ آپ کی مزید برتری کی علامت ہے، میں اپنی بادشاہت کے ساتھ اپنے آپ کو آپکی اطاعت میں دیتی ہوں، اس کا یہ کہنا اس بات کا صاف اعتراف تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیغام اس نے قبول کرلیا ہے۔ اس طرح سباء نے سلیمان علیہ السلام کی برتری مان لی۔ لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی برتری کا احساس نہ ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سباء کو ایک دوسرے امتحان میں ڈال دیا، کیونکہ وہ ملکۂ

Marfat.com

سباء کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور برتری دکھانا چاہتے تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو ایک عظیم الشان محل بنانے کو کہا اس کا فرش شفاف شیشے کا بنایا گیا، قریب ہی پانی کا ایک چشمہ بنا دیا گیا، محل کچھ اس طرح کا بنا تھا کہ اس کے فرش میں چشمے کا عکس بن رہا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ پورے فرش پر پانی بہہ رہا ہے، سباء کو اس محل کو دکھانے کے لئے لے جایا گیا جیسے ہی وہ اس میں داخل ہوئی اس نے اپنے لباس کو پنڈلیوں سے اٹھا لیا تا کہ بھیگ نہ جائے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ تو حقیقت میں پانی نہیں یہ تو صرف عکس ہے، سباء سمجھ گئی کہ یہ سب کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کسی بڑی طاقت (اللہ) کے باعث کرتے ہیں۔ پس کہنے لگی۔ النمل: ۴۴

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾

(ترجمہ) میرے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اب میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ ربّ العالمین کی مطیع اور فرمانبردار بنتی ہوں۔

اور اس طرح مسلمان ہوگئی، یعنی اللہ تعالیٰ کی برتری کا اعتراف کر لیا، یہی بات حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے خط میں لکھی تھی۔ اس نے اپنی سلطنت کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضے میں دے دیا، کئی علماء کا کہنا ہے کہ ملکۂ سباء نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے شادی بھی کر لی تھی، تاہم قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ نے ملکۂ سباء کی کہانی انتہائی مختصر اور دلنشیں انداز میں سورۃ النمل: ۲۰-۴۴ میں بیان کیا ہے:

(ترجمہ) آپ نے پرندوں کا جائزہ لیا اور فرمانے لگے یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہیں؟، یقیناً میں اسے سخت سزا دوں گا، یا اسے ذبح کر ڈالوں گا، یا میرے سامنے کوئی صریح دلیل بیان کرے۔ کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ہدہد نے آ کر کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں، میں سباء کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے، اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے پس وہ ہدایت پر نہیں آتے۔ کیوں نہیں اس اللہ کو سجدہ کرتے جو آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے، اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے۔

سلیمان نے کہا، اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے۔ میرے اس خط کو لے جا کر انہیں دے دے پھر ان کے پاس سے ہٹ آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

وہ کہنے لگی اے سردارو! میری طرف ایک باوقعت خط ڈالا گیا ہے۔ جو سلیمان کی طرف سے ہے اور جو بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع ہے۔ یہ کہ تم میرے سامنے سرکشی نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے پاس آجاؤ۔

اس نے کہا اے میرے سردارو! تم اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو، میں کسی امر کا قطعی فیصلہ تمہاری موجودگی اور رائے کے بغیر نہیں کیا کرتی۔ ان سب نے جواب دیا کہ ہم طاقت اور قوت والے سخت لڑنے بھڑنے والے ہیں، آگے آپ کو اختیار ہے آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ ہمیں آپ کیا کچھ حکم فرماتی ہیں۔

اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں گھستے ہیں تو اسے اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں، اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ میں انہیں ایک ہدیہ بھیجنے والی ہوں، پھر دیکھ لوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں؟

پس جب قاصد حضرت سلیمان کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم مال سے مجھے مدد دینا چاہتے ہو؟ مجھے تو میرے ربّ نے اس سے بہت بہتر دے رکھا ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے پس تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو۔ جاؤ ان کی طرف واپس لوٹ جاؤ، ہم ان (کے مقابلہ) پر وہ لشکر لائیں گے جس کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ہم انہیں ذلیل و پست کر کے وہاں سے نکال باہر کریں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے اہلِ دربار! تم میں سے کوئی ہے جو اس کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے؟ ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا اس سے پہلے آپ

Marfat.com

اپنی جگہ سے اٹھیں میں وہ تخت آپ کے پاس حاضر کردوں گا۔یقین مانئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار۔جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں، جب آپ نے تخت اپنے پاس موجود پایا تو پکار اٹھے یہ میرے ربّ کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکرگزاری کرتا ہوں یا ناشکری، شکرگزار اپنے ہی نفع کے لئے شکرگزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار (بے پرواہ اور بزرگ) غنی اور کریم ہے۔ اس نے حکم دیا (ملکہ کے امتحان کے لیے) اس کے تخت کی وضع بدل دو ہم دیکھیں کہ آیا وہ سمجھ جاتی ہے یا اُن لوگوں میں سے ہوتی ہے جو نہیں سمجھتے۔پھر جب وہ آگئی تو اُس سے کہا (دریافت کیا) کیا ایسا ہی تیرا (بھی) تخت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے، ہمیں اس سے پہلے ہی علم دیا گیا تھا اور ہم مسلمان تھے۔

اور اسے ان معبودوں نے (مسلمان ہونے سے) روک رکھا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی رہی تھی، یقیناوہ کافر لوگوں میں سے تھی۔ اس سے کہا گیا کہ محل میں چلی چلو، جسے دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ حوض ہے اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں، فرمایا یہ ایک محل ہے، اس میں جڑے ہوئے شیشے ہیں، کہنے لگی میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ ربّ العالمین کی مطیع اور فرمانبردار بنتی ہوں۔

علماء اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ سباء کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو خط لکھا تھا یہ تاریخ میں ایک انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے انتہائی مختصر انداز میں اللہ کی تعریف لکھی تھی، ساتھ ہی اپنا مختصر تعارف بھی دیا تھا، آپ نے دھمکی بھی لکھی تھی کہ میری سرکشی نہ کرنا، بلکہ مسلمان ہوکر میرے پاس آجا۔ خط کا آخری فقرہ نہایت فصیح وبلیغ ہے، جس میں سباء کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ تم میرے سامنے سرکشی نہ کرنا اور مسلمان بن کر میرے پاس آجا۔

انسانی تاریخ میں آج تک کسی نے اتنا مختصر اور فصیح وبلیغ خط نہیں لکھا، یہ خط خود اپنے آپ میں ایک معجزہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے طاقت وقوت، عقل ودانش عجزوانکساری عطا کرتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خضر علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ایک اہم واقعہ ہے، جو سورۃ کہف میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے، یہ واقعہ اور اس کا پس منظر حضرت ابی بن کعب کی حدیث میں ملتا ہے جس کو امام بخاری نے نقل کیا ہے۔

ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے کسی شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ زمین میں اس وقت سب سے زیادہ باعلم شخص کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں سب سے بڑا عالم ہوں، اللہ تعالیٰ کو یہ جواب پسند نہ آیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ اللہ جانتا ہے، اسی بات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تربیت دینا چاہی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ کیا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ایک آدمی ہے جو آپ سے بھی زیادہ عالم ہے، میرا وہ بندہ آپ کو اس جگہ ملے گا جہاں دو سمندر ملتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت شوق ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اس بندے سے کچھ علم سیکھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس بندے سے ملنے کے لئے مزید معلومات دی جائے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ایک توشہ دان میں مچھلی رکھ لو اور دونوں سمندروں کے ملنے کی جگہ کی طرف چل پڑو، جہاں تمہاری رکھی ہوئی مچھلی غائب ہو جائے گی وہیں رک جانا، آپ سے زیادہ عالم وفاضل شخص آپ کو وہیں ملے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کے ہمراہ سفر شروع کر دیا جس کا نام یوشع بن نون تھا، جب وہ دونوں ایک چٹان کے پاس پہنچے تو دونوں آرام کے لئے لیٹ گئے۔

مچھلی توشہ دان سے باہر نکل کر سمندر میں داخل ہوگئی، جس راستے سے مچھلی گئی وہاں ایک سرنگ کی طرح راستہ بن گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غلام نے یہ سب کچھ دیکھا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتانا بھول گیا کہ کس طرح مچھلی نکل کر بھاگ گی تھی۔ دونوں نے پھر اپنا سفر

Marfat.com

شروع کر دیا، ایک دن، رات اور چلتے رہے، تھکان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ساتھی سے کہا مچھلی لاؤ تاکہ کھانا کھائیں، کیونکہ دونوں بھوک سے بے تاب تھے، ساتھی نے کہا: میں تو آپ کو بتانا بھول ہی گیا کہ مچھلی توشہ دان سے نکل کر اُس وقت بھاگ گئی، جب ہم چٹان کے پاس آرام کر رہے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہی جگہ تو ہماری منزل تھی، جس کو ہم تلاش کر رہے تھے، پس وہ وہاں سے لوٹ پڑے اور واپس اس چٹان تک آئے، وہیں ان کو حضرت خضر علیہ السلام دکھائی دیئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا، انہوں نے پوچھا کیا تم موسیٰ ہو؟ نبی اسرائیل آپکی قوم ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علم حاصل کروں، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان دیر تک گفتگو ہوتی رہی، اس حدیث میں ان دونوں کا پورا مکالمہ موجود ہے، یہی واقعہ سورۃ الکہف: ۶۲ ۔ ۸۲ میں بیان کیا ہے، جن کا ترجمہ یہ ہے۔

جب وہ دونوں وہاں سے آگے بڑھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ یقینا ہمیں اس سفر میں سخت تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ اس نے جواب دیا آپ نے دیکھا (کیا ہوا؟) جبکہ ہم چٹان کے پاس آرام کر رہے تھے اس وقت میں مچھلی کو بھول گیا، دراصل شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں، اس مچھلی نے ایک انوکھے طور پر دریا میں اپنا راستہ بنالیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تھا جس کی تلاش میں ہم تھے چنانچہ وہیں سے اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے ہوئے واپس لوٹے۔ پس ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا، جسے ہم نے اپنے پاس کی خاص رحمت عطا فرما رکھی تھی اور اسے اپنے پاس سے خاص علم سکھا رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں۔ تاکہ جو دانشمندی آپ کو سکھائی گئی ہے آپ مجھے بھی اس کی تعلیم دیں۔ اس نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکتے۔ اور جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور کسی بات میں میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اس نے کہا اچھا اگر آپ میرے

Marfat.com

ساتھ ہی چلنے پر اصرار کرتے ہیں تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے کچھ نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو اس (خضر علیہ السلام) نے کشتی میں سوراخ کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے اس میں سوراخ کیا ہے تاکہ کشتی والوں کو ڈبو دیں، یہ تو آپ نے بڑی (خطرناک) بات کر دی۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میری بھول پر مجھے نہ پکڑیئے اور مجھے اپنے کام میں تنگی میں نہ ڈالیے۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے کو پایا، اس (خضر علیہ السلام) نے اسے مار ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی جان کے عوض مار ڈالا؟ بیشک آپ نے تو بڑی ناپسندیدہ حرکت کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اگر اب اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو بیشک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا، یقیناً آپ کو میری طرف سے عذر مل گیا ہے۔ پھر دونوں چلے ایک گاؤں والوں کے پاس آ کر ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ان کی مہمانداری سے صاف انکار کر دیا، دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا ہی چاہتی تھی، اس (خضر علیہ السلام) نے اسے ٹھیک اور درست کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے۔ اس نے کہا بس یہ جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان، اب میں تجھے ان باتوں کی حقیقت بھی بتا دوں گا جس پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ کشتی تو چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاج کرتے تھے میں نے اس میں کچھ توڑ پھوڑ کرنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک (صحیح سالم) کشتی کو جبراً ضبط کر لیتا تھا۔ اور اس لڑکے کے ماں باپ ایمان والے تھے، ہمیں خوف ہوا کہ کہیں یہ انہیں اپنی سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کر دے۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ انہیں ان کا پروردگار اس کے بدلے اس سے بہتر پاکیزگی والا اور اس سے زیادہ محبت اور پیار والا بچہ عنایت فرمائے۔ دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ اس دیوار کے نیچے دفن

Marfat.com

ہے، ان کا باپ بہت نیک شخص تھا تو تیرے ربّ نے چاہا کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ نکال لیں۔ یہ تیرے ربّ کی طرف سے مہربانی تھی۔ میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، یہ ہے تفصیل ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہم کئی سبق سیکھ سکتے ہیں۔

(۱) اپنے آپ پر فخر کرنا غلط ہے، خواہ کیسی بھی خوبی کیوں نہ ہو۔

(۲) اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا، اور ان کی لغزشوں کو معاف کر دیتا ہے، بلکہ ان کی تربیت کے لئے مناسب حالات پیدا کر دیتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بے پناہ علم ہونے کے باوجود بھی علم کے حصول کے لئے حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے کا بہت شوق تھا، پس مزید علم حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہنا یہ نبیوں کی سنت ہے۔

(۴) علم کے حصول کے لئے بہت زیادہ محنت اور صبر کی ضرورت ہوتی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ محنت صبر اور امتحان کی شکل بدلتی رہتی ہے، مثلاً اس واقعہ میں ایک شخص کی ذرا سی بھول سے دونوں کو ایک دن اور رات کا اور سفر کرنا پڑا۔

(۵) طالبعلم کو اپنے استاد کا احترام کرنا چاہئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اتنے بڑے پیغمبر ہونے کے باوجود اپنے راہبر کا احترام کرنے اور ان کے سامنے عاجزی وانکساری دکھانے میں عار محسوس نہ کی۔

(۶) اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اس کے کام کے مطابق علم عطا کرتا ہے، یہی معاملہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ کرتا ہے، اللہ کا علم لامحدود ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کشتی میں تھے تو ایک چھوٹا پرندہ آیا، اور کشتی کے کنارے بیٹھ گیا، اور اپنی چونچ میں ایک بوند پانی لیا، یہ دیکھ کر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا ہم دونوں کا علم اگر ایک ساتھ ملا دیا جائے تو اللہ کے علم کے سامنے بس اتنی ہی حیثیت ہوگی جتنا اس بوند کی سمندر کے سامنے حیثیت ہے (یعنی اللہ کا علم سمندر ہے ہم دونوں کا علم ملا کر ایک بُوند کے

Marfat.com

برابر ہے)۔

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر سے ہمیں سفر کے بارے میں کئی دیگر ہدایات ملتی ہیں، انہوں نے اپنے غلام کو سفر شروع کرنے سے پہلے سفر کی سمت اور منزل بتا دی تھی، پس ہمیں بھی اپنے ملازم کو اس طرح کی معلومات دے دینا چاہئے، یہ ہمارے لئے ایک یاددہانی ہے، کیونکہ کئی سردار اس بات کو اپنے لئے باعث عار سمجھتے ہیں، کہ اپنے ملازم کو اپنے سفر کی معلومات دیں۔

(۸) حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ وہ یہ خارق عادت چیزیں خود نہیں کرتے، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا علم دیا ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیا گیا تھا، یہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر قسم کا علم اللہ تعالیٰ کی نعمت اور انعام ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اپنے علم میں کچھ حصہ دے دیتے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ غیب کو جانتا ہے، جبکہ ہماری سمجھ انتہائی محدود ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کا اس رہنمائی پر اسکا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اتنی ساری مفید چیزیں ہمیں بتائیں۔ الحمد للہِ ربّ العالمین

نماز جنازہ

حرمین شریفین میں فرض نماز کے بعد اکثر نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ زائرین کرام کو چاہئے کہ امام صاحب کے ساتھ پہلے نماز جنازہ ادا کریں۔ اور دیگر سنتیں اور نوافل اس کے بعد ادا کریں۔ کیونکہ نماز جنازہ کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ واضح رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں اور نوافل گھر جا کر ادا کرتے تھے۔

Marfat.com

قیامت کے مناظر

اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لئے قرآن پاک میں جگہ جگہ قیامت کے دن کے مناظر بیان فرمائے ہیں، ان میں سے چند مناظر آپکی خدمت میں پیش کرونگا۔ سورۃ زلزال: ۱۔۸

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

(ترجمہ) جب زمین پوری شدت سے ہلا دی جائے گی، اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہوگیا؟ اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی۔ اس لئے کہ تیرے ربّ نے اسے حکم دیا ہوگا۔ اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہوکر (واپس) لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا یا ذرہ برابر بُرائی کی ہوگی اسے بھی دیکھ لے گا۔

اس چھوٹی سی سورۃ میں جو ہدایت موجود ہے نہایت ہی قابل غور ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ زلزال نصف قرآن کے برابر ہے۔ یعنی اس میں دی گئی ہدایت نصف قرآن کی ہدایت کے برابر ہے۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ الفاذۃ الجامعۃ ہے، یعنی مختصر مگر نہایت جامع ہے، اس سورۃ کی آخری آیت بہت ہی زیادہ موثر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ یہ آیت قرآن مجید کی انتہائی اہم اور طاقت ور آیت کریمہ ہے۔

اسی طرح سورۃ الحج کی مندرجہ ذیل آیات دلوں کو ہلانے والی ہے۔ سورۃ الحج: ۱۔۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ

Marfat.com

كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲

(ترجمہ) لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو! بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی (ہولناک) چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھ لو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے، حالانکہ درحقیقت وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ یہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ سورۃ الحاقۃ: ۱۳۔۱۸

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝۱۴ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱۵ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝۱۶ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝۱۷ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝۱۸

(ترجمہ) پس جبکہ صور پھونکا جائے گا۔ اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔ اس دن ہو پڑنے والی (قیامت) ہو پڑے گی۔ اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن بالکل بودا (کمزور) ہو جائے گا۔ اس کے کنارے پر فرشتے ہوں گے، اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس دن تم سب سامنے پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔

جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا زمین و آسمان کی ہر چیز بے ہوش ہو جائے گی۔ سوائے چند فرشتوں کے، پھر یہ فرشتے بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ سورۃ الرحمٰن: ۲۶۔۲۷

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝۲۶ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۝۲۷

(ترجمہ) زمین پر موجود ہر چیز فنا ہو جائے گی، صرف اور صرف تیرے ربّ کی ذات باقی بچے گی جو عظمت و انعام والا ہے۔

Marfat.com

جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو روحیں جسموں میں واپس آجائیں گی پھر تمام مخلوقات زندہ کھڑے ہوجائیں گے اور حساب کتاب کیا جائے گا۔ سورۃ الزمر: ۶۸۔۷۰

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾

(ترجمہ) اور صور پھونک دیا جائے گا پس آسمان اور زمین والے سب بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس وہ ایک دم کھڑے ہوکر دیکھنے لگ جائیں گے۔ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی، نامۂ اعمال حاضر کیے جائیں گے نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) فیصلے کردیئے جائیں گے اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔ اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ جو کچھ لوگ کررہے ہیں وہ بخوبی جاننے والا ہے۔

حساب کتاب کے لئے گواہ لائے جائیں گے۔ سورۃ یٰسین: ۶۵

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾

(ترجمہ) ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک آدمی اپنا گناہ دوسروں سے چھپا سکتا ہے، لیکن اپنے بدن کے اعضاء سے نہیں چھپا سکتا، قیامت کے دن بدن کے یہی اعضاء گواہی دیں گے، یہ گواہی انسان کے خلاف ہوگی، اگر یہ آیات واقعی ہم سمجھ لیں تو پھر ہم کبھی بھی کوئی گناہ کرنے کی جرأت نہ کریں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منہ پر مہر لگادی جائے گی، اس کی ران سے اسکے عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا اسی طرح انسان کا گوشت

Marfat.com

اور ہڈیاں گواہ کی طرح باتیں کریں گی۔ (مسلم)

گناہ گاروں کا کھانا کیا ہوگا؟ سورۃ الدخان: ۴۳۔۵۰

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

(ترجمہ) بیشک زقوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہوگا، جو تلچھٹ کی طرح ہوگا پیٹ میں کھولتا رہے گا، جیسے کھولتا پانی جوش کھاتا ہے، اسے پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے بیچ جہنم تک پہنچا دو، پھر اس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب پہنچاؤ یا بہاؤ (اس سے کہا جائیگا) چکھتا جا تو تو بڑی عزت والا اور بڑے اکرام والا تھا۔ یہی وہ چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔

اس کے برعکس سچے ایمان والوں کے ساتھ الگ معاملہ کیا جائے گا۔ دیکھئے سورۃ الزخرف: ۶۸۔۷۳

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْیُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ كَثِیْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾

(ترجمہ) میرے بندو! آج نہ تو تم پر کوئی خوف (وہراس) ہے اور نہ تم (بددل اور) غمزدہ ہو گے۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور تھے بھی وہ (فرماں بردار) مسلمان۔ تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش (راضی خوشی) جنت میں چلے جاؤ۔

ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا، ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں، سب وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ بہشت ہے کہ تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے

Marfat.com

وارث بنائے گئے ہو۔ یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہو گے۔

اسی طرح سورۃ فصلت: ۳۰۔۳۲ دیکھئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾

(ترجمہ) (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے۔ غفور ورحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔

یہاں پر جو نزلاً کا لفظ آیا ہے اس کے معنے شروع شروع کی مہمان نوازی ہے۔ پس اس کا مطلب ہوگا کہ یہ بیان کردہ نعمتیں تو شروع میں مہمان کو خوش آمدید کہتے ہوئے ملیں گی اس کے بعد جو کچھ ملے گا وہ عظیم سے عظیم تر ہوگا۔

زید بن اسلم نے روایت کی جو کہ درمنثور میں درج ہے، موت کے فرشتے مضبوط ایمان والوں کے پاس اچھی خبریں لیکر تین بار آئیں گے۔ پہلے موت کے وقت پھر قبر میں اور آخری بار حشر کے میدان میں، یہ فرشتے اچھے ایمان والوں کے دنیاوی ساتھی تھے ان کے دل ودماغ میں اچھی سوچ وفکر ڈالا کرتے تھے، اور تکلیف اور دکھ کے وقت ان کو صبر کی تلقین کرتے تھے، یہی فرشتے حشر کے میدان میں اہل ایمان کو جنت میں داخل ہونے کا پروانہ دیں گے۔

اس کے برعکس کافروں کو فرشتے کس طرح جہنم کی طرف ہانکیں گے۔ سورۃ الزمر: ۷۱۔۷۲

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ

Marfat.com

يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

(ترجمہ) کافر گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے، اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے ربّ کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔ کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں ہمیشہ رہیں گے، پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔

اس کے برعکس فرشتے اہل ایمان کو خوشخبری سنائیں گے اور مبارکباد دیں گے، اور اہل ایمان اس پر فخر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا اور زیادہ شکر ادا کریں گے۔ سورۃ الزمر: ۷۳۔۷۴

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور جو لوگ اپنے ربّ سے ڈرتے تھے ان کے گروہ جنت کی طرف روانہ کیے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آ جائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔ یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

یہاں غور فرمائیے کہ لوگوں کو گروپ کی شکل میں جنت یا جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جن کی ہمراہی میں وہ اچھے یا برے عمل کرتے تھے۔ زمر کا مطلب گروپ یا جماعت ہوتا ہے مندرجہ بالا نکتہ بہت اہم ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام زمر ہے۔ پس آخرت میں بھی ہر ایک گروپ کا انجام اکٹھا ہو گا اگر ہم اچھے لوگوں کی صحبت میں رہیں اور نافع علم کے متلاشی رہیں

Marfat.com

تو انشاء اللہ ہم جنت کے بہترین امیدوار بن جائیں گے۔ گو یہ یاد رہے کہ بالآخر جنت میں داخلہ صرف اور صرف اللہ کی رحمت کے باعث ہوگا، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے رحم و کرم اور فضل و احسان کی بھیک مانگتے ہیں۔ آمین

سجدہ تلاوت

حرمین شریفین میں جمعہ کے روز فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں امام صاحب (سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق) اکثر سورۃ السجدہ کی تلاوت فرماتے ہیں (بخاری و مسلم)۔ آیتِ سجدہ کے بعد امام صاحب حالت قیام سے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ ہر مقتدی کو بھی امام صاحب کے ساتھ سجدہ تلاوت کرنا چاہئے۔

نوٹ: دیگر ممالک کے امام صاحبان سے درخواست ہے کہ اس سنت پر عمل کریں۔ تاکہ زائرین کرام حرمین شریفین آنے سے پہلے اس کے عادی ہو جائیں۔

نوٹ: ان امور کی اپنے دوسرے بھائیوں کو پیار و محبت سے یاد دہانی کرائیں کیونکہ ان میں سے بعض تعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ اکثر عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا پہلے تجربہ نہیں۔

Marfat.com

قرآن کریم اور اصل توریت کی تعلیمات میں مشابہت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سورۃ الاسراء کی آیات ۲۲۔۳۸ اصل توریت کی ہی تعلیمات کا لُب لباب ہیں۔ (مظہری)

چونکہ یہ تعلیمات قرآن میں ہیں اس لئے ان پر عمل پیرا ہونا مسلمانوں پر بھی ویسا ہی فرض ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں پر فرض تھا، پس تمام رسولوں کو ہدایات دینے والی ذات وہی اللہ ہے، اس لئے تمام رسولوں کی تعلیم اور ہدایات میں یکسانیت ہے اور اس کی روح بھی ایک ہی ہے۔

لوگوں کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی صورت میں قابل قبول ہیں جب وہ اہل ایمان ہوں اور اپنے وقت کے رسول کی ہدایات کے مطابق عمل پیرا ہوں۔

ان آیات کریمہ کی روشنی میں سب سے پہلے اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کے فوراً بعد اللہ نے والدین کی اطاعت فرض کی ہے۔ سورۃ الاسراء: ۲۲۔۲۵

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

(ترجمہ) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہرا اس صورت میں تو مذمت کیا ہوا ہو کر بیٹھ رہے گا۔ اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ

Marfat.com

ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا ربّ بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

پس انسانوں کے حقوق میں سب سے بڑھ کر والدین کے حقوق ہیں (اسی کتاب میں والدین کے حقوق کے متعلق ایک الگ مضمون موجود ہے)۔

اس کے بعد ہمیں رشتہ داروں، غریبوں اور مسافروں کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ سورۃ الاسراء: ۲۶۔۲۷

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

(ترجمہ) اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو۔ بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

اس آیت کریمہ کی مزید تفصیل سورۃ التوبہ: ۶۰ میں دی گئی ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

(ترجمہ) صدقے صرف فقیروں (مفلسوں) کے لئے ہیں اور مسکینوں (محتاجوں) کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور (ان لوگوں کے لئے) جنہیں (اسلام کی) الفت دی جائے۔ اور گردنوں کے چھڑانے (آزاد کرانے) کے لیے اور قرض داروں (کا قرض ادا کرنے) کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر نوازی کے لئے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

اس کے بعد کی آیت کریمہ ہمیں خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دیتی

Marfat.com

ہے۔ سورۃ الاسراء: ۲۹۔۳۰

وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

(ترجمہ) اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت زدہ اور حسرت میں مبتلا ہو کر بیٹھ رہو گے۔ یقیناً تیرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ، یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

پس نہ تو ہمیں بخل کرنا چاہئے اور نہ ہی اتنا خرچ کرنا ہے کہ اس کے نتیجے میں ہم خود تنگ دست ہو جائیں۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک لڑکا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا، اور کہنے لگا میری ماں آپؐ سے ایک قمیص مانگ رہی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مہربانی کر کے کسی اور وقت آؤ جب میری پاس مطلوبہ چیز موجود ہو، وہ لڑکا پھر واپس آ کر کہنے لگا کہ آپؐ کے بدن پر جو قمیص ہے اسی کو میری ماں مانگ رہی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر اس کے حوالے کر دی، اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بدن ڈھانکنے کے لئے کوئی قمیص نہ تھی، اسی وقت نماز کے لئے اذان ہوئی لوگ مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، جب بہت دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف نہ لائے تو صحابہ کرامؓ پریشان ہو گئے، جب وہ آپؐ کے گھر دیکھنے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بغیر قمیص کے بیٹھے ہوئے تھے، یہ آیت کریمہ ہم کو یہ سبق دیتی ہے کہ ہمیں اپنے ہاتھوں بہت زیادہ مصیبت پیدا نہیں کرنی چاہئے، ایک انسان ہونے کے ناطے ہم جتنا کر سکتے ہیں اتنا ہی کریں۔

اگلی آیت مفلسی کے ڈر سے بچوں کو قتل کرنے سے منع کرتی ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۱

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً

Marfat.com

کبیرہ ۳۱

(ترجمہ) اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ ہدایت نہایت دلچسپ اور بلیغ انداز میں بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم روزی بچوں کو دیتے ہیں اور تمہیں بھی، یعنی والدین کی روزی بچوں کی وجہ سے ہی ملتی ہے، پس بچوں کو قتل کرنا صریح غلطی اور گناہ ہے۔

علاوہ ازیں رزق دینے والا اللہ ہے نہ کہ والدین، اس لئے بچوں کو مفلسی کے ڈر سے مارنا بہت بڑی حماقت ہے۔

اگلی آیات کریمہ میں زنا سے منع کیا گیا ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۲

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

(ترجمہ) خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیوں کہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ حیاء ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔ (بخاری)

اگر حیاء کو نظر انداز کر دیا گیا تو سماجی اور اخلاقی طور پر انسانیت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

اگلی آیات کریمہ میں کسی کو ناحق قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۳

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

(ترجمہ) اس کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ہرگز ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار (قصاص) دیا ہے پس اسے چاہئے کہ قتل کے معاملہ میں حد سے نہ بڑھے اس لئے کہ اس کی مدد کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کسی مسلمان کو قتل کرنے کا حق نہیں ہے، جبکہ وہ اللہ کی وحدانیت پر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر

Marfat.com

ایمان لاچکا ہے، ہاں تین صورتوں میں قتل کیا جاسکتا ہے۔

(الف) اگر شادی شدہ مسلمان زنا کرے۔

(ب) اگر کسی نے کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دیا ہو، مقتول کے رشتہ دار حکومت سے حق کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔

(ج) اگر کوئی اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے۔

اگلی آیت میں یتیموں کے مال کی حفاظت کی تلقین ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۴

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّه۪ٗ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

(ترجمہ) اور یتیم کے مال کے پاس نہ پھٹکو مگر اس طریقہ سے جو بہترین ہو۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد پورا کرو، بیشک عہد کے بارے میں جواب دہی ہوگی۔

اس مضمون کے شروع میں ہم نے بتایا کہ فضول خرچی نہیں کرنا چاہئے، پس کسی یتیم کے پیسے کو ہمیں کسی غلط جگہ ہرگز خرچ نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ یتیم بچہ اپنے حقوق کی حفاظت کی طاقت نہیں رکھتا، پس کسی یتیم کے پیسے کو غلط جگہ استعمال کرنا خود اپنا پیسہ غلط جگہ استعمال کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

اگلی آیت ہمیں ناپ تول میں ایمان داری پر ابھارتی ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۵

وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) اور جب ناپنے لگو تو بھرپور پیمانے سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ یہی بہتر ہے، اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے۔

پس صحیح ناپ تول نہ صرف مذہبی طور پر ہی نیکی ہے بلکہ دنیا کے اعتبار سے بھی اس کے بہت سارے فائدے ہیں۔

(الف) یہ عوام کے ساتھ تعلقات کو استوار کرتا ہے، اور تجارت کو ترقی دیتا ہے۔

(ب) اس عمل کی وجہ سے باذن اللہ جنت ملے گی۔

Marfat.com

اسی موضوع کی اہمیت کے مدنظر سورۃ المطففین نازل ہوئی۔ سورۃ المطففین: ۱۔۳

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾

(ترجمہ) بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔

درحقیقت ناپ تول میں کمی کرنا دوسروں کے حقوق کو غصب کرنا ہے۔ یاد رہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کی ایک بڑی وجہ یہی تھی۔

اگلی آیت انسان کی سماجی زندگی کے بارے میں ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۶

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾

(ترجمہ) جس بات کا تجھے علم ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

اگلی آیت ہمیں غرور وتکبر سے روکتی ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۷

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾

(ترجمہ) اور زمین میں اکڑ کر نہ چل حقیقت یہ ہے کہ تم نہ تو زمین کر پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی اگر ذرہ برابر بھی غرور کرے گا تو جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم)

حضرت عیاض بن حمادؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عجز وانکساری اور شرم وحیا کے ساتھ رہنے کی تعلیم دی ہے۔ ہمیں غرور وتکبر سے دور رہنا چاہئے اور کسی دوسرے پر ظلم نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا ہدایات کی نافرمانی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ سورۃ الاسراء: ۳۸

Marfat.com

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾

(ترجمہ) یہ سب ایسی چیزیں اور باتیں ہیں کہ اس کی برائی تمہارے ربّ کے لئے انتہائی ناپسند اور مکروہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور یہودیوں کو بلکہ تمام بنی نوع انسان کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اذان کے بعد دعا کا ثواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان سنی اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ)

(ترجمہ) اے اللہ۔ اے اس مکمل دعوت اور قائم نماز کے پروردگار۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص قرب اور خاص فضیلت عطا فرما۔ اور اس مقامِ محمود (تعریف کئے ہوئے مقام) پر کھڑا فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (بخاری)

نوٹ: حدیث شریف میں قوسین کے درمیان والے الفاظ امام بیہقی کی روایت سے ہیں اور اس کی سند جید ہے۔

Marfat.com

مسجدوں کا احترام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر انسان فطرت کے مطابق پیدا ہوتا ہے، یعنی مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ البتہ بعض والدین اور اس کا ماحول اس کو صحیح عقائد سے گمراہ کر دیتے ہیں۔ اور اسے عیسائی یا یہودی یا کسی اور مذہب کا پیروکار بنا دیتے ہیں جبکہ اسلامی تعلیمات عیسائیوں کے غلط عقائد کے بالکل خلاف ہے، مثلاً عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر انسان فطری طور پر گناہ گار پیدا ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر لٹک کر اپنی جان کا کفارہ دے کر تمام عیسائیوں کے گناہوں کو معاف کروا دیا ہے، خواہ عیسائی کی عملی زندگی گناہوں کا پلندا ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے برعکس اسلام اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی مکمل اتباع کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، یہ ہدایت یافتہ لوگ کہاں مل سکتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کے گھروں میں ہی مل سکتے ہیں، جس کو ہم مساجد کے نام سے جانتے ہیں۔ اس لئے ہمیں مساجد کا احترام کرنا چاہیے۔ سورۃ النور: ۳۶۔ ۳۸

فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَ یُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۪ۙ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ ﴿۳۷﴾ لِیَجۡزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

(ترجمہ) ان گھروں یعنی مساجد میں جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ بلند کیا جائے یعنی ان کی تعظیم کی جائے۔ اور ان میں اس کا نام لیا جائے۔ ان گھروں میں لوگ صبح و شام تسبیح کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت

Marfat.com

سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ یہ لوگ اس ارادے سے کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے بلکہ اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۷ میں ان آدمیوں کی صفت بتائی گئی ہے جو مسجدوں کو ہمیشہ آباد رکھتے ہیں۔ اس آیت میں رجال کا لفظ آیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجدیں بطور خاص مردوں کے لئے ہیں۔ جبکہ عورت کی نماز اس کے گھر میں زیادہ بہتر ہے۔ نہ کے مسجد میں۔

حضرت ام سلمہؓ یہ روایت بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا عورتوں کے لئے بہترین مسجدیں ان کا گھر ہے۔ اور گھر میں بھی بالکل اندرونی حصہ اور بہتر ہے۔ (مسند احمد)

اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک عورت کے لئے زیادہ یہ مناسب ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھے۔ ہاں اگر مسجد میں عورتوں کے لئے الگ جگہ کا انتظام ہو تو عورتیں مسجد میں بھی نماز ادا کر سکتی ہیں۔ خصوصاً اگر مسجد میں تعلیمی مجلس ہو تو عورتوں کو مسجد میں حاضر ہو کر اس سے استفادہ کرنا چاہئے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ سے محبت کرتا ہو اسے چاہئے وہ مجھ سے محبت کرے۔ جو مجھ سے محبت کا دعوے دار ہو اس کو چاہئے کہ میرے صحابہ کرامؓ کو عزیز رکھے اور جو یہ کہتا ہو کہ وہ میرے صحابہ کرامؓ کو بہت چاہتا ہے وہ قرآن سے زیادہ شغف رکھے۔ اور جو قرآن کو بہت چاہتا ہو تو وہ مسجدوں سے محبت رکھے، مسجدیں اللہ کا گھر ہیں، اللہ نے ان کا ادب واحترام کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان جگہوں اور ان جگہوں میں رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم ہوتا ہے۔ یہ لوگ مساجد میں نمازیں ادا کرتے ہیں اس دوران اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ضروریات اور خواہشات کو پورا کر دیتے ہیں۔ اور یہ مسجدیں اور اس میں رہنے والے اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ (قرطبی)

مسجدوں کی اہمیت زمین کے دیگر ٹکڑوں سے زیادہ ہے۔ حضرت ابو امامہؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسجد کے لئے گھر سے وضو کر کے نکلے گا اس کو بہت

Marfat.com

ثواب ملے گا، بلکہ وہ اس آدمی کی طرح ہوگا جو گھر سے حج کے لئے احرام باندھ کر نکلا ہو، اور جو کوئی نماز کے لئے وضو بنا کر مسجد کی طرف جائے گا اس کو عمرے کے برابر ثواب ملے گا، اگر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتا رہے گا تو اس کا نام علیین میں لکھا جائے گا۔ (مسلم)

حضرت بریدہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی گھٹا ٹوپ اندھیرے میں مسجد کی طرف جائے گا اس کو قیامت کے روز بے حساب نور عطا کیا جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا مسجد میں نماز پڑھنا گھر کی نماز یا کسی اور جگہ کی نماز سے بہتر ہے، اگر کوئی آدمی گھر سے نماز کی نیت کر کے وضو کر کے نکلے، ہر قدم جو مسجد کی طرف بڑھتا ہے اللہ کی نظر میں اس کا مقام اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ اگر وہ مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنے کا انتظار کر رہا ہے۔ تو اس کو انتظار کے دوران بھی نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، جب تک وہ انتظار کر رہا ہوتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اگر وہ وضو کی حالت میں ہو اور کسی کو کوئی تکلیف نہ دی ہو تو فرشتے اللہ سے کہتے ہیں: اے اللہ اس بندے پر رحم فرمایئے اور اس کے گناہ معاف فرمایئے۔ (مسلم)

حضرت حکم بن عُمیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس دنیا میں مہمان کی طرح رہو مسجدوں کو اپنا گھر سمجھو، اپنے دلوں کو نرم اور اللہ کی ہدایات کو قبول کرنے والا بناؤ، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر غور و فکر کرو۔ اللہ کی یاد سے اس کے خوف سے خوب روؤ۔ دلوں میں دنیا کی رنگینیوں کو جگہ نہ دو۔ اور عالیشان گھروں کی تعمیرات میں نہ لگ جاؤ۔ جہاں شاید تمہیں رہنا تک نصیب نہ ہو۔ علاوہ ازیں اپنی ضرورت سے زیادہ دولت جمع نہ کرو۔ ایسی تمنائیں نہ کرو جو پا نہ سکو۔ (قرطبی)

حضرت ابوالدرداءؓ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ مسجدوں کو اپنا گھر سمجھو۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہتے سنا تھا کہ جو کوئی مسجدوں کو اپنا گھر سمجھے گا اللہ اس کے دل کو سکون دے گا۔ اور قیامت کے روز پل صراط پر سے اسکا گزر آسان کر دے گا۔ (قرطبی)

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کئی لوگ مسجدوں میں گروپ کی شکل میں بیٹھیں گے۔ اور وہاں صرف دنیا کی باتیں کریں گے۔ اور دنیا سے محبت ان کی گفتگو میں نظر آئے گی۔ تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ مسجدوں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ (قرطبی)

حضرت سعید بن المسیب ؒ کہتے ہیں۔ جو کوئی اللہ کے گھر میں بیٹھتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس کو چاہئے کہ وہ وہاں صرف اور صرف اچھی باتیں کرے۔ (قرطبی)

مساجد کے ادب واحترام کے متعلق علماء کرام نے ہمیں مندرجہ ذیل پندرہ نکات دیئے ہیں۔

(۱) مسجد میں داخلے پر لوگوں کو سلام کرو لیکن اگر یہ لوگ نماز یا قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوں تو ان کو سلام نہ کیا جائے۔ اگر مسجد میں کوئی نہ ہو تو ہمیں یہ کہنا چاہئے۔ (السلام علینا وعلے عباداللہ الصالحین) یعنی ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ اس سلام کا جواب فرشتے دیں گے۔

(۲) مسجد میں داخلے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد نماز پڑھیں اگر داخلہ مندرجہ ذیل تین اوقات میں ہو تو تحیۃ المسجد پڑھنا منع ہے۔

(الف) طلوع آفتاب۔ (ب) غروب آفتاب۔ (ج) نصف النہار کے وقت۔

(۳) مسجد میں تجارت کی باتیں نہ کی جائیں۔

(۴) وہاں تیر یا تلوار یا اپنا ہتھیار نہ نکالے۔

(۵) اپنی گم شدہ چیزوں کا اعلان مسجد میں نہ کیا جائے۔

(۶) دنیا کی باتیں نہ کی جائیں۔

(۷) اونچی آواز میں بات نہ کی جائے۔

(۸) جھگڑا نہ کیا جائے۔

(۹) نمازی کے آگے سے نہ گزریں۔

Marfat.com

(۱۰) مسجد میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا منع ہے۔

(۱۱) اپنی انگلیاں نہ چٹخائیں۔ خاص کر جمعہ خطبہ کے دوران

(۱۲) بدن کے کسی حصے سے نہ کھیلیں۔

(۱۳) صف میں اگر مناسب جگہ نہ ہو تو دو آدمیوں کے درمیان صف میں نہ گھسیں۔

(۱۴) مسجد کی صفائی کا مکمل خیال رکھیں۔ اور چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائیں۔

(۱۵) اپنے آپ کو ذکر اللہ میں مشغول رکھیں۔ (قرطبی)

یہاں پر ایک ضروری سوال درج کیا جا رہا ہے وہ یہ کہ مسجد کے معاملات کا ذمہ دار کون ہو؟ اس سوال کا جواب سورۃ التوبہ: ۱۸ میں دیا گیا ہے۔

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ لَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۸﴾

(ترجمہ) اللہ کی مسجدوں کی رونق و آبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، توقع ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔

ایمان والے لوگوں کی نشانی کیا ہے؟

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۸ میں یعمر کے مندرجہ ذیل معانی ہیں۔

(الف) مسجد کی تعمیر

(ب) مسجدوں کی صفائی و مرمت وغیرہ کا انتظام کرنا

(ج) مسجد کے دیگر تمام معاملات کا انتظام کرنا

(د) مسجد کو ذکر و اذکار تلاوت قرآن نماز اور تعلیم کے لئے استعمال کرنا

پس مساجد کے ذمے دار صرف اور صرف وہی لوگ ہونگے جن کی صفات اوپر بیان کی گئی ہیں۔ ہمیں کسی کو مسجد میں اللہ کا ذکر اور نماز پڑھنے سے نہیں روکنا چاہئے۔ دیکھئے۔ سورۃ

Marfat.com

البقرہ: ۱۱۴

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾

(ترجمہ) اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کئے جانے کو روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے، ایسے لوگوں کو یہ حق بھی نہیں ہے کہ مسجد میں داخل ہوں مگر ڈرتے ڈرتے۔ ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔

پس کسی انسان کو مسجد میں عبادت وغیرہ نہ کرنے دینا انتہائی بڑا گناہ ہے۔ ایک حدیث میں قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ مسجدیں تو بہت عالی شان ہوں گی۔ لیکن عبادت کرنے والوں کی تعداد بہت کم۔

علامہ اقبال نے یہی بات ایک شعر میں بیان کی ہے

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

اسی طرح کا ایک دوسرا شعر ہے

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکے

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس آدمی کے ایمان کی گواہی دے دو جو پابندی سے مسجد آتا جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت سلمان فارسیؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی مسجد میں آئے وہ اللہ کا مہمان ہے۔ جو اللہ سے ملنے گیا ہے۔ اللہ اس کی مہمان نوازی کرتا ہے۔ (مظہری)

Marfat.com

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ چھ چیزیں ایسی ہیں، جو قابل تعظیم ہیں۔ اور بہترین حسن اخلاق کی مظہر ہیں، ان میں سے تین چیزیں تو گھر میں کرنے والی ہیں، اور دوسری تین سفر میں کرنے والی ہیں۔

گھر میں کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت۔

(۲) پابندی کے ساتھ مسجدوں کی حاضری۔

(۳) ایسا گروپ بنانا جو اللہ کے راستے میں کام کرے۔

سفر میں کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) کھانے میں غریبوں کو شامل کرنا۔

(۲) اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا۔

(۳) مسافروں سے حسن سلوک سے پیش آنا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن عبادتوں کا مساجد میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ہمیں ان کے ادا کرنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں پابندی سے مسجدوں میں جانے والا بنا دے۔ تا کہ ہم بھی اللہ کے مہمانوں میں شامل ہو جائیں۔ آمین

Marfat.com

صدقات کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی راہ میں صرف خرچ کرنے ہی کی تعلیم نہیں دی بلکہ اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ کہاں کیسے اور کتنا خرچ کرنا چاہئے، کسی بھی صدقہ کی قبولیت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(۱) حلال کمائی سے خرچ کیا جائے۔

(۲) خلوص نیت سے خرچ کیا جائے۔

(۳) ایسے لوگوں پر خرچ کیا جائے جو واقعی اس کے مستحق ہوں۔

(۴) حتی الامکان اسے پوشیدہ رکھا جائے۔

اگر آپ کسی کو صدقہ دینے کی طاقت نہیں رکھتے تو بھلے انداز سے اس کو رخصت کر دیں۔

اور اگر صدقہ دیا ہے تو احسان نہ جتائیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے آپ کو صدقہ دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ سورۃ البقرہ ۲۶۳

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

(ترجمہ) نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسائی ہو، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے۔

سورۃ البقرہ آیت ۲۶۲ پر غور فرمائیے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

(ترجمہ) جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو احسان، جتاتے ہیں نہ ایذا دیتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ ان پر نہ تو کچھ خوف ہے نہ وہ اداس ہوں گے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں اس چیز سے بھی باخبر کر رہا ہے کہ کسی کو مدد کرنے کے بعد احسان جتانے سے ہمارا دیا ہوا صدقہ بے کار ہو جاتا ہے، درحقیقت ایسے شخص کا اللہ اور آخرت پر ایمان بہت کمزور ہے۔ اس کا صدقہ اسے کچھ فائدہ نہ دے گا، اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین مثال کے ذریعے بیان کیا ہے۔ ایک ایسی چٹان کا تصور کرو جس پر کچھ مٹی ہو اگر اس پر بارش گرتی بھی ہے تو کھیتی نہیں اگتی، کیونکہ بارش اس چٹان کو صاف اور ننگی چھوڑ دیتی ہے۔ اسی طرح احسان جتانے والے انسان کا خرچ کرنا اس کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ دیکھئے سورۃ البقرہ: ۲۶۴

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦٤﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس چکنے پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور دار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا۔

اس کے برعکس ایک آدمی جو اللہ کی رحمت کی امید کرتے ہوئے خرچ کرے اس کو بہترین انعام ملے گا، یہاں تک کہ اس کا تھوڑا خرچ کرنا بھی اللہ کے پاس زیادہ انعام کا مستحق ہوگا۔ سورۃ البقرہ: ۲۶۵

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾

(ترجمہ) ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی

Marfat.com

اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اسکی باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زور دار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دگنا لاوے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے۔ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ایسے آدمیوں کی مزید صفات سورۃ الدہر آیت نمبر ۸۔۹ دی گئی ہیں۔

وَ يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾

(ترجمہ) اللہ کی محبت میں مسکین یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور یہ کہہ بھی دیتے ہیں کہ بے شک ہم یہ کام اللہ کی رضا کے لئے کر رہے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔

آپ ٹھنڈے دل سے ان دونوں قسم کے انسانوں کے درمیان مقابلہ کیجئے کہ ایک آدمی جو احسان جتا کر لوگوں کے دلوں کو دکھاتا ہے دوسرا انسان لوگوں سے کسی شکریہ اور کسی بدلہ کی امید نہیں رکھتا۔ کس نے صدقہ ادا کرنے کی صحیح روح پہچانی۔

علاوہ ازیں ہمیں صدقہ میں بہترین چیز دینی چاہیے۔ کئی لوگ صدقہ میں ایسی چیز دیتے ہیں جس کو کوئی پسند نہیں کرتا۔ ایسی چیزیں لوگ صرف بحالت مجبوری قبول کرتے ہیں اور ایسا صدقہ صرف ایک کھیل ہوگا جو اللہ کے ہاں قابل قبول نہ ہوگا۔ سورۃ البقرہ ۲۶۷۔۲۶۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بُری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو (یعنی صرف تکلفاً قبول کرتے ہو)، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔

Marfat.com

اگر واقعی ہمیں اللہ کی رضا چاہئے تو ہمیں صدقہ میں اپنی محبوب ترین چیز دینی چاہئے۔

سورۃ آل عمران: ۹۲

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾

(ترجمہ) تم نیکی کے اعلیٰ معیار کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تم اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیز کو نہ خرچ کرو گے۔

جب ابوطلحہؓ نے اس آیت کو پہلی بار سنا انہوں نے اپنا محبوب ترین باغ اور اس میں موجود ایک کنواں اسی لحہ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ (مسلم، بخاری)

اس کنوئیں کی جگہ کی نشان دہی ابھی تک جدید مسجد نبوی میں باب فہد کے پاس موجود ہے۔

اسی طرح حضرت زید بن حارثؓ نے اپنا سب سے محبوب گھوڑا اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ (ابن جریر، طبری)

یہ زیادہ بہتر ہے کہ صدقہ خاموشی سے اور چھپا کر دیا جائے۔ حالانکہ کھلے عام صدقہ دینا گناہ نہیں ہے۔ اگر نیت یہ ہو کہ سب کے سامنے صدقہ دینے سے دیگر لوگوں کو صدقہ دینے کا شوق پیدا ہوگا تو عام پبلک میں کھلے عام صدقے ادا کرنا درست ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ: ۲۷۱ میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

(ترجمہ) اگر تم صدقے کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص نیت سے اپنی بہترین اشیاء کا صدقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما دیں۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

کامیاب زندگی کے لئے انمول نسخہ

ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لئے صحیح ہدایت اور حکمت کی ضرورت ہے۔ اس ہدایت کے بغیر انسان جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتا پھرے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اپنی حکمت اور دانائی کے دروازے کھول دیتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۲۶۹

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

(ترجمہ) وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا، اور نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

یہ عقلمند لوگ کون ہیں؟ دیکھئے۔ سورۃ الزمر: ۱۸

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾

(ترجمہ) جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں، یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

جن لوگوں کو حکمت ملی تھی ان میں سے ایک انسان حضرت لقمان بھی ہیں۔ دیکھئے سورۃ لقمان: ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۗ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾

(ترجمہ) اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر، ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان پر حکمت کے دروازے کھول دیئے۔ انہیں حکم دیا گیا تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بہت بڑی حکمت ہے۔ اور اللہ کا احسان یاد کرو۔ دوسرے الفاظ میں یہی بات کچھ اس طرح کہی جاسکتی ہے کہ شکر گزاری اور عقلمندی لازم وملزوم ہیں شکر وہی ادا کرتا ہے جسے اللہ نے عقل وشعور بخشا ہو۔ دانا شخص یہ خوب جانتا ہے کہ ہمارے شکر سے اللہ کو کچھ نہیں ملتا، اس میں صرف ہمارا ہی بھلا ہوتا ہے۔ جو کوئی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو اس کو یہ جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خواہشات سے پاک ہے اور ہمارے شکر سے بالاتر ہے، اسی وجہ سے وہ ہر تعریف کے لائق ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو چھ بڑی نصیحتیں کی تھیں۔ جو کامیاب زندگی کا ایک بہترین نسخہ ہے۔ سورۃ لقمان: ۱۳

وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾

(ترجمہ) اور جب لقمان نے نصیحت کرتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

(۱) پس اسلام میں سب سے اہم چیز توحید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرنا۔ اور اس کا کسی بھی شکل میں کوئی شریک نہ ٹھہرانا، اللہ مشرک کو کبھی معاف نہ کرے گا، شرک سے چھوٹے گناہوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کرسکتا ہے۔ سورۃ النساء: ۱۱۶

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۱۶﴾

(ترجمہ) اُسے اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا جس نے اللہ کے ساتھ شریک مقرر کیا، ہاں شرک کے علاوہ دیگر گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

(۲) اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں نصیحت فرماتے ہیں کہ ہم اپنے والدین کا احترام کریں، اور ان کی پوری اطاعت کریں، ہاں اگر وہ کسی قسم کے شرک میں مبتلا ہوں تو ان کی اطاعت نہیں

Marfat.com

کرنی ہوگی۔ سورۃ لقمان: ۱۴۔۱۵

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

(ترجمہ) ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق (حسن سلوک کی) نصیحت اور تاکید کی ہے، اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے، کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میرے ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع کرے، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کردوں گا۔

(۳) کائنات کی ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے چاہے وہ پوشیدہ ہو یا کھلی ہوئی۔ سورۃ لقمان: ۱۶

يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾

(ترجمہ) پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمان میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔

ہمیں یہ بات بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ قیامت کے روز ہمارا حساب کتاب ہوگا۔ اور ہمارے ہر چھوٹے اور بڑے عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ سورۃ سباء: ۳ میں یہی بات کہی گئی ہے۔

Marfat.com

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۟ۙ

(ترجمہ) کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئیگی۔ آپ کہ دیجئے! کہ مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں درج ہے۔ (یعنی لوح محفوظ میں)

(۴) لقمان نے اپنے بیٹے کو کچھ اہم فرائض کی یاد دہانی کرائی کیونکہ ان کی پابندی کر کے انسان کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔ سورۃ لقمان: ۱۷

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۟ۚ

(ترجمہ) اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، بُرے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا، (یقین مان) کہ یہی بڑی ہمت کے کام ہیں۔

(۵) پس سب سے پہلے ہمیں چاہئے کہ اللہ کے حقوق کو ادا کریں۔ اور ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم عام لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ حالانکہ یہ کام بہت ہی زیادہ صبر اور اولوالعزمی چاہتا ہے۔ سورۃ لقمان: ۱۸

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۟ۚ

(ترجمہ) لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

اس ضمن میں چند احادیث ملاحظہ فرمایئے:

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے عمدہ اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (موطاء امام مالک)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ قابل قدر کونسا مسلم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا آدمی جس کا اخلاق سب سے بہتر ہو۔ (بیہقی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے اخلاق کی بدولت جنت کے بہت بلند درجات حاصل کر سکتا ہے، چاہے وہ عبادت میں بہت زیادہ آگے نہ ہو۔ اس کے برعکس گو ایک بندہ بہت بڑا عابد ہو لیکن اگر لوگوں کے ساتھ اس کا اخلاق صحیح نہ ہوں تو وہ جہنمی ہوگا۔ (معجم طبرانی)

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنے رحم و کرم کی لطفِ نظر سے نہیں دیکھتے جو غرور و گھمنڈ کے باعث اپنے کپڑے کو زمین تک لٹکا کر پہنتا ہو۔ (مسلم)

(٦) آخری نصیحت میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو چال اور آواز میں اعتدال کی تلقین کی۔ سورۃ لقمان:۱۹

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿١٩﴾

(ترجمہ) اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر، یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔

اسی طرح سورۃ الاسراء: ۳۷ کو بھی دیکھئے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾

(ترجمہ) اور زمین میں اکڑ کر نہ چل کیونکہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے وہ ہیں جب وہ چلتے ہیں تو مکمل حیاء انکساری اور

Marfat.com

میانہ روی سے چلتے ہیں۔

حضرت حسینؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب حضرت علیؓ سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ لوگوں سے کس انداز میں پیش آتے تھے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ ہمیشہ خوش مزاجی سے ملتے، آپ ﷺ اپنے رویہ میں انتہائی نرم تھے۔ اور بات چیت میں دوسرے کا دل موہ لیتے تھے۔

نہ آپ ﷺ زبان سے کسی کو تکلیف دیتے تھے نہ ہی عمل سے۔ نہ آپ بہت اونچی آواز میں بات کرتے اور نہ ہی کوئی نازیبا بات کرتے۔ نہ آپ کنجوس تھے۔ نہ کبھی کسی پر الزام رکھتے۔ جو چیز انہیں پسند نہ ہوتی اُس سے بے اعتنائی برتتے اور ایسے معاملہ میں خاموشی اختیار فرماتے۔ آپ ﷺ جھگڑا کرنے۔ تکبر کرنے اور کسی فضول معاملہ میں کبھی ملوث نہیں ہوئے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ: ۸۳ میں فرماتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

(ترجمہ) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابت داری، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگ کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔

پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لوگوں سے بھلے انداز اور نرمی سے خطاب کرو۔

مثلاً جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو یہ ہدایت دی۔ سورۃ طٰہٰ: ۴۴

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾

Marfat.com

(ترجمہ) تم دونوں جا کر نرمی سے بات کرو شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے اور اللہ سے ڈرے۔

یاد رکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے بہتر آج کل کے مقررین ہرگز نہیں ہوسکتے۔ اور فرعون سے بُرا سامع کوئی نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے ہر مقرر کو چاہئے کہ ہر سامع کے سامنے بھلے انداز میں بات کرے۔ اور قولو اقولاً کریما کی نصیحت پر عمل کرے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی ان ہدایات پر عمل کرکے ہر کوئی کامیاب زندگی کی طرف گامزن ہوسکتا ہے۔ یہ نصیحتیں صرف ان کے بیٹے کے لئے نہ تھیں، بلکہ یہ نصیحتیں سب کے لئے کارآمد ہیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ان ہی کے نام پر اس سورۃ کا نام رکھ دیا گیا۔

مجھے امید ہے کہ ہر باپ اپنے بچے کو ان ہدایات سے روشناس کرتا رہے گا۔

ائمہ کرام مسجد نبوی شریف۔ مدینہ منورہ ۲۰۱۰ء

۱۔ الشیخ ڈاکٹر/علی بن عبدالرحمن الحذیفی۔ پروفیسر کلیۃ القرآن۔ جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ۔

۲۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالباری الثبیتی۔ پروفیسر ٹیچر ٹریننگ کالج۔ مدینہ منورہ۔

۳۔ الشیخ ڈاکٹر/حسین آل الشیخ۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۴۔ الشیخ ڈاکٹر/صلاح بدیر۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۵۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالمحسن القاسم۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

Marfat.com

اسلامی تعلیم کی اہمیت

آیئے ہم اپنے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی پر غور کریں۔ سورۃ العلق:۱۔۵

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

(ترجمہ) اے نبی ﷺ اپنے ربّ کا نام لے کر پڑھو۔ جس نے پیدا کیا انسان کو (نطفہ مخلوطہ کے) جمے ہوئے خون سے۔ پڑھو اور تمہارا ربّ بڑا ہی کریم ہے۔ جس نے تمہیں لکھایا قلم کے ذریعے (علم) سکھایا جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

اس پہلی وحی کا پہلا لفظ اقرأ ہے جس کا مطلب ہے پڑھو۔ یہ نہایت مختصر مگر فصیح و بلیغ ہدایت ہے۔ اس میں رسول اکرم ﷺ اور ان کے ماننے والوں کو نہ صرف پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے بلکہ اس تعلیم پر غور وخوض کر کے عمل کرنے اور اس کو پھیلانے کی بھی تلقین کی گئی۔ اس پہلی وحی میں لفظ اقرأ کی تکرار اس بات کی تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تعلیم و تربیت بہت اہم ہے۔ اسی سورۃ العلق میں سیکھنے سکھانے کے طریقے کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔ یعنی طبع واشاعت کا ذریعہ قلم ہے۔ قلم حقیقت میں اللہ کا ایک انمول تحفہ ہے۔ جو کہ صرف بنی نوع انسان کے لئے مخصوص ہے۔ پوری کائنات میں صرف انسان ہی کو یہ صلاحیت دی گئی ہے، کہ وہ اپنے ماضی کو قلمبند کرتا ہے اور اپنے احساسات اور مافی الضمیر کو لکھتا ہے۔ اسی وجہ سے انسان قدیم نگارشات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور خود ایسے تحریری کارنامے چھوڑ سکتا ہے جو آنے والی نسلوں کے کام آئے۔ آج کے زمانے میں آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں کمپیوٹر DVD,CD اور دیگر جدید آلات قلم ہی کی دوسری شکلیں ہیں۔ تعلیم وتبلیغ کا کام کب اور کہاں سے شروع ہونا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ پر تعلیم وتبلیغ کو عام کرنے کے لئے مندرجہ ذیل پہلی وحی نازل ہوئی: سورۃ الشعراء: ۲۱۴

Marfat.com

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

(ترجمہ) تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ یا یہ کہ یاد دہانی کراؤ۔

پس اسلامی تعلیم کا کام سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع ہونا چاہئے۔ یہی طریقہ ہر رسول کا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں سورۃ التحریم: ۶ میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جس پر سخت اور زور آور فرشتے (مقرر) ہیں۔ اور جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہ کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اسی آیت کریمہ کو سننے پر صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے کیسے بچائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلامی تعلیمات کے ذریعے۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیں پابندی سے نماز ادا کرنے اور ساتھ ہی اپنے گھر والوں کو اس کی تاکید کرنے پر زور دیتا ہے۔ سورۃ طٰہٰ: ۱۳۲

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ

(ترجمہ) تم اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو۔

اسلامی تعلیم کو اپنے گھر والوں سے شروع کرنے میں بہت بڑی حکمت مخفی ہے چونکہ گھر والے ہمارے اخلاص اور دیگر اوصاف سے واقف ہوتے ہیں۔ اس طرح تعلیم کی بنیاد پختہ ہوگی۔ اس کے برعکس باہر کے لوگوں پر اعتماد قائم کرنے میں دیر لگے گی اور وہ بے اعتنائی برتیں گے۔ جبکہ گھر کے لوگ جان ومال سے مدد کریں گے۔ ہمارے سلف صالحین نہ صرف خود تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے، بلکہ یہ بھی چاہتے تھے کہ آئندہ نسلیں اسلامی تعلیم وتربیت سے مزین ہوں۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعا دیکھئے۔ سورۃ البقرۃ: ۱۲۸

Marfat.com

رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

(ترجمہ) اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

پس ہمارے آباء واجداد کی زندگی کا مقصد علم حاصل کرنا اور اسے اپنی اولاد تک پہنچانا تھا۔ تا کہ وہ بھی حقیقی طور پر اللہ کے اطاعت گزار بندے بن سکیں۔ اسی لئے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے اوپر والی دعا میں یہ حصہ بھی بڑھا دیا۔ سورۃ البقرہ: ۱۲۹

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾

(ترجمہ) اے ہمارے ربّ! ان میں ان ہی میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، یقینا تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمایا اور اس کام کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ہدایت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس احسان کا ذکر سورۃ آل عمران: ۱۶۴ میں بھی کیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

(ترجمہ) بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقینا یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ذمہ داری کو کیسے نبھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی وہاں مسجد تعمیر کی۔ اور مسجد کا ایک حصہ علم سیکھنے سکھانے کے لئے متعین کر دیا۔ جسے صفہ کہتے تھے۔ اس جگہ کئی صحابہ کرامؓ دن رات قیام کیا کرتے تھے۔ وہ وہاں پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے کے ساتھ ساتھ وہیں رہتے کھاتے پیتے اور سوتے تھے ان مقیم احباب کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس کو رہائشی یونیورسٹی (Open Resedential University) کا نام دیا ہے۔

اس یونیورسٹی میں طلباء کی تعداد کتنی تھی؟ ایک مرتبہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے اس یونیورسٹی کے اسی (۸۰) طلبہ کو شام کے کھانے کے لئے بلایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد اچھی خاصی تھی، یہ یونیورسٹی کیسے چلتی تھی؟ یہ مالدار مسلمانوں کے تعاون اور اپنی مدد آپ کے ذریعے چل رہی تھی۔ مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ اللہ کی راہ میں بہت خرچ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ مقروض ہو گئے۔ انہوں نے اپنا قرض ادا کرنے کے لئے اپنا گھر بھی بیچ ڈالا۔ اب ان کے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ اسی لئے اب وہ خود بھی اسی یونیورسٹی میں رہنے لگے۔ وہ یونیورسٹی پر بوجھ بننا نہیں چاہتے تھے۔ اس یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے امداد کے طور پر جو کھجوریں آتیں تھیں ان کی دیکھ بھال کرنے کی ذمہ داری معاذ بن جبلؓ کو دے دی گئی پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلامی تعلیمی اداروں کی ہر ممکن مدد کریں۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہی حضرت معاذ بن جبلؓ جب یمن کے گورنر بنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ قریہ قریہ گاؤں گاؤں تعلیمی ادارے قائم کریں۔ اور ان میں تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کریں۔

تعلیم و تربیت کی مزید اہمیت مندرجہ ذیل واقعات سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ کرامؓ کے دو گروہ مسجد میں بیٹھے ہیں۔ ایک گروہ اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ دوسرا گروہ سیکھنے سکھانے یعنی تعلیم کے کام میں لگا ہوا تھا۔ یقیناً دونوں گروہ فائدہ مند کام میں مصروف تھے۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیکھنے سکھانے والے گروہ کے ساتھ جا بیٹھے۔ اس سے اسلامی تعلیم کی

Marfat.com

اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے ''اے اللہ میری زندگی کا کوئی دن ایسا نہ گزرے جس میں میں کوئی نہ کوئی نئی چیز نہ سیکھوں۔''

نوٹ کیجئے غزوۂ بدر میں جب کچھ قیدی اپنی رہائی کے لئے اپنا فدیہ نہ دے سکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہر قیدی کو اجازت دے دی کہ کم از کم دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔ یہی اس کا فدیہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم کے لئے غیر مسلموں سے بھی مدد لینے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی اگر مسلم ٹیچر نہ ہوں تو غیر مسلم اساتذہ سے بھی علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک نو سال کا لڑکا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مخاطب کر کے کہا: اے نوجوان لڑکے سنو میں تمہیں چند عقلمندی کی باتیں سکھاتا ہوں۔ اگر دنیا کی ہر چیز اور دنیا کے تمام انسان جمع ہو کر بھی تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا چاہیں تو بھی وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ اسی طرح اگر کائنات کی ہر چیز اور ہر انسان مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔

ہمیں واقعی اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں اس کمسن لڑکے کو اتنی زیادہ اہم اور عقل کی باتیں بتائیں۔ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نوجوان کی ذہانت اور صلاحیتوں سے خوب واقف تھے۔ وہ نوجوان لڑکا حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے۔ اسی علمی کمال کی بنا پر حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنی حکومت کی مجلس شوریٰ میں شامل کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنی جوانی میں ہی اس وسیع عریض اسلامی حکومت کے روز مرہ کے مسائل حل کیا کرتے تھے۔ اس کونسل کے دوسرے ممبر معمر بدری صحابہ کرامؓ تھے۔ انہوں نے اس نوجوان کی مجلس شوریٰ میں شمولیت کو قدرے عجیب سمجھا۔ تاہم حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کے اس اضطراب کو بھانپ لیا اور مجلس شوریٰ کے معمر ممبران سے یہ سوال کیا بتاؤ سورۃ النصر کا شان نزول کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ اس وقت اکثر لوگ اسلام میں داخل ہو گئے تھے، پھر حضرت عمرؓ نے یہی سوال حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے

Marfat.com

کیا۔ انہوں نے تمام کے سامنے برجستہ کہا۔ میرے خیال میں اس سورۃ کا شان نزول یہ ہے کہ آپ ﷺ کا دینی کام پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ اور عنقریب آپ ﷺ ہم کو چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں بھی اس کا یہی مطلب سمجھتا ہوں، معمر حضرات یہ سن کر دنگ رہ گئے۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کیونکہ سورۃ النصر ہی وہ آخری مکمل سورۃ ہے جو آپ ﷺ پر ایک ساتھ نازل ہوئی۔ اس کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے اپنا ذکر بدل دیا تھا۔ پہلے آپ پڑھتے تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اس سورۃ کے نزول کے بعد آپ ﷺ یہ پڑھنے لگے۔ سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ نے روزمرہ کا ذکر کیوں بدل دیا ہے؟ جواباً آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ساتھ ہی آپ نے سورۃ النصر کی تلاوت فرمائی۔ اس تفصیلی بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نوجوان بچوں میں بہت صلاحیتیں پنہاں ہوتی ہیں اگر ان کو بروقت استعمال کیا جائے تو ان کے نہایت مثبت نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ پس ہمارے بچوں کے لئے معیاری اسلامی اسکول بہت ضروری ہے اور ہمیں ان کے بنانے۔ چلانے اور اعلیٰ تعلیم فراہم کرنے میں مدد کرنی چاہیئے۔

رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کی تعلیم پر بھی بہت زور دیا ہے۔ المغازی جو سیرت کی سب سے پرانی کتاب ہے اس کے مصنف کا نام ابن اسحاق ہے۔ اس کتاب کے چند صفحے حال ہی میں مراکش سے شائع کئے گئے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ پر جب کبھی کوئی آیت نازل ہوتی تو پہلے مردوں کے سامنے پڑھتے۔ پھر وہی عورتوں کو سناتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ عورتوں کی تعلیم کی طرف بہت توجہ دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جو شخص اپنی تین بیٹیوں کو صبر کے ساتھ پالے پوسے گا اور ان کی صحیح تربیت کرے گا تو یہ قیامت کے روز اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا سامان ہوگا۔" (بخاری)

دوسری حدیث اس طرح ہے کہ جو شخص اپنی تین بیٹیوں کو پالے پوسے گا اور ان سے رحمدلی کے ساتھ پیش آئے گا اسے ضرور جنت ملے گی۔ (بخاری)

Marfat.com

ہمارے سلف صالحین حالات کی ناسازگاری کے باوجود اسلامی تعلیم کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔ مثلاً امام شافعیؒ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ بہت مفلس تھیں انہوں نے اپنے بیٹے کو اپنے بھائی کے پاس چھوڑ دیا۔ اور خود اپنے والدین کے یہاں چلی گئیں۔ امام شافعیؒ نے سات سال کی عمر میں پورا قران مجید حفظ کر لیا اور دیگر اسلامی علوم بھی حاصل کئے۔ پھر آپ اپنے چچا کے ہمراہ مکہ مکرمہ گئے اور وہاں کے بڑے بڑے علماء سے حدیث وغیرہ کا علم حاصل کیا۔ اب آپ نے سوچا کہ امام مالک کی شاگردی اختیار کی جائے۔ جو مدینہ منورہ میں تھے۔ لیکن امام شافعیؒ کے پاس سفر کا خرچ نہ تھا۔ انہوں نے اپنے مکہ مکرمہ کے استاد سے ایک سفارشی خط لکھوایا۔ اور کسی طرح سفر خرچ جمع کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ امام شافعیؒ نے امام مالکؒ کو یہ خط دکھایا۔ انہوں نے خط پڑھ کر غصے سے کہا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اسلامی تعلیم صرف سفارش سے ہی ملتی ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کی صلاحیتوں کو فوراً پہچان لیا اس لئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ ان کو اپنا شاگرد بنایا بلکہ اپنی طرف سے ان کو خرچ بھی دیا کرتے تھے۔ امام شافعیؒ امام مالک کے ممتاز ترین شاگروں میں سے تھے۔

اسی طرح امام السرخسی جو پانچویں صدی ہجری میں گزر چکے ہیں ان کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ مشہور ہے۔ آپ فقہی علم میں بہت ماہر تھے۔ آپ بڑے باوقار اور جرأت مند تھے۔ اس وقت کے حکمران نے عوام پر بے جا ٹیکس تھونپ دیا۔ امام السرخسی نے ایک فتویٰ جاری کیا اور عوام کو ٹیکس نہ ادا کرنے کی تلقین کی۔ وہ حکمران ان کو قتل تو نہیں کر سکتا تھا تاہم ان کو ایک بند کنویں میں قید کر دیا۔

امام السرخسی چودہ سال تک اس کنویں میں رہے۔ انہوں نے اس کنویں کے سیکیورٹی گارڈ سے اجازت چاہی کہ ان کے طلبہ کو کنویں کی دیوار تک آنے دیا جائے امام السرخسی نے اپنے طلبہ کو اسیر الکبیر نامی کتاب کی مکمل تفسیر نوٹ کرائی۔ (اسیر الکبیر ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد کی لکھی ہوئی تھی)۔ یہ تفسیر چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح انہوں نے مبسوط نامی کتاب جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے تیار کروائی۔ اس کنویں میں رہتے ہوئے بھی انہوں نے تعلیم وتربیت

Marfat.com

کا سلسلہ جاری رکھا اور انہوں نے کئی درجن دیگر کتابیں بھی تصنیف کر ڈالیں۔

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں اپنے جیل کے ساتھیوں کو اسلامی تعلیم دیا کرتے تھے۔ پس ناسازگار حالات کے باوجود سیکھنے سکھانے کا یہ کام ہر جگہ اور ہمیشہ چلتے رہنا چاہئے۔

اپنے بچوں کو صحیح اسلامی تعلیم دینے کا انعام کیا ہے۔ سورۃ الطور: ۲۱

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

(ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے۔ اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کے بدلہ میں رہن ہے۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہ بعض والدین کے بچے اگر جنت میں کم درجے پر ہوں گے تو یہ والدین چاہیں گے کہ سارا کنبہ جنت میں ایک ساتھ جمع ہو جائیں۔ اللہ نے یہاں ان کو یکجا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ بشرطیکہ ان کی اولاد بھی ان کی طرح عقیدہ اور ایمان رکھنے والے ہوں اور اپنے والدین کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگوں کو جنت کے بہت ہی اونچے مقام عطا کئے جائیں گے۔ اور ان کو خود بھی حیرت ہوگی کہ ان کو کس طرح اتنا اونچا مقام مل گیا۔ کیونکہ ان کے اعمال تو اتنے اونچے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا۔ تم نے اپنے پیچھے جو اولاد چھوڑی وہ تمہارے لئے برابر دعا کرتی رہتی تھی۔ ان کی ایک ایک دعا پر تمہارا جنت میں مقام بلند ہوتا گیا۔ (مسند احمد)

پس ہمیں نہ صرف خود اعلیٰ اسلامی تعلیم حاصل کرنی چاہئے بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی اس کا خاطر خواہ انتظام کرنا چاہئے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے اور ہماری دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز بھی اسی میں مخفی ہے۔

Marfat.com

فَاعْتَبِرُوْا يَآُولِی الْاَبْصَارِ (الحشر: ۲)

(اہل نظر کے لئے سبق آموز مضامین)

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

مرتب

امتیاز احمد

(ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مدینہ منورہ

Marfat.com

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

مصنف: ....امتیاز احمد

شہریت: ....امریکی

تعلیم: ....ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مقیم: ....مدینہ منورہ

تجربہ:

۱۔ ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج، اسلام آباد، پاکستان

۲۔ پرنسپل اسلامک اسکولز۔ امریکہ

۳۔ جنرل منیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy International) اسلامی رفاہی ادارہ امریکہ

۴۔ بانی توحید مسجد آف فارمینگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill Michigan) اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit Michigan)

۵۔ مشیر عریبین ایڈوانس سسٹمز، سعودی عرب (Arabian Advanced Systems)

مصنف کا پتہ: ص۔ب: ۴۳۲۱، مدینہ منورہ۔ سعودی عرب

ای میل: easyquranfoundation@yahoo.com

ویب سائٹ: www.easyquranfoundation.com

نوٹ: (۱) آپ اپنے تاثرات بذریعہ ای میل مصنف کو بھیج سکتے ہیں۔

(۲) اس کتاب کی عام اجازت ہے بشرطیکہ اس میں ردوبدل نہ کیا جائے۔

منسٹری آف انفارمیشن سعودی عرب کا اجازت نامہ

امتیاز احمد، ۱۴۲۸ھ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

احمد، امتياز

فاعتبروا يا أولي الأبصار/ امتياز أحمد- ط ٣- المدينة المنورة ١٤٢٨هـ

ص: ١٦٤، ١٤ x ٢١ سم

ردمك: ٣-٢-٠٠٢-٥٦-٩٩٦

(النص باللغة الأردية)

١- المدينة المنورة- تاريخ- العنوان

ديوي ٩٥٣،١٢٢

١٤٢٨/٣٥٢٨

رقم الايداع: ١٤٢٨/٣٥٢٨ - ردمك: ٣-٢-٠٠٢-٥٦-٩٩٦٠

طابع: دارالنوادر • لاہور • پاکستان فون: +92-300-8898639 ای میل: kabir_razi@hotmail.com

Marfat.com

فہرست

تعارف ۵
مقدمہ ۸
مدینہ منورہ کے فضائل ۱۰
خلفاءراشدینؓ کی زندگیوں کا سرسری جائزہ ۱۳
حضرت ابوبکر صدیقؓ (۱۱ھ۔۱۳ھ) ۱۳
حضرت عمر فاروقؓ (۱۳ھ۔۲۳ھ) ۱۹
حضرت عثمانؓ (۲۴ھ۔۳۵ھ) ۲۸
حضرت علیؓ (۳۵ھ۔۴۰ھ) ۳۱
غزوۂ اُحد (۳ھ) ۳۷
غزوۂ احزاب (۴ھ) ۴۶
مدینہ منورہ کے قدیم یہودی قبائل ۵۵
بنونضیر ۵۷
بنوقریظہ ۶۰
مسجد قباء ومسجد ضرار ۶۵
مسجد قبلتین ۶۹
سازشیں ۷۳
چند دیگر تاریخی مقامات ۷۸
مسجد نبوی شریف کا اندرونی حصہ ۸۱
اللہ تعالیٰ کا فرمان ۸۸
سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت ۸۹

Marfat.com

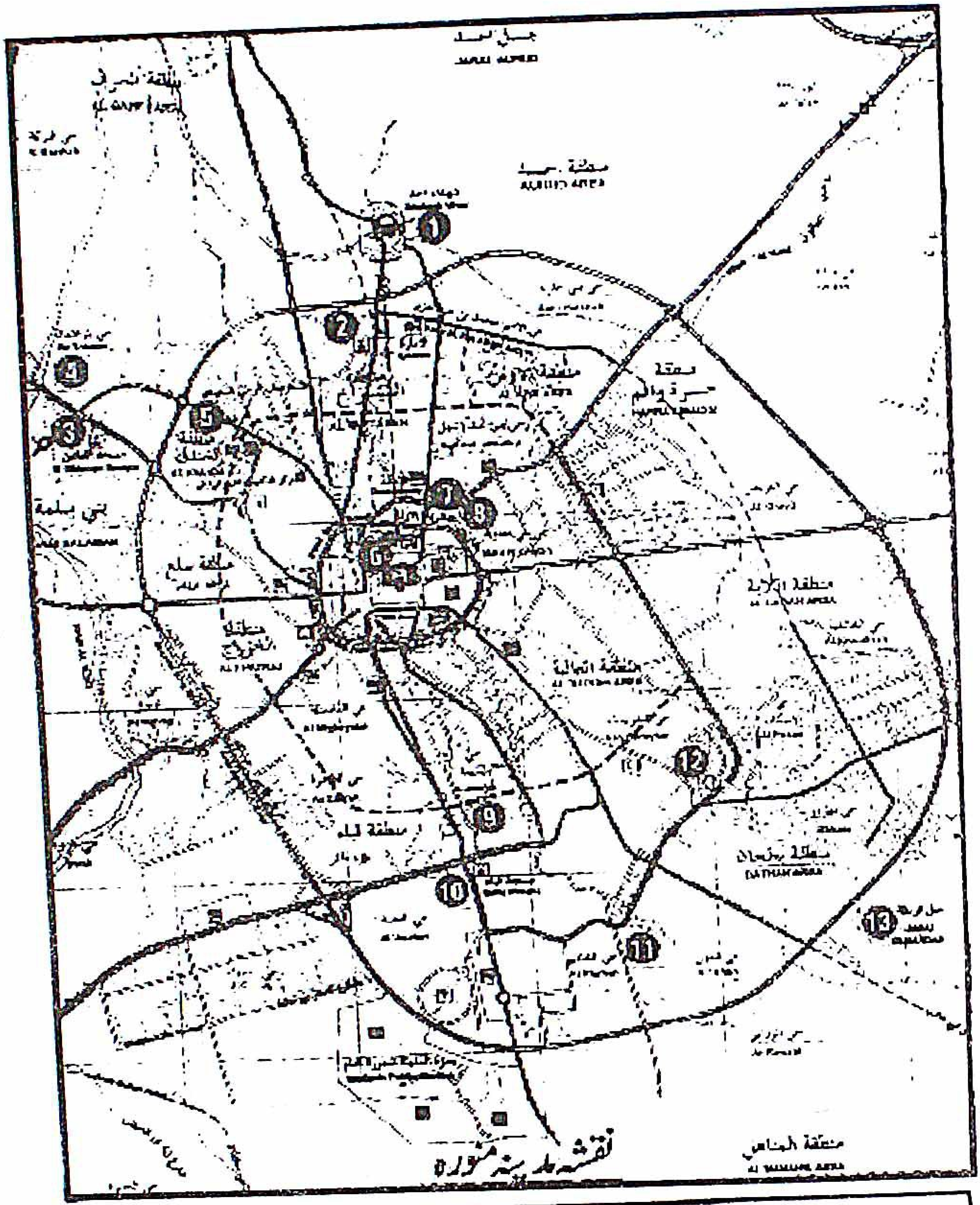

۱- شہداء احد	۲- مسجد مستراح	۳- مسجد قبلتین
۴- بئر عثمانؓ	۵- جنگ خندق	۶- مسجد نبوی شریف
۷- مسجد ابوذرؓ	۸- مسجد اجابہ	۹- مسجد جمعہ
۱۰- مسجد قباء	۱۱- بنو نضیر	۱۲- مدینہ ہسپتال
۱۳- جبل قریظہ		

Marfat.com

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زائرین مدینہ منورہ بہت خوش قسمت لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت کاملہ سے نوازا۔ اور ان کی زندگی بھر کی دلی خواہش کو پورا کر دیا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے لئے ہر شخص کو بہت مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بالآخر ان کا خواب حقیقت بن جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو ایک روحانی فضا میں پاتے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچ کر تین امور کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مسجد نبوی میں باجماعت نماز، قرآن کریم کی مسلسل تلاوت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے صحابہ کرامؓ، آپ کی ازواج مطہرات اور ان کی آل پر صلوٰۃ وسلام۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان سب عبادات کو قبول فرمائیں۔ آمین!

اس کے علاوہ زائرین چند تاریخی اور مذہبی مقامات پر بھی حاضری دیتے ہیں۔ مثلاً جب وہ غزوہ احد کے مقام پر جاتے ہیں تو سید الشہداءؓ اور دیگر شہداءؓ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح غزوہ احزاب (خندق) کے مقام تعمیر شدہ مسجد میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد قباء اور مسجد قبلتین میں بھی حاضری دیتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ انہیں ان مقامات پر حاضری دینے سے پہلے ان مقامات کے بارے میں کچھ مطالعہ کرنا چاہئے۔ مثلاً غزوہ احزاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورۃ (سورۃ الاحزاب) نازل فرمادی۔ تاکہ ہم اس سے سبق سیکھیں۔ اسی طرح غزوہ احد کی تفصیل سورۃ آل عمران میں دی گئی ہے۔ اگر ہم ان مقامات اور واقعات کے بارے میں دلجمعی سے مطالعہ کرلیں گے تو وہاں حاضری کے دوران اس کی اہمیت اور فوقیت سے پوری طرح مستفید ہو سکیں گے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ تاریخی کتابوں میں واقعات نہایت تفصیل سے درج ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ اور زائرین کے پاس مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ تفصیلی مطالعہ کر سکیں اور اس تعلیم کو اپنے اندر جذب کر سکیں اسی طرح حج وعمرہ کی گائیڈ میں ان مقامات کا سرسری ذکر ہوتا ہے اور یہ کتابیں ان مقامات سے متعلق اہم نکات ونتائج سے خالی ہوتی ہیں۔

اس کتابچہ کا مقصد یہ ہے کہ ان واقعات سے جو جو اہم سبق ہم سیکھ سکتے ہیں اُن کو نہایت اختصار کے ساتھ زائرین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اس مطالعے سے زائرین اپنے آباواجداد کی قربانیوں اور ان کے روحانی مقام کو زیادہ اچھی طرح جان اور پہچان سکیں گے۔ اور اُن کا ایمان بڑھے گا اور جب وہ روحانیت سے سرشار ہو کر گھر لوٹیں گے تو ان کی زندگیوں میں انشاء اللہ خود بخود انقلاب آجائے گا۔

زائرین کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ خلفاء الراشدین کی زندگیوں سے بھی روشناس ہوں کیوں کہ ان کی زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس لئے ان کی زندگیوں کا سرسری جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے پُرانے یہودی قبائل کا حال اور رویہ بھی درج ہے۔ نیز رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف ان کی چند سازشوں کا بھی اختصار کے ساتھ ذکر ہے۔ اس کتابچہ سے زائرین کو مدینہ منورہ کے حالات واقعات اور مشکلات کا کافی حد تک اندازہ ہو جائے گا۔

اگر ہر شخص ان حالات کا اپنی موجودہ زندگی سے مقابلہ کرے تو غالباً یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ فی زمانہ اسلامی احکام پر کاربند ہونا نسبتاً آسان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو پختگی عطا فرمادیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو اپنی مدد آپ کریں۔ مثلاً ہر مرد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد اپنے وطن میں باجماعت نماز کی ادائیگی کو ترجیح دے۔ اور ہر عورت جس طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حجاب کا خیال رکھتی ہیں اسی طرح اپنے وطن میں بھی اس پر کاربند رہے تو ایسی عورت نہایت خاموشی سے اپنے معاشرے کو سنوار دے گی۔ جو کہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

Marfat.com

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ایک بار میں نے اپنی اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر صوفیہ کو یہ کہا کہ آپ مبارک باد کی مستحق ہیں۔ کیونکہ آپ نے حجاب کا اہتمام نہ صرف اسلامی ملک میں بلکہ امریکہ میں بھی کیا۔ انہوں نے جواباً ایک بہت کام کی بات کہی۔ ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حجاب سے ہم نہ صرف اپنی حفاظت کرتی ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر مردوں کو شر سے بچاتی ہیں۔ یہ نکتہ پہلی بار میری سمجھ میں آیا کہ عورتوں کا حجاب دراصل ہم مردوں کی مدد اور اصلاح کے لئے ہے۔ اور عورتوں کا مردوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔

روحانیت کی ترقی کو پرکھنے کا ایک سادہ ٹیسٹ بھی ہے۔ اگر ہر مرد باجماعت نماز کا اور ہر عورت اسلامی پردہ کا پہلے سے زیادہ اہتمام کرتی ہے تو واضح ہے کہ اُن پر اللہ کے فضل وکرم کا اضافہ ہوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات پر کاربند نہیں تو وہ شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کررہا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اس ضروری کتابچہ کو تحریر کرنے کی سوچ اور توفیق عطا فرمائی۔ مدینہ منورہ میں مجھے اپنے سابقہ اسکول یعنی ایئرفورس پبلک اسکول سرگودھا، پاکستان کے نوجوان بھائی محمد صدیق شیخ صاحب سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔ انہوں نے نہ صرف اس کتابچہ کو آپ تک پہنچانے میں مدد دی بلکہ اس کا مقدمہ لکھنا بھی قبول فرمایا۔

میں جناب ڈاکٹر اصغر علی شیخ صاحب، پروفیسر طیبہ یونیورسٹی مدینہ منورہ کا بھی شکر گزار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اس کتابچہ کی تیاری میں بہت معاونت فرمائی۔

میں اپنی اہلیہ ڈاکٹر صوفیہ صاحبہ کا بھی بے حد ممنون ہوں کیونکہ میری سب کتابوں کی اشاعت وطباعت ان کی امریکہ میں میڈیکل پریکٹس کی آمدنی سے ہوئی۔ قارئین سے درخواست ہے کہ میرے کنبے اور آباؤ اجداد کو اپنی نیک دعاؤں میں شامل فرمائیں۔

ستمبر ۲۰۰۴ء

امتیاز احمد

مہاجر مدینہ منورہ

Marfat.com

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ ہر سال لاکھوں مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں بھی حاضری دیتے ہیں چونکہ نقل و حرکت کی سہولتیں اور حاجیوں کی رہائش دن بدن جدید تر ہو رہی ہیں۔ اس لئے اکثر زائرین مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ زائرین کے لیڈروں کے پاس نہ تو اتنی تعلیم ہے اور نہ ہی وقت کہ وہ حجاج کرام کو تاریخی مقامات کی تفصیل بتا سکیں۔ اگرچہ تاریخ مدینہ کی کئی کتب بھی بازار میں موجود ہیں۔ لیکن اکثر حاجی صاحبان اس سہولت سے ناآشنا ہیں۔ اور جو ان کتب کو حاصل کرتے ہیں اُنہیں بھی مدینہ منورہ کے مختصر قیام کے دوران انہیں پڑھنے اور سمجھنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس کے برعکس حج و عمرہ گائیڈز میں تاریخی مقامات کا محض تعارف ہوتا ہے تفصیل نہیں ہوتی۔

لہٰذا سالہا سال سے ایک ایسے کتابچے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو اختصار کے ساتھ مدینہ منورہ کے اہم تاریخی مقامات و حالات کو بیان کرے اور قرآن پاک کی روشنی میں ان پر تبصرہ بھی پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے "اہل نظر کے لئے سبق آموز مضامین" نے اس خلا کو پُر کر دیا ہے۔

اس کتابچے کے پڑھنے سے نہ صرف آباواجداد کی غیر معمولی قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلکہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اسلام نے کفار اور منافقین کی سرتوڑ سازشوں کے باوجود کیسے ترقی کی اور اللہ کی مدد اور رحمت کاملہ کے باعث ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست نے کیسے استحکام اور فروغ حاصل کیا۔ یقیناً اس کا تمام تر سہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام

Marfat.com

رضوان اللہ عنہم کے سر ہے۔ پس ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری ہے۔

اس کتابچے میں تمام تاریخی حالات اور واقعات مستند اور مدلل انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ مزید براں ان حالات اور واقعات سے اخذ شدہ نتائج کو اختصار اور آسان زبان میں درج کر دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کتابچے کے مطالعہ سے قارئین کی روحانی ترقی ہوگی اور وہ تاریخی مقامات کی زیارتوں سے صحیح معنوں میں مستفید ہوں گے۔

میں ''اہلِ نظر کے لئے سبق آموز مضامین' کے مصنف امتیاز احمد صاحب کو اس قدر معیاری کتاب کی تصنیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق شیخ

ڈپٹی ڈائریکٹر حج، مدینہ منورہ

ستمبر ۲۰۰۴ء

Marfat.com

مدینہ منورہ کے فضائل

حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی یا اللہ آپ کے محبوب ترین شہر سے نکلا ہوں اب مجھے اپنے بہترین شہر لے چلیے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ لے آئے، پس مدینہ منورہ اللہ تعالیٰ کا بہترین شہر ٹھہرا، اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں ہی گزارنا پسند فرمائی، یاد رہے کہ سب شہر تلوار کے زور سے فتح ہوئے، لیکن مدینہ منورہ ایک ایسا شہر ہے جو قرآن پاک کی تعلیمات سے فتح ہوا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر سے واپس مدینہ منورہ آتے تو شہر کے قریب پہنچتے ہی مدینہ کے اشتیاق کی وجہ سے سواری کو تیز کر دیتے اور اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹا دیتے۔ تاکہ مدینہ منورہ کی ہوا سے لطف اندوز ہوسکیں۔ اگر راستے میں گردوغبار بھی ہوتو بھی چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹاتے۔ کیونکہ مدینہ منورہ کی خاک میں بھی شفا کی تاثیر ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر کو مدینۃ الشفاء بھی کہتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی کہ مدینہ منورہ میں ہی موت کی دعا کیا کریں۔ آپ نے فرمایا جس کو مدینہ منورہ میں موت آئے گی قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفیع ہونگا۔ (بخاری)

علماء کا کہنا ہے کہ جو فرمانبردار ہونگے آپ ان کی گواہی دیں گے اور گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ اکثر دعا فرماتے۔ اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرمایئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرمایئے۔ (بخاری) اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ امام مالکؒ ایک بار حج کے لئے مکہ مکرمہ

Marfat.com

گئے۔ باقی سب زندگی اس آس پر مدینہ منورہ میں گزاری کہ یہاں موت نصیب ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی یا اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے رسول تھے، انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی، میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں، میں وہی دعا مدینہ منورہ کے لئے کرتا ہوں، اے اللہ مدینہ والوں کو مکہ والوں کی نسبت دوگنی برکت عطا فرما اور ان کے مدوصاع (ناپ اور تول کے پیمانے) میں بھی برکت عطا فرما۔ (بخاری)

مدینہ منورہ ہر شخص کو اس کے گناہوں کو دور کرنے میں ایسے ہی مدد دیتا ہے جیسے بھٹی چاندی کو صاف وشفاف کرتی ہے۔ (بخاری) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ناشتے میں مدینہ منورہ کی سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے تو اس پر اُس دن کسی زہر یا جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ (بخاری) جبکہ مسلم میں درج ہے کہ ناشتے میں مدینہ منورہ کی سات کھجوریں کھانے سے اس دن زہر یا جادو کا اثر نہ ہوگا۔

مسجد نبوی شریف اور مسجد قبا جن کی بنیاد خالصتاً تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی پر ہے۔ مدینہ منورہ میں ہی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر قیامت کے دن جنت میں داخلے کے لیے سیڑھی ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اور آپ کے روضہ مبارک کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ دجال مدینہ منورہ کے حرم کی حدود میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ (بخاری)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والوں کی عزت کرو۔ کیونکہ میں نے نہ صرف مدینہ منورہ کے لئے ہجرت کی۔ بلکہ میری قبر بھی مدینہ منورہ میں ہوگی اور میں قیامت کے دن مدینہ منورہ سے ہی اُٹھوں گا۔ پس اہل مدینہ کے حقوق کا خاص خیال رکھو کیونکہ وہ میرے پڑوسی ہیں۔ تم پر واجب ہے کہ میرے پڑوسیوں کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کرو۔ اگر کوئی شخص میرے پڑوسیوں کو عزت کی نظر سے دیکھے گا تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

کیا مدینہ منورہ کے فضائل کا ذکر قرآن پاک میں ہے؟ جی ہاں۔

Marfat.com

وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

النحل: ۴۱-۴۲

ترجمہ: جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترکِ وطن کیا ہے۔ ہم انہیں بہتر سے بہتر ٹھکانہ دنیا میں عطا فرمائیں گے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔ وہ (لوگ) جنہوں نے دامنِ صبر نہ چھوڑا اور اپنے پالنے والے ہی پر بھروسہ کرتے رہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دنیاوی ٹھکانہ مدینہ منورہ ہے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے ہجرت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین ٹھکانہ اور رزقِ طیب عطا فرمایا۔ پس جب حضرت عمرؓ نے مہاجرین وانصار کے وظیفے مقرر کئے تو ہر مہاجر کو وظیفہ دیتے ہوئے فرمایا: یہ ہے وہ (چیز) جس کا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ حضرات کے ساتھ (قرآن کریم) میں وعدہ کیا ہے اور آخرت میں تمہارے لئے جو ذخیرہ ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ ان (مذکورہ) آیات کریمہ کی تلاوت فرماتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ میں حالتِ ایمان پر ہی رکھے اور قبولیت کے ساتھ یہاں سے ہی اپنے پاس بلالے۔ (آمین)

Marfat.com

خلفاء راشدینؓ کی زندگیوں کا سرسری جائزہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ (۱۱ھ۔۱۳ھ)

مدینہ منورہ پہنچ کر زائرین کو خلفاء راشدین سے بہت قربت ہو جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ وہ ان برگزیدہ ہستیوں کی زندگیوں سے سبق سیکھیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: سورۃ النساء ۶۹

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

(ترجمہ) اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

صدیق اس کو بھی کہتے ہیں جو سچائی کی تصدیق کرے۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعہ معراج شریف کی سب سے پہلے اور فوری تصدیق کی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ جو ان کے نام کا حصہ بن گیا۔

علماء کے قول کے مطابق صدیق اس کو بھی کہتے ہیں۔ جو اسلام کے بارے میں سنتے ہی فوراً بلا تعمل اور پورے اخلاص سے اسلام قبول کر لے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایسے ہی کیا۔ اسی وجہ سے انہیں صدیق کا خطاب ملا۔

یہاں یہ بھی قابل توجہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ سے یہ واضح ہے کہ ایک صدیق کا مقام ایک شہید سے بھی بلند ہے۔ پس صدیق ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

طلوع اسلام سے پہلے بھی حضرت ابوبکرؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت انس تھا اور ان

Marfat.com

کے جگری دوستوں میں سے تھے۔ سچ ہے کہ ایک شخص اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے پر اتنا گہرا اعتماد تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسلام سے متعارف ہوتے ہی فوراً اسلام قبول کرلیا۔ اور اپنا تن من دھن اسلام کے فروغ میں لگا دیا۔ کئی جلیل القدر صحابہؓ نے آپ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ کو رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت بہت پسند آئی۔ یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے دوران بھی حضرت ابوبکرؓ ہی آپؐ کے رفیق تھے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

(ترجمہ) اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اُس وقت) دو ہی شخص تھے جن میں (ایک حضرت ابوبکرؓ تھے) دوسرے (خود رسول اللہ ﷺ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اُس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

مشرکین نئے مسلمانوں کو ایسی ایذائیں پہنچاتے کہ اُن کے لکھنے پڑھنے اور سننے سے دل تڑپ اٹھتا ہے۔ مثلاً حضرت خباب بن ارتؓ ایک عورت کے غلام تھے۔ آپؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین ان کو آگ کے شعلوں پر ڈال دیتے اور اُن کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ تاکہ حضرت خبابؓ حرکت نہ کرسکیں۔ کئی بار آپؓ کے زخموں سے بہتا ہوا خون ان

Marfat.com

شعلوں کی تمازت کو کم کر دیتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خبابؓ۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فُہیرہؓ کو اپنے پیسوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔

اسی طرح زِنّیرہؓ۔ نہدیہؓ اور اُم عمیسؓ بھی غلام عورتیں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے انہیں بہت اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سب کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ قرآن پاک کی تعلیمات کو بہت گہرائی سے سمجھتے تھے۔ مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب کئی جلیل القدر صحابہ کرامؓ (جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں) اپنے حواس کھو بیٹھے تو حضرت ابوبکرؓ نے آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ کی تلاوت کر کے سب کے شکوک کو رفع کر دیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انْقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـــًٔا ؕ وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾

(ترجمہ) اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر (الٹے پاؤں) لوٹ جاؤ گے؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ؟) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔ اور اللہ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔

جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اُن سے جہاد کرنا چاہا تو بعض صحابہ کرامؓ نے آپ سے کہا۔ کیا آپ اُن کو قتل کرنا چاہتے ہیں جو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے منکر ہیں وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ زکوٰۃ ادا کئے بغیر نماز بھی معلق رہتی ہے پس آپ نے منکرین زکوٰۃ سے قتال کیا۔ اور ایسے غیر اسلامی رجحانات کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کا یہ عمل ان سب کے لئے بہت بڑی یاددہانی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے منحرف یا غافل ہیں۔

ایک ایسا وقت تھا کہ کئی صحابہ کرامؓ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔

Marfat.com

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ سب صحابہ کرامؓ کے گھروں کے مسجد میں کھلنے والے دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کا۔ یہ ایک طرح کی پیشین گوئی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ بنیں گے۔

اگر آپ منبر نبوی سے مغرب کی طرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا یہ گھر تھا۔ اور یہ موجودہ باب صدیق کی سیدھ میں تھا۔ مندرجہ بالا سنت کو قائم کرنے کے لئے مسجد نبوی شریف کی ہر توسیع کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے کو قدرے مغرب کی طرف دکھایا گیا ہے۔ موجودہ مسجد نبوی شریف میں باب صدیق اسی سنت کی اتباع میں ہے۔ اور اس پر خوخہ حضرت ابوبکرؓ لکھا ہے۔ (خوخہ کے معنی چھوٹا دروازہ)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کے دوران حضرت ابوبکرؓ کو ہی امام مقرر کیا گیا یہ بھی آپ کے پہلے خلیفہ بننے کی پیشین گوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ایک تاریخی مقام میں ہوئی جو سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ جگہ ابھی بھی موجود ہے۔ اگر آپ مسجد نبوی کے نئے باب سعود سے سعودی بس اسٹاپ SAPTCO یا سعودی پبلک ٹرانسپورٹیشن کمپنی کی طرف چلیں تو سقیفہ بنو ساعدہ باب سعود اور اس کمپنی کے درمیان میں واقع ہے۔ اس جگہ اس وقت ایک باغیچہ اور الیکٹرک پاور ہاؤس ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں جہاد میں کئی حفاظ شہید ہو رہے تھے۔ اس لئے آپؓ نے قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کروا دیا۔ جو کہ بہت دوراندیشی اور غیر معمولی کارنامہ تھا۔

حضرت ابوبکرؓ اسلام کی مالی اعانت میں ہمیشہ سرفہرست رہے۔ ایک مرتبہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہ حق میں صحابہ کرامؓ سے مالی اعانت کا اعلان فرمایا تو آپؓ نے گھر کی ایک ایک چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لاکر ڈھیر کر دی اور جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ صرف اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسی بات کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے خدا اوراس کا رسول بس

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کئی صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اوراس کی روشنی میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ اور صحابہ کرامؓ کے مکالمات بہت دلچسپ ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے پوچھا اگر میرے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا جائے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا۔ وہ اس منصب کے لئے سب سے موزوں ہیں۔ لیکن سخت مزاج ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ وہ سخت مزاج اس لئے ہیں کیونکہ وہ مجھے نرم مزاج پاتے ہیں۔ جب وہ خلیفہ بنیں گے تو خود بخود سختی کو چھوڑ دیں گے۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کی رائے دریافت کی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ کا باطن ان کے ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ درحقیقت ہم میں سے کوئی بھی ان کا ہمسر نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اُسید بن حضیرؓ سے بھی ان کی رائے پوچھی۔ تو انہوں نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ آپ کے بہترین جانشین ہونگے۔ کیونکہ وہ خوش ہونے والی باتوں پر خوش ہوتے ہیں اور ناراض ہونے والی باتوں پر ناراض۔ اُن کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے۔ وہ خلافت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ اسی طرح کئی مہاجرین اور انصار سے بھی مشورہ کیا۔

ابن اثیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت طلحہ بن عبداللہؓ کو پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے کے لئے نہایت سنجیدگی سے غور وخوض ہورہا ہے تو آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور فرمایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نہایت سخت مزاج ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ ان کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ آپ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب کیسے دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا کہ یا اللہ میں نے تیرے بندوں پر ایک

Marfat.com

بہترین بندہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

ابن اثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے وفات سے پہلے پوچھا۔ جب سے میں خلیفہ بنا ہوں کونسی نئی اشیاء میری ملکیت میں آئی ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ مندرجہ ذیل تین اشیاء کا اضافہ ہوا ہے۔

۱۔ ایک اونٹ جو کہ پانی لانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ ایک غلام جو کہ نہ صرف بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے بلکہ مجاہدین کی تلواروں کو بھی تیز کرتا ہے۔

۳۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ میری وفات کے بعد یہ تینوں اشیاء نئے خلیفہ کے حوالے کر دی جائیں۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ اشیاء موصول ہوئیں تو وہ زاروقطار رونے لگے۔ اور یہ کہتے جاتے تھے۔ یا حضرت ابوبکرؓ آپ نے ایسی بینظیر مثال قائم کر کے اپنے جانشین کا کام بہت مشکل کر دیا ہے۔

اس واقعہ میں ان سب کے لئے سبق ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے بعد غیر قانونی طور پر دولت جمع کر لیتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک وسیع و بلیغ خطبہ دیا۔ جس کی چند سطور یہاں درج ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اے حضرت ابوبکرؓ اللہ آپ پر رحم فرمائیں۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب معتمد محرم راز اور مشیر تھے۔ آپؓ نہ صرف سب سے پہلے اسلام لائے۔ بلکہ سب سے مخلص مومن تھے...... آپ رفیق غار تھے...... جب لوگ مرتد ہوئے آپ نے خلافت کا حق ادا کیا اور مرتد عاجز آ گئے...... پس اللہ آپ کو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا دے۔

جونہی حضرت علیؓ نے خطبہ ختم کیا تو لوگ زاروقطار رونے لگے اور سب نے بیک زبان کہا "ہاں بیشک اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد آپ نے سچ فرمایا"۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروقؓ (۱۳ھ ۔ ۲۳ھ)

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ ان کے خاندان بنی عدی کی ایک غلام عورت نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ نے اس وقت تک ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہیں بہت غصہ آیا۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ اس عورت کو اتنا مارتے کہ تھک جاتے۔ بالآخر اس مسلمان عورت سے کہتے کہ میں آج تمہیں مزید مارنا بند کر رہا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ تم پر ترس کھا رہا ہوں بلکہ اس لئے کہ میں تمہیں مار مار کر تھک گیا ہوں۔ اس عورت کو روزانہ ایسی اذیت دی جاتی حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا۔

الجوزی نے اپنی کتاب تاریخ عمر بن خطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ خانہ کعبہ کے غلاف کے پیچھے چھپ گئے۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت کی حضرت عمرؓ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت سے بہت متاثر ہوئے۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یقیناً یہ کسی بڑے شاعر کا کلام ہے۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے الحاقہ آیات نمبر ۴۱ کی تلاوت فرمائی۔

وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۗ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

(ترجمہ) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔

اس پر حضرت عمرؓ نے دل ہی دل میں کہا۔ پھر یہ ضرور کسی کاہن کا کلام ہے اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت نمبر ۴۲ اور اس سورت کی باقی آیات کی تلاوت فرمائی۔ الحاقہ: ۴۲۔۵۲

وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

Marfat.com

رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۵۲﴾

(ترجمہ) اور نہ کسی کاہن کا کلام ہے۔ لیکن تم لوگ بہت کم فکر کرتے ہو۔ (یہ تو) پروردگار عالم کا اُتارا (ہوا) ہے۔ اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اُن کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں۔ نیز یہ کافروں کے لئے (موجب) حسرت ہے۔ اور بیشک کہ یہ قابل یقین ہے۔ سوتم اپنے پروردگار عزوجل کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن سے میرا دل اتنا متاثر ہوا کہ اس دن مجھے یقین ہو گیا اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ لیکن میں آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔ اور حسب معمول اسلام کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرتا رہا۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ سے اسلام کی دن بدن ترقی دیکھی نہ گئی۔ ایک دن ننگی تلوار لے کر اپنے گھر سے نکلے تا کہ توبہ نعوذ باللہ بانی اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کر دیں اور اس طرح اس نئے مذہب کا قلع قمع ہو۔ راستے میں ان کا ایک دوست سے ٹکراؤ ہوا۔ دوست نے پوچھا کہاں کی ٹھانی ہے۔ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کرنا چاہتا ہوں۔ دوست نے کہا۔ پہلے اپنے گھر کو سنبھالو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مشرف بااسلام ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصہ سے بھڑک اٹھے اور اپنا رخ بہن کے گھر کی طرف کر لیا۔ مکان کے پاس کچھ تلاوت کی آواز سنی۔ سرعت سے مکان میں داخل ہو گئے اور بہنوئی کو خوب پیٹا۔ بہن آڑے آئی تو اسے بھی مار مار کر زخمی کر دیا۔ بہن کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ بہن پھر بھی کہتی جاتی تھی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنی بہن کے چہرے پر خون دیکھ کر تھوڑے سے کھسیانے ہو گئے۔ اور کہا

Marfat.com

اچھا وہ دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا۔ تم ناپاک ہو۔ پہلے غسل کرو۔ پھر اس کو ہاتھ لگا سکتے ہو۔ غسل کے بعد حضرت عمرؓ نے سورۃ طٰہٰ کی آیات ۱ تا ۱۴ تلاوت کی۔

طٰهٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ③ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ⑤ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ⑥ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ⑦ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ⑧ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ⑨ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ⑩ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ⑪ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ⑫ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ⑬ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑭

(ترجمہ) طٰہٰ۔ (اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لئے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے۔ یہ اُس (ذات برتر) کا اتارا ہوا ہے۔ جس نے زمین اور اُونچے اُونچے آسمان بنائے۔ (یعنی اللہ) رحمن۔ جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ زمین کی مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے۔ (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس کے (سب) نام اچھے ہیں۔ اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کرسکوں۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ۔ مَیں تو تمہارا پروردگار ہوں تم اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طویٰ میں ہو۔ اور میں نے تم کو منتخب کرلیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سُنو۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں۔

Marfat.com

میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔

تلاوت کے بعد حضرت عمرؓ بے ساختہ کہنے لگے۔ یہ کتنی پیاری اور اعلیٰ کتاب ہے مجھے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کی طرف رہبری کرو۔ پس حضرت عمرؓ سیدھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

بخاری شریف میں درج ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ مشرکین نے حضرت عمرؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تاکہ انہیں آبائی مذہب سے منحرف ہونے پر قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کے ایک دوست نے اس گروہ کو بڑی مشکل سے منتشر کیا۔

الجوزی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ کیا ہم حق پر نہیں خواہ ہم جئیں یا مریں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔ یقیناً ہم حق پر ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور اب ہم اسلام کی تبلیغ اور نماز کی ادائیگی چھپ کر نہیں بلکہ مشرکوں کی موجودگی میں کریں گے۔

اتفاق کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ تین دن پہلے مشرف با اسلام ہوئے تھے۔ اُن کا بھی بہت رعب تھا۔ اب سب مسلمان حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت میں دو قطاروں میں باہر نکلے اور کھلم کھلا نماز پڑھنے اور تبلیغ کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت دیکھ کر مشرکوں کے دل جل گئے۔ لیکن انہیں مداخلت کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو بہت تقویت اور عزت ملی۔

حضرت عمرؓ کی دور اندیشی

حضرت عمرؓ بہت ذہین اور دور اندیش تھے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؓ کی کئی تجاویز پسند آئیں اور اُن کو قرآنی تعلیمات کے ذریعے آئندہ نسلوں کے لئے فرض کر دیا۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ

Marfat.com

نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب قسم کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض اچھے ہیں اور بعض اچھے ذہن کے حامل نہیں ہوتے۔ میری درخواست ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کو پردہ میں رہنے کی تلقین فرمادیں۔ تاکہ وہ بُرے لوگوں کی شر سے بچ جائیں۔

حضرت عمرؓ کے اس قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ الاحزاب: ۵۳

وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ

(ترجمہ) اور تم جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔

اس کے بعد سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی آیت نازل فرمائی۔ الاحزاب: ۵۹

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۹﴾

(ترجمہ) اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنی (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر اُن کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذا نہ دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح بخاری اور مسلم میں درج ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ربّ العزت نے تین معاملات میں میری تائید فرمائی۔

اولاً: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی۔ البقرہ: ۱۲۵

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ

Marfat.com

(ترجمہ) اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اُس کو نماز کی جگہ بنالو۔ دوسری بات یہ کہ جیسا کہ اُوپر ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پردے کے بارے میں حکم صادر فرمایا۔

تیسرے یہ کہ جب رسول اکرم ﷺ کی بیویوں میں رشک اور قدرے حسد پیدا ہوا جس سے قدرتی طور پر رسول اکرم ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ حضرت عمرؓ کو رسول اکرم ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ آپؐ کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور امہات مومنین کو اور خاص کر اپنی بیٹی حفصہؓ کو کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی آیت نازل فرمادی۔ التحریم: ۵

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۝۵

(ترجمہ) اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں۔ اُن کا پروردگار تمہارے بدلے اُن کو تم سے بہتر بیبیاں دیدے مسلمان صاحب ایمان فرمانبردار توبہ کرنیوالیاں عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں بن شوہر اور کنواریاں۔

حضرت عمرؓ کی فراست

حضرت عمرؓ غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے ہر معاملہ کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اور اپنے فیصلہ کا نہایت جرأت سے اعلان فرماتے۔ مثلاً بدر کی جنگ کے بعد مشرکین کے ستر سردار قید ہوئے۔ اس وقت تک اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت نازل نہ ہوئی تھیں۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ذکر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ اسیران جنگ کا معاملہ دو طرح سے نبٹایا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ سب اسیران جنگ کو قتل کر دیا جائے تا کہ طاقتور دشمن کی کمر ٹوٹ جائے۔ یا یہ کہ اسیران جنگ سے مالی تاوان لیکر انہیں رہا کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ نے پہلی رائے سے

Marfat.com

اتفاق کیا۔ جب کہ باقی سب صحابہ کرامؓ نے دوسری رائے کو بہتر سمجھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ انہوں نے بھی دوسری رائے پر عمل درآمد کیا۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ جس میں دوسری رائے کی ترغیب دینے والے صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنبیہ کی گئی: الانفال: ۶۷۔۶۸

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(ترجمہ) پیغمبر کو شایان نہیں کہ اُس کے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کرکے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا۔ تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اُس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں مزید ہدایات نازل فرمائیں۔ اور امتِ محمدیہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ ان ہدایات کی رو سے اسیران جنگ کا تاوان اور مال غنیمت امتِ محمدیہ کے لئے حلال کر دیئے گئے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کو ان کی گزشتہ لغزش معاف کر دی۔ الانفال: ۶۹

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اُسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عمرؓ کی رشتہ داری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ سے شادی کی۔ اس طرح حفصہؓ امہات المومنین میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ابن عبدالبر القرطبی (۳۶۳ھ۔۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب الاستیعاب میں اور حافظ ابن حجر العسقلانی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب الاصابہ

Marfat.com

میں لکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے شادی کی۔ اس شادی کے بعد حضرت عمرؓ فخر سے کہتے تھے کہ اب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

حضرت عمرؓ کا دور حکومت

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت اسلامی طرز حکومت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپؓ نے ایران۔ شام۔ روم۔ فلسطین اور ترکی کے بعض حصے فتح کئے، آپ نہایت ذہین اور مدبر تھے آپ کا نظام حکومت اصلاحات اور خدمت خلق کا جذبہ رہتی دنیا تک یادرہے گا۔ آپؓ ہی نے اسلامی کیلنڈر بھی رائج کیا۔

فتح یروشلم

فتح یروشلم نہایت دلچسپ واقعہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے یروشلم کا محاصرہ کیا۔ بالآخر اہل یروشلم مسلمانوں سے صلح کرنے کے لئے اس شرط پر تیار ہوئے۔ کہ خلیفہ وقت اس صلح نامہ پر دستخط کرنے یروشلم آئیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ایک غلام سالم نامی کے ہمراہ یروشلم کے لئے روانہ ہوگئے۔ ان دونوں کے پاس ایک اونٹ تھا۔ جس پر غلام اور آقا باری باری سواری کرتے جبکہ دوسرا ساتھی پیدل چلتا۔ یاد رہے کہ ان کے ساتھ کوئی اور سیکیورٹی یا پروٹوکول نہیں تھا کئی دنوں کے سفر کے بعد جب یروشلم شہر میں داخل ہونے لگے تو سالم کی سواری کرنے کی باری تھی اور حضرت عمرؓ اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہے تھے۔ سالم نے اپنی باری حضرت عمرؓ کو پیش کی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا اور فرمایا۔ کہ اسلام کی دی ہوئی عزت ہمارے لئے کافی ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چلتے یروشلم میں داخل ہوتے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے باہمی صلح نامہ پر دستخط کئے۔ اور اہل یروشلم کو ہر طرح سے ذاتی اور مالی تحفظ اور امان عطا فرمائی۔ آپ نے ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور بغیر کسی روک ٹوک کے عبادت کرنے کی بھی اجازت دی۔

آپؓ کی شہادت

۲۶ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے نصرانی غلام ابولؤلؤ فیروز نے فجر کی

Marfat.com

نماز کے دوران حضرت عمرؓ پر اپنے خنجر سے حملہ کر دیا۔ آپؓ شدید زخمی ہوئے اور فرش پر گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز مکمل کرائی۔ ابولولو نے اپنے آپ کو بھی خنجر سے ہلاک کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے لئے ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی۔

آپؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ ماتمی الفاظ کہتی ہوئی اپنے والد کے پاس پہنچی۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کہا میں تمہاری آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا لیکن یاد رکھو جس میت پر بین کیا جاتا ہے۔ فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت صہیبؓ آپؓ کے زخم دیکھ کر چیخ اٹھے۔ ہائے عمر۔ ہائے عمر۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بھائی صبر سے کام لو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر ماتم کیا جاتا ہے اس پر عذاب ہوتا ہے۔

وفات کے وقت حضرت عمرؓ کا سر ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کے زانو پر تھا اور وہ وصیت سن رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ میرے زانو اور زمین میں کیا فرق ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دے۔ شاید خدا مجھ پر مہربان ہو جائے اور رحم کرے۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی عاجزی اور خدا کا خوف عطا کریں۔ آمین!

بخاری شریف میں درج ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے گھر تشریف لائے اور حضرت علیؓ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ فرمایا۔ اے حضرت عمرؓ اللہ تم پر رحم کرے تم نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے اعمال پر میں رشک کر کے ویسا ہی بننے کی کوشش کروں۔ خدا کی قسم مجھے یہی گمان غالب ہے کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بہشت اور قبر میں رکھے گا۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے سنا۔ میں گیا اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ (ساتھ تھے)۔ میں اندر داخل ہوا اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ (بھی اندر داخل ہوئے) میں باہر نکلا اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ (بھی میرے ساتھ باہر نکلے)۔ اس سے واضح ہے کہ نہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ علی بھی اپنے بھائیوں ابوبکرؓ اور عمرؓ کا کتنا احترام کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ (۲۴ھ۔۳۵ھ)

حضرت عثمانؓ نے طلوع اسلام کے فوراً بعد حضرت ابوبکرؓ کی تعلیم وتبلیغ سے اسلام قبول کیا آپؓ نے رسول اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہؓ سے شادی کی۔ قریش کی ایذارسانیوں سے تنگ آکر دونوں نے حبشہ ہجرت کی۔ امت محمدیہ میں آپ پہلا جوڑا تھے جنہوں نے اسلام کی راہ میں ہجرت فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں یہ خبر ملی کہ اب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے حالات بہتر ہیں۔ اس لئے آپ دونوں واپس مکہ مکرمہ آگئے۔ بعدازاں آپ دونوں نے مدینہ منور ہجرت کی۔ مدینہ منور میں حضرت رقیہؓ بیمار ہوگئیں۔ جب رسول اکرم ﷺ بدر کی جنگ میں مشغول تھے۔ رقیہؓ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

حضرت عثمانؓ نے رسول اکرم ﷺ کی دوسری بیٹی کلثومؓ سے شادی کی۔ اور اس طرح آپؓ نے ذوالنورین کا لقب حاصل کیا۔ (یعنی دونوروں والے)

حضرت عثمانؓ کی فیاضی

مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں کو روزمرہ استعمال کے لئے پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بئر رومہ ایک یہودی سے خریدا اور مسلمانوں کو مفت پانی مہیا کیا۔ یہ اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹرسٹ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اس غیر معمولی عمل صالح کی وجہ سے جنت کی بشارت دی۔ سات ہجری کے دوران رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی شریف کی توسیع کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اس توسیع کیلئے مسجد نبوی شریف سے ملحقہ زمین خرید کر مسجد کو وقف کردی۔ حضرت عثمان نے کئی معرکوں میں دل کھول کر پیسہ دیا۔ مثلاً تبوک کی جنگ کے لئے آپ نے نوسو اونٹ۔ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیئے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی شریف کی مزید توسیع کی۔ اسے نہایت خوب صورت پتھروں

Marfat.com

سے تعمیر کیا اور سب کام اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مسجد نبوی شریف کی جنوبی دیوار وہی ہے جو حضرت عثمانؓ نے تعمیر کرائی تھی اور آج کل بھی امام صاحب اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے حضرت عثمانؓ نے نماز کی امامت کی۔ اسی لئے اسے محراب عثمانی کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا دور خلافت

آپؓ کا ابتدائی دور خلافت نہایت پرسکون تھا۔ اور آپؓ نے ہر حکومتی شعبے کو ترقی دی۔ تاہم وسیع و عریض اسلامی سلطنت کو سنبھالنا قدرے مشکل ہوگیا۔ ابن سبا نے جو ایک یہودی منافق تھا۔ سازشوں کا جال بچھادیا۔ بالآخر آپؓ کو اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید کر دیا گیا۔ آپؓ کی شہادت کی داستان نہایت المناک اور طویل ہے۔ آپؓ کا یہ گھر موجودہ باب بقیع کے سامنے تھا۔ آپؓ نے دشمنوں کے خلاف لڑائی نہ کی۔ بلکہ اپنی زندگی اس بات پر قربان کردی کہ مسلمانوں کے درمیان خوں ریزی نہ ہو۔ شہادت کے وقت آپؓ کی عمر ۸۲ برس تھی۔

یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا مشکل حالات کے دوران حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو نہایت مخلصانہ رائے دیتے رہے اور وہ حضرت عثمانؓ کے قریبی مشیر تھے۔ ان میں حد درجہ باہمی اعتماد اور احترام تھا۔ جب منافقین نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر بطور سیکورٹی گارڈ یا پاسبان مقرر کیا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے تقریباً ایک ماہ تک یہ اہم اور خطرناک ڈیوٹی دی۔ تاہم مجرمین حضرت عثمانؓ کے مکان کے عقب سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشینگوئی کی تھی۔ ایک بار رسول اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ احد پہاڑ پر موجود تھے۔ پہاڑ اچانک تھرتھرانے لگا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر آہستہ آہستہ مارا اور ساتھ ہی

Marfat.com

فرمایا۔ اے پہاڑ رک جا۔ کیونکہ تجھ پر ایک رسول ۔ ایک صدیق اور دو شہداء ہیں۔ احد کا تھرتھرانا یک دم بند ہوگیا۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے لئے ایک مجلس شوریٰ مقرر فرمائی۔ اس میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ اس مجلس شوریٰ کی میٹنگ کے دوران حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے ووٹ دیا۔ جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے ووٹ دیا۔ بالآخر حضرت عثمانؓ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ ہر دو کو ایک دوسرے کا کتنا احترام تھا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی اور حضرت عمرؓ فخر سے یہ کہتے تھے کہ اس شادی کے بعد میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

اگر ان سب امور کو سامنے رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ میں کسی قسم کی اَن بَن کا شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ وہ سب ایک دوسرے کے مداح اور مشیر خاص تھے۔ بدقسمتی سے بعض لوگ غلط بیانی سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور حقائق کی روشنی میں اپنی اصلاح کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کرے۔ آمین!

Marfat.com

حضرت علیؓ (۳۵ھ۔ ۴۰ھ)

حضرت علیؓ کی پرورش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی۔ پس حضرت علیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اوصاف حمیدہ کو دیکھا سمجھا اور ان پر عمل پیرا ہوئے۔ حضرت علیؓ نے بچپن میں ہی اسلام قبول کر لیا اور بچپن سے ہی پختہ ایمان آپ کے دل میں پیوست ہو گیا تھا۔ آپ نے زندگی بھر اپنا چہرہ کسی بت کے سامنے نہیں جھکایا۔ اسی لئے ہم آپؓ کے نام کے ساتھ تعظیماً کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تعلیم و تبلیغ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل پہلی آیت نازل ہوئی۔ سورۃ الشعراء: ۲۱۴

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

(ترجمہ) اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔

یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہدایت اور تعلیم و تبلیغ پہنچایئے۔ پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو کھانے پر مدعو کیا۔ اور کھانے کے دوران اسلام سے متعارف کرایا۔ لیکن حضرت علیؓ کے سوا کسی نے بھی آپ کی بات کی طرف توجہ تک نہ دی اس وقت حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر نہایت جراتمندانہ انداز سے کہا گو میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ میری ٹانگیں بھی لاغر ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں۔ پھر بھی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھی اور معاون رہوں گا۔ قریش کے سرداروں نے حضرت علیؓ کی یہ بات سن کر بہت زور سے قہقہہ لگایا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کو بہت چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چہیتی بیٹی فاطمہؓ سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تین بیٹے عطا فرمائے جن کا نام حسنؓ، حسینؓ اور محسنؓ (جو کہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے) تھے۔ اس کے علاوہ زینبؓ اور کلثومؓ آپ کی دو بیٹیاں تھیں۔

Marfat.com

یہ امر قابل غور ہے کہ گو مکہ کے قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانی دشمن تھے۔ لیکن وہ بخوبی جانتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ قابل اعتماد اور ایماندار شخص ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن بھی اپنی قیمتی اشیاء اور زیورات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بطور امانت رکھا کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت علیؓ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار اور جرأت مند تھے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کو کہا اور ہدایت فرمائی کہ سب مالکوں کی امانتیں ان کو واپس کریں۔ ایسے مشکل وقت میں ایسی ذمہ داری صرف حضرت علیؓ کو سونپی۔ جو کہ حضرت علیؓ کی اعلیٰ صلاحیتوں پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ کی تلوار

حضرت علیؓ نے سب لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بے مثال جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ مثلاً بدر کی جنگ کی ابتداء ہی میں ولید بن عتبہ نے مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علیؓ نے اس کا سامنا کیا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے واصل بہ جہنم کیا۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ اسی طرح احزاب کی لڑائی میں عمرو بن عبدود جو ایک نہایت تجربہ کار جنگجو مشرک تھا۔ وہ اور اس کا گھوڑا خندق کو پھاند کر مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ نے اس کا مقابلہ کرنا چاہا تو اُس نے آپؓ سے لڑنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ تم تو طفل مکتب ہو۔ میرے پائے کے کسی آدمی کو بھیجو۔ حضرت علیؓ اس کا مقابلہ کرنے پر مصر ہوئے اور اس مشرک کو بھی آناً فاناً قتل کر دیا۔

خیبر کی جنگ کے دوران مسلمانوں کی ان تھک کوششوں کے باوجود جب قماس نامی قلعہ فتح نہ ہو سکا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ یہ عزت افزائی اسے ملے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اگلی صبح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔ اس وقت حضرت علیؓ قدرے علیل تھے اور

Marfat.com

ان کی آنکھیں بری طرح دکھ رہی تھیں۔ اس وجہ سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور ان ہاتھوں سے حضرت علیؓ کی آنکھوں کو چھوا۔ اللہ کے فضل سے حضرت علیؓ کی آنکھیں صحت یاب ہوگئیں۔ اور حضرت علیؓ نے اس یہودی قلعے کو فتح کرلیا۔ اسی وجہ سے حضرت علی کو فاتح خیبر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین ووطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے

حضرت علیؓ کی غیر معمولی جنگی صلاحیتوں کی وجہ سے آپؓ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار بھی کہتے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ کے بعض باغات سے گزر رہے تھے اچانک ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی۔ ھذا سید الانبیاء وھذا سید الاولیاء ابو لائمہ الطاھرین۔ یعنی یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانبیاء ہیں اور یہ حضرت علی سید الاولیاء اور آئمہ طاہرین کے جدامجد۔ پھر دوسرے درخت سے آواز آئی۔ ھذا محمد ﷺ رسول اللہ وھذا علی رضی اللہ عنہ سیف اللہ۔ یعنی یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو کہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ حضرت علیؓ تلوارِ خدا ہیں۔ (تاریخ کبیر)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت لوگوں کی امانتیں واپس کرنے پر مامور کیا۔ بلکہ وقتاً فوقتاً غیر معمولی ذمہ داری کے کام بھی آپؓ ہی کو سونپتے۔ مثلاً سن ۹ ھ میں حضرت ابوبکرؓ امیر حج تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مکہ مکرمہ روانگی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ برأت نازل ہوئی۔ اس وحی کے احکام کے اعلان کے لئے حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ پس حضرت علیؓ نے حج کے موقع پر اعلان کیا کہ آئندہ کسی غیر مسلم کو اور کسی شخص کو ننگے جسم سے طواف کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس طرح حرم شریف کو غیر مسلموں سے پاک کردیا گیا۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کا دورِ خلافت

حضرت علیؓ ۲۱ ذوالحجہ سنہ ۳۵ھ کو خلیفہ بنے۔ اکثر مسلمانوں نے آپؓ سے بیعت کی۔ یہاں تک کہ منافق ابن سبا گروپ نے بھی آپ کی بیعت کی چند ممتاز صحابہ کرامؓ نے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے آپؓ کی بیعت نہ کی۔ حضرت علیؓ کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً آپؓ نے اپنی خلافت کے تیسرے دن ابن سبا گروپ کو مدینہ منورہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ ابن سبا گروپ نے صاف انکار کر دیا۔ اُن کا مقصد تھا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر حالات کے مطابق ریشہ دوانیاں کرتے رہیں گے۔

حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ پہلے حکومت کو مستحکم بنایا جائے اور پھر حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگا کر ان کو سزا دی جائے۔ لیکن بعض ممتاز صحابہ کرامؓ کا خیال تھا۔ کہ خلیفہ وقت کو سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگانا چاہئے۔ ان دونوں اندازِ فکر میں فاصلہ بڑھتا گیا۔ اور اختلافات نے شدت اختیار کر لی۔

علاوہ ازیں ایک اور خطرناک گروپ کی تشکیل بھی ہوئی۔ اس کا نام خوارج تھا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اب یہ گروپ خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمان اکابرین کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب حضرت علیؓ حضرت عمر بن عاصؓ اور حضرت معاویہؓ صبح کی نماز کو آئیں تو تینوں کو ایک ہی دن قتل کر دیا جائے۔ خوارج گروپ نے تین افراد کو اس کام کے لئے نامزد کیا۔ تینوں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لئے متعلقہ مقامات پر پہنچ گئے۔ تاکہ ۱۷ رمضان سنہ ۴۱ھ کی صبح کو اسے عملی جامہ پہنائیں۔ اتفاقاً حضرت عمر بن عاصؓ اس روز فجر کی نماز میں حاضر نہ ہوئے، امیر معاویہؓ معمولی زخموں کے بعد دشمنوں کے نرغے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ عبداللہ بن ملجم نے حضرت علیؓ کو شدید زخمی کر دیا، اور آپؓ نے ان زخموں کی تاب نہ لا کر ۲۰ رمضان کو اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔
حضرت علیؓ کا یہ اعزاز ہے کہ آپؓ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور شہادت کا مرتبہ بھی ایک مسجد میں ہی ملا۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

Marfat.com

کسے را میسر نہ شد ایں مقام
بہ کعبہ ولادت، بہ مسجد شہادت

ترجمہ: کسی کو یہ مقام حاصل نہیں ہوا کہ کعبۃ اللہ میں ولادت ہو اور مسجد میں شہادت ہو، سوائے علیؓ کے۔

اس وقت آپؓ کی عمر ۶۳ برس تھی۔ اور آپ کا دورِ خلافت چار سال اور نو ماہ تھا۔

مسند حسن میں درج ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد دوسرے روز امام حسنؓ نے مسجد میں یہ خطبہ دیا: لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص رخصت ہو گیا جس سے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کر سکے نہ پچھلے ان کی برابری کر سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اسے جھنڈا دیتے تھے۔ اور اس کے ہاتھ پر فتح ہو جاتی تھی اس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف اپنے روزینے (یومیہ الاؤنس) میں سے کاٹ کر سات سو درہم گھر کے لئے جمع کئے (ایک درہم تقریباً چار آنے کا ہوتا تھا)۔

رسول اکرم ﷺ نے تبوک کی جنگ کے دوران حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں انچارج بنایا۔ حضرت علیؓ نے قدرے ناخوشی کا اظہار کیا۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ بھی عملی طور پر جنگ میں حصہ لیں اور نہ کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں قیام کریں۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے: سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم اس بات سے خوش نہیں کہ تمہارا درجہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام کا درجہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ اس سے واضح ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت علیؓ کی بہادری کے علاوہ ان کی دیگر اعلیٰ صلاحیتوں کو کتنی قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔

ایک ضروری وضاحت

حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں دیر اس وجہ سے نہ کی کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ پر شک تھا یا ان کی بزرگی اور فضیلت کا مجھے انکار تھا بلکہ ہم سمجھتے تھے کہ اس

Marfat.com

خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اکیلے بغیر مشورے کے یہ کام کرلیا۔ اس وجہ سے ہمارے دل کو رنج ہوا۔ (مسلم)

جب حضرت علیؓ نے اپنی رشتہ داری اور اپنی فضیلت جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی تھی بیان کی تب حضرت ابوبکرؓ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ اور اسی وقت حضرت علیؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ سے بخوشی بیعت کرلی۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی حال تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتے ہیں۔ الفتح: آیت نمبر ۲۹

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: صحابہ کرام سخت ہیں کافروں پر اور ملائم ہیں آپس میں۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا خلافت کے لئے جلدی کرنا اس وجہ سے تھا کیوں کہ دیر کرنے میں ڈر تھا کہ کہیں کوئی اور فتنہ اٹھ نہ کھڑا ہو۔ اور اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین پر بھی اس کو مقدم رکھا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس نازک معاملہ کی صحیح رنگ میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں تا کہ ہم سب بھائی بھائی بنے رہیں۔

ائمہ کرام مسجد نبوی شریف۔ مدینہ منورہ ۲۰۱۰ء

۱۔ الشیخ ڈاکٹر/علی بن عبدالرحمن الحذیفی۔ پروفیسر کلیۃ القرآن۔ جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ۔
۲۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالباری الثبیتی۔ پروفیسر ٹیچر ٹریننگ کالج۔ مدینہ منورہ۔
۳۔ الشیخ ڈاکٹر/حسین آل الشیخ۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔
۴۔ الشیخ ڈاکٹر/صلاح بدیر۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔
۵۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالمحسن القاسم۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

Marfat.com

غزوہ اُحد (۳ھ)

سید الشہداء امیر حمزہؓ کے مقبرہ شریف اور احد پہاڑ کی زیارت سے پہلے غزوہ احد کا سرسری جائزہ لینا بہت سود مند ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کا سورہ آل عمران میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ امت محمدی اس سے ضروری ہدایت پا سکے۔

بدر کی جنگ میں مشرکین کے ستر لیڈر قتل ہوئے اور ستر ہی قید۔ جبکہ صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ مشرکین اس کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار سپاہی۔ تین ہزار اونٹ۔ دو سو گھوڑے اور دیگر جنگی سامان کے ساتھ احد پہاڑ کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ اُن کے ہمراہ چند عورتیں بھی تھیں جو کہ گیت گاتیں اور لڑائی کے لئے جذبات اُبھارتیں تھیں۔

شروع میں اسلامی فوج میں ایک ہزار افراد تھے۔ راستے میں منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ حضرت جابرؓ کے والد صاحب نے انہیں یاددہانی کے طور پر اللہ کے راستے میں جہاد کی ترغیب دی لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔

آل عمران: ۱۶۷

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾

(ترجمہ) اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے۔ اور (جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے راستے میں جنگ کرو (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

بالآخر صرف سات سو مسلمان تین ہزار مشرکوں کے مقابلے میں احد پہاڑ کے دامن میں

Marfat.com

ڈٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے لشکر کی ترتیب و تنظیم نہایت فراست سے کی۔ تیراندازوں کے ایک گروہ کو ایک پہاڑی پر متعین فرمایا اور صحیح بخاری شریف کے الفاظ کے مطابق انہیں تلقین کی کہ اگر ہماری لاشوں کو پرندے بھی اچک رہے ہوں تب بھی اس جگہ کو نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں بلا بھیجوں۔

جنگ کا آغاز ہوا تو شروع میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر تیرانداز نیچے آ کر مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے دشمن نے ان کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھایا اور یک بار حملہ کر کے فتح کو شکست میں بدل دیا۔ اس طرح بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور رسول اکرم ﷺ بھی زخمی ہوئے۔ مشرکوں نے شہداء کا مثلہ کیا۔ اور فتح کے نشے میں واپس مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔

چند واقعات کی قدرے تفصیل

جنگ کا آغاز ہوا۔ تو حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عاصم بن ثابت، حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے انفرادی طور پر مشرکوں کے سورماؤں کا مقابلہ کیا۔ ہر ایک صحابیؓ کو باذن اللہ فتح نصیب ہوئی اور انہوں نے ایک ہی خاندان کے دس افراد کو واصل جہنم کیا۔ یہاں تک کہ اس خاندان کا کوئی مرد باقی نہ بچا جو مشرکوں کا پرچم اٹھا سکے۔

تیراندازوں نے بھی شروع میں نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اور دشمن کے دستے کو تین بار پسپا کیا۔ اسی دوران ایک غلام ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کا نام وحشی تھا۔ جب حضرت حمزہؓ اس کی زد میں آئے تو ان پر اچانک وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اس بڑے نقصان کے باوجود مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔ اور مشرکین میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ دشمن کی عورتیں میدان جنگ سے بے تحاشہ بھاگ رہی تھی یہاں تک کہ اُن کی ٹانگوں کے نچلے حصے ننگے نظر آ رہے تھے۔

جب تیراندازوں نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا۔ تو فتح سے سرشار مال غنیمت اکٹھا کرنے لپک پڑے۔ ان کے لیڈر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی یاد دہانی کے باوجود چالیس تیراندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور باقی صرف نو افراد رہ گئے۔ دشمن نے مسلمانوں کی اس کمزوری

Marfat.com

کو بھانپ لیا۔ اور خالد بن ولید کی سرکردگی میں گھوڑ سواروں نے ایک بار پھر تیراندازوں پر حملہ کیا۔ اور سب کو شہید کر دیا۔ دشمن کے گھوڑ سواروں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا۔ مسلمان حیران دششدر رہ گئے اور اِن کی تنظیم ٹوٹ گئی۔ کئی مسلمان جان بچانے کے لئے میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ پس آناً فاناً جنگ کی حالت بدل گئی۔ آل عمران: ۱۵۳۔۱۵۵

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾

(ترجمہ) (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دُور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بُلا رہے تھے۔ تو اللہ نے تم کو غم پر غم کی صورت میں بدلہ دیا تا کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے تم اس سے ملال نہ کرو اور اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ پھر اللہ نے غم ورنج کے بعد تم پر اطمینان کی کیفیت نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہوگئی۔

(ترجمہ) جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جب کہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اُن کے بعض افعال کے سبب شیطان نے اُن کو پھسلا دیا مگر خدا نے اُن کا قصور معاف کر دیا۔ بیشک خدا بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔

اس مشکل وقت میں بھی کئی مسلمانوں نے دشمن کا بہت دلیری سے مقابلہ کیا۔ مثلاً حضرت انس بن النصرؓ کی شہادت کے بعد ان کے جسم پر ستر زخم تھے۔ ان کی بہن ان کی لاش کو صرف ان کی انگلیوں سے شناخت کرسکی۔

Marfat.com

اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد صرف نو صحابہ تھے دشمن نے اور پیش قدمی کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد خونریز جنگ ہونے لگی۔ آپ کی حفاظت کرنے والے سات صحابہ ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ کہ اب صرف حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ پورے مشرکین کا مقابلہ کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم

دشمن نے آپؐ پر ایک پتھر پھینکا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گر پڑے۔ آپؐ کا ایک نچلا دانت ٹوٹ گیا اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہو گیا۔ ایک اور دشمن نے آپؐ کے ماتھے کو زخمی کر دیا۔ ایک تیسرے دشمن نے آپؐ پر اتنے زور سے تلوار کا وار کیا۔ کہ آپؐ کی خود کی دو کڑیاں آپؐ کے چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ اب آپؐ کے چہرے سے مسلسل خون بہنے لگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مشرکوں پر تیر پر تیر چلا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بہت خوش تھے۔ اور فرماتے تھے چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت طلحہؓ بھی دشمن کا سر توڑ مقابلہ کر رہے تھے۔ اور اس دوران اپنے جسم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ حضرت طلحہؓ کا اس دوران ایک ہاتھ زخمی ہو گیا اور آپ کی انگلیاں کٹ گئیں جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا چاہے تو طلحہ بن عبید اللہؓ کو دیکھ لے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے احد کی جنگ کے دوران دو ایسے افراد کو دیکھا جو کہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ان کی حفاظت کے لئے بہت زور شور سے جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

ایک روایت کے مطابق وہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے۔

Marfat.com

اب دوسرے صحابہ کرامؓ بھی نہایت سرعت سے آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ ان کی تعداد تقریباً تیس ہوگئی اور ان میں سے ہر ایک نے نہایت جوانمردی کا مظاہرہ کیا جو کہ تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

جوانمردی اور قربانی کی چند مثالیں

حضرت ابودجانہؓ آپ کے سامنے بطور ڈھال ایسے کھڑے ہو گئے کہ حضرت ابودجانہؓ کی پشت دشمن کی طرف تھی۔ پس دشمن کے تیروں کی بارش حضرت ابودجانہؓ کی پشت پر ہو رہی تھی اور وہ ذرا بھی نہ ہلتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے دانتوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود کی ایک کڑی ان کے چہرے سے نکالی تو حضرت ابوعبیدہؓ کا ایک نچلا دانت گر گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالی تو ایک اور نچلا دانت گر گیا۔

دشمن نے کچھ گڑھے بھی کھود رکھے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے۔ اور آپ کے گھٹنے میں موچ آ گئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے آپ کو باہر نکالا۔

اسلامی فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نہایت جوانمردی سے لڑ بھی رہے تھے۔ لڑائی کے دوران آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ بعدازاں آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے اسلامی جھنڈے کو سینے اور گردن سے تھامے رکھا۔ اور آپ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ حضرت مصعبؓ شکل وشباہت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ملتے تھے۔ اس لئے مشرکین نے یہ افواہ پھیلا دی کہ توبہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر سے کئی مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

ام عمارہؓ۔ اُن کے خاوند اور دو بیٹے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے طور پر نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ ام عمارہؓ اپنی ننگی تلوار لئے دشمنوں پر وار کر رہی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پورے کنبے کی بہادری اور قربانی سے بہت متاثر ہو کر فرمایا۔ یا اللہ اس

Marfat.com

پورے کنبے پر رحم فرما۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی دعا فرمائی۔ یا اللہ اس سب کنبے کو جنت میں میرا ساتھی بنا دے۔

مسلمان عورتیں میدان جنگ میں

بخاری شریف میں درج ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ مسلمان عورتیں جنگ ختم ہونے کے بعد میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانے کے لئے آئیں ان میں عائشہؓ، ام سلیمؓ، ام سلیطؓ اور ام ایمنؓ تھیں۔

لاشوں کا مثلہ

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت مصعبؓ کی شہادت کے بعد مشرکوں کا خیال تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل ہوگئے ہیں۔ اس سے اُن کا اصل مقصد پورا ہوگیا ہے۔ اب وہ شہداء کی طرف بڑھے اور ان کے مثلہ میں مشغول ہوگئے شہداء کے ناک۔ کان اور شرمگاہیں کاٹ کر ہار بنائے۔ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر چبانے لگی۔

صحابہ کا مقام

مسلمانوں کی فتح کے شکست میں بدل جانے کی تین وجوہات تھیں:

۱۔ تیراندازوں کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت سے انحراف۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی افواہ۔

۳۔ میدان جنگ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے متعلق نااتفاقی۔

امت مسلمہ کے لئے یہ بڑے سبق ہیں۔ آل عمران: ۱۵۲

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰٮكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

(ترجمہ) اور اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اس وقت جبکہ تم کافروں کو اُس کے حکم

Marfat.com

سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھا دیا۔ اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دُنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اس وقت اللہ نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑا فضل کرنیوالا ہے۔

اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی بعض لغزشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اُن کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں۔ اور یقینا معاف فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر بہت فضل کرنے والے ہیں۔ پس صحابہ کرامؓ سے ان لغزشوں کا آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔

غزوہ احد کے مشکل ترین لمحات کی تفصیل آل عمران کی آیات ۱۵۳۔۱۵۵ میں دی گئی ہے۔ تا کہ ہم ان سے سبق سیکھیں۔ ان آیات اور اس کا ترجمہ پچھلے صفحوں میں دیکھیں۔

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۵۵ کے اخیر میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے جو لغزش ہوئی وہ شیطان کے اثر سے ہوئی۔ لیکن یقینا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت کرنے والے حلم والے ہیں۔ یہاں تک کہ خطا کے وقت بھی سزا نہیں دیتے۔

آیت نمبر ۱۵۴ میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزش کے باوجود ان کو رحمت سے نوازا۔ اور وہ یوں کہ صحابہ کرامؓ پر لڑائی کے میدان میں اونگھ طاری کر دی۔ اس سے اُن کی تھکاوٹ وغیرہ غائب ہوگئی۔ پس میدان جنگ میں نیند اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جبکہ نماز کے دوران نیند زحمت ہے۔

یاد رہے کہ بدر کی جنگ کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ایسی ہی رحمت عطا فرمائی۔ سورۃ الانفال:۱۱

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ

Marfat.com

(ترجمہ) جس اُس نے (تمہاری) تسکین کے لئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اڑھادی۔

صحابہ کرامؓ کی ایک لغزش کا جائزہ لیجئے۔ جب منافق عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی فوج سے علیحدہ ہو کر واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ تو اس کا اثر دوسرے قبیلوں پر بھی ہوا۔ مثلاً بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے چاہا کہ وہ بھی منافقوں کی روش اختیار کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صحابہ کرام پر عنایات کے باعث دونوں قبیلوں کو نامردی کا شکار نہ ہونے دیا۔ اور ان کے اس خیال کو تقویت نہ ملی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کے مددگار تھے۔ آل عمران: ۱۲۲

اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

(ترجمہ) اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

یہ دونوں قبیلے فخر سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حامی اور مددگار ہیں۔ سوچئے جب صحابہ کرامؓ کی بعض امور میں لغزش کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کے مددگار بنتے ہیں اور اُن پر رحمت کرتے ہیں تو اس کے برعکس جب صحابہ کرامؓ دن رات اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ امور سرانجام پاتے تھے تو اُن سے اللہ تعالیٰ کتنے زیادہ خوش ہوتے تھے۔

یہاں ایک اور بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کو معاف فرمایا بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حکم دیا۔ آل عمران: ۱۵۹

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ

(ترجمہ) آپ اُن کو معاف کردو اور اُن کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کیا کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ان چار ہدایات پر آپ غور فرمائیں۔

۱ صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کے باوجود ان کو بالکل معاف کردیں۔

۲۔ آپ اُن کے حق میں دعا فرمائیں۔

Marfat.com

۳۔آپ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ ان کو معاف فرما دیں۔

۴۔ضروری امور میں اُن سے مشورہ کریں۔پس عملی طور پر اُن کی عزت افزائی فرمائیں۔

یقیناً کسی اور مذہب میں ایسی اعلیٰ اقدار اور وسیع قلبی نہیں۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان نکات کے سمجھنے کے بعد کیسے کوئی شخص صحابہ کرامؓ کے بارے میں الزام تراشی کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اور تحفہ

جیسا کہ واضح ہے۔کہ اس جنگ کے آخری لمحات میں مشرکین کو فتح نصیب ہوئی۔ وہ بہت آسانی سے مدینہ منورہ پر دھاوا بول سکتے تھے۔اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو بے پناہ نقصان پہنچا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں ایک خوف سا طاری کر دیا اور وہ اس خوف کے زیر اثر واپس مکہ مکرمہ چلے گئے۔آل عمران:۱۵۱

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

(ترجمہ) ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے۔کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

مجھے امید ہے کہ احد کی زیارت کرنے والے احباب مندرجہ بالا حقائق کو ذہن میں رکھیں گے۔تاکہ اُن کی روحانی سوچ میں فروغ ہو۔

مدینہ واپسی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے احد سے مدینہ کو واپسی کے دوران موجودہ مسجد مستراح کی جگہ آرام فرمایا۔ یہ مسجد سید الشہداء روڈ پر واقع ہے۔ اس مسجد کی زیارت کے دوران ہمیں نہ صرف غزوہ احد کے شرکاء کے لئے دعا گو ہونا چاہئے بلکہ اپنی آرام دہ زندگی کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور زخمی صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے موازنہ بھی کرنا چاہئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

Marfat.com

غزوۂ احزاب (۴ھ)

اس غزوہ کا میدان جنگ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کلومیٹر ہے۔ کفار مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ کر مسلمانوں کو روئے زمین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین مدینہ منورہ کے یہود اور کئی دوسرے قبائل نے اتفاق اور اتحاد کر کے ۱۵۔۱۶ ہزار کی نفری جمع کر لی۔ اس لئے اسے غزوہ احزاب کہتے ہیں (احزاب کے معنی ہیں گروپ یا گروہ)۔ اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

دشمنوں کی سودہ بازی

مدینہ منورہ سے بیس یہودیوں کا وفد مکہ مکرمہ گیا اور قریش کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔

ان یہودیوں نے ایک اور جنگجو قبیلہ بنوغطفان کو بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے اس شرط پر تیار کر لیا۔ کہ اس سال خیبر کے علاقے کی آدھی (ایک اور روایت کے مطابق ساری کھجوریں بنوغطفان کو عطیہ کے طور پر دیں گے۔ بنونضیر کا سردار حیئ بن اخطب تھا۔ وہ یہودی قبیلہ بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا۔ کعب بن اسد بھی کچھ تامل کے بعد احزاب میں شمولیت کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔ اس طرح ایک کثیر تعداد دشمن مدینہ منورہ کے پاس پہنچ گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک نہایت ہی کٹھن وقت تھا۔ سورۃ الاحزاب: ۱۰۔۱۱

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱

(ترجمہ) جب وہ (کفار) تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور

Marfat.com

جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی حکمت عملی

شوریٰ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم جز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس شوریٰ قائم کر دی جس میں حضرت سلمان فارسیؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت سعد بن معاذؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔

احزاب کے میدان جنگ میں مساجد بعض انہیں اکابرین کے نام سے موسوم ہیں۔

سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھودی جائے تاکہ دشمن مسلمانوں کی طرف پیش قدمی نہ کرسکیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ نے مسلمانوں کے لئے گروپ بنا دیئے۔ ہر گروپ میں دس افراد تھے۔ اور ہر گروپ کو چالیس گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھودنی تھی۔ اسی لئے اسے جنگ خندق بھی کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی باقی مسلمانوں کی طرح اپنے حصے کی خندق کھودی۔ سوچئے کہ کیا کوئی بھی کمانڈر ان چیف اس طرح کی جنگی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کے مطابق اب خندق دشمنوں اور مسلمانوں کے درمیان حائل تھی۔ اور مسلمانوں کی پشت میں سلع پہاڑ تھا اس لئے دشمن سامنے اور پشت سے حملہ آور نہ ہوسکتا تھا۔

خندق کی کھدائی بہت مشکل کام تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدید بھوک کا تذکرہ کیا اور اپنے پیٹ پر باندھا ہوا پتھر دکھایا۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا۔ تو آپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

چند معجزے

جنگ کے دوران ہی کئی معجزے رونما ہوئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے مبارک پر شدید بھوک اور کمزوری کے آثار

Marfat.com

دیکھے۔ انہوں نے گھر جا کر ایک چھوٹا بکرا ذبح کیا اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے تقریباً اڑھائی کلو آٹے کی روٹیاں پکائیں۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی اور درخواست کی کہ اپنے ساتھ چند صحابہ کرام کو بھی لائیے۔ رسول اکرم ﷺ حضرت جابرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ تقریباً ایک ہزار صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ حضرت جابرؓ اور ان کی اہلیہ صاحبہ اتنے مہمانوں کو دیکھ کر فکر مند ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے صحابہ کرامؓ کو کھانا تقسیم کیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر بھی کچھ کھانا بچ گیا جو کہ پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت جابرؓ قبیلہ بنو حرام سے تھے۔ سلع پہاڑ کے مغربی دامن میں اب بھی مسجد بنو حرام موجود ہے۔ جابرؓ کا گھر اس مسجد کی جگہ یا اس کے پاس تھا۔

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی بہن مٹھی بھر کھجوریں لیکر میدان جنگ میں آئی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے کھجوریں مانگیں۔ اور زمین پر ایک کپڑا بچھا کر اس پر یہ کھجوریں ڈال دیں۔ پھر سب مجاہدین کو دعوت دی۔ بفضل خدا سب مسلمانوں نے دل بھر کر کھجوریں کھائیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ کپڑے پر بکھری ہوئی کھجوریں بجائے کم ہونے کے بڑھتی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ کپڑے کے کنارے سے باہر گرنے لگیں۔

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی۔ یہ بات سول اکرم ﷺ کے نوٹس میں لائی گئی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر اپنے کھدائی کے آلہ سے اس چٹان پر ضرب لگائی۔ سورۃ الانعام: ۱۱۵

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

اس چٹان سے ایک چنگاری نکلی اور اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے دوبارہ مندرجہ ذیل آیت پڑھی اور دوسری ضرب لگائی۔ سورہ الانعام: ۱۱۵

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ

Marfat.com

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

پھر ایک چنگاری نکلی اور ایک تہائی حصہ اور ٹوٹ گیا۔ آپ نے تیسری بار پھر مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر ضرب لگائی۔ سورۃ الانعام: ۱۱۵

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اسکی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور وہ سنتا جانتا ہے۔

تیسری بات چنگاری نکلی اور باقی ماندہ چٹان بالکل چکنا چور ہوگئی۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا کہ آپ کی ہر ضرب کے ساتھ چٹان سے ایک چنگاری نکلی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہلی چنگاری میں مَیں نے شام کے سرخ محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ آپ کی قوم اِن کو فتح کرے گی۔ دوسری چنگاری میں مَیں نے ایران کے سفید محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی قوم ایران کو بھی فتح کرے گی۔ تیسری چنگاری کے دوران مجھے یمن کی چابیاں دی گئیں۔ اور مجھے بتایا گیا کہ آپ کی قوم یمن کو بھی فتح کرے گی۔

مسلمان یہ خبریں سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کے حوصلے بڑھ گئے اُن کے دلوں میں ذرا بھر شک وشبہ نہ ہوا۔ جبکہ اسی جنگ میں موجود منافقین مذاق اڑانے لگے اور بغلیں بجانے لگے۔ ایک دوسرے سے کہتے کہ ان کو اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہوگیا ہے۔ کھانے کو روٹی نہیں۔ پیٹوں پر پتھر باندھے ہیں جبکہ عظیم الشان سلطنتوں کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

منافقین کی ذہنیت

منافق وہ لوگ ہیں جو کہ ظاہری طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں لیکن اسلام کی صحیح روح اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہونے پاتی۔ پس وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ جہاد وقتال میں بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اُن کی موجودگی بُرے سے بُرے

Marfat.com

دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ غزوہ احزاب کے دوران بھی ایسے منافق موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کے حالات جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں ان منافقوں کے اقوال واعمال کو ظاہر کر دیا۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

جب منافقوں نے کثیر التعداد دشمن کو دیکھا تو چلا اُٹھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الحقیقت ہمیں دھوکا دیا ہے۔ سورۃ الاحزاب: ۱۲

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

(ترجمہ) اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے کہ خدا اور اُس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

اسی طرح منافقوں نے مسلمانوں سے کہا کہ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سورۃ الاحزاب: ۱۳

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

(ترجمہ) اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لئے (ٹھیرنے کا) مقام نہیں تم لوٹ چلو۔

بعض منافقوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ ہمارے گھر اور بیوی بچے خطرے میں ہیں۔ اس لئے ہمیں واپس مدینہ منورہ جانے کی اجازت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بہانے اور فریب کو کھول دیا۔ سورۃ الاحزاب: ۱۳

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

(ترجمہ) اور ایک گروہ اُن میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔ حالانکہ کھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

بعض منافق نہ صرف خود جنگ میں شامل نہ ہوئے بلکہ انہوں نے دوسرے رشتہ داروں

Marfat.com

کو بھی اس کی ترغیب دی۔ سورۃ الاحزاب: ۱۸

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾

(ترجمہ) اللہ تم میں سے اُن لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔

اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی نشاندہی کر دی۔ فرمایا کہ جب ان پر کوئی خوف طاری ہوتا ہے تو اُن کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے کہ موت طاری ہونے کے وقت آنکھیں پتھرا سی جاتی ہیں۔ اور جب خوف ختم ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیز زبان اور گستاخی سے مخاطب ہوتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب: ۱۹

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِىْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

(ترجمہ) تمہاری مدد میں (پورے) بخیل ہیں۔ پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُنکی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو اللہ نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے۔ اور یہ اللہ کو آسان تھا۔

سورۃ الاحزاب میں اس جنگ کے دوران منافقوں کی کئی اور ذلیل حرکتوں کا بھی ذکر ہے۔

مخلصین مومنین کا رویہ

بخلاف اس کے جب مخلص مومنین نے اتنے بڑے جنگجو لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے۔

سورۃ الاحزاب: ۲۲

Marfat.com

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا ؕ﴿۲۲﴾

(ترجمہ) اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا۔ تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا۔ اور اس سے اُن کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔

کیونکہ مومنین قرآن پاک کی تعلیمات پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ البقرة: ۲۱۴

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ﴿۲۱۴﴾

(ترجمہ) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے سب پکار اُٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئیگی۔ دیکھو اللہ کی مدد عنقریب (آیا چاہتی) ہے۔

مومنین کا صرف زبانی کلامی ایمان نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدوں پر پورے اترے۔ یعنی بعض شہید ہوگئے۔ اور باقی بے تابی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے منتظر ہیں۔ اُن کے ارادوں میں ذرا بھر فرق نمودار نہیں ہوا۔ سورة الاحزاب: ۲۳

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ٘ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۙ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے خدا سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا۔ تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد

Marfat.com

دونوں فوجیں تقریباً ایک ماہ ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالے پڑی رہیں۔ اس دوران دو بڑی اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک یہ کہ مشرکوں اور یہودیوں کے درمیان معجزانہ طریقہ سے نااتفاقی پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے کا اعتماد کھو بیٹھے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت سرد ہوا کا طوفان بھیجا جس کا اثر دونوں فوجوں پر ہوا۔ مشرکوں کے خیمے اڑ گئے اور وہ اس سردی کی تاب نہ لا سکے۔ پس مشرک مایوس ہو کر غصے سے بھرے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

دراصل اس سے مشرکوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور انہیں آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت سلیمان بن صردؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اب مشرک ہم پر کبھی بھی حملہ کرنے کی جرأت نہ کریں۔ بلکہ ہم اُن پر حملہ آور ہونگے اور ہماری فوجیں اُن کی طرف پیش قدمی کریں گی۔ مثلاً کچھ ہی عرصے بعد مسلمانوں نے مکہ کی طرف پیش قدمی کی اور اللہ کی مدد سے مکہ فتح کر لیا۔

دیگر نکات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو شام ایران اور یمن کی طاقتور سلطنتوں کی تسخیر کی خوش خبری دی منافقین نے اس کا خوب مذاق اڑایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مذاق کے جواب میں ایک بہت اہم آیت نازل فرمائی: سورۃ آل عمران: ۲۶

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

(ترجمہ) کہو کہ اے اللہ (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ اور جس کو چاہے عزت دے۔ اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جیسے کہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ مسلمانوں نے شام ایران اور یمن کی عالی شان سلطنتوں کو فتح کیا۔

یہ سوال بار بار پوچھا جاتا ہے کہ مسلمان آج کل کی غیر مسلم بڑی طاقتوں کو کیسے مسخر کر

Marfat.com

سکتے ہیں۔ جواب واضح ہے کہ اگر مسلمان قرآن وسنت پر عمل پیرا ہوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہوں تو یقیناً کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

لیکن افسوس کہ ہمارا حال تو بالکل اس کے برعکس ہے اسی لئے علامہ اقبال نے آج کل کے مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے کہا ہے۔

تھے آباء ہی تمہارے مگر تم کیا ہو
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

سجدہ تلاوت

حرمین شریفین میں جمعہ کے روز فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں امام صاحب (سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق) اکثر سورۃ السجدہ کی تلاوت فرماتے ہیں (بخاری ومسلم)۔ آیتِ سجدہ کے بعد امام صاحب حالت قیام سے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ ہر مقتدی کو بھی امام صاحب کے ساتھ سجدہ تلاوت کرنا چاہئے۔

نوٹ: دیگر ممالک کے امام صاحبان سے درخواست ہے کہ اس سنت پر عمل کریں۔ تاکہ زائرین کرام حرمین شریفین آنے سے پہلے اس کے عادی ہو جائیں۔

نوٹ: ان امور کی اپنے دوسرے بھائیوں کو پیار ومحبت سے یاد دہانی کرائیں کیونکہ ان میں سے بعض تعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ اکثر عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا پہلے تجربہ نہیں۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کے قدیم یہودی قبائل

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ہدایت عطا فرمائی اور وہ تورات سے رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور قرآنی ہدایات کے بارے میں واضح طور پر جانتے تھے۔ یہاں تک کہ وقت اور مقام کا تعین بھی کر دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہودی قبیلے شام سے نقل مکانی کر کے مدینہ منورہ کے گردونواح میں آباد ہو گئے تھے۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۶

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

(ترجمہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزماں اور قرآن) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بُوجھ کر چھپا رہا ہے۔

ان یہودی قبائل کی دلی خواہش تھی کہ وہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد سے اپنے دیرینہ دشمنوں یعنی اوس اور خزرج کے قبائل کو زیر کر لیں گے۔ یہ بات فخریہ طور پر علی الاعلان کہتے تھے۔ سورۃ البقرہ: ۸۹

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

(ترجمہ) اور جب اللہ کے ہاں سے اُن کے پاس کتاب آئی جو اُن کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب اُن کے پاس آ پہنچی تو اُس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت۔

جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو یہودی قبائل نے جاننے پہچاننے کے

Marfat.com

باوجود آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس کی ایک دلیل یہ پیش کی کہ رسول اکرم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ جبکہ یہودیوں کے سب نبی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے بدمزگی سے بچنے کے لئے ان قبائل سے ایک باہمی سمجھوتہ کر لیا۔ تاکہ سب گروپ سکون سے زندگی بسر کر سکیں۔ رسول اکرم ﷺ کی یہ بہت بڑی دور اندیشی تھی۔ Live and let live والی پالیسی تھی۔ یعنی خود سکون سے زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی سکون سے زندگی بسر کرنے دیں۔ اس سمجھوتے کی چند شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ یہودی مسلمانوں کے خلاف نہ لڑیں گے۔

۲۔ اگر کوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہودی اس کی مدد نہ کریں گے۔

۳۔ اگر کوئی گروپ یہودیوں پر حملہ کرے گا تو مسلمان یہودیوں کی مدد کریں گے۔

مدینہ منورہ کی ننھی منھی اسلامی ریاست کا یہ پہلا اور بہت اہم تاریخی سمجھوتہ تھا۔

مذکورہ بالا یہودی قبائل مدینہ منورہ سے تقریباً اڑھائی میل جنوب کی طرف آباد تھے۔ یہ بہت امیر تھے اور ان کے بڑے بڑے باغات تھے ان کے نہ صرف رہائش کے لئے عالی شان مکان ہوتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے نہایت مضبوط قلعے بھی تعمیر کئے ہوئے تھے۔ اُن کے محلات اور قلعوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔

کھنڈرات تک پہنچنے کا راستہ

آپ مسجد نبوی سے قربان روڈ (جو کہ امیر عبدالمحسن روڈ بھی کہلاتی ہے) پر جنوب کی طرف جائیے۔ پہلی ٹریفک لائٹ کی دائیں طرف جمعہ مسجد ہے قربان روڈ پر آگے بڑھیئے۔ دوسری ٹریفک لائٹ پر الہجرہ روڈ ہے جو کہ مسجد قباء کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ اس لائٹ پر بھی آگے بڑھ جائیے حتیٰ کہ قربان روڈ پر تیسری ٹریفک لائٹ آجائے۔ یہ مدینہ منورہ کی وسطی دائری روڈ ہے۔ آپ کو ٹریفک لائٹ کے بعد سڑک کے دونوں طرف یہودی قبیلہ بنونضیر کے کھنڈرات نظر آئیں گے۔

Marfat.com

اگر آپ تیسری ٹریفک لائٹ پر اور آگے بڑھیں یعنی قربان روڈ پر اور جنوب میں جائیں تو آپ مدینہ منورہ کی دوسری دائری روڈ پر پہنچ جائیں گے۔ آپ دوسری دائری روڈ کے باہر کی طرف نظر دوڑائیں تو ایک سیاہ پہاڑ نظر آئے گا۔ اس کا نام بنو قریظہ پہاڑ ہے۔ یہیں پر یہودی قبیلہ بنو قریظہ آباد تھا۔ دراصل مستشفیٰ وطنی اور بنو قریظہ پہاڑ ے درمیانی حصہ میں اس قبیلہ کے باغات اور بستیاں تھیں اور قلعہ اس پہاڑ کے قریب تھا۔ اب میں ان دو قبیلوں کے حالات باری باری لکھوں گا۔

بنو نضیر

بنو نضیر کا سردار کعب بن اشرف تھا۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو اکسانے اور ان کی مدد کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مثلاً ایک بار کعب بن اشرف چالیس افراد کے ہمراہ ایک وفد کی صورت میں مشرکین مکہ کے پاس پہنچا۔ اور ان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مشرکین نے کعب بن اشرف سے پوچھا کہ اس کی نظر میں ہمارا مذہب اچھا ہے یا کہ مسلمانوں کا مذہب۔ کعب بن اشرف گو اہل کتاب تھا۔ لیکن دنیاوی مفاد کے پیش نظر مذہب کو بھی بیچ دیا۔ اس نے مشرکوں سے کہا کہ یقیناً ان کا مذہب مسلمانوں سے بہتر ہے۔ سورۃ النساء: ۵۱

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾

(ترجمہ) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے۔ کہ بتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے راستے پر ہیں۔

ایسی بات چیت کے بعد دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ طے ہوا کہ وہ مل کر مسلمانوں سے لڑائی کریں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو اس معاہدے سے مطلع فرمایا۔ کعب بن اشرف کی خیانت آشکار ہوگئی۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی معاہدہ کی

Marfat.com

سراسر خلاف ورزی تھی۔

پس رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے یہ کام انجام دیا۔

بنونضیر کی دوسری حرکت اس سے بھی زیادہ معیوب اور غیر مہذب تھی۔ ایک بار رسول اکرم ﷺ بنونضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس قبیلہ نے آپ کو قتل کرنے کا یہ سنہری موقع سمجھا۔ پس آپ کو ایک دیوار کے سائے میں بٹھایا اور ان کی سازش کے مطابق دیوار سے ایک بڑا پتھر گرا کر آپ ﷺ کو ہلاک کرنا مقصود تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس ذلیل سازش سے مطلع فرمایا۔ آپ فی الفور اُٹھ کر مدینہ منورواپس آ گئے۔

اب رسول اکرم ﷺ بنونضیر کو یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ تم نے باہمی سمجھوتے کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔ پس میں تم کو دس دن کی مہلت دیتا ہوں کہ اس علاقے سے نکل کر کہیں اور چلے جاؤ۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے بنونضیر کو تھپکی دی اور کہا۔ تم اپنے گھروں میں ڈٹ جاؤ اور کسی دوسری جگہ کوچ کرنے کا ارادہ ترک کر دو۔ میں اپنے دو ہزار ساتھیوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا۔

یہ سنتے ہی بنونضیر نے نقل مکانی کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اپنے مضبوط قلعے میں بیٹھ گئے مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ بنونضیر نے قلعے کے اندر سے مسلمانوں میں خوب تیر برسائے۔ مسلمانوں نے ان کے قیمتی باغات کے درختوں کو کاٹنا اور جلانا شروع کر دیا منافقین کا ایک شخص بھی بنونضیر کی مدد کو نہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا رویہ بیان فرمایا۔ الحشر:۱۶

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

(ترجمہ) (منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ مجھ کو تو اللہ ربّ العالمین سے ڈر

Marfat.com

لگتا ہے۔

اللہ کی مدد

اس دوران اللہ تعالیٰ نے بنونضیر کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ اور وہ شہر بدر ہونے کو تیار ہوگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اُن سے یہ رعایت کی کہ جو کچھ ساتھ لے جاسکتے ہو۔ لے جاؤ۔ کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔ بنونضیر ہر طرح کا گھریلو سامان اور دروازے اور کھڑکیاں تک ساتھ لے گئے۔ تاکہ اُن کی دنیاوی حرص پوری ہو۔ بنونضیر کی بربادی کا نقشہ سورہ حشر میں دیا ہے۔ الحشر: ۲

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲

(ترجمہ) وہی تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشرِ اوّل کے وقت اُن کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے۔ اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اُن کے قلعے اُنکو اللہ (کے عذاب) سے بچا لیں گے۔ مگر اللہ نے اُن کو وہاں سے آلیا جہاں سے اُنکو گمان بھی نہ تھا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں سے اُجاڑنے لگے۔ تو اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والوں عبرت پکڑو۔

ضروری نکات

۱۔ جب بنونضیر نے بار بار باہمی سمجھوتہ کی خلاف ورزی کی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کو قتل کرنے کا حکم صادر نہ فرمایا۔ بلکہ صرف دوسرے علاقے میں نقل مکانی کا حکم دیا تاکہ ان کی روزمرہ کی شرارتوں سے نجات حاصل کرسکیں۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دس دن کی مہلت دی۔ تاکہ وہ بخوبی اس سفر کی تیاری

Marfat.com

کر سکیں۔

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے یہ بھی رعایت کی کہ اپنے ساتھ ہر طرح کا ساز وسامان لے جاسکتے ہیں۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

۴۔ مسلمانوں نے بنونضیر کو تنگ کرنے کے لئے چند درخت کاٹے اور چند ہی جلائے۔ تاکہ بنونضیر مجبور ہوکر ہتھیار ڈال دیں۔ البتہ مسلمانوں نے قلعے کو آگ نہ لگائی۔ بخلاف اس کے آج کل کی مہذب قومیں قلعوں اور گھروں کو آگ لگا دیتی ہیں یا بھاری مشنری سے مسمار کرتی ہیں جس سے جانی نقصان بھی ہوتا ہے۔

ان نکات سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی حقوق کا کیسے اور کتنا خیال کرتے تھے۔ ظاہر ہے یہ آج کل کی مہذب قوموں کے حقوق انسانی کے تحفظ سے بالکل مختلف ہے۔

بنوقریظہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ کہ بنونضیر کے سردار کعب بن اشرف نے مکہ مکرمہ کے مشرکوں سے مسلمانوں کے خلاف سازش کی۔ پھر بنونضیر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بڑے پتھر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اور مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی کھلی خلاف ورزیاں کیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر انہیں شہر بدر ہونا پڑا۔ کچھ شام چلے گئے اور کچھ خیبر میں منتقل ہوگئے۔ لیکن اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔

مثلاً بنونضیر کا ایک وفد پہلے مکہ مکرمہ پہنچا اور قریش مکے کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر بنوغطفان کو ساتھ ملایا اور اس کے بعد یہودی قبیلہ بنوقریظہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ احزاب میں مدد کرنے کی حامی بھرلی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ عین ممکن تھا کہ بنوقریظہ مسلمان عورتوں اور بچوں پر حملہ کردیں جبکہ مسلمان

Marfat.com

مرد باہر جنگ میں مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے کہ جب دشمن تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر وارد ہو گئے۔ اوپر سے مراد بنوقریظہ اور نیچے سے مراد باقی احزاب ہیں۔ سورۃ الاحزاب:١٠

اِذۡ جَآءُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ وَمِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ

(ترجمہ) جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے۔

ان مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

غزوہ بنوقریظہ

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ غزوہ احزاب کے بعد ابھی گھر پہنچے ہی تھے اور غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ سے کہا۔ آپ نے جنگی لباس اتار دیا ہے جبکہ ہم (یعنی فرشتے) ابھی تک جنگی لباس میں ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ آیئے تاکہ ہم بنوقریظہ کو ان کی خیانت کی سزا دیں۔

شاید یہ بات قابل ذکر ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کی ملاقات کی جگہ مسجد نبوی کی مشرقی دیوار میں ایک کھڑکی ہے جس پر مندرجہ ذیل آیت لکھی ہے۔ سورۃ الاحزاب:٥٦

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۵۶﴾

(ترجمہ) خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر دُرود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی اُن پر دُرود اور سلام بھیجا کرو۔

یاد رہے کہ مسجد نبوی کی مختلف توسیعات کے ساتھ مشرقی دیوار اور یہ کھڑکی قدرے مشرق کی جانب بڑھا دی گئی ہیں۔

بہرحال رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ سب مسلمان عصر کی نماز سے قبل بنوقریظہ کے علاقے میں پہنچ جائیں۔ تھکے ماندے صحابہ نے لبیک کہتے ہوئے بنوقریظہ کے قلعے کا محاصرہ

Marfat.com

کر لیا۔ جو کہ پچیس دن جاری رہا۔

سردار کی تقریر

بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنے قبیلے کو مندرجہ ذیل تین تجاویز پیش کیں۔ اس نے کہا کہ سب سے اوّل بات یہ ہے کہ اگر تم ٹھنڈے دل سے سوچو تو تمہارے دل اس بات کی تصدیق کریں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تورات میں مذکورہ ہے۔ اگر تم یہ بات مان لو تو تمہاری جانیں اور مال بچ جائیں گے اور تم دنیا اور آخرت میں فلاح پاؤ گے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تم خود ہی اپنے بیوی بچوں کو قتل کرو۔ اور پھر پورے زور سے مسلمانوں کا مقابلہ کرو۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بروز ہفتہ (یوم السبت) حملہ کردو۔ کیونکہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق ہم بروز ہفتہ لڑائی نہیں کرتے۔ اس طرح اچانک حملہ سے مسلمانوں کو شکست دینے کی کوشش کرو۔

یہودیوں نے اپنے سردار سے کہا کہ پہلی تجویز نا منظور ہے کیونکہ ہم توریت کے علاوہ کسی اور کتاب کی اتباع کرنے کے لئے راضی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے ہم اُن کو ناحق کیوں قتل کریں۔ اس لئے دوسری تجویز بھی رد کرتے ہیں۔

تیسری تجویز ہمارے مذہب اور توریت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ بھی منظور نہیں۔

اللہ کی مدد

اس دوران اللہ تعالیٰ نے اس مغرور قبیلہ کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ سورۃ الاحزاب: ۲۶۔۲۷

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

Marfat.com

وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ۲۷

(ترجمہ) اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اُتار دیا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے اور اُن کی زمین اور ان کے گھروں اور اُن کے مال کا اور اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا۔

اس ڈر کے زیر اثر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ غور فرمایئے کہ اوپر کی دو آیات میں نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کی یاددہانی کرائی بلکہ مسلمانوں کو آئندہ فتوحات کی خوشخبری بھی دے دی۔ (سبحان اللہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کو بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کی اجازت دی۔ یہودی ہمیشہ بہت چالاک ہوتے ہیں۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذ ؓ کی جگہ حضرت ابولبابہ ؓ کو مقرر فرما دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظوری دے دی۔ یہودیوں کو حضرت ابولبابہ ؓ سے زیادہ ہمدردی کی توقع تھی کیونکہ حضرت ابولبابہ ؓ کی کچھ جائداد ان کے علاقہ میں تھی۔

جب حضرت ابولبابہ ؓ بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت ابولبابہ ؓ سے یہ سوال کیا کہ اگر ہم قلعہ سے باہر آجائیں تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت ابولبابہ ؓ نے اپنی انگلی اپنے گردن پر رکھی یعنی کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ اس عمل کے فوراً بعد حضرت ابولبابہ ؓ کو احساس ہوا کہ یہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز تھا۔ جو میں نے فاش کر دیا۔ اس شرمندگی کے باعث حضرت ابولبابہ ؓ مسجد نبوی پہنچے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا۔ اور یہ عہد کیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اسی حالت میں رہوں گا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا۔ کہ اگر پہلے ہی سیدھا میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا۔ اب پورا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابولبابہ ؓ اس طرح سات دن اور سات رات بندھے رہے سوائے نماز اور رفع

Marfat.com

حاجت کے لئے عارضی طور پر ستون سے علیحدہ ہوتے۔ سات دن کے بعد آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ ستون ابھی بھی مسجد نبوی میں موجود ہے۔ اس پر استوانہ ابولبابہ لکھا ہوا ہے۔ یہ واقعہ الانفال: ۲۷۔۲۸ میں درج ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول ﷺ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں) کا بڑا ثواب ہے۔

بالآخر حضرت سعد بن معاذؓ نے بنوقریظہ کے بارے میں اپنا فیصلہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

بنوقریظہ اپنی عہد شکنیوں اور خیانت کے باعث اس کے مستحق تھے کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے دشمنوں سے ریشہ دانیاں کرتے اور اُن کی ہر طرح مدد کرتے تھے۔

اس غزوہ سے مسلمانوں کو بہت قیمتی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ مال غنیمت غزوہ کے شرکاء میں تقسیم کر دیا۔

مدینہ منورہ کے گرد و جوار میں اور بھی یہودی قبیلے تھے۔ جن کا حال ان قبیلوں سے مختلف نہ تھا۔ لیکن مثال کے طور پر صرف دو کا ذکر کافی ہے۔

Marfat.com

مسجد قباء و مسجد ضرار

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو پہلے قباء کی بستی میں قیام فرمایا جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کلومیٹر جنوب میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بستی میں چند دن ٹھہرے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد قباء ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسجد خاص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے بنائی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بہت پسند آیا۔

سورۃ التوبہ: ۱۰۹

اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡيَانَهٗ عَلٰى تَقۡوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانٍ خَيۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانۡهَارَ بِهٖ فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۱۰۹

(ترجمہ) بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا مندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی وہ اُس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

قباء کے علاقہ میں قبیلہ بنو عمرو بن عوف مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ التوبہ: ۱۰۸

فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا‌ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ

(ترجمہ) اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

اس آیات کریمہ کی نازل ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو عمرو سے پوچھا۔ آپ کی کونسی خاص عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کی اس آیت میں تعریف کی ہے۔ بنو عمرو نے کہا کہ ہم کسی خاص چیز پر عمل پیرا نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ ہم رفع حاجت کے بعد صفائی کے لئے نہ صرف پتھر استعمال کرتے ہیں بلکہ پانی سے جسم

Marfat.com

کی صفائی کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً آپ کو یہ عزت افزائی آپ کے اسی عمل کی وجہ سے ملی ہے۔ آپ اپنے اس عمل کو ایک مستقل عادت بنالیں۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی اسی جذبے کے تحت مسجد نبوی تعمیر کی۔ اس لئے سورۃ التوبہ کی آیات نمبر ۱۰۹ کا اطلاق مسجد نبوی پر بھی ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں درج ہے کہ مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب کسی دوسری مسجد کے مقابلے میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے بیت اللہ شریف کے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہفتہ میں ایک بار مسجد قباء پیدل یا سواری پر جاتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس سنت پر کار بند تھے۔

بخلاف اس کے منافق لوگ ہر وقت خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔ تاکہ مسلمانوں کو نیچا دکھایا جائے۔ مثلاً قرطبی نے ایک عیسائی عالم کا تفصیلی قصہ بیان کیا ہے۔ اس شخص کا نام ابوعامر تھا۔ اس نے مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ لیکن اسلامی تعلیمات سے اتفاق نہ کیا بالآخر اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چیلنج کیا اور بولا۔ ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے دور کسی دوسرے علاقے میں فوت ہوگا۔ اس نے اسلام کے دشمنوں کی حنین تک کی ہر لڑائی میں مدد کی لیکن ناکام اور رسوا ہُوا۔ بالآخر مایوس ہو کر شام کو بھاگ گیا۔ کیونکہ ان دنوں شام عیسائی سرگرمیوں کا گہوارہ تھا۔ وہ شام میں اپنے رشتہ داروں سے دور فوت ہوا۔

شام میں قیام کے دوران ابوعامر نے مسلمانوں کے خلاف ایک سازش کی اس نے روم کے شہنشاہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے علاوہ اس نے مدینہ منورہ کے منافقوں کو ایک خط لکھا۔ جس میں انہیں مدینہ منورہ میں ایک مسجد نما عمارت تعمیر کرنے کو کہا۔ تاکہ اس عمارت کو منافقوں کے اتحاد اور سرگرمیوں کے لئے استعمال کیا جاسکے اور جب روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرے تو یہ منافق متحد ہو کر اس کی مدد کریں۔

Marfat.com

پس مدینہ منورہ کے منافقوں نے قباء کی مسجد کے قریب ایک مسجد بنائی۔ جس کا نام مسجد ضرار رکھا۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ نئی مسجد بوڑھے اور بیمار لوگوں کی سہولت کے لئے اور مسجد قباء میں نمازیوں کی بھیڑ کو کم کرنے کے لئے ہے۔ ان منافقوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اس نئی مسجد میں نماز پڑھائیں (تاکہ لوگوں کے دلوں میں منافقین کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے)۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے کہا۔ کہ فی الحال میں تبوک کی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوں جنگ سے واپسی کے بعد تمہاری خواہش پوری کروں گا۔

جب رسول اکرم ﷺ تبوک کی جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی چالاکی کا پول کھول دیا۔ پس رسول اکرم ﷺ نے اپنے چند صحابہ کرامؓ کو بھیجا کہ مسجد ضرار کو مسمار کر دیں اور آگ لگا کر تباہ کر دیں۔ اس واقعہ کی تفصیل سورہ التوبہ میں ہے۔ سورۃ التوبہ: ۱۰۷۔۱۰۸

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

(ترجمہ) اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اُن کے لئے گھات کی جگہ بنائیں۔ اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جاؤ (اور نماز پڑھا) کرو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

Marfat.com

پس مسجد ضرار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دریا کے کنارے ایک عمارت تعمیر کرے۔ ظاہراً وہ زمین مضبوط لگتی ہے لیکن پانی نے اس کی بنیادوں کو خالی کر دیا ہو۔ یقیناً ایسی عمارت عنقریب گر جائے گی۔ اور اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور نقصان کے اور کچھ نہیں۔

یاد رہے کہ حسد ایک بغیر شعلے والی آگ کی طرح ہے۔ ان پاگل منافقوں کے حسد شک وشبہ اور منافقت میں اضافہ ہوتا رہے گا کیونکہ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ یہ اُن کے لئے ایک نقد سزا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ منافق اپنی موت تک حسد کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ منافقوں کی زندگی سب کے لئے باعث صد عبرت ہے۔

ہم اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:

۱۔ مسجد ضرار مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے بنائی گئی۔

۲۔ مسجد ضرار منافقوں کو پناہ دینے اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرنے کے لئے تعمیر کی گئی۔

۳۔ یہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا اڈہ تھا۔

۴۔ پس اگر کوئی شخص مندرجہ بالا کسی ایک مقصد کے تحت مسجد تعمیر کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

۵۔ ہمارا ہر عمل تقویٰ اور اخلاص کی بنا پر ہونا چاہئے۔

۶۔ ہمیں اپنی ذاتی صفائی اور ہر مسجد اور اس کے گردونواح کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

۷۔ صفائی کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمیں گناہوں سے پاک رہنا چاہئے اور ہر وقت اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض زائرین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات کی صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔ اور ثواب کے بجائے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ درحقیقت نہ صرف ہمیں صفائی کا خود خیال رکھنا چاہئے بلکہ نہایت پیار اور شائستگی سے دوسروں کو بھی یاد دہانی کرانی چاہئے۔ سورۃ الذاریات:۵۵

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔

Marfat.com

مسجد قبلتین

مسجد قبلتین کا مطلب ہے ایسی مسجد جس کے دو قبلے ہوں یعنی ایک خانہ کعبہ کی طرف اور دوسرا مسجد اقصیٰ کی طرف۔ اس سے کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ دو قبلوں کی وجہ کیا ہے۔ قبلہ کی تبدیلی کیوں کب اور کیسے کی گئی۔ قبلہ کی تبدیلی کے اثرات کیا ہوئے؟ قبلہ کی تبدیلی کا حکم کس نے صادر کیا۔

درحقیقت ابتداء میں سب انبیاء کرام کے لئے قبلہ (یعنی نماز پڑھنے کی سمت) مکہ مکرمہ میں بیت اللہ تھا۔ جو کہ آدم علیہ السلام کے وقت تعمیر کیا گیا۔ سورۃ آل عمران: ۹۶

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾

(ترجمہ) پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ بابرکت اور جہاں کے لئے موجب ہدایت۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے بھی یہی قبلہ تھا۔ بعدازاں بنی اسرائیل کے کچھ انبیاء کرام کے لئے یروشلم میں مسجد اقصیٰ قبلہ مقرر کیا گیا۔ یہ انبیاء کرام مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کے لئے اس طرح کھڑے ہوتے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت اللہ دونوں ان کے سامنے ہوتے۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ بھی مکہ مکرمہ میں نماز کے دوران حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اس طرح کھڑے ہوتے کہ بیت اللہ شریف اور مسجد اقصیٰ دونوں آپ کے سامنے ہوتے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ کیونکہ سب انبیاء کی طرح آپ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع تھے۔ گو آپ ﷺ کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ اُن کے لئے وہی

Marfat.com

قبلہ ہو جو آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت امید تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی تبدیلی کا حکم نازل فرما دیں گے۔

اس انتظار میں آپ اکثر اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۴

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ

(ترجمہ) (اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اُسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دینگے۔ تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش پوری کر دی۔ یاد رہے کہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی صادر کر سکتے ہیں۔ قبلہ کے چناؤ کا اختیار نبی کو نہیں دیا گیا۔

قبلہ کی تبدیلی کا اثر غیر معمولی تھا۔ جب یہودیوں کو قبلہ کی تبدیلی کی خبر ملی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کا مذاق اڑانے لگے۔ کہنے لگے یہ کیسا مذہب ہے کہ ایک دن ایک قبلہ ہو اور دوسرے دن دوسرا۔

قبلہ کی تبدیلی سے قبل یہود مسلمانوں سے قدرے رواداری سے پیش آتے کیونکہ دونوں کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا۔ قبلہ تبدیل ہونے پر یہود چونک اُٹھے۔ انہیں احساس ہوا کہ علیحدہ قبلے کا مطلب یہ ہے کہ اب مسلمان ایک بالکل علیحدہ اور مخصوص مذہب رکھنے والی قوم ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے کھلم کھلا دشمن بن گئے اور اُن کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو اور تیز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی ہر کام میں اپنی ہی حکمت مخفی ہوتی ہے۔ قبلہ کی تبدیلی منافقین اور مخلص مومنین کو پرکھنے کی کسوٹی تھی۔ سورۃ البقرۃ: ۱۴۳

وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی

Marfat.com

عَقِبَيۡهِ ؕ وَ اِنۡ كَانَتۡ لَكَبِيۡرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيۡنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيۡعَ اِيۡمَانَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۴۳﴾

(ترجمہ) اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اُس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے۔ اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور یہ بات (یعنی تحویل قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی مگر جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے) اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان یعنی تمہاری نمازوں کو یوں ہی کھو دے۔ اللہ تو لوگوں پر بڑا مہربان ہے (اور) صاحب رحمت ہے۔

تحویل قبلہ جنگ بدر سے ایک یا دو ماہ قبل رجب یا شعبان ۲ ھ میں ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی۔ پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا اعلان کر دیا اور ظہر کی نماز بیت اللہ کی طرف پڑھی۔ ایک صحابی نے ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور پھر اپنے قبیلہ بنوسلمہ میں گیا۔ اس وقت لوگ عصر (یا مغرب) کی نماز ادا کر رہے تھے۔ اس نے بلند آواز سے کہا کہ "میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی ہے۔" یہ سنتے ہی اس مسجد کا امام صفوں کو چیر کر پیچھے کی جانب آ گیا اور سب نمازیوں نے بھی اپنا رخ ۱۸۰ درجہ بدل لیا۔ اس طرح اس مسجد کا نام مسجد قبلتین پڑ گیا۔

تحویل قبلہ کی خبر مسجد قبا میں اگلے روز صبح کو فجر کی نماز کے دوران پہنچی۔ اور وہاں بھی اسی طرح نماز کے دوران رخ بدل دیا گیا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ایک دوسرے کی بات پر کتنا اعتماد تھا اور یہ کہ کسی امر میں صرف ایک آدمی کی شہادت کافی ہوتی ہے۔

قبلہ کی تبدیلی کی خبر اگلے روز علی الصبح قبا کے علاقہ میں پہنچی بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق قبا نے بھی اعلان سنتے ہی نماز کے دوران اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کرامؓ

Marfat.com

کا ایک دوسرے پر بہت اعتماد تھا اور ایک دوسرے کو بہت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اگر اس چیز کا موازنہ آجکل کے مسلمانوں کے باہمی سلوک سے کیا جائے تو ہمیں خود بخود صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں ہمارے ایمان کی کمزوری اور بودا پن نظر آئے گا۔

میں نے مدینہ منورہ کی ایک مسجد کے محراب پر یہ آیت مکتوب دیکھی:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

یعنی ہم آپ کا رخ آپ کے پسندیدہ قبلہ کی جانب موڑ دیں گے۔ میں یہ پڑھ کر بہت مسرور ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ تحفہ عطا کر کے خوش کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ قبلہ کی تبدیلی سے قبل مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کے لئے پرانے باب جبریلؑ کے قریب مسجد کی شمالی دیوار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی تبدیلی کے بعد آپ نے چند دن استوانہ عائشہ کے قریب کھڑے ہو کر جنوب کی طرف رخ کر کے امامت کی پھر ہمیشہ محراب نبوی کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز کی امامت فرمائی۔

قبلہ کی تبدیلی کے بعد پرانے باب جبریل کے سامنے کا حصہ مسجد کے عقب میں آ گیا۔ آپ نے یہ حصہ اصحاب صفہ کی رہائش اور تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص کر دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسجد نبوی کے خادموں کا چبوترہ جو کہ مسجد نبوی میں زائرین کو نظر آتا ہے۔ یہ اصحاب صفہ کے لئے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ چبوترہ کئی صدیوں کے بعد بنا اور یہ اس وقت کی مسجد نبوی شریف کی حدود سے باہر تھا۔ جبکہ مقام اصحاب صفہ مسجد کے اندر تھا۔

Marfat.com

سازشیں

اسلام کے دشمنوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی قبور کی بے حرمتی کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ آپ تینوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں دفن ہیں۔ دشمنوں نے بار بار کوشش کی کہ ان کے اجسام مبارک کو ان کی قبروں سے نکال لیا جائے تاکہ مسجد نبوی شریف اور مدینہ منورہ توجہ کا مرکز نہ رہیں۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں تین بڑی سازشوں کا ذکر کیا ہے۔

پہلی سازش

ابن نجار نے اپنی کتاب بغداد کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۳۸۶ھ سے ۴۱۱ھ تک ایک فاطمی حکمران مصر کا بادشاہ تھا اور مدینہ منورہ اس کے زیر اثر تھا۔ اس حکمران کی سوچ اور کوشش یہ تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے دو صحابہ کرامؓ کے اجسام مبارک کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کیا جائے۔ اس طرح لوگوں کی توجہ مدینہ منورہ کی بجائے مصر کی طرف مبذول ہو جائے گی۔ اس نے اس مقصد کے لئے مصر میں ایک نہایت شاندار عمارت تعمیر کی جس میں وہ ان اجسام کو رکھنا چاہتا تھا۔

حکمران نے اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے ایک کارندے ابوالفتوح کو مدینہ منورہ بھیجا۔ جب یہ کارندہ مدینہ منور پہنچا تو اہل مدینہ کو اس سازش کی خبر ہوگئی۔ اس موقع پر قاری زلبانیؒ نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔ سورۃ التوبہ: ۱۲۔ ۱۳

وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ

Marfat.com

الرَّسُوۡلِ وَ هُمۡ بَدَءُوۡكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾

(ترجمہ) اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کے جلا وطن کرنے کا عزمِ مصمم کر لیا۔ اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ ڈرنے کے لائق اللہ ہے بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔

اس یاد دہانی سے اہل مدینہ کو ابوالفتوح پر بہت غصہ آیا۔ اہلِ مدینہ ابوالفتوح اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دینے کو تیار ہو گئے۔ ابوالفتوح ڈر گیا اور بول اٹھا۔ میں اس سازش کو کبھی بھی عملی جامہ نہ پہناؤں گا خواہ حاکم مصر مجھے قتل ہی کر دے۔ اسی دوران مدینہ منورہ میں ایک بڑا طوفان آیا اور ابوالفتوح کو مدینہ منورہ سے بھاگنے کا ایک اچھا بہانہ مل گیا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان مجرموں سے نجات دی۔

اس حکمران نے بعد میں ایک اور کوشش بھی کی لیکن وہ دوبارہ ناکام ہوا۔

دوسری سازش

سمہودی کے قول کے مطابق عیسائیوں نے یہ سازش ۵۵۷ھ میں مرتب کی اس وقت شام کے بادشاہ کا نام سلطان نور الدین زنگی تھا اور اس کے مشیر کا نام جمال الدین اصفہانی تھا۔ ایک رات نور الدین زنگی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں تین بار دیکھا۔ ہر بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان سے کہا کہ مجھے ان دونوں کی شرارت سے بچاؤ۔

سلطان کو خیال گزرا کہ یقیناً مدینہ منورہ میں کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مشیر کے ہمراہ مدینہ پہنچا۔ اور اپنے ساتھ اہل مدینہ منورہ کے لئے قیمتی تحفے لایا۔ مشیر نے

Marfat.com

مدینہ منورہ میں اعلان کیا کہ ہر شخص اپنا تحفہ حاصل کرنے کے لئے خود حاضر ہو۔ سلطان نے اہل مدینہ کو تحفے تقسیم کئے لیکن وہ دو شخص نظر نہ آئے۔ بالآخر سلطان نے پوچھا۔ کیا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ دو بہت متقی اور مالدار افراد ہیں۔ جو کسی سے کوئی تحفہ وغیرہ نہیں لیتے بلکہ دیگر لوگوں کو تحائف عطا کرتے ہیں۔ وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں اتنے مشغول ہیں کہ یہاں تک نہیں آئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ اُن کو بھی حاضر کیا جائے۔ جب سلطان نے ان دونوں کو دیکھا تو وہ ہو بہو وہی اشخاص تھے جو اس نے خواب میں دیکھے تھے۔ سلطان نے ان سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم مراکش کے باشندے ہیں۔ حج پر آئے تھے۔ اب ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی کی حیثیت سے یہاں مقیم ہیں۔ سلطان نے پوچھا: تمہاری رہائش کہاں ہیں؟ اُن کی رہائش روضہ مبارک کے قریب مسجد نبوی کی جنوبی دیوار میں کھڑکی کے پاس تھی۔ یہ کھڑکی اب بھی موجود ہے۔

سلطان ان کی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے اور فرش پر سے ایک دری کو ہٹایا۔ سلطان کو دری کے نیچے ایک سرنگ کا دھانہ نظر آیا۔ یہ سرنگ روضہ مبارک تک پہنچ چکی تھی۔ سلطان نے ان دونوں سے کہا کہ اب سچی بات بتاؤ۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں۔ اور ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو نکالنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ہم ہر روز سرنگ کھودتے ہیں اور رات کے وقت مٹی کو تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع قبرستان میں بکھیرتے ہیں۔ یہ ہمارا روزمرہ کا معمول ہے۔ جب ہم اس سرنگ کے ذریعے قبر کے پاس پہنچے تو ایک طوفان آیا اور زبردست بجلی کڑکی علاوہ ازیں ایک زلزلہ بھی آیا۔ اب ہماری سازش ظاہر ہوگئی ہے۔

سلطان کو انسانی اقدار سے گری ہوئی سازش کا بہت الم ہُوا اور وہ بے اختیار رو پڑا۔ جب سنبھلا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اسے اس کام کے لئے چنا۔

سلطان نے ان دونوں مجرموں کے سر اڑانے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے روضہ مبارک کے گرد ایک گہری خندق کھدوائی۔ اور اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا۔ تاکہ مستقبل میں کوئی شخص سرنگ کھود کر ان قبور تک نہ پہنچ سکے۔

Marfat.com

سلطان نے روضہ مبارک کے قریب ایک چبوترہ بھی بنوایا۔ تاکہ اس پر ان قبور کی حفاظت کے لئے ہر وقت پاسبان رہیں۔ یہ چبوترہ اب بھی موجود ہے اور باب جبریل سے داخل ہوتے ہی دائیں جانب ہے۔ بعض زائرین مدینہ منورہ اسے مقام اصحاب صفہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مقام اصحاب صفہ مسجد نبوی کے اندر تھا۔ جبکہ یہ چبوترہ اس وقت کی مسجد کی چار دیواری سے باہر تھا۔

مقام اصحاب صفہ کے تعین کے لئے استوانہ عائشہ سے شمال کو چلیئے (یعنی قبلہ کی سمت کے خلاف) پانچویں ستون کے قریب مقام اصحاب صفہ ہے یا یہ کہ پُرانے باب جبریل کے بالمقابل یہ مقام تھا۔ یاد رہے کہ وہاں اس وقت کوئی چبوترہ وغیرہ نہیں۔

تیسری سازش

طبریؒ نے اپنی کتاب الریاض النضرہ میں اس کا یوں ذکر کیا ہے:

حلب شہر (شام) کے چند لوگ مدینہ منورہ آئے۔ وہ مدینہ منورہ کے گورنر کے لئے بیش بہا تحائف لائے۔ اُن کی خواہش تھی کہ روضہ مبارک میں داخل ہو کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے اجسام مبارک کو یہاں سے نکال کر باہر پھینکیں۔ گورنر کی مذہبی سوچ بھی ایسی ہی تھی۔ اس نے منظوری دے دی۔ گورنر نے مسجد کے خادم سے کہا کہ اگر رات کو کچھ لوگ آئیں تو اُن کے لئے مسجد کا دروازہ کھول دینا اور وہ جو کچھ کرنا چاہیں اس میں مداخلت نہ کرنا۔

عشاء کی نماز سے کافی دیر بعد کسی نے باب السلام پر دستک دی۔ خادم نے مسجد کا دروازہ کھول دیا۔ تقریباً چالیس آدمی مسجد میں داخل ہوگئے۔ ان کے پاس توڑ پھوڑ اور کھدائی کے ہتھیار بھی تھے۔ خادم سہم گیا اور ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ یہ لوگ روضہ مبارک کی طرف بڑھے۔ ابھی منبر تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک ان کے نیچے کی زمین پھٹ گئی یہ سب لوگ اپنے ہتھیاروں سمیت اس زمین میں دفن ہوگئے۔

گورنر ان لوگوں کا بے تابی سے انتظار کرتا رہا بالآخر خادم کو بلایا اور ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا۔ خادم نے اسے سارا واقعہ بتادیا۔ گورنر نے کہا ہے کیسے ہوسکتا ہے۔ تم

Marfat.com

یقیناً پاگل ہو۔ خادم نے گورنر کو دعوت دی کہ وہ اپنی آنکھوں سے موقع کو دیکھے۔ گورنر نے اس جگہ کی زمین کو دھنسا ہوا پایا۔ تو خادم سے کہنے لگا تم اس معاملے کے بارے میں زبان نہ کھولنا ورنہ میں تمہارا سر اڑا دوں گا۔

اللہ کے دشمن اپنی عقل سے تدبیریں بناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی تدبیریں بناتے ہیں۔ یقیناً اللہ کی تدبیریں انسانی تدبیروں پر حاوی ہیں۔ سورۃ الانفال: ۳۰

وَيَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

(ترجمہ) (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ تدبیر کرنے والے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کی دنیاوی حیات میں اور اس کے بعد بھی سب لوگوں سے حفاظت فرمائی۔ سورۃ المائدہ: ۶۷

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(ترجمہ) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

سوچیئے کہ انسانی سب تدبیریں ناکام رہیں۔ بلکہ ان ذلیل سازشوں کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی معجزات آشکارا ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی ان کے دشمنوں کے بُرے منصوبوں اور ذلیل سازشوں سے حفاظت فرمائے۔ اور مسلمانوں کو اچھے اعمال کی توفیق دے تاکہ وہ ربّ العزت کی حفاظت کے مستحق بن جائیں۔ آمین

Marfat.com

چند دیگر تاریخی مقامات

مسجد اجابہ

مسجد اجابہ موجودہ انصار اسپتال کے قریب ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے بہت لمبی دعا مانگی۔ بالآخر رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی۔ پہلی دو منظور ہوگئی ہیں لیکن تیسری منظور نہیں ہوئی۔ سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری امت کو قحط سالی سے تباہ نہ فرمانا۔ دوسرے یہ کہ میری امت غرق ہو کر تباہ نہ ہو۔ اور تیسری یہ کہ میری امت باہمی لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے۔ (مسلم)

مسجد ابی ذر

امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں اور رسول اکرم ﷺ نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ایک بہت ہی لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں فکر مند ہو گیا کہ کہیں آپ کی روح تو پرواز نہیں کر گئی۔ اس فکر سے میں چپکے چپکے رونے لگا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے میں نے اپنی فکر کا اظہار کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر سلام وصلوۃ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سلام وصلوٰۃ بھیجیں گے۔ میں نے اس شکرانے کا لمبا سجدہ کیا۔

مسجد غمامہ

مسجد غمامہ، مسجد نبوی شریف کے مغرب میں ہے اور رسول اکرم ﷺ یہاں عید کی نماز پڑھاتے تھے۔ پہلے یہ کھلا میدان تھا۔ بعد میں ترکوں نے یہاں مسجد بنوادی جو ابھی تک قائم ہے۔

Marfat.com

مسجد جمعہ

مسجد جمعہ مسجد قبا سے تقریباً ایک کلومیٹر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جمعہ کی پہلی نماز یہاں ادا کی۔

البقیع

رسول اکرم ﷺ اس قبرستان کی زیارت کو جاتے اور مدفون صحابہ کرامؓ کے لئے دعا فرماتے۔ ان میں سے ایک دعا یہ ہے:

السلام علیکم دَار قوم مؤمنین وَانَّآاِن شَاءَاللہ بِکُمۡ لَاحِقُون

اے مومنین کی بستی۔ آپ سب کو السلام علیکم۔ انشاء اللہ ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کے کنبہ کے مندرجہ ذیل افراد یہاں دفن ہیں:

رسول اکرم ﷺ کی بیٹیاں۔ حضرت فاطمہؓ ۔ حضرت رقیہؓ۔ حضرت ام کلثومؓ۔ اور حضرت زینبؓ۔ آپ کا بیٹا حضرت ابراہیمؓ بھی۔ آپ ﷺ کی سب بیویاں سوائے حضرت خدیجہؓ اور حضرت میمونہؓ کے، آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ اور پھوپھیاں حضرت صفیہؓ اور حضرت عاتکہؓ۔ ان کے علاوہ حضرت حسنؓ۔ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ (حضرت علیؓ کی والدہ صاحبہ) عقیل بن ابوطالبؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالبؓ۔

اس قبرستان میں ہزاروں صحابہ کرامؓ دفن ہیں۔ مدفون صحابہ کرامؓ میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ (تیسرے خلیفہ)، حضرت خنیس بن حذافہؓ، حضرت سعد بن مسعودؓ، حضرت اسد بن زرارہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ۔

علاوہ ازیں امام مالک رحمۃ اللہ۔ امام نافع رحمۃ اللہ۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ۔ اور آپ ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ بھی یہیں دفن ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قبولیت کے ساتھ مدینہ منورہ سے بلائیں اور جنت البقیع میں جگہ دیں۔ آمین

مسجد رایہ:

Marfat.com

رائیہ کے معنی جھنڈا ہے۔ خندق کی کھدائی کے دوران رسول اکرم ﷺ کا خیمہ جبل رائیہ (جبل ذُباب) پر تھا۔ اور آپ ﷺ نے یہاں ایک اسلامی پرچم نصب فرمایا۔ علاوہ ازیں سخت چٹان کو توڑنے والا معجزہ (تفصیل کے لئے غزوہ احزاب ملاحظہ فرمائیں) بھی اسی پہاڑی کے شمال میں پیش آیا۔ یاد رہے کہ خندق کی جنگ کے آغاز کے بعد رسول اکرم ﷺ کا خیمہ مسجد فتح کے مقام پر تھا جہاں آپ ﷺ نے اسلام کی فتح کے لئے بہت دعائیں فرمائیں۔ مسجد فتح سبعہ مساجد روڈ پر ہے جبکہ مسجد رائیہ عثمان بن عفانؓ روڈ پر ہے۔

مسجد مستراح

رسول اکرم ﷺ نے غزوہ احد سے واپسی کے دوران یہاں قیام فرمایا۔ یہ سید الشہداءؓ روڈ پر واقع ہے یاد رہے کہ خندق مسجد مستراح لے کر مسجد فتح تک کھودی گئی تھی۔

مسجد شیخان

مسجد شیخان مسجد مستراح کے بالکل قریب ہے رسول اکرم ﷺ نے جنگ احد کو جاتے وقت ایک رات یہاں قیام فرمایا اور مغرب اور عشاء کی نمازیں یہیں ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے یہاں نہ صرف اپنی فوج کی صف بندی کی بلکہ کمسن صحابہ کرامؓ کو واپس مدینہ بھیج دیا۔ یہاں سے احد کی طرف روانگی کے بعد عبداللہ بن اُبی منافق اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی لشکر کو چھوڑ کر واپس مدینہ چلا گیا۔

مسجد بنی حرام

یہ سبعہ مساجد روڈ پر واقع ہے۔ تفصیل کے لئے غزوہ احزاب ملاحظہ فرمائیں۔

سقیفہ بنی ساعدہ

سقیفہ کے معنی بیٹھک یا کانفرنس روم ہے۔ قبیلہ بنی ساعدہ کے اس کانفرنس روم میں صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پہلا خلیفہ چنا اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ مسجد نبوی شریف سے باہر باب ملک سعود اور سعودی بس اسٹاپ SAPTCO کے درمیان واقع ہے۔ آج کل اس کے آدھے حصے پر ایک باغیچہ ہے اور باقی آدھے حصے پر ایک الیکٹرک پاور اسٹیشن ہے۔

Marfat.com

مسجد نبوی شریف کا اندرونی حصہ

کئی مورخین نے مسجد نبوی شریف کی تفصیل لکھی ہے۔ مثلاً شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی جو کہ (۹۵۸ھ۔ ۱۰۵۲ھ) تک اس دنیا میں حیات تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں مندرجہ ذیل تفصیل بیان کی ہے۔ یوں تو مسجد کا چپہ چپہ مبارک ہے لیکن بعض ستونوں اور محرابوں کا بیان ضروری ہے۔ یاد رہے کہ موجودہ مسجد کے ستون اسی جگہ پر ہیں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے۔

۱۔ **ستون وفود:** اس پر لکھا ہے۔ هذه استوانة الوفود۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس استوانہ کے قریب باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ اور اس دوران جلیل القدر صحابہ کرامؓ آپ کے گرد تشریف فرما ہوتے۔

۲۔ **ستون حرس:** اس پر ابھی بھی لکھا ہے۔ هذه أستوانة الحرس۔ یہاں پر سیکورٹی گارڈ کھڑا ہوا کرتا تھا۔ مورخ مطری لکھتے ہیں۔ ''کہ اس استوانہ کے سامنے حضرت عائشہ کے حجرہ میں ایک دروازہ تھا۔ جہاں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اکثر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیکورٹی گارڈ حضرت علیؓ ہوتے اور اکثر یہیں نماز پڑھتے اس لئے اسے استوانہ علی بھی کہا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ جب آیت کریمہ سورۃ المائدہ نمبر ۶۷ نازل ہوئی۔ یعنی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگوں سے حفاظت کریں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ کے لئے سیکورٹی گارڈ ہٹا دیا۔

۳۔ **ستون سریر:** اس پر لکھا ہے۔ هذه أسطوانة السرير۔ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق اس جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کے دوران اپنی چٹائی بچھاتے تھے۔

۴۔ **ستون ابی لبابہؓ:** اس پر لکھا ہے۔ هذه أسطوانة أبي لبابة۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کو اُن کی خیانت کی سزا دینی چاہی تو بنو قریظہ

Marfat.com

کے کہنے پر ابولبابہؓ کو ثالث مقرر کیا۔ اس قبیلہ سے بات چیت کے دوران ابولبابہؓ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک راز فاش ہوگیا۔ جس کا انہیں فوراً احساس ہوا۔ ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ سات دن اور رات ایسے ہی رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ اس سلسلہ میں سورۃ الانفال کی آیات نمبر ۲۷۔۲۸ امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے نازل ہوئیں۔ اسے ستون توبہ بھی کہتے ہیں۔ تفصیل کے لئے غزوہ بنوقریظہ دیکھئے۔

یہ مقام عبرت ہے کہ صحابہ کرامؓ لغزش سرزد ہونے کی صورت میں اس کی تلافی کے لئے ایسے مشکل امتحان سے گزرتے تھے۔ اور ان کے ہاں راز کا فاش کرنا یا وعدہ خلافی ایک بہت بڑا جرم تھا۔

۵۔ **ستون عائشہؓ:** اس پر لکھا ہے۔ ھذہ اسطوانۃ عائشۃؓ۔ طبرانی نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسجد نبوی میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی اہمیت کا پتہ چل جائے تو انہیں وہاں نماز ادا کرنے کے لئے قرعہ ڈالنا پڑے گا۔

ایک بار صحابہ کرامؓ نے حضرت عائشہؓ سے اس جگہ کے بارے میں دریافت کیا۔ لیکن آپ خاموش رہیں اور صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ عبداللہ بن زبیرؓ ستون عائشہ کے پاس نفل نماز ادا کر رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ سمجھ گئے کہ عائشہؓ نے خاموشی سے اپنے بھانجے کو بتادیا ہے۔ وہ یہی مبارک جگہ ہے۔

علاوہ ازیں جب قبلہ کی سمت مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام کی طرف منتقل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز اس ستون کے قریب کھڑے ہو کر امامت فرمائی اور بعد میں موجودہ محراب نبوی سے امامت فرمائی۔

۶۔ **ستون مخلقہ:** اس پر لکھا ہے۔ ھذہ اسطوانۃ المخلقۃ۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ

Marfat.com

دیا کرتے تھے۔ ایک دن انصار نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو ہم آپ ﷺ کے لئے ایک منبر بنا دیں۔ تا کہ آپ ﷺ اس پر بیٹھ کر خطبہ دے سکیں۔ اور آپ کی تھکاوٹ میں قدرے تخفیف ہو۔ آپ ﷺ نے یہ رائے قبول فرمائی۔ اور ایک لکڑی کا منبر بنایا گیا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ جب آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو کھجور کا تنا زار وقطار رونے لگا۔ صحابہ کرامؓ نے اس تنے کا رونا اپنے کانوں سے سنا۔ رسول اکرم ﷺ منبر سے اترے اور اس تنے کو گلے لگا لیا۔ یہ تنا سسکیاں بھرتے بھرتے چپ ہو گیا۔ جیسا کہ حاملہ اونٹنی سسکیاں بھرتی ہے۔ یہ تنا اس لئے رو رہا تھا کیونکہ یہ اپنے قریب کئے جانے والے اللہ کے ذکر سے محروم ہو گیا تھا۔ بعد میں اس تنے پر ایک خوشبو لگائی جاتی تھی جس کو خلوق کہتے ہیں۔ اس لئے یہ استوانہ مخلقہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (بخاری)

۷۔ محراب نبوی ﷺ: رسول اکرم ﷺ کے زمانے اور چاروں خلفاء کے زمانے میں مسجد نبوی شریف میں نہ تو کوئی محراب تھا اور نہ ہی کوئی مینار۔ یہ محراب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۹۱ھ میں تعمیر کیا۔ اگر آپ اس محراب میں نماز کے لئے کھڑے ہوں تو آپ کی سجود کی جگہ رسول اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک کی جگہ ہو گی۔ جبکہ رسول اکرم ﷺ کی سجود کی جگہ آپ کے سامنے کی موٹی دیوار میں ہے۔

۷۔ محراب عثمانی: تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفانؓ اس جگہ سے نماز کی امامت فرماتے تھے۔ اب بھی مسجد نبوی شریف کے امام صاحب نماز کے دوران یہاں ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ محراب بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنوایا۔

۹۔ محراب حنفی: ایک زمانے میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی امام مسجد نبوی شریف میں قدرے مختلف اوقات اور مختلف جگہوں پر نماز پڑھتے تھے۔ اس محراب کی جگہ حنفی امام نماز پڑھاتے تھے۔ آج کل مسجد نبوی شریف میں ایک ہی امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں جو کہ حنبلی ہیں۔ یہ تبدیلی سعودی حکومت کے قیام پر معرض وجود میں آئی۔

۱۰۔ محراب تہجد: رسول اکرم ﷺ یہاں تہجد ادا کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

مسجد نبوی شریف کا خاکہ

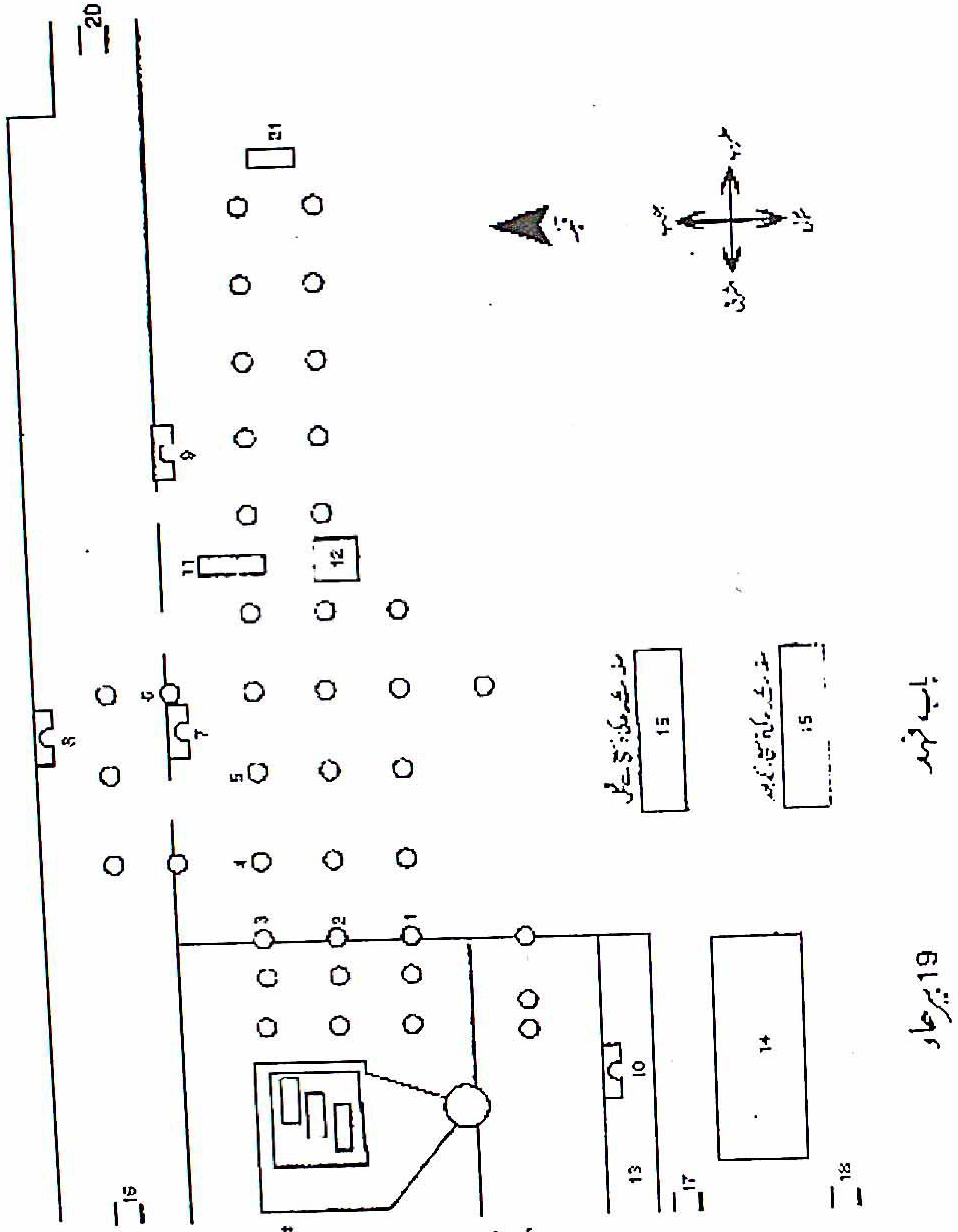

بیرحاء باب فہد کے پاس مسجد کے اندر واقع ہے۔
(نوٹ: بیرحاء اس خاکہ کی سکیل کے مطابق نہیں دکھایا گیا)

Marfat.com

ستون

۱۔ ستون وفود

۲۔ ستون حرس

۳۔ ستون سریر

۴۔ ستون ابی لبابہؓ

۵۔ ستون عائشہؓ

۶۔ ستون مخلقہ

محراب

۷۔ محراب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۷۔ محراب عثمانی

۹۔ محراب حنفی

۱۰۔ محراب تہجد

۱۱۔ منبر

۱۲۔ موذن کا چبوترہ

۱۳۔ تہجد کا چبوترہ

۱۴۔ سیکورٹی کے لئے چبوترہ

۱۵۔ صفہ

۱۶۔ باب بقیع

۱۷۔ باب جبریل

۱۸۔ باب نساء

۱۹۔ بئر حاء

۲۰۔ باب سلام

۲۱۔ ابوبکرؓ کا گھر

Marfat.com

۱۱۔ منبر: جیسا کہ مسلم اور بخاری میں درج ہے۔ ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگا۔ مختلف ممالک کے حکمران وقتاً فوقتاً مسجد نبوی شریف کے لئے عالیشان منبر بنوا کر بھیجتے رہے۔ موجودہ منبر عثمانی دور کے سلطان مراد نے ۹۹۸ھ میں بھیجا۔

۱۲۔ موذن کا چبوترہ۔ ۱۳۔ تہجد کا چبوترہ۔

۱۴۔ سیکورٹی کے لئے چبوترہ: اگر آپ مسجد نبوی شریف میں باب جبریل سے داخل ہوں تو یہ چبوترہ آپ کے دائیں ہاتھ ہوگا۔ اسے سلطان نور الدین زنگی نے تعمیر کرایا تھا۔ اکثر زائرین اسے صفہ سمجھتے ہیں جو کہ درست نہیں۔

۱۵۔ صفہ: صفہ کے معنی ہیں سایہ دار جگہ۔ یہ ایک چبوترہ تھا جہاں غریب اور بے گھر صحابہ کرامؓ مقیم تھے۔ اور اسلامی تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے۔ اگر آپ استوانۂ عائشہ سے قبلہ کی مخالف سمت چلیں تو پانچویں ستون کے بعد صفہ تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات ہجری میں مسجد نبوی شریف کی توسیع فرمائی تو یہ صفہ تقریباً دس میٹر مزید شمال کو منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ مسجد نبوی شریف کے خاکہ سے واضح ہے۔

۱۶۔ باب بقیع ۱۷۔ باب جبریل ۱۸۔ باب نساء

۱۹۔ بئر حاء: اگر آپ باب فہد سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوں تو یہ کنواں تقریباً ۱۵ میٹر مسجد کے اندر ہے۔ وہاں فرش پر تین دائرے بنا دیئے گئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنویں پر کئی بار تشریف لائے اور اس کا پانی پیا۔ دراصل یہ کنواں اور باغ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھا۔ جب انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۲ سنی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬

(ترجمہ) تم اس وقت تک اعلیٰ تقویٰ حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ شے اللہ کی راہ میں نہ دے دو)۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کنواں اور باغ بطور

Marfat.com

صدقہ دے دیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرسکیں۔ (مسند احمد) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہی فی الفور اور پورے اخلاص سے قرآن پاک کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ (مسند احمد)

۲۰۔ باب سلام

۲۱۔ ابوبکرؓ کا گھر: اگر آپ منبر سے باب صدیق کی طرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد آپؓ کا گھر تھا۔ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب گھروں کے دروازے جو مسجد نبوی میں کھلتے ہیں بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا دروازہ۔ یہ اس بات کی پیش گوئی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہوں گے۔ (بخاری)

اذان کے بعد دعا کا ثواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے اذان سنی اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ)

(ترجمہ) اے اللہ۔ اے اس مکمل دعوت اور قائم نماز کے پروردگار۔ رسول اکرم ﷺ کو خاص قرب اور خاص فضیلت عطا فرما۔ اور اس مقامِ محمود (تعریف کئے ہوئے مقام) پر کھڑا فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (بخاری)

نوٹ: حدیث شریف میں قوسین کے درمیان والے الفاظ امام بیہقی کی روایت سے ہیں اور اس کی سند جید ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

(ترجمہ) بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجو اور سلام بھیجا کرو۔ سورۃ الاحزاب:۵۶

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا طریقہ بخاری میں درج ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ،

خوشخبری

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (مسلم)

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔ (مسلم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق عظیم

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ سورۃ التوبہ:۱۲۸

(ترجمہ) (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے۔ جو تمہاری بھلائی کے نہایت خواہش مند ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) ایمان والوں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

Marfat.com

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ۔ آپ کے صحابہ کرامؓ اور آپ کی امت کی مدح سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کریمہ میں فرمائی۔ سورۃ البقرہ: ۲۵۵۔۲۵۶

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

(ترجمہ) رسول اکرم (ﷺ) اس چیز کا جو ان کے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ (یعنی قرآن کے حق ہونے) کا اعتقاد رکھتے ہیں اور دوسرے مومنین بھی۔ سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے ربّ! ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اور ہم نے آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش (کے مطابق)۔ اس کے لئے (اجر) ہے جو اس نے کمایا اور اس پر (عذاب) ہے جو اس نے کمایا۔ اے ہمارے ربّ! اگر ہم بھول جائیں۔ یا ہم چوکیں تو ہمیں نہ پکڑ، اے ہمارے ربّ! ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسے تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔ اے ہمارے ربّ! ہم سے نہ اٹھوا جس کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور تو ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دیا اور ہم پر رحم کر۔ تو ہمارا آقا ہے۔ پس کافروں کی قوم پر ہماری مدد کر۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لیتا ہے تو یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔ (یعنی اس عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے)۔ (بخاری)

معراج کی رات جو تین چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی گئیں۔ ان میں سے ایک سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات بھی ہیں۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو آیات مجھے ایک خاص خزانہ سے عطا کی گئیں۔ جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہے۔ اس لئے تم خاص طور پر ان آیات کو سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ (مستدرک حاکم اور بیہقی) اسی لئے حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ کوئی شخص جس کو کچھ بھی عقل ہو وہ ان دو آیتوں کو پڑھے بغیر نہ سوئے گا۔

مندرجہ ذیل نکات نوٹ فرمایئے:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کی بجائے لفظ رسول فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو واضح کر دیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدی کی مدح فرمائی کہ یہ اللہ کے کسی رسول کا انکار نہیں کرتے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی تعریف فرمائی جنہوں نے کہا کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے ربّ! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ اور ہم نے تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

۴۔ جو خیالات اور وسوسے غیر اختیاری طور پر دل میں آجائیں اور ان پر کوئی عمل نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاف ہیں۔ پس ثواب وعذاب اس کا ہوگا جو ارادہ سے کیا جائے۔

۵۔ اخیر میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نہایت خوبصورت دعا سکھا دی تا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر سخت اعمال کا بوجھ نہ ڈالیں۔ مثلاً بنی اسرائیل کے لئے کپڑا پانی سے پاک نہ ہوتا تھا بلکہ کاٹنا یا جلانا پڑتا تھا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے امتِ محمدی کے لئے احکامات آسان فرما دیے۔ الحمد اللہ رب العالمین

اب آپ ایک عجیب وغریب حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک دروازہ کھلنے کی بڑے زور سے آواز آئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ اور اس سے ایک فرشتہ اترا۔ یہ فرشتہ اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور کہا: آپ کو دو نوروں کی خوشخبری ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت ہوئے ہیں۔ یہ اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔ ایک سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔ جو شخص ان کو پڑھ کر کوئی چیز مانگے گا وہ اس کو ضرور مل جائے گی۔'' (مسلم)

اہم یاددہانی

واضح ہو کہ بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرمائیں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں ۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں

نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔

۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔

۳۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔

۴۔ سجدے کے درمیان پاؤں زمین پر جمے رہیں۔

۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگا رکھیں۔

۶۔ سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہئیں (مسلم)

۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

Marfat.com

ہدیہ تبریک

عجب ہے مشیّت کا یہ کارخانہ
بھرے پیٹ کو پوچھتا ہے زمانہ

یہ نورانی راتیں منوّر اجالا
خدا جانے کب ہو مدینہ میں آنا

کتابیں بہت خوب اردو سلیس
ذہن فلسفی اور قلم مدبرانہ

نہ ہم جانتے ہیں نہ پہچانتے ہیں
تمہارا تعارف فقط غائبانہ

ہوا ایک ہفتہ میں نہ امتیاز
صد افسوس تابشؔ سے ملنا ملانا

سید انوار الحسن تابش بھوپالی
بھوپال (انڈیا)
مدینہ منورہ ۱۳ر فروری ۲۰۰۵ء

Marfat.com

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور نصیحت کرتے رہو اس لئے کہ نصیحت اہلِ ایمان کو فائدہ پہنچاتی ہے

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

مرتب

امتیاز احمد

(ماسٹر آف فلاسفی (لندن))

مترجمین

حامد لطیف حامد ☆ عفی احمد فاروقی

Marfat.com

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

مصنف: .... امتیاز احمد

شہریت: .... امریکی

تعلیم: .... ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مقیم: .... مدینہ منورہ

تجربہ:

۱۔ ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج، اسلام آباد، پاکستان

۲۔ پرنسپل اسلامک اسکولز۔ امریکہ

۳۔ جنرل منیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy Inetrnational) اسلامی رفاعی ادارہ امریکہ

۴۔ بانی توحید مسجد آف فارمینگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill, Michigan)
اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit, Michigan)

۵۔ مشیر عریبین ایڈوانس سسٹمز، سعودی عرب (Arabian Advanced Systems)

مصنف کا پتہ: ص۔ب: 4321، مدینہ منورہ۔ سعودی عرب

ای میل: easyquranfoundation@yahoo.com

ویب سائٹ: www.easyquranfoundation.com

نوٹ: (۱) آپ اپنے تاثرات بذریعہ ای میل مصنف کو بھیج سکتے ہیں۔

(۲) اس کتاب کی عام اجازت ہے بشرطیکہ اس میں ردوبدل نہ کیا جائے۔

منسٹری آف انفارمیشن سعودی عرب کا اجازت نامہ

امتیاز احمد، ۱۴۲۴ھ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

احمد، امتیاز

وذكر فان الذكرى تنفع المؤمنين/امتياز احمد۔ المدينة المنورة، ۱۴۲۴ھ

۱۵۲ص، ۲۱سم

۱-خطبات

دیوی: ۱۴۲۴/۴۹۶۸

رقم الايداع: ۱۴۲۴/۴۹۶۸

ردمك: ۰-۴۷۶-۱۰-۹۹۶۰

طابع: دارالنوادر • لاہور • پاکستان فون: 8898639-300-92+ ای میل: kabir_razi@hotmail.com

Marfat.com

فہرست

مضامین	صفحہ
تعارف	۴
شادی کا خطبہ	۸
اسلام میں سلام کی اہمیت	۱۶
متقین کے اوصاف	۲۱
منافقین	۲۶
عالمِ برزخ	۳۲
اسلام میں مردوں اور عورتوں کی ذمہ داریاں	۳۷
مدینہ منورہ کا اسلامی معاشرہ	۴۶
حیات بعد الموت	۵۳
اسلام میں امانت کی اہمیت	۵۸
تقدیر اور آخرت	۶۵
غیر مسلموں سے دوستی	۷۰
حلال اور حرام کا تصور	۷۶
سورۃ الفاتحہ	۸۲
جنگ بدر	۹۱
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات	۹۸
یوم الحساب	۱۰۳
شک، تجسس اور غیبت	۱۱۰
چھوٹے اور بڑے گناہ	۱۱۶
اہلِ کتاب کے دعوے	۱۲۱
ماہِ شعبان	۱۲۷
لیلۃ القدر	۱۳۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات	۱۳۵
بی بی مریم علیہا السلام	۱۴۲
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں (حصہ اوّل)	۱۵۰
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں (حصہ دوم)	۱۵۵
اللہ کی راہ میں خرچ کرنا	۱۵۹
مومن کے اوصاف	۱۶۴
قبلہ	۱۶۹
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تقدس	۱۷۴

Marfat.com

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں نے چھبیس سال کا جو طویل عرصہ امریکہ میں گزارا، وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانیوں سے بڑا ہی سود مند ثابت ہوا۔ حالانکہ میں اس دوران کافی نشیب وفراز سے گزرا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے صحیح راستے کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۳ میں فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡكُمۡ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَ كَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا ﴿۴۳﴾

(ترجمہ) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے، اور اللہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔

یہی ہدایت اللہ تعالیٰ کا ہمارے لئے سب سے اہم تحفہ ہے۔ دراصل اس کتاب کے مضامین میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کو بھی ہدایت فراہم کرے گی پس دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کو تقویت اور فروغ دے۔ آمین!

یہ مضامین کب اور کیسے معرض وجود میں آئے۔ اس کی تاریخ دلچسپی سے خالی نہیں۔ میں نے ۱۹۷۱ء میں روزگار کے حصول کے لئے امریکہ نقل مکانی کی۔ اس وقت بڑے بڑے شہروں میں بھی بمشکل ایک یا دو مساجد تھیں۔ مسلمان طلباء اپنی نمازیں اور جمعہ یونیورسٹی کے کمروں میں ادا کرتے تھے۔ مساجد میں اسلامی تعلیم کا انتظام نہ ہونے کے برابر تھا۔ مناسب اساتذہ دستیاب نہ تھے۔ جن احباب کا عربی تلفظ اچھا تھا۔ انہیں اچھی انگریزی بولنی نہ آتی تھی۔ اور جو

Marfat.com

انگریزی بول سکتے تھے۔ اُن کا عربی تلفظ ناقص اور ان کی اسلامی تعلیم محدود تھی اور خطابت کا تجربہ تو بالکل مفقود تھا۔ اکثر مساجد میں کوئی مستقل امام مقرر نہ تھا۔ البتہ کمیونٹی کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت کچھ نہ کچھ تعلیم فراہم کرنے کی کوشش کرتے تھے اور امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ میں نے ایسے ماحول میں تقریباً بارہ سال گزارے اور اسلامی تعلیم کے لحاظ سے میری حیثیت کنویں کے مینڈک سے مختلف نہ تھی۔ میں اس تلاش میں تھا کہ کسی پڑھے لکھے امام سے استفادہ کروں۔ اس غرض سے میں نے لاس اینجلس نقل مکانی کی کیونکہ وہاں ہمارے شہر کی نسبت اسلام کا علم حاصل کرنے کے لئے زیادہ مواقع تھے۔ اس شہر کی اورنج کونٹی (Orange County) کی مسجد کے ڈائریکٹر ڈاکٹر مزمل صدیقی صاحب ہر اتوار کو قرآن پاک کی تفسیر بیان فرماتے۔ جس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ میں فقہ میں بہت حد تک کوراہوں۔ اگر آپ ہر ہفتہ فقہ کے مضامین پر بھی لیکچر دے دیا کریں تو یہاں کے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ سلسلہ بھی شروع کر دیا جو چند سال تک جاری رہا۔ اس تعلیم کے نتیجے میں میں نے تنگ نظری کو خیرباد کہہ دیا اور اسلامی لحاظ سے مجھ میں وسعت نظری پیدا ہوگئی اس دوران میں جستہ جستہ قرآن پاک حفظ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن میں اس وقت تک کوئی سورۃ حفظ نہ کر پاتا جب تک اس کی تفسیر اور معانی ذہن نشین نہ کر لیتا۔ اس طرح بفضلِ تعالیٰ چند پارے زبانی یاد ہو گئے اور معانی پر بھی عبور حاصل ہوگیا۔ اس جامع مسجد کے امام حافظ اسماعیل صاحب چند ماہ کی چھٹی پر انڈیا تشریف لے گئے اور مجھے قائم مقام امام مقرر کر گئے اب مجھے دن رات بہت محنت کرنی پڑتی۔ تعلیم وتربیت کے یہ مواقع اللہ تعالیٰ نے فراہم کر دیئے۔

اس عرصہ کے دوران امریکہ کے ہر شہر میں کئی نئی مساجد معرض وجود میں آئیں ۔ اور ہر یونیورسٹی کے کیمپس پر بھی جمعہ کی نماز ادا کی جانے لگی۔ چونکہ خطیب بہت محدود تھے اس لئے کیلیفورنیا کی ایک یونیورسٹی کے طلباء کے اصرار پر میں نے ہانپتے کانپتے پہلا خطبہ دیا۔ خطبہ لکھنا ایک بات ہے اور اس کی ادائیگی دوسری بات ہے۔ تاہم امریکی اسکولوں کے تجربہ کار ٹیچر کی

Marfat.com

حیثیت سے مجھے ادائیگی میں زیادہ مشکل نہ ہوئی۔ یونیورسٹی کے طلباء کی حوصلہ افزائی پر میں نے کئی اور خطبے دیئے۔ پس اس طرح میں نے مختلف عنوانوں کے تحت بہت سے خطبے تیار کر لئے۔ اب حالت یہ تھی کہ میں ہر جمعہ کسی نہ کسی مسجد میں خطیب کے فرائض انجام دیتا۔ یہاں تک کہ اورنج کونٹی کی بڑی مسجد میں بھی خطبہ دینے کا موقع ملا۔

تقریباً چھ سال کے قیام کے بعد میں نے لاس اینجلس سے ڈیٹرائیٹ شہر کے قریب نقل مکانی کی۔ اب میں باجماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو چکا تھا۔ لیکن اس علاقے میں کوئی مسجد نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں نے یہاں مسجد توحید فارمینگٹن ہل تعمیر کی۔ شروع شروع میں زیادہ تر خطبے مجھے خود ہی دینے پڑتے تھے۔ چند برس بعد میں نے اللہ کے فضل سے ایک دوسری مسجد ڈیٹرائٹ شہر میں بھی قائم کر دی۔ میں اس ریاست میں بھی ہر جمعہ کو کسی نہ کسی مسجد میں خطیب کے فرائض انجام دیتا۔ کبھی کبھار پڑوس میں ونڈسر (کینیڈا) بھی جانا پڑتا۔

مسجد توحید کے امام کی حیثیت سے میرے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ اس ریاست کے قانون کے مطابق اسلامی طور پر امریکی مسلمانوں کا نکاح بھی پڑھاؤں اور خطبہ دوں۔ الحمدللہ بتدریج اس عمل میں بھی پختگی آ گئی۔

ان سرگرمیوں کے علاوہ میں مرسی انٹرنیشنل (جو کہ اسلامی رفاہی ادارہ ہے) کا جنرل منیجر بھی تھا۔ اس ادارہ کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کا واحد ذریعہ یہ تھا کہ میں امریکہ کے بڑے بڑے شہروں کی مساجد میں جمعہ کے خطبے سے لوگوں کو متاثر کروں اور اس کے دوران چندہ کی اپیل کروں۔ میں حیران تھا۔ کہ نہ صرف مرد حضرات دل کھول کر چندہ دیتے بلکہ بعض خواتین بھی اپنے زیور کا پورے کا پورا سیٹ چندہ کے صندوقچے میں ڈال دیتیں اور رسید تک طلب نہ کرتیں۔

پس یہ سب خطبے جواب اردو میں شائع کئے جا رہے ہیں بہت سی مساجد میں انگریزی میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ چونکہ ان کی تیاری سے خود میرے علم اور ہدایت میں اضافہ ہوا۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ پڑھنے والے بھی ان سے ضرور استفادہ کریں گے۔ واضح ہو کہ امریکہ میں جمعہ کے خطبے اور نماز کے لئے بمشکل پچیس منٹ ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ خطبات مختصر ہیں

Marfat.com

لیکن الحمدللہ معنوی لحاظ سے بہت جامع ہیں۔

مجھے اس کاوش میں سب سے زیادہ فائدہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر معارف القرآن سے ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب مفتی صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین! میں یہاں اپنے سب اساتذہ کرام اور ان نوجوان بھائیوں کے لئے بھی دعا گو اور شکرگزار ہوں جنہوں نے میری اسلامی تعلیم وتربیت میں حصہ لیا۔

الحمدللہ چند سال قبل اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے مدینہ منورہ لے آئی۔ یہاں یہ خطبے انگریزی زبان میں مختلف ممالک کے حجاج کو کتاب (Speeches for an Inquiring Mind) کی شکل میں پیش کئے جنہوں نے انہیں بہ نظر استحسان دیکھا اور مجھے حوصلہ افزائی کے خطوط لکھے۔ ان حجاج کے چند خطوط اس کتاب میں شامل کر دیئے ہیں۔

کئی مخلص احباب کے اصرار پر اب یہ کتاب اردو زبان میں پیش کر رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہم سب کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ میں ممبئی کے مترجمین حامد لطیف حامد صاحب اور عفی احمد فاروقی صاحب کا بے حد ممنون ہوں اور اسی طرح مدینہ منورہ کے ڈاکٹر اصغر علی شیخ صاحب اور ڈاکٹر شکیل احمد فاروقی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ کیونکہ ان سب کی مدد کے بغیر اس کتاب کو آپ کی خدمت میں پیش نہ کرسکتا۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس باہمی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشیں۔ آمین

میری اہلیہ ڈاکٹر صوفیہ صاحبہ نے نہ صرف میری اسلامی سوچ اور عمل کو تقویت دی بلکہ میری سب کتب کی کئی ممالک میں اشاعت کرائی۔ میں اِن کے بے لوث جذبے کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان جیسا بنا دے۔

امتیاز احمد

مہاجر مدینہ منورہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

Marfat.com

شادی کا خطبہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آج ہم سب یہاں ڈاکٹر ظہور صاحب اور اسماء رضوی کی شادی کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان دونوں کو نہ صرف اپنی طرف سے، بلکہ یہاں موجود تمام مسلمانوں، سب دوستوں اور رشتہ داروں اور دیگر مذاہب کے مدعو حضرات کی طرف سے شادی کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اسلام ہمیں شادی کے پُرمسرت موقع پر خوشیاں منانے کی پوری پوری اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام نہ صرف نئے شادی شدہ جوڑے کو بلکہ ان کو بھی جن کی شادیاں ہو چکی ہیں اور خاص کر ان کو جن کی شادیاں آئندہ ہونے والی ہیں، شادی کی اہمیت اور اس کی ذمے داریوں کی طرف پوری پوری رہنمائی کرتا ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شادی ایک انتہائی اہم اور مقدس فریضہ ہے۔ اور پرسکون ازدواجی زندگی اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں ازدواجی زندگی کی سب سے زیادہ تفصیل دی گئی ہے۔

ایک کامیاب شادی وہی ہے جو اسلام کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کی بنیاد پر کی گئی ہو۔ اس سے نہ صرف گھریلو زندگی کامیاب ہوتی ہے، بلکہ اس سے ایک بہتر معاشرے کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ سب سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں، جس نے شادی کے ذریعے ہمیں ایک کامیاب زندگی بسر کرنے کا صاف ستھرا، پاکیزہ اور فائدہ مند نسخہ عطا فرمایا۔ سورۃ النساء: ۲۸

وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا

(ترجمہ) انسان (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے۔

اگر ہمیں تمام عمر بغیر شادی کے زندگی گزارنے کو کہا جائے تو ہمارے لئے بہت ساری

Marfat.com

مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کا قانون بنایا ہے۔ تا کہ ہم ہر لحاظ سے شادی کے قابل ہوتے ہی نکاح کر لیں۔ شادی بہت ساری انسانی کمزوریوں کو مٹاتی ہے۔ شادی دو انجانے انسانوں یعنی مرد اور عورت کے درمیان ہمدردی، محبت، اخلاص اور دو اجنبی خاندانوں کے درمیان اٹوٹ رشتوں کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ سورۃ الروم: ۲۱

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱

(ترجمہ) اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں، تا کہ تم ان سے آرام پاؤ۔ اُس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی۔ یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ مرد اور عورت کے درمیان شادی کے ذریعہ محبت، خلوص اور امن وامان کی فضا قائم کرنا چاہتا ہے۔

دونوں میاں بیوی کے آپس میں محبت، خلوص، ایثار وقربانی کا جذبہ یک طرفہ نہیں ہے بلکہ اس رشتہ کو آپس میں قائم ودائم رکھنے کے لئے دونوں برابر کے حصہ دار ہیں۔

قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو الفاظ ایک ساتھ استعمال کئے ہیں۔ (۱) مودّت (۲) رحمت۔ علماء دین کا کہنا ہے کہ دونوں الفاظ کا مطلب محبت ہے۔ مودّت وہ محبت و کشش ہے جو میاں بیوی کے درمیان فطری طور پر جوانی میں ہوتی ہے اس کے برعکس بڑھاپے میں جب یہ جذبات کم ہو جاتے ہیں تو میاں بیوی اللہ کی رحمت سے سرشار ہو کر ایک دوسرے سے نہایت محبت اور عزت واحترام سے پیش آتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے چھوٹی سی آیت کریمہ کتنی فصیح وبلیغ ہے۔

اب میں میاں بیوی کے باہمی حقوق پر روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ ہم سب کو دو طرح کے حقوق حاصل ہیں۔ ایک حق تجارت اور لین دین کے سلسلہ میں ہے۔ ان حقوق کی وضاحت تجارت کے معاہدوں میں درج ہوتی ہے اور اس کے فیصلے بھی اسی معاہدے کی روشنی میں ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی تنازعہ ہوتا ہے تو اس کا فیصلہ قاضی کی عدالت میں ہوتا ہے۔

پھر دوسرے حقوق وہ ہیں جو والدین اور اولاد اور دیگر رشتے داروں کے درمیان ہوتے ہیں یا شوہر اور بیوی کے درمیان ہوتے ہیں۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسا آلہ یا پیمانہ ایجاد نہیں ہوا جو یہ بتا سکے کہ کس کے لئے کس کے دل و دماغ میں کتنی محبت یا کتنا خلوص یا کتنی ہمدردی ہونا چاہئے؟ سوائے اس کے کہ انسان کے دل میں اللہ کا ڈر اور خوف ہو اور روز آخرت میں جواب دینے کا احساس ہو تب وہ اس حق کو پورا پورا ادا کر دے گا۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ بہت مختصر مگر نہایت جامع خطبہ دیتے مثلاً آپ فرماتے اتقوا اللہ۔ یعنی لوگو زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کی وضاحت کے طور پر آپ ﷺ خطبہ نکاح میں سورۃ النساء کی پہلی آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے جو درج ذیل ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

(ترجمہ) لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس ہی جاندار سے اس کا جوڑا (یعنی زوجہ) پیدا کیا۔ پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دئے۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا کرتے ہو اور خاص کر قرابت کے حقوق ضائع کرنے سے بھی ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

سوال:۔ ہم اللہ تعالیٰ سے کیوں ڈریں؟

جواب:۔ چونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور ہمارا جسم و جان اس کی ذات پاک کا مرہون منت ہے۔ سورہ الانسان:۱

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ①

Marfat.com

(ترجمہ) بے شک انسان پر زمانے میں ایک وقت ایسا بھی آچکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھی۔

اب اگر کسی کی عمر آج بیس سال ہے تو بتایئے پچیس سال پہلے اسے کون جانتا تھا؟ کوئی بھی نہیں! یہاں تک کہ خود اُس کے ماں باپ بھی اُس کے وجود سے لاعلم تھے! یہ اللہ ہی ہے جس نے اسے پیدا فرمایا۔ اللہ صرف ہمارا خالق ہی نہیں، ہمارا مالک اور رازق بھی ہے۔ لہٰذا ہماری تمام تر وفاداری صرف اور صرف اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔

اگر اللہ چاہتا تو ہمیں کئی مختلف طریقوں سے پیدا فرما سکتا تھا لیکن اُس نے ہمیں ایک انسان آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا۔ تا کہ ہم یہ یاد رکھیں کہ ہم سبھی انسان ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس عظیم الشان خاندان کے ہر فرد کے درمیان محبت، اخوت، بھائی چارہ اور ہمدردی کے جذبات جاری وساری ہوں۔ عالمِ انسانیت کو بین الاقوامی بھائی چارے کا سبق صرف اور صرف مذہب اسلام دیتا ہے اور دوسرے مذاہب اس بین الاقوامی بھائی چارے کا ڈھونگ ہی رچاتے ہیں۔

اب میں شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات اور ذمے داریوں کا ذکر قرآن حکیم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کرنا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورہ النساء: ۳۴

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ

(ترجمہ) مرد عورتوں کے انچارج ہیں۔

اس آیت کریمہ کا لوگ غلط مطلب اخذ کرتے ہیں اِس لئے کہ لوگ اس ضمن میں قرآن حکیم کی دوسری آیات کو بھول جاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مرد عورت سے ظالموں اور جابروں جیسا سلوک کرے۔ سورۃ النساء: ۱۹

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

(ترجمہ) اپنی عورتوں کے ساتھ مہربانی اور محبت سے پیش آؤ۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۲۲۳

Marfat.com

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

(ترجمہ) خانگی معاملات میں اپنی بیویوں سے صلاح ومشورہ ضرور کرتے رہا کرو۔

دراصل اسلام میں مرد وعورت کے حقوق برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔سورۃ البقرہ ۲۲۸

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

(ترجمہ) اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے ہاں دونوں کے حقوق برابر ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ہی دونوں کو مختلف ذمے داریاں دی ہیں۔ جو ذمے داری مرد کو دی گئی ہے وہ صرف مرد ہی بخوبی ادا کرسکتا ہے اور جو ذمے داری عورت کو دی گئی ہے، وہ صرف عورت ہی بخوبی ادا کرسکتی ہے۔

پس ہر شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اُس سے ہر بات میں مشورہ کرلیا کرے۔ پھر اس کی روشنی میں فیصلہ صادر کرے اور اگر مرد کا فیصلہ غلط ثابت ہوتو اس کے نقصان کا پورا پورا ذمے دار وہ خود ہوگا۔ اور اس کے لے اسے دنیا وآخرت دونوں میں جواب دینا ہوگا۔ پس انچارج یا حاکم ہونا مرد کے لئے ایک کٹھن امتحان ہے۔

ابھی تک میں نے صرف مردوں کو ہی نصیحت کی ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کیا عورتوں کے لئے کوئی حکم یا نصیحت نہیں ہے؟ ہے کیوں نہیں!

سوال:۔ اچھی اور نیک عورت کون ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔سورۃ النساء: ۳۴

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

(ترجمہ) تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (خاوند کی دولت وآبرو کی) پاسبان ہوتی ہیں۔

دولت سے مراد صرف مال واسباب ہی نہیں بلکہ اولاد کی پرورش بھی ہے۔ لہٰذا اسلامی

Marfat.com

طریقہ پر اولاد کی پرورش بہت ہی اہم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو عورتیں مال واسباب کی حفاظت کے علاوہ پوری ایمانداری سے اپنی اولاد کی پرورش ونگہداشت کریں گی، اللہ تعالیٰ خود ان عورتوں کی ہر ممکن امداد فرمائے گا۔

اس آیت کریمہ کی وضاحت میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''بیویوں میں سب سے اچھی بیوی وہ ہے جسے دیکھتے ہی تمہارے دل میں خوشی کا احساس جاگے۔ جب تم اس سے کسی کام کا کہو تو وہ فوراً اس کی تعمیل کرے اور جب تم اس سے دور رہو تو وہ تمہاری غیر موجودگی میں اپنے آپ کو اور اپنے مال واسباب کو حفاظت میں رکھے۔'' (بخاری)

زندگی میں ہمیشہ ہی کامیابی، کامرانی، خوشیاں اور آسانیاں میسر نہیں ہوا کرتیں۔ کبھی کبھی اونچ نیچ کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سورۃ التغابن: ۱۴

وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(ترجمہ) اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بلاشبہ اللہ بہت معاف کرنے والا ہے۔

معاف کردینے کی صورت میں آپ کی ہار نہیں بلکہ ایک طرح سے آپ کی جیت ہوتی ہے! لہٰذا اپنے باہمی اختلافات دور کرتے وقت میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آنا چاہئے۔ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا، کوسنا، جلی کٹی باتیں کرنا اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک اور بھی برا ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اپنے والدین کو گالی مت دیا کرو۔'' صحابہ کرامؓ نے پوچھا؟ ''یا رسول اللہ کوئی اپنے والدین کو گالی کیسے دے سکتا ہے؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دوسروں کے والدین کو گالی دو گے دوسرے بھی طبعاً تمہارے والدین کو گالی دیں گے۔ اس طرح تم اپنے ہی والدین کو گالیاں دلوانے کا ذریعہ بن جاؤ گے۔'' اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کے ذریعہ نہ صرف ہمیں ایک دوسرے کو معاف کرنے کی ہدایت فرماتا ہے بلکہ ہمیں یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ ہم

Marfat.com

غصہ کی حالت میں اپنے گذشتہ اچھے تعلقات کو فراموش نہ کریں۔ سورۃ البقرۃ ۲۳۷ میں ارشاد ہوا ہے۔

وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ

(ترجمہ) اور آپس میں بھلائی کرنے کو فراموش نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان باہمی تعلقات کو خوشگوار اور مضبوط بنانے کا طریقہ کار بھی بیان فرماتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ: ۱۸۷

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

(ترجمہ) وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم اُن کی پوشاک ہو۔

میں آپ سب سے ایک سوال کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ لباس کا مقصد کیا ہے؟ لباس ہمیں گرمی، سردی، دھول اور مٹی سے محفوظ رکھتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے محافظ ہیں۔ ایک دوسرے کی ڈھال ہیں۔ جس طرح لباس کسی حد تک ہماری جسمانی بدصورتی اور ظاہری عیوب کو چھپاتا ہے۔ بالکل اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے کی جسمانی اور اخلاقی خامیوں اور کمزوریوں کو دوسرے سے چھپانا چاہیے۔

لباس مردانہ اور زنانہ حسن وخوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہیں تو ایک جوڑے کی حیثیت سے ایک دوسرے میں نکھار پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ علاوہ ازیں لباس پہننے والے کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ پس میاں بیوی کو صرف شادی بیاہ کی تقریبات میں حصہ لیتے وقت پرکشش لباس زیب تن نہیں کرنا چاہیے بلکہ شوہر اور بیوی کو ہر وقت ایک دوسرے کے لئے زیادہ سے زیادہ پرکشش بنے رہنے کی پوری پوری کوشش کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر ہر مرد کو گھر میں اور گھر کے باہر بھی بھدے اور بے جوڑ کپڑے نہیں پہننا چاہیے۔ یہی مثال عورت پر بھی صادق آتی ہے۔ اس لئے دونوں میاں بیوی کو اچھے سے اچھا لباس زیب تن کر کے ایک دوسرے کے لئے خلوص اور محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ لباس صرف ظاہری حسن میں ہی اضافہ نہیں کرتا بلکہ اس سے

Marfat.com

دونوں کے حسن اخلاق کا بھی مظہر ہوتا ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لباس مرد اور عورت دونوں کے جسم کے قریب ترین چیز ہے۔ یہ جسم سے چپکا ہوا رہتا ہے، لپٹا ہوا رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح شوہر اور بیوی کو بھی ایک دوسرے سے ایسے ہی قریب رہنا چاہئے۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ شوہر صرف اپنے رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ رکھے اور بیوی صرف اپنے رشتے داروں کے ساتھ میل جول رکھے۔ سب سے زیادہ قربت میاں بیوی میں ہونی چاہئے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے پوشیدہ رازوں سے بھی پوری طرح واقف رہتے ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کے راز فاش نہیں کرنے چاہئیں۔

دنیا بھر کہ کسی بھی زبان کی کسی بھی کتاب میں اس اہم موضوع پر اتنا مختصر اور پر معنی جملہ نہیں ہے جیسا قرآن حکیم میں موجود ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط

(ترجمہ) وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم اُن کی پوشاک ہو۔

میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس آیت مبارکہ کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

میں آخر میں ایک بار پھر شادی شدہ جوڑے کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

Marfat.com

اسلام میں سلام کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔ الحشر: ۲۳

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے)، سالم امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا۔ اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

اس آیت کریمہ میں ''سلام'' اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ آیئے ہم لفظ ''سلام'' کے معنی، اہمیت اور استعمال جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ظہورِ اسلام سے قبل اہلِ عرب آپس میں ایک دوسرے کو حیاک اللہ، یعنی اللہ تمہاری عمر دراز کرے۔ کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ دین اسلام نے اس کی جگہ ایک انتہائی پر معنی طریقہ بتایا وہ یہ ہے، ''السلام علیکم'' جس کے معنی ہیں اللہ تمہیں ہر طرح کے رنج و غم، نقصان اور تکلیف سے محفوظ و مامون رکھے۔

احکام القرآن میں ابن العربی فرماتے ہیں: السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک ہے، جس کا مطلب ہے ''اللہ تمہارا نگہبان ہو''۔

دین اسلام میں سلام کا یہ طریقہ دنیا کے دیگر مذاہب کے تمام طریقوں سے بہتر اور بامعنی ہے جس کی مندرجہ ذیل تین وجوہات ہیں:

ا۔ سلام صرف محبت اور خلوص کے اظہار ہی کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ ایک انتہائی معقول طریقہ سے اپنے اسلامی بھائی کے لئے ایک مختصر مگر مکمل دعا بھی ہے۔ سلام کرنے والا گویا خلوصِ دل سے دعا کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف آپ کو سلامتی دے بلکہ آپ کو ہر دکھ،

Marfat.com

تکلیف، مصیبت، پریشانی اور ہر رنج وغم سے محفوظ ومامون رکھے۔ یہ طریقۂ سلام اس طریقۂ سلام سے کہیں زیادہ بامعنی اور جامع ہے جو ظہورِ اسلام سے قبل اہلِ عرب ایک دوسرے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

۲۔ سلام کا یہ طریقہ ہمیں بار بار یاد دلاتا ہے کہ ہم ہر حالت میں اللہ کے محتاج ہیں۔ اللہ کی مرضی کے بغیر نہ کوئی کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان، اس طرح سلام ہر مسلمان کو اپنے عبد اور اللہ کے معبود ہونے کا احساس دلاتا رہتا ہے۔

۳۔ یاد رکھئے کہ جب بھی کوئی آپ کو یا آپ کسی کو سلام کرتے ہیں تو آپ دونوں گویا اس بات کا عہد کرتے ہیں بلکہ ایک طرح سے اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتے ہیں کہ اے میرے بھائی تجھے میری زبان اور میرے ہاتھ سے کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ اور یہ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ تیری زندگی اور تیری عزت اور آبرو پر بھی میری طرف سے کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

ابن العربی احکام القرآن میں فرماتے ہیں: تم جانتے ہو سلام کیا ہے؟ سلام کرنے والا اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ تمہیں اس کی طرف سے کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ اس لئے ہم اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ

۱۔ سلام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور جامع دعا بھی۔

۲۔ سلام ایک یاد دہانی ہے۔

۳۔ سلام دو مسلمانوں کے درمیان محبت اور خلوص کا عہد ہے۔

۴۔ سلام ایک عہد ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت وآبرو کا محافظ اور نگہبان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدیہ

سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے اس کے مسلمان بھائی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہونچے۔ اگر ہم مسلمان صرف اس ایک حدیث کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو میرا دعویٰ ہے کہ آج بھی پوری امتِ مسلمہ محبت اور خلوص کے اٹوٹ بندھن میں بندھ سکتی ہے۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سلام کی عادت کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ یہ سب نیک کاموں میں سے ایک نہایت اہم نیکی ہے اس بارے میں حضور ﷺ کی کئی احادیث موجود ہیں جن سے سلام کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ تم مومن (یعنی ایمان والے) نہ ہو۔ اور تم ایمان والے اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے محبت اور خلوص سے پیش نہ آؤ۔ آؤ آج میں تم کو ایسی بات بتاؤں جس کے عام کرنے سے تمہاری باہمی محبت میں یقینا اضافہ ہوگا اور وہ یہ ہے کہ تم جب بھی اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملو تو اسے سلام کرو، چاہے اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔'' (مسلم)

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کسی نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے پوچھا تمام اعمال میں سب سے اچھا عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''۱۔ دوسروں کو کھانا کھلانا۔ ۲۔ آپس میں سلام قائم کرنا، چاہے تم ایک دوسرے کو جانتے ہو یا نہ جانتے ہو''۔ (صحیحین)

ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے اللہ کے سب سے نزدیک وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔'' (مسند احمد/ ترمذی/ ابوداؤد)

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''السلام'' اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اس لئے ہمیں سلام کو عام کرنا چاہئے۔ جب کوئی کسی کو سلام کرتا ہے اور اگر کوئی اُس سے سلام کا جواب نہ دے تو اُس صورت میں اللہ کے فرشتے اُس کے سلام کا جواب دیتے ہیں''۔ (مسند بزار، معجم کبیر، طبرانی)

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''صحیح معنوں میں بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل سے کام لے''۔ سورۃ النساء: ۸۶

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾

Marfat.com

(ترجمہ) اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اسے) سلام کرو یا انہیں لفظوں سے جواب دو۔ بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سلام کا جواب ویسا یا اس سے بہتر دینا چاہئے۔ مثلاً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، سلام کا جواب نہ دینے والا گنہ گار ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ کا آخری حصہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے یعنی کیا ہم نے ایک دوسرے کو سلام کیا، کیا سلام کا جواب دیا، سلام کی پہل کس نے کی، اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کا حساب رکھ رہے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے سلام سے متعلق مزید وضاحت فرماتے ہوئے امت مسلمہ کو حکم دیا ہے کہ:

١۔ سوار شخص پیدل چلنے والے کو سلام میں پہل کرے۔

٢۔ پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام میں پہل کرے۔

٣۔ چھوٹا مجمع بڑے مجمع کو سلام کرے۔

٤۔ محفل سے اٹھ کر جانے والا باقی بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرے۔

٥۔ گھر سے باہر نکلتے وقت اور داخل ہوتے وقت سلام کرے خواہ گھر میں کوئی بھی نہ ہو۔ اس سلام کا جواب فرشتے دیں گے۔

٦۔ کسی ایک ہی شخص سے جتنی بار ملاقات ہو اتنی بار سلام کرے۔

تین حالتوں میں سلام کا جواب نہ دینے کا حکم ہے!

١۔ نماز کی حالت میں اگر نماز کے دوران جواب دیدیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

٢۔ جب کوئی قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا ہو، یا جب موذّن اذان دے رہا ہو یا اقامت بول رہا ہو یا کوئی خطیب اسلام کا درس دے رہا ہو۔

٣۔ جب کوئی غسل یا حاجت وغیرہ میں مشغول ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مزید وضاحت فرمائی ہے۔ سورۃ الانعام: ٥٤

Marfat.com

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾

(ترجمہ) اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) اسلام علیکم کہا کرو۔ اللہ نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کرلیا ہے۔ کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیکو کار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ہدایت فرما رہا ہے کہ آپ کے گرد جو (غریب) مسلمان جمع ہوں آپ ان کو سلام کہا کیجئے۔ کیونکہ عرب کے امیر وکبیر کفارانِ قریش چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان غریب مسلمانوں کو اپنے پاس نہ آنے دیں۔ لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم اللہ تعالیٰ ان غریبوں کو سلام کیا کرتے تھے۔ جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی، علاوہ ازیں ان مفلس مگر مخلص مسلمانوں کے لئے یہ خوشخبری بھی تھی، کہ اگر یہ لوگ کوئی غلطی بھی کر بیٹھیں پھر توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادیں گے۔

میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ سب کو اور پوری امتِ مسلمہ کو سلام کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

متقین کے اوصاف

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ سورۃ آل عمران: ۱۳۳

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

(ترجمہ) اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ اور جو (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

ایک متقی شخص کس کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے متقین لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں، سورۃ آل عمران: ۱۳۴

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

(ترجمہ) جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پس متقین لوگوں کا پہلا وصف یہ ہے کہ وہ فراخی میں بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور تنگ دستی میں بھی۔ بہ الفاظ دیگر، اگر کسی کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے تو وہ اس میں سے اللہ کی راہ میں ایک روپیہ خرچ کرتا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس صرف ایک روپیہ ہے تو وہ اس میں سے اللہ کی راہ میں ایک پیسہ خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں متقی ہیں۔ گویا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا متقی کی مستقل عادت ہوتی ہے۔

اگر ہم تنگ دستی کی حالت میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے تو اللہ تعالیٰ تنگدستی کو فراخی اور کشادگی میں بدل دے گا۔ علاوہ ازیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے دل میں کبھی بھی کسی کا مال دھوکے سے حاصل کرنے کا خیال بھی نہیں آئے گا۔ بلکہ وہ خود تنگدست

Marfat.com

ہوتے ہوئے بھی دوسرے ضرورت مندوں کی مدد کرے گا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ بھی نہیں تھا۔ سو آپ نے وہ ایک کھجور بھی اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔

ایک اللہ کے نیک بندے نے کچھ پاس نہ ہونے سے ایک پیاز ہی خیرات کر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو ایک عدد کھجور ہی خیرات کر دو سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دو یہاں تک کہ اگر تمہارے پاس بکری کا ایک پایہ ہے تو اسے ہی خیرات کر دو۔''

امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں ''ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیرات کے لئے اپیل کی۔ جو صحابہ کرامؓ امیر تھے، وہ سونا چاندی لائے۔ ایک شخص تھوڑی سی کھجوریں لے کر آیا۔ اور عرض کیا کہ میرے پاس اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک اور شخص نے عرض کیا میرے پاس دینے کے لئے قطعی کچھ نہیں ہے۔ لیکن میں عزت کا صدقہ دیتا ہوں وہ یہ کہ میں غصہ دلائے جانے پر بھی طیش میں نہیں آوں گا۔ مثلاً اگر کوئی دیدہ دانستہ بھی میری بے عزتی کرے گا تو بھی میں برداشت سے کام لیتے ہوئے غصہ نہ کروں''۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران غریب سے غریب مسلمان بھی اسلام کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔ دیکھا گیا ہے جب انسان بہت امیر ہو جاتا ہے تو وہ عموماً مال کے نشے میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھول جاتا ہے۔

اسی ضمن میں بہادر شاہ ظفر فرماتے ہیں:

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا، چاہے کتنا ہو صاحب فہم وذکاء
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

یاد رکھیئے خرچ کرنے کے لئے صرف مال ومتاع ہی نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ دیگر صلاحیتوں سے بھی مسلمانوں کو فائدہ پہونچانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۴ میں متقی لوگوں کے دیگر اوصاف بیان کئے گئے ہیں جو

Marfat.com

مندرجہ ذیل ہیں: متقی وہ ہے جو شدید غصہ اور طیش کی حالت میں اپنے اوپر پورا قابو رکھے اور ضبط وتحمل سے کام لے۔ متقی لوگ وہ ہیں جو نہ صرف اپنے غصہ پر قابو رکھتے ہیں بلکہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کو سچے دل سے معاف کر دیا کرتے ہیں۔ اور متقی لوگ وہ ہیں جو دوسروں پر احسان کرتے ہیں۔

امام بیہقی ایک روایت میں فرماتے ہیں ''ایک بار علی بن حسینؓ وضو فرما رہے تھے، ان کا غلام ایک برتن سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا، اچانک پانی سے بھرا ہوا برتن غلام کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت علیؓ پر گر پڑا، غلام نے حضرت علیؓ سے فوراً معذرت چاہی اور ان کے غصہ سے بچنے کے لئے سورۂ آل عمران کی آیت کریمہ ۱۳۴ رک رک کر ٹکڑوں میں پڑھی۔ جب غلام نے کہا ''متقی وہ ہے جو غصہ آنے پر اپنا غصہ پی جائے''۔ حضرت علیؓ نے اپنا غصہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب غلام نے آیت کا وہ حصہ پڑھا جس میں غلطی کرنے والے کو معاف کر دینے کی ہدایت کی گئی ہے، حضرت علیؓ نے اس غلام کو معاف کر دیا، اور جب غلام نے آیت کا وہ حصہ تلاوت کیا جس میں اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت علیؓ نے اس غلام کو فوراً آزاد کر دیا''۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمایئے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے قیامت کے دن اللہ ارشاد فرمائے گا ''وہ لوگ جن کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق ہے کھڑے ہو جائیں۔'' اس وقت ایسے تمام لوگ کھڑے ہو جائیں گے جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیا ہوگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جنت کے اعلیٰ درجات حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے مندرجہ ذیل تین باتوں پر عمل کرنا ہوگا۔

۱۔ جو تمہیں اذیت پہونچائیں انہیں معاف کر دو۔

۲۔ ایسے لوگوں کو تحائف دیا کرو جنہوں نے تمہیں کبھی کوئی تحفہ نہ دیا ہو۔

۳۔ ایسے لوگوں سے بھی میل ملاپ رکھو جو تم سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہوں۔

Marfat.com

پس مسلمانوں کو گاہے بگاہے ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیتے رہنا چاہیے۔ اُن لوگوں جیسے نہ بن جانا چاہیئے جو صرف کرسمس یا ایسے ہی قومی تہواروں کے موقع پر ایک دوسرے کو تحائف دیا کرتے ہیں۔

یقیناً دنیا ایک کٹھن منزل ہے یہاں ہر شخص کے دشمن بھی ہوتے ہیں۔ہمیں اپنے بدترین دشمن سے کس طرح کا سلوک کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نہایت جامع اور خوبصورت انداز میں ارشاد فرماتا ہے۔سورۃ فصلت: ۳۴۔۳۵

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) اور بھلائی اور بُرائی برابر نہیں ہوسکتی۔تم (سخت کلام کا) ایسے طریقہ سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ یکا یک وہ شخص جس کے اور آپ کے درمیان عداوت تھی (ایسا ہو جائے) گا گویا وہ جگری دوست ہے۔اور یہ (بات) نہیں ملتی مگر انہیں جنہوں نے صبر کیا اور یہ نہیں ملتی مگر بڑے نصیب والوں کو۔

ایک مرتبہ ایک شخص امام ابوحنیفہؒ سے سر بازار نہایت بے ہودگی اور بدتمیزی سے پیش آیا امام صاحبؒ نے اُس سے کچھ نہیں کہا۔ وہ اپنے گھر سے کچھ تحفے لے کر اُس آدمی کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس آدمی کو تحائف دے کر فرمایا تم نے میرے ساتھ یہ بدسلوکی کر کے اپنے نیک اعمال کو میرے کھاتے میں ڈال دیا ہے اس لئے مہربانی کر کے یہ معمولی تحفے مجھ سے قبول فرمائیے، میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے مزید اوصاف بیان فرماتے ہیں۔سورۃ آل عمران ۱۳۵۔۱۳۶

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

Marfat.com

(ترجمہ) اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ بستے رہیں گے۔ اور یہ ایسا عمل کرنے والوں کے لیے کیسا اچھا بدلہ ہے۔

یہاں اہم نکتہ یہ ہے کہ ہمیں جنت صرف اور صرف اُس صورت میں نصیب ہوگی جب اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرما کر ہمارے گناہ اور خطائیں معاف فرما دے گا۔ پس جنت میں داخلے سے پہلے بخشش اور مغفرت ضروری ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم میں بھی متقی لوگوں کے اوصاف پیدا فرما دیں اور مغفرت کے بعد اپنی رحمت سے جنت فردوس عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین

ائمہ کرام مسجد نبوی شریف۔ مدینہ منورہ ۲۰۱۰ء

۱۔ الشیخ ڈاکٹر/علی بن عبدالرحمن الحذیفی۔ پروفیسر کلیۃ القرآن۔ جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ۔

۲۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالباری الثبیتی۔ پروفیسر ٹیچر ٹریننگ کالج۔ مدینہ منورہ۔

۳۔ الشیخ ڈاکٹر/حسین آل الشیخ۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۴۔ الشیخ ڈاکٹر/صلاح بدیر۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۵۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالمحسن القاسم۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

Marfat.com

منافقین

قرآنِ حکیم کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تین گروہوں میں تقسیم فرمایا ہے۔
(۱) مومن (۲) کافر (۳) منافق

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنین کا مختصر ذکر فرمایا ہے۔ پھر کفار کا ذکر صرف دو آیات میں کیا ہے اور آخر میں منافقین کا ذکر نہایت تفصیل سے فرمایا ہے۔

منافقین کا ذکر اتنی تفصیل سے اس لئے ہے کہ یہ معاشرے کے بدترین افراد ہیں۔ اسلام کو کفار سے زیادہ نقصان ان منافقوں کی وجہ سے پہنچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان منافقوں کے کردار کو پوری تفصیل سے بے نقاب کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے دردناک انجام کی بھی مفصل خبر دی ہے۔

آیئے، اب ہمیں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ان منافقین کے بارے میں کیا فرماتا ہے۔ سورۃ البقرۃ: ۸۔۹

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸
يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹

(ترجمہ) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے وہ اللہ کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتے۔ اور اس سے بے خبر ہیں۔

غور فرمایئے حالانکہ یہ منافقین اللہ کی وحدانیت کا اعلان کر رہے ہیں اور روز قیامت پر یقین کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہیں کر رہے ہیں۔ یہ اُس دور کے یہودیوں کا رویہ تھا۔ پس جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہ کیا جائے کسی بھی بات کا یقین کوئی معنی نہیں رکھتا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے یہاں منافقین کے تین خواص بیان کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ البقرۃ: ۱۰

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۬ۙ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ۝۱۰

(ترجمہ) ان کے دلوں میں (کفر کا) مرض تھا۔ اللہ نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا کوئی معمولی گناہ نہیں ہے بلکہ جھوٹ بولنا گناہِ کبیرہ ہے جو ایک مومن کو منافق بنا دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سورۃ الحج (۳۰) میں جھوٹ کا بت پرستی کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا ہے کہ: ''اپنے آپ کو بت پرستی اور جھوٹ بولنے سے بچاؤ''۔

منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ البقرۃ: ۱۱۔۱۲

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۲

(ترجمہ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ یاد رکھو یہ بلاشبہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ البقرۃ: ۱۳

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳

(ترجمہ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بے وقوف ایمان لے آئے ہیں اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ یاد رکھو کہ یہی بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔

پس ایمان کی کسوٹی یہ ہے اور قابل قبول ایمان صرف وہ ہے جو کہ صحابہ کرام کی طرح کا ہو غور فرمایئے یہ صحابہ کرامؓ کی کتنی عزت افزائی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ایک اور خصلت اس طرح بیان فرمائی۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۶﴾ سورۃ البقرہ: ۱۴۔۱۵۔۱۶

(ترجمہ) اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ہنسی کیا کرتے ہیں۔ ان (منافقوں) سے اللہ ہنسی کرتا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں بڑھاتا ہے۔ وہ اندھے ہو رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی تو نہ تو ان کی تجارت ہی نے کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یاب ہی ہوئے۔

پس اللہ تعالیٰ منافقین کو مہلت دے رہا ہے کہ وہ منافقت سے باز آجائیں اور اس نے انہیں مومنین کی دشمنی کے اندھیرے میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیا ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں جو ہدایت کے بدلے گمراہی خرید رہے ہیں۔ اور یہ صرف نقصان کا سودا ہے۔

اس کے برعکس آیئے دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں کے بارے میں کیا ارشاد فرماتا ہے۔ الحدید: ۱۲

یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾

(ترجمہ) جس دن (قیامت کے دن) تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لئے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔

یہاں کئی باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مومن مردوں اور مومن

Marfat.com

عورتوں کے اجر یکساں ہیں۔ روشنی ان کے داہنی طرف ہوگی، کیوں کہ ان کا اعمالنامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور یہ نور یا روشنی ان کے نیک اعمال کی وجہ سے ہوگی۔

اس ایک نقطہ کی وضاحت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کئی احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا خوش خبری سنا دو ان لوگوں کو جو رات کی تاریکی میں مسجدوں میں عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ قیامت میں اُن کے لئے ایک خاص قسم کا نور ہوگا۔ (ابن ماجہ)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو لوگ خشوع وخضوع کے ساتھ با جماعت نماز ادا کرتے ہیں، اُن کو قیامت کے دن ایک خاص نور عطا کیا جائے گا۔ جو لوگ نماز کے سلسلہ میں اس کے برعکس ہوں گے اُن کا حشر قارون، ھامان اور فرعون کے ساتھ کیا جائے گا۔ (مسند احمد)

ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے روز با قاعدگی سے سورۃ کہف کی تلاوت کرے گا، قیامت کے دن اُن کو ایک نور عطا کیا جائے گا جو اُس کے قدموں سے آسمان کی بلندیوں تک جائے گا۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن حکیم کی ایک آیت ہی تلاوت کی اُس کو قیامت کے دن ایک نور عطا کیا جائیگا۔ (امام احمد)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے مجھ پر درود وسلام بھیجا اُسے ایک نور عطا کیا جائے گا جس کی روشنی میں اُسے پل صراط کا راستہ طے کرنے میں آسانی ہوگی۔ (دیلمی)

اس طرح ہر نیک، متقی اور پرہیز گار مسلمان کو بروز قیامت ایک خاص نور عطا کیا جائے گا۔ جبکہ کفار ومنافقین کے لئے معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ منافقین اور کفار کے لئے فرماتا ہے۔ سورۃ الحدید ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ

Marfat.com

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

(ترجمہ) اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کی جائے گی جس میں ایک ایسا دروازہ ہوگا جس کی اندرونی جانب تو رحمت ہوگی، اور بیرونی جانب عذاب اور اذیت ہوگی۔ تو اس وقت منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں، تھے تو ضرور، لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور ہمارے حق میں حوادث کے منتظر رہے اسلام میں شک کیا اور تمہاری آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور اللہ کے بارے میں تم کو شیطان دغا باز دغا دیتا رہا۔ تو آج نہ تو تم سے فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی کافروں سے فدیہ قبول کیا جائے گا تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے (کہ) تم اسی کے لائق ہو اور یہ بہت بری جگہ ہے۔

ابنِ کثیر کے مطابق پل صراط کا راستہ طے کرتے وقت مومنین اور منافقین دونوں کو روشنی دی جائے گی لیکن منافقین کے سامنے سے روشنی کچھ ہی دیر بعد ہٹالی جائے گی۔ یہ اُن کے لئے سزا ہوگی اُس مذاق کی جو یہ لوگ دنیا میں مومنین اور متقی لوگوں سے کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سورۃ البقرۃ: ۱۵

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾

(ترجمہ) ان (منافقوں) سے اللہ ہنسی کرتا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں بڑھاتا ہے، وہ اندھے ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

غور کیجئے کہ منافقین کو شروع میں تھوڑی سی روشنی صرف اس لئے عطا کی جائے گی کہ انہوں نے محض دکھاوے کی غرض سے تھوڑی بہت نیکیاں ضرور کی تھیں۔

لہٰذا ان واقعات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ قیامت میں مومنین کے لئے مستقل انعام واکرام ہوں گے جبکہ منافقین کے ساتھ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوگا۔

اس سلسلہ میں ابنِ کثیر نے ایک بہت طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہر مومن کو اس کی نیکی کے عوض ایک نور عطا کیا جائے گا۔ کسی کو پہاڑ کے برابر نور عطا ہوگا کسی کو کھجور کے درخت کے برابر تو کسی کو اس کے اپنے قد کے برابر نور عطا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے۔ سورۃ الحدید: ۱۷

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا‌ ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝۱۷

(ترجمہ) جان رکھو کہ اللہ ہی زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے ہم نے اپنی نشانیاں تم سے کھول کھول کے بیان کر دی ہیں تا کہ تم سمجھو۔

یہاں اللہ تعالیٰ ہمیں یاد دہانی کرا رہا ہے کہ جس طرح وہ مردہ زمین کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے، اسی طرح وہ منافقین کے مردہ دلوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اگر وہ سچے دل سے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے راہ راست پر آجائیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں نفاق سے بچائے اور ہمیں صحیح معنوں سچا اور پکا مسلمان بنائے تا کہ ہم سب کو بھی بروز قیامت اللہ تعالیٰ وہ نور عطا فرمائے جس کی روشنی میں ہم جنت الفردوس میں داخل ہوسکیں۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

عالمِ برزخ

برزخ ہماری دنیاوی موت اور ہمارے دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے وقت کا درمیانی عرصہ ہے۔ ہمیں برزخ کے بارے میں کچھ علم نہیں کیوں کہ یہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے۔ ہاں ہم اس کا قرآن حکیم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ایک محدود اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ سورۃ انعام میں فرماتا ہے۔ سورۃ الانعام: ۹۳

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴿۹۳﴾

(ترجمہ) اور کاش تم ان ظالم (یعنی مشرک) لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لئے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لئے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار اور منافقین کو ان کی موت کے وقت ہی انتہائی سخت سزائیں دی جائیں گی۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔ سورۃ الانفال: ۵۰-۵۱

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۙ﴿۵۱﴾

(ترجمہ) اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے

Marfat.com

ہیں) کہ (اب) عذاب آتش کا (مزہ چکھو)۔ یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

قرآنِ کریم کی ان دو آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ہم برزخ کے حالات کا مشاہدہ نہیں کر سکتے، یہاں تک کہ جنگ بدر کے موقع پر جب فرشتے کفار اور مشرکین کو سزا دے رہے تھے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا مشاہدہ نہیں کر سکے تھے۔ اِن اَن دیکھے بعض واقعات کو اللہ نے ہماری ہدایت کے لئے بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ قوم فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ یوں بیان فرماتا ہے۔ سورۃ نوح: ۲۵

مِمَّا خَطِيٓـَٔـٰتِهِمْ أُغْرِقُوا۟ فَأُدْخِلُوا۟ نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا۟ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَنصَارًا ﴿٢٥﴾

(ترجمہ) وہ (آل فرعون) اپنے گناہوں کے سبب غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں ڈال دیئے گئے۔ تو انہوں نے اللہ کے سوا کسی کو اپنا مددگار نہ پایا۔

یہاں یہ بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ قوم فرعون جیسے ہی دریائے نیل میں غرق ہو کر موت کے گھاٹ اتری، اسے فوراً آگ میں جھونک دیا گیا۔ یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ پانی میں ڈوب کر ہلاک ہوتے ہی آگ میں جلائے جانے کا عذاب شروع ہو گیا۔ امام رازیؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ ''فا'' واضح اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ قومِ فرعون کو پانی میں غرق ہو کر فنا ہوتے ہی فوراً ان پر آگ کا عذاب نازل کر دیا گیا تھا۔ یہ عذاب قیامت کے دن کے عذاب کے علاوہ ہے۔

قیامت کے دن جو سزا قومِ فرعون کو ملے گی وہ اِس سزا کے علاوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ مؤمن: ۴۵۔۴۶

فَوَقَىٰهُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِ مَا مَكَرُوا۟ ۖ وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرْعَوْنَ سُوٓءُ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ ٱلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ أَدْخِلُوٓا۟ ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٦﴾

(ترجمہ) غرض اللہ نے موسیٰ کو ان لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور

Marfat.com

فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا۔ (یعنی) آتش (جہنم) کہ صبح وشام اس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت برپا ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو نہایت سخت عذاب میں داخل کرو۔

اس آیت سے ایک بار پھر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کافروں کے لئے عذاب قبر اُس عذاب اور سزا کے علاوہ ہے جو ان کو قیامت کے دن دی جائیگی۔

عبداللہ ابن مسعودؓ وضاحت فرماتے ہیں کہ قومِ فرعون کی روحوں کو ہر روز صبح وشام کالے پرندوں کی شکل میں لاکر جہنم دکھائی جاتی ہے کہ یہی تمہارا آخری اور مستقل ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔ سورۃ التکاثر: ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴

(ترجمہ) (لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا، یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں، دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا، پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اس آیت میں ایک جملے کو دو بار دہرایا گیا ہے، "اور تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا"۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اس آیت کا پہلا حصہ عذاب قبر کے متعلق ہے اور دوسرا حصہ روز قیامت میں دئے جانے والے عذاب کے بارے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سوۃ طہٰ آیت نمبر ۱۲۴ میں فرماتا ہے کہ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝۱۲۴

(ترجمہ) اور جس نے میرے ذکر (نصیحت) سے منہ موڑا تو بے شک اس کی زندگی دشوار ہوگی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

ابن مسعودؓ اور ابوسعید خدریؓ کے نزدیک کافر کی زندگی دشوار بنانے کا مطلب عذابِ قبر کی طرف اشارہ ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ اس آیت کے بارے

Marfat.com

میں حضور ﷺ نے یہ وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کی قبر میں ۹۹ سانپ بھیجے گا جو قیامت کے دن تک کافر کا گوشت نوچتے رہیں گے۔

موت کے بعد کسی شخص کی روح کی کیا حالت ہوتی ہے ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مومن کی روح اس کے جسم سے جدا ہوتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ ایک نیک اور صالح روح دنیا سے آئی ہے۔ فرشتے اس نیک روح سے کہیں گے۔ ''اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہارے اس جسم پر رحم وکرم فرمائے جس میں تم رہا کرتے تھے''۔ پھر فرشتے اس روح کو اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اس روح کو قیامت تک کے لئے علیّین میں رکھ دو۔

جب ایک منکر اور کافر کی روح اُس کے جسم سے نکلے گی تو فرشتے کہیں گے کہ دنیا سے ایک بدروح آئی ہے۔ اُس روح سے بدبو آئے گی اور فرشتے اس پر لعنت بھیجیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس گندی روح کو سجّین میں رکھ دو سجّین وہ مقام ہے جہاں پر منکرین، کافرین اور منافقین کی گندی ارواح کو رکھا جائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کافر روح کی بدبو سے بچنے کے اظہار کے لئے اپنی چادر کا کونہ اپنی ناک پر رکھ لیا۔'' (مسلم)

اسی طرح کئی اور احادیث مبارکہ ہیں جن سے عذاب قبر کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی مرنے والے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور جس وقت اُس کے رشتے دار اور عزیز واقارب چلے جاتے ہیں تو قبر کا مردہ جانے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔ دو فرشتے قبر میں مردے کے پاس آتے ہیں۔ دونوں فرشتے اس مردہ کو اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں پھر فرشتے مردے سے سوال کرتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کیا جانتے ہو اگر مردہ مومن ہے تو فوراً کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ فرشتے اس مردے سے کہیں گے: ''اگر تو اس سچائی کا اظہار نہ کرتا تو تیری جگہ جہنم ہوتی، اب تیرے لئے جنت ہے۔'' یہ کہہ کر فرشتے مومن مردے کو جنت کا نظارہ کرائیں گے۔ اسی طرح فرشتے کافروں، منکروں اور منافقوں سے

Marfat.com

یہی سوال کریں گے کہ تم رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ہم تو بس وہی کہتے تھے جو دوسرے کافر اور منافق کہتے تھے۔ فرشتے یہ کہہ کر کافروں کو لوہے کی سلگتی ہوئی سرخ سلاخوں سے ماریں گے۔ ان کافروں کی چیخیں جنات اور انسانوں کے سوا دنیا کی ہر چیز صاف صاف سنے گی۔ (بخاری و مسلم)

اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں ایک دن اللہ کے رسول ﷺ لوگوں کو عذابِ قبر کا حال بتا رہے تھے، جسے سن کر سب لوگ بے تحاشہ رونے لگے۔ (بخاری)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ دعا اس طرح مانگتے جیسے کہ یہ قرآن حکیم کے الفاظ ہوں۔ ''یا اللہ میں تیری پناہ اور مدد چاہتا ہوں قبر اور جہنم کے عذاب سے حیات اور موت کے درمیان ہر طرح کے امتحان سے، اور فتنۂ دجال سے! (مسلم)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سورۃ الملک کی پابندی کے ساتھ تلاوت کرنے والے کو قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا''۔ (ترمذی)

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص کو عذاب قبر اور عذابِ جہنم سے بچائے۔ اور دجّال کے فتنہ سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین یا رب العالمین)

صف بندی

حرمین شریفین میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ باجماعت نماز میں کبھی کبھار ہمارا کوئی بھائی ایک صف میں اکیلا کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک صف میں اکیلے کھڑا ہونا صحیح نہیں۔ اسے چاہیئے کہ اگلی یا پچھلی کسی صف میں شامل ہو جائے یا اپنے سے اگلی صف کے کسی شخص کو کھینچ کر اپنی قطار میں لے آئیے۔

Marfat.com

اسلام میں مردوں اور عورتوں کی ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ سورۃ النساء: ۳۲

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۳۲﴾

(ترجمہ) اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اُس کی ہوس مت کرو۔ مردوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے۔ اور اللہ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اسلام میں مردوں اور عورتوں کی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے ہمیں اس آیت کی گہرائی میں جانا ہوگا۔ اس آیت کا شانِ نزول بھی بہت دلچسپ ہے۔

ایک بار حضرت ام سلمیٰؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ جس طرح عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں میراث آدھی ملتی ہے کیا اسی طرح نیک اعمال کی جزاء بھی عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں آدھی ملے گی؟ ان کی نیت ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کرنے کی نہیں تھی۔ بلکہ وہ یہ سوال پوچھ کر اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہتی تھیں۔ اسی طرح کچھ اور عورتوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش وہ بھی مرد ہوتیں تو جنگ میں حصہ لے کر اللہ کی خوشنودی سے اور زیادہ فیض یاب ہوتیں۔

ان تمام سوالوں کے جواب اس آیت کریمہ میں دیدیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ام سلمیٰؓ اور تمام دوسری عورتوں اور مردوں سے یہ صاف صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش اور خواہش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی حکمت کے ساتھ بعض

Marfat.com

لوگوں کو بعض لوگوں پر بعض لحاظ سے فوقیت عطا فرمائی ہے۔ آیئے ہم اس بات کو ذرا تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو پست قد بنایا ہے تو کسی کو دراز قد، کسی کو معمولی شکل وصورت کا بنایا ہے تو کسی کو بہت خوبصورت پیدا فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اور زیادہ حسین اور خوبرو بنا دیتا، تو وہ اپنی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے غلط راستے پر پڑ جاتا اور گناہوں کا مرتکب ہوتا، اللہ تعالیٰ نے اسے بہت ہی زیادہ حسین نہ بنا کر گناہوں سے بچا لیا۔ اسی طرح کچھ لوگ حیثیت کے حساب سے غریب ہیں اور کسی کا رتبہ دنیاوی اعتبار سے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم تھا کہ اگر وہ ان کو امیر کبیر یا زیادہ باحیثیت بنا دیتا تو یہ لوگ اپنی امارت اور مرتبہ کے ساتھ انصاف نہ کر سکتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مسجد کے لئے پورے شہر میں ایک خاص خطۂ زمین کا انتخاب فرماتا ہے اور یہ مخصوص خطۂ زمین شہر بھر کی تمام عمارتوں سے افضل واعلیٰ بن جایا کرتی ہے اسی لئے ہم تعظیماً مسجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعت نفل نماز ادا کرتے ہیں۔ جو اس بات کا خاموش اعلان ہے کہ یہ مخصوص عمارت شہر بھر کی تمام عمارتوں سے ممتاز ہے۔

ہم اکثر خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس گھر کے لئے ریگستان کے ویرانے میں ہی ایک مخصوص جگہ کیوں پسند فرمائی؟ جو دنیا کی تمام عبادت گاہوں اور مساجد میں سب سے زیادہ معزز ومکرم ہے۔ اس راز کو اللہ ہی جانتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی مرضی اور حکمت سے ایک چیز کو دوسری چیز پر سبقت یا فوقیت عطا فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کو بھی بعض لحاظ سے ایک دوسرے پر برتری اور بڑائی عطا فرمائی ہے۔ البقرہ: ۲۵۳

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ

(ترجمہ) یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اس تفصیل کے ساتھ ہم پر یہ بات بالکل واضح ہو جانی چاہئے کہ اللہ نے ہمیں جو کچھ اور جتنا کچھ بھی عطا فرمایا ہے ہمیں اس پر قانع رہنا چاہئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ بہت زیادہ امیر وکبیر ہیں، کسی اور کے پاس علم بہت زیادہ ہے

Marfat.com

اور کوئی ہے جو روحانیت میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اسلام ہمیں مندرجہ بالا تینوں چیزوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی اجازت دیتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم کامیابی وکامرانی حاصل کرنے کے لئے اللہ سے دُعا کریں۔ اگر اس میں ہمارے لئے بھلائی کا کوئی پہلو ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہماری دُعا قبول فرما کر ہماری مرادیں ضرور پوری کرے گا۔ کیونکہ وہی سب کچھ جانتا ہے۔ اور خوب حکمت والا ہے۔ پس اللہ کا حکم ہے کہ مانگنا ہو تو اسی سے مانگیں۔ اگر لوگ یہ نکتہ سمجھ جائیں تو چوری چکاری، قتل و غارت وغیرہ ختم ہوجائے اور سوسائٹی میں امن قائم ہوجائے گا۔

پس اگر ایک عورت کو مرد کے کرنے کا کام دے دیا جائے تو وہ عورت اسے بخوبی ادا نہیں کرسکتی۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ام سلمٰیؓ اور دوسری عورتوں پر یہ بات واضح کردی کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کو آدھا انعام یا آدھی جزا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ مردوں اور عورتوں کو ان کے نیک اعمال کی جزا یکساں عطا کی جائے گی۔ مزید تفصیل کے لیے سورۃ المومن: ۴۰ ملاحظہ فرمایئے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(ترجمہ) اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے وہاں ان کو بے شمار رزق ملے گا۔

ایک بار حضرت امّ عمارہ انصاریہؓ اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے بقول ترمذی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ زیادہ تر مردوں سے ہی بلاواسطہ خطاب فرماتا ہے۔ ہم اس بات سے فکر مند ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم عورتوں کے لئے بھی کوئی وعدہ فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سورۃ الاحزاب: ۳۵

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ

Marfat.com

وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں (یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

لہٰذا اسلام میں مردوں اور عورتوں کے حقوق اور جزا برابر برابر ہیں۔

آیئے اب ہم دیکھیں کہ اسلام میں مردوں اور عورت کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

سورۃ النساء: ۳۴

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ

(ترجمہ) مرد عورتوں کے انچارج ہیں اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مرد عورتوں پر ظلم و جبر کرنے لگیں جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ سورۃ النساء: ۱۹

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

(ترجمہ) اور ان کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہو۔

کیونکہ مردوں اور عورتوں کے حقوق برابر ہیں۔ سورۃ البقرۃ: ۲۲۸

Marfat.com

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

(ترجمہ) اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے۔

بلکہ مردوں اور عورتوں کو گھریلو امور میں مشورہ کرنا چاہئے۔ سورۃ البقرۃ: ۲۳۳

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

(ترجمہ) دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضا مندی اور مشورہ سے طے کرلیں۔

پس اسلامی معاشرے میں میاں بیوی کو ہر مسئلہ میں ایک دوسرے سے حسن اخلاق سے مشورہ کرنا چاہئے۔ بالآخر حتمی فیصلہ مرد کو ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ وہ انچارج ہے۔لیکن اگر کوئی فیصلہ غلط ہوگیا تو اس کی پوری ذمہ داری دنیا وآخرت میں صرف مرد پر عائد ہوگی۔ پس عورتوں کو کسی بھی حالت میں مرد بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور نہ مردوں کو عورتیں، اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے مطابق مردوں کے فرائض مرد، اور عورتوں کے فرائض عورتیں ہی زیادہ بہتر طریقہ سے ادا کرسکتے ہیں۔

آیئے ہم دیکھیں کہ اسلام میں عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں میراث میں آدھے حقوق دینے میں کیا مصلحت پوشیدہ ہے۔ وراثت میں والدین یا اپنے شوہر کی طرف سے جو کچھ بھی حصہ عورت کو ملتا ہے، اس پر صرف اور صرف عورت کا ہی حق ہوتا ہے، عورت جب تک بیٹی کی حیثیت سے ماں باپ کے گھر میں ہے۔تو والدین اس کی ہر طرح کفالت کرتے ہیں۔ شادی کے بعد اس کا شوہر اس کی حفاظت اور پوری پوری کفالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ شوہر کا فرض ہے، بیوہ ہونے کی صورت میں (چاہے عورت کی اولاد ہو یا نہ ہو) اگر ضرورت ہو تو عورت اپنے ماں باپ کے گھر واپس جاسکتی ہے، عورت کی پوری زندگی میں مرد کسی نہ کسی صورت میں اس کا مددگار اور حامی رہتا ہے، جب وراثت میں مرد کو عورت سے زیادہ حصہ ملتا ہے تو مرد کا اس پر پورا حق نہیں ہوتا، بلکہ مرد کو عورت پر ہر معاملہ میں خرچ کرنا پڑتا ہے، اپنی اولاد اور خاندان کے دوسرے افراد کا خرچ بھی مرد کو اُٹھانا ہوتا ہے۔ پس عورتیں مردوں سے زیادہ فائدے میں رہتی

Marfat.com

ہیں، کیونکہ انہیں اپنے آدھے حصہ کو کسی وقت کسی پر خرچ نہیں کرنا پڑتا گو وہ اپنی مرضی سے دوسروں پر خرچ کریں تو اس میں مضائقہ نہیں۔

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عربوں میں عورتوں کا کیا حال تھا۔ اکثر اوقات لڑکی پیدا ہوتے ہی زمین میں زندہ دفن کر دی جاتی تھی۔ بعض حالات میں محض تفریح کی خاطر عورت کے بال اونٹ کی دم سے باندھ کر اونٹ کو دوڑایا جاتا تھا، یہ مردوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ املاک وجائیداد پر عورتوں کا کوئی حق نہیں تھا۔ اسلام نے نہ صرف عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دلائے بلکہ انہیں وراثت میں حصہ دار بنایا۔ اور املاک اور جائیداد رکھنے کی بھی اجازت اور سہولت فراہم کی۔

آیئے اب دیکھیں کہ اسلام میں عورت کی کیا ذمہ داریاں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ سورۃ النساء: ۳۴

(ترجمہ) تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے (عدم موجودگی میں) اللہ کی حفاظت میں (مال وآبرو کی) حفاظت کرنے والی ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، کہ سب سے اچھی بیوی وہ ہے، جسے دیکھتے ہی شوہر کا دل خوشی سے لبریز ہو جائے، جب شوہر اسے کوئی حکم دے، تو وہ اسے فوراً پورا کرے اور شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی اور اپنے مال واسباب کی پوری پوری حفاظت ونگہداشت کرے۔

پس عورتوں کو چاہئے کہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے قانون کے تحت شوہر کے مال ودولت کی حفاظت کریں۔ مرد کا سب سے قیمتی اثاثہ اس کی اولاد ہے۔ پس بیویوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اسلامی طریقہ سے پروان چڑھائیں، یہ ذمہ داریاں یقینا بہت دشوار ہیں، اللہ تعالیٰ اس آیت میں عورتوں سے وعدہ فرماتا ہے کہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے میں وہ ان کی مدد فرمائے گا۔ اگر ایک بیوی اپنے خاوند سے سرکشی کرنے لگے تو اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے۔ سورۃ النساء: ۳۴

وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ

Marfat.com

اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

(ترجمہ) اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) اُن کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر اُن کے ساتھ سونا ترک کر دو، اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر اُن کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو، بیشک اللہ سب سے اعلیٰ اور جلیل القدر ہے۔

پس اصلاح کے کئی مراحل ہیں۔ سب سے پہلے علماء اور نفسیاتی ماہرین سے مدد حاصل کرنی چاہئے۔ بدقسمتی سے پوری دنیا کے مسلمان زیادہ تر اپنے ذاتی معاملات کو پردوں میں چھپائے رکھتے ہیں، جس سے ان کو نقصان ہوتا ہے۔ رہی بات بیوی کو اپنے بستر سے الگ کرنے کی، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بیوی کو گھر سے نکال دیا جائے، بیوی کو بھی چاہئے کہ وہ اس طرح کے تنازعہ کی صورت میں شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے رشتے داروں کے گھر جا کر نہ رہنے لگے، چند علماء کرام کے مطابق دونوں شوہر اور بیوی کو الگ الگ کمروں میں بھی نہیں سونا چاہئے، بلکہ ایک ہی بستر پر رات بسر کرتے ہوئے ایک دوسرے سے بالکل الگ رہنا چاہئے، جو ایک بہت مشکل کام ہے، یہ صورت حال دونوں شوہر اور بیوی کو قریب آ کر اپنے اختلافات بھلا کر پھر ایک ہونے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ پھر یہ کہ عورت کو راہِ راست پر لانے کے لئے مارنے کا جو حکم ہے تو وہ اس طرح نہیں ہے کہ شوہر بیوی کو زخمی کر دے۔ بلکہ اس طرح مارے کہ عورت کے جسم کے کسی بھی حصہ سے ذرا بھر چوٹ ظاہر نہ ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اچھے اور شریف آدمی اپنی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے، ہم دیکھتے ہیں، کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کبھی بھی اپنی بیوی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کریں گے وہ جنت میں مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی ہے کہ اگر تمہاری بیویاں راہ راست پر آجائیں، تو انہیں گزرے ہوئے واقعات یاد دلا کر شرمندہ نہ کرو، اور یاد رکھو کہ اللہ

Marfat.com

بہت عظیم اور طاقتور ہے، اسی اللہ نے مردوں کو عورت کا حاکم بنایا ہے۔ سورۃ النساء ۳۵

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں اَن بَن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں صلح کرا دینی چاہیں گے تو اللہ اُن میں موافقت پیدا کر دے گا، کچھ شک نہیں کہ اللہ سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے۔

اگر میاں بیوی کا باہمی اختلاف کسی طرح دُور نہ ہوتا ہو، تو انہیں چاہیے کہ درمیان میں ثالث مقرر کر لیں، اگر دونوں (یہاں ''دونوں'' سے مراد دونوں میاں بیوی اور دونوں ثالث) سچے دل اور صاف نیت سے مصالحت کے خواہش مند ہوں تو اللہ تعالیٰ وعدہ فرما رہے ہیں کہ وہ ان میں موافقت پیدا کر دیں گے۔

بعض صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ اسلام نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ ہی حقوق دیدئے ہیں، تاکہ ان کی معاشرے میں عزت افزائی ہو۔ بعد ازاں ان کے بعض حقوق سلب کر لئے جائیں گے۔ اس لئے یہ لوگ اس بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بار بار سوالات کیا کرتے تھے۔ سورۃ النساء: ۱۲۷

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

(ترجمہ) (اے پیغمبر) لوگ تم سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، کہہ دو کہ اللہ تم کو اُن کے (ساتھ نکاح کرنے کے) معاملے میں حکم (اجازت) دیتا ہے اور جو تمہیں قرآن مجید میں سنایا جاتا ہے وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم ان

Marfat.com

کا حق تو دیتے نہیں اور خواہش رکھتے ہو کہ ان کے ساتھ نکاح کرلو اور (نیز) بیچارے بیکس بچوں کے بارے میں، اور یہ (بھی حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو، اور جو بھلائی تم کرو گے اللہ اُس کو جانتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ عورتوں کے برابر کے حقوق اور معاشرے میں اعلیٰ مقام ہمیشہ ہمیشہ قائم رہیں گے!

میں دعا گو ہوں، کہ ہم اسلامی معاشرے میں عورتوں کے تمام حقوق کا پُورا پُورا خیال رکھیں۔ (آمین)

ائمہ کرام مسجد الحرام۔ مکہ مکرمہ (۲۰۱۰ء)

۱۔ الشیخ/ محمد بن عبداللہ السبیل۔ چیئرمین امور حرمین شریف۔

۲۔ الشیخ/ صالح بن حید رئیس مجلس شوری۔

۳۔ الشیخ/ صالح بن آل طالب۔ جج ہائی کورٹ۔ مکہ مکرمہ۔

۴۔ الشیخ ڈاکٹر/ سعود بن ابراہیم الشریم (جج ہائی کورٹ۔ مکہ مکرمہ۔ ریٹائرڈ)۔

۵۔ الشیخ ڈاکٹر/ عبدالرحمن بن عبدالعزیز السدیس۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۶۔ الشیخ ڈاکٹر/ اسامہ بن عبداللہ خیاط۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۷۔ الشیخ ڈاکٹر/ ماہر المعیقل۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۸۔ الشیخ ڈاکٹر/ عواد بن عبداللہ الجہنی۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۹۔ الشیخ ڈاکٹر/ فیصل الغزاوی۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۱۰۔ الشیخ ڈاکٹر۔ خالد الغامدی۔ پروفیسر جامع اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کا اسلامی معاشرہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران مدینہ منورہ میں رہنے والے مسلمانوں کو ہم دو گروپوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

۱۔ ہجرت کر کے آئے ہوئے مہاجرین اور

۲۔ مدینہ منورہ کے مقامی باشندے انصار۔

مہاجرین کی خصوصیات اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۸ میں بیان فرمائی ہیں:

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸

(ترجمہ) (اور) مال غنیمت میں حصہ ہے اُن فقراء تارک الوطن کے لئے بھی جو اپنے گھروں اور مالوں سے خارج (اور جُدا) کر دیئے گئے ہیں (اور) اللہ کے فضل اور اُس کی خوشنودی کے طلبگار، اور اللہ اور اُس کے پیغمبر کے مددگار ہیں یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں۔

ان مہاجرین کو مکہ مکرمہ میں دن رات اذیت دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں رہنا ان لوگوں کے لئے ناممکن ہوگیا۔ لہٰذا ان لوگوں کو مجبور ہو کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانا پڑا۔ کفار مکہ نے ان مہاجرین کی تمام املاک پر قبضہ کرلیا، یہ مہاجرین بالکل خالی ہاتھ مدینہ منورہ پہنچے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم ان مہاجرین کو ''فقیر'' (انتہا درجہ کے غریب) کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اکثر کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہوتا تھا، تو بھوک کی شدت کم کرنے کے لئے یہ لوگ پیٹ پر پتھر باندھ لیتے، کچھ غریب لوگ خود کو سردی کی شدت سے بچانے کے لئے زمین میں گڑھے کھود کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ محض ایک آدھ کپڑا زیب تن تھا۔ (قرطبی)

ان مہاجرین کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ ان لوگوں نے ترکِ وطن اختیار کیا۔ یقیناً دُنیاوی مال ومتاع کے لئے نہیں، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی، اورخوشنودی حاصل کرنے

Marfat.com

کے لئے۔

ان مہاجرین کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ ان لوگوں نے محض اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مدد کرنے کی نیت سے ہجرت کی تھی۔ یہاں اللہ کی مدد سے مُراد تبلیغ دین اسلام ہے۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ ان مہاجرین نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جو زبانی، اور عملی وعدے کئے تھے ان پر سو فیصدی پورے اترے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں ان مہاجرین کے سچے ہونے کا اعلان فرما رہا ہے۔ لہٰذا ان مہاجرین کے بارے میں کوئی نازیبا اور ناشائستہ بات کہنا اللہ کے اس فرمان کی خلاف ورزی ہوگی۔ (بغوی)

اللہ تعالیٰ انصار کی خصوصیات بیان فرماتا ہے۔ سورہ الحشر: ۹

وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹

(ترجمہ) اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے گھر (یعنی مدینہ) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اُن سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود تنگی (ضرورت) ہی ہو۔ اور جو شخص بخل نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانیوالے ہیں۔

یہ بات نہایت دلچسپ ہے کہ امام مالکؒ کے نزیک مدینہ منورہ سارے عالم رنگ و بُو میں سب سے زیادہ عزت و برکت والا شہر ہے کیونکہ اسے ایمان اور تبلیغ کی برکت سے فتح کیا گیا تھا۔ جبکہ دوسرے تمام شہر زور شمشیر سے فتح کئے گئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصار کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ عالم عدم سے عالم موجودات میں قدم رکھتے ہی پہلی حیات بخش سانس اُن حضرات نے فضاء مدینہ منورہ میں لی تھی اور جو اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے

Marfat.com

صحابہؓ کے لئے جائے پناہ بھی بنی۔

دوسری خصوصیت یہ کہ ان انصار حضرات نے مہاجرین کو کبھی بھی اپنے اوپر بوجھ نہیں سمجھا۔ بلکہ مہاجرین کا کھلے دل سے استقبال کیا۔ یہاں تک کہ انصار نے اپنے گھر املاک، اور کاروبار مہاجرین کے ساتھ آدھا آدھا تقسیم کرلیا، بلکہ جن کی دو بیویاں تھیں ان لوگوں نے اپنی ایک بیوی کو اس لئے طلاق دے دی کہ ان کا ایک مہاجر بھائی اس عورت کو اپنے نکاح میں لے سکے۔ اس پر طرہ یہ کہ انصار اپنے مہاجر بھائی کو اپنی سب بیویاں دکھا دیتا تھا تاکہ اس کا مہاجر بھائی جس کو چاہے پسند کرلے پھر انصار اسے طلاق دیدے۔ تاکہ مہاجر بھائی اس سے نکاح کر سکے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ابھی تک حجاب (پردے) کے قرآنی قوانین نافذ نہیں ہوئے تھے۔

انصار کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے دستِ مبارک سے جو چیز کسی مہاجر کو عطا کیا کرتے تھے، اُس پر کسی بھی انصار کو قطعی کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر جب مسلمان قبیلہ بنونضیر اور بنو قینقاع کی املاک پر قابض ہوئے (یہ قبضہ بغیر خون خرابے کے ہوا تھا) تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو تمام انصار کو مدعو کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ حضور ﷺ نے ان تمام انصار سے خطاب کرتے ہوئے ان کے ایثار وقربانی کی بے حد تعریف کی جو انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے کی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے دو تجاویز انصار کے سامنے رکھیں۔ ایک یہ کہ تمام مال غنیمت سب مہاجرین اور انصار میں تقسیم کر دیا جائے، اس صورت میں مہاجرین اپنے انصار بھائیوں کے دیے ہوئے گھروں میں رہ سکتے ہیں، دوسری تجویز یہ تھی کہ مال غنیمت صرف مہاجرین میں تقسیم کر دیا جائے، اس صورت میں وہ انصار کے مکان خالی کر کے ذاتی مکانوں میں قیام کریں گے۔

انصار کے دو سرداروں حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ ﷺ یہ تمام مال غنیمت صرف مہاجرین میں تقسیم فرما دیں، اور یہ کہ اس کے بعد بھی مہاجرین بہ رضا ورغبت ہمارے گھروں میں رہ سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ سارا مال غنیمت صرف مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔ انصار میں سے صرف دو حضرات کو کچھ حصہ دیا گیا، کیونکہ

Marfat.com

یہ دونوں (حضرت سہیلؓ بن حنیف اور حضرت اَبود جانہؓ) بہت ہی زیادہ مُفلس تھے۔ (بخاری)

انصارؓ کی چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ وہ لوگ تمام ایسی اشیاء جن کی ان کو خود سخت ضرورت ہوا کرتی تھی، وہ اشیاء بھی بہت خوشی سے مہاجرین کے حوالے کر دیا کرتے تھے، یعنی ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے تھے۔

مہاجرین اور انصار کے بہت سے واقعات قُرطبیؒ نے رقم کئے ہیں۔ جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، کہ میں دو دن سے بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دیجئے۔ حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں سے کھانے کے بارے میں دریافت کیا، جواب ملا کہ گھر میں سوائے پانی کے، اور کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت کیا، کہ تم میں سے کون ہے جو اس بھوکے کو کھانا کھلا سکے؟ ایک صحابیؓ اس بھوکے کو اپنے گھر لے گئے، اور بیوی سے کھانا نکالنے کو کہا، بیوی نے کہا کھانا صرف اپنے بچے کے لئے ہی ہے۔ صحابیؓ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچے کو سلا دو، اور کھانا لا کر مہمان کے سامنے رکھ دو۔ بیوی نے ایسا ہی کیا، صحابیؓ نے کھانا مہمان کے سامنے رکھ کر چراغ بجھا دیا، اور مہمان نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ میزبان بھی کھا رہا ہے سارا کھانا پیٹ بھر کر کھا لیا۔ دوسرے دن صبح وہ شخص اس صحابیؓ کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس انصار صحابی کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا ''کل رات کو تمہاری مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی''۔ (ترمذی)

عبداللہ بن عمر ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار کسی شخص نے بکری کا گوشت کسی کو تحفہ کے طور پر بھیجا، اس آدمی نے وہ گوشت کسی اور ضرورتمند کو دیدیا، اس نے اپنے سے زیادہ ضرورتمند کو دیدیا اس طرح یہ گوشت سات لوگوں کے درمیان ہوتا ہوا پھر واپس اس پہلے شخص کے پاس آ گیا۔ اس واقعہ کو قشیری نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ بروایت انسؓ ثعلبیؒ نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ایک بار ایک محتاج حضرت عائشہؓ کے پاس آیا، اور کھانے کو کچھ مانگا۔ اس وقت گھر میں صرف ایک روٹی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے خادمہ سے کہا کہ وہ روٹی فقیر کو دے دو۔ خادمہ یہ سوچتی ہی رہ گئی، کہ اب شام کو روزہ کس طرح افطار کیا جائے گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا، کہ شام کو کسی نے بھنا ہوا گوشت عائشہؓ کو بھیج دیا۔ عائشہؓ اور خادمہ نے اس گوشت سے روزہ افطار فرمایا۔ (امام مالکؒ)

نسائی نے لکھا ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیمار ہوئے اور انگور کھانے کی خواہش ظاہر کی۔ کوئی بازار سے انگور خرید کر لایا، اتنے میں ایک فقیر آ گیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وہ انگور اس کو دیدے۔ فقیر انگور لے کر چلا، ایک آدمی نے فوراً جا کر اس سے وہ انگور خریدے، اور لا کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیدئے۔ فقیر پھر واپس آیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وہ انگور دوبارہ اسے دیدئے۔ وہ فقیر پھر واپس آیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تیسری بات بھی انگور اسے دیئے، اس بار ایک اور شخص نے وہ انگور اس فقیر سے خرید کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیدئے، اور اس فقیر کو سختی سے منع فرمایا، کہ اب وہ واپس نہ آئے۔ اس طرح آخری بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ سمجھ کر کہ یہ نئے انگور واقعی خرید کر ان کے لئے ہی لائے گئے ہیں، وہ انگور کھا لئے۔

مسند میں ابن مبارکؒ روایت کرتے ہیں، کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دوران حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو چار سو دینار بطور تحفہ روانہ فرمائے، اور خادم کو ہدایت دی، کہ وہ یہ دیکھے کہ حضرت ابوعبیدہؓ وہ رقم کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ خادم نے آ کر بتایا کہ انہوں نے پوری کی پوری رقم غریبوں میں تقسیم فرما دی، اسی طرح حضرت عمرؓ نے چار سو دینار حضرت معاذ بن جبلؓ کو بطور تحفہ بھیجے۔ لے جانے والے نے واپس آ کر بتایا کہ وہ ساری رقم انہوں نے بھی محتاجوں میں بانٹ دی۔ جب آخری دو درہم بچے تو حضرت معاذؓ کی بیوی نے کہا۔ میں بھی تو غریب ہوں۔ تب حضرت معاذؓ نے وہ باقی دو درہم اپنی بیوی کو دیدیئے۔ حضرت عمرؓ نے تقسیم کا قصہ سن کر فرمایا، یہ سب بھائی بھائی ہیں اور ان کے اعمال بھی ایک جیسے ہیں۔

Marfat.com

حضرت حُذیفہ عدویؓ جنگ یرموک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ میں میدان جنگ میں اپنے زخمی بھتیجے کو تلاش کر رہا تھا، تا کہ اسے تھوڑا سا پانی پلا سکوں۔ جب میں اُس کے پاس آیا، تو وہ قریب المرگ تھا، اُس نے پانی خود نہ پی کر اپنے قریب ہی دوسرے مسلم بھائی کی طرف اشارہ کیا، میں پانی لیکر دوسرے زخمی کے پاس گیا، اُس نے کسی تیسرے کو دینے کی خواہش ظاہر کی، اس طرح میں جب ساتویں زخمی کے پاس آیا تو اس نے بھی خود پینے سے انکار کرتے ہوئے کسی اور پیاسے کو دینے کے لئے کہا۔ یہ سوچ کر میں سیدھا اپنے بھتیجے کے پاس آیا، لیکن تب اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے:

۱۔ مہاجرین ۲۔ انصار اور ۳۔ بقیہ پوری اُمت!

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مہاجرین اور انصار کی بہت ساری خوبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ باقی تمام امت کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہم سب ان تمام صحابہ کرامؓ کا دل سے احترام کریں، اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی پوری پوری کوشش کریں، کیونکہ ایمان کی اصل دولت ہم تک انہیں حضراتؓ کے ذریعہ پہونچی ہے۔ ہمیں نعوذ باللہ صحابہ کرامؓ کے خلاف ذرا بھی بغض وعناد نہیں رکھنا چاہئے۔ بلکہ قرآن حکیم میں سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۰ کے مطابق ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾

(ترجمہ) اور (اُن کے لئے بھی) جو اُن (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے (اور) دُعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

مصعب بن سعیدؓ فرماتے ہیں، کہ ہم سب کا تعلق امت کے اس تیسرے گروہ سے اسی

Marfat.com

صورت میں ہوگا جب ہم سورۃ حشر کی آیت نمبر ۱۰ کی ہدایت پر کار بند ہوں گے۔ یعنی پہلے دو گروپوں کے لئے دعا گو ہوں گے اور ان کے بارے میں اپنے دل میں کوئی کینہ نہ رکھیں گے۔

قرطبی اس آیت سے یہ نتیجہ اُخذ کرتے ہیں، کہ ہمیں حضور ﷺ کے ان تمام صحابہ کرامؓ کا انتہائی ادب واحترام کرنا چاہیے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں ''ایک مسلمان مال غنیمت میں حصہ دار نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کے دل ودماغ میں صحابہ کرامؓ کی عقیدت اور محبت نہ ہو''۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، ''اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کے لئے دعا گو رہیں خواہ ان کے آپس میں اختلاف ہوں یا تنازع''۔ پس ہم سب پر صحابہ کرامؓ کا انتہائی ادب واحترام لازم ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میری امت اُس وقت تک تباہ نہ ہوگی جب تک وہ اپنے سے پہلے گذرے ہوئے لوگوں (میرے صحابہ کرامؓ) کو بُرا بھلا نہ کہے گی۔''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، کہ جب تم کسی ایسے شخص کو پاؤ، جو صحابہ کرامؓ کو بُرا کہہ رہا ہو، تو کہو: ''تم میں سے اُس پر اللہ کی لعنت ہو، جو دونوں میں زیادہ بُرا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اُس بُرا کہنے والے کو خود ہی سزا دے گا''۔

عوام بن جشاب فرماتے ہیں۔ ''میں نے ایسے مسلمانوں کو دیکھا ہے، جو صحابہ کرامؓ کی ہمیشہ تعریف کیا کرتے تھے اور اگر ان کی (صحابہ کرامؓ کی) کوئی کمزوری بھی معلوم ہو جاتی تھی، تو وہ لوگ اسے چھپایا کرتے تھے۔ تا کہ اسلام کے کھلے دشمنوں کو انہیں بُرا کہنے کا موقع نہ مل سکے''۔

دُعا فرمایئے، کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرامؓ کی عقیدت کرنے کا سلیقہ عطا فرمائے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

حیات بعد الموت

کافر بار بار یہ سوال کرتے ہیں کہ انسان کے مرنے اور خاک میں مل کر فنا ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ کس طرح زندہ کرسکتا ہے؟ سورۃ الواقعہ: ۴۷۔۴۸

وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾

(ترجمہ) اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں رہ گئے تو کیا ہمیں پھر اٹھنا ہوگا۔ اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟

اس لئے کافر نہ صرف یہ کہ دوبارہ زندہ اٹھائے جانے پر ایمان نہیں رکھتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ان کے آباؤاجداد جن کو مر کر مدتیں گزر چکیں وہ کیسے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو سورۃ القیامۃ میں بڑی خوبصورتی سے بیان فرماتا ہے۔ سورۃ القیامہ: ۳۔۴

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾

(ترجمہ) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے، ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کا پور پور درست کریں۔

ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام انسانوں کی انگلیوں کے نشانات ایک دوسرے سے نہیں ملتے اس لئے مختلف انسانوں کی شناخت کے لئے عالمی طور پر انگلیوں کے نشانات سے مدد لی جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے تمام انسانوں کی انگلیوں کے نشانات الگ الگ بنا سکتے ہیں تو کیا وہ خاک میں مل کر مٹ جانے والے انسان کو دوبارہ ویسا ہی زندہ نہیں کرسکتا؟ سورۃ القیامہ: ۳۶ تا ۴۰

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ

Marfat.com

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

(ترجمہ) کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ منی کا جو رحم میں ڈالی جاتی ہے ایک قطرہ نہ تھا؟ پھر لوتھڑا ہوا، پھر (اللہ نے) اس کو پیدا کیا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا، پھر اس کی دو قسمیں بنائیں (ایک) مرد اور (ایک) عورت، کیا اس خالق کو اس بات پر قدرت نہیں کہ مُردوں کو جلا اُٹھائے؟

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے انسان کو ایک حقیر قطرے سے پیدا فرمایا۔ پھر انہیں الگ الگ یعنی مرد اور عورت بنایا جو ایک دوسرے سے جسمانی، روحانی اور نفسیاتی طور پر بالکل مختلف ہیں۔ لیکن اتنے سارے تضاد کے باوجود ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ یہاں تک کہ مرد اور عورت علیحدہ علیحدہ بے معنی اور بے مقصد نظر آتے ہیں۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ مرد اور عورت کو بے حد مختلف بنا کر بھی ایک کو دوسرے کے لئے انتہائی ضروری بنا سکتا ہے تو کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ انہیں دوبارہ زندہ کر سکے؟ اس بات کو اور زیادہ واضح اور سادہ انداز میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ سورۃ النازعات: ۲۷۔۲۸

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾

(ترجمہ) بھلا تمہارا بنانا آسان ہے یا آسمان کا؟ اسی نے اس کو بنایا۔ اس کی چھت کو اونچا کیا پھر اس کو برابر کر دیا۔

یہاں اللہ ہم کو بتا رہا ہے کہ بغیر ستونوں کے آسمان بنانا انتہائی دشوار کام ہے۔ اگر ہم آنکھ اٹھا کر آسمان کو دیکھیں اور اس میں کسی قسم کا نقص نکالنے کی کوشش کریں تو ہماری نظریں تھک ہار کر واپس آجائیں گی، اور ہم کوئی نقص تلاش نہیں کر سکیں گے۔ پس اگر اللہ بغیر ستونوں کے ایک شاندار آسمان بنا سکتا ہے تو کیا مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الروم: ۵۰

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

Marfat.com

(ترجمہ) تو (اے دیکھنے والے) اللہ کی رحمت کی نشانیوں کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے، بیشک وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو دوبارہ زندہ کرسکتا ہے تو کیا وہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟ اس منظر کی مزید وضاحت سورۃ حم سجدہ کی آیت نمبر ۳۹ میں بڑے خوبصورت طریقہ سے کی گئی ہے۔ سورۃ حٰم سجدہ: ۳۹

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

(ترجمہ) اور (اے بندے یہ) اسی کی قدرت کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوئی (یعنی خشک) دیکھتا ہے جب ہم اس پر پانی برسادیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی ہے اور پھلنے پھولنے لگتی ہے تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہم اپنی آنکھوں سے ہر روز اس حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ سوکھی، پیاسی اور بنجر زمین پر اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے جس سے مردہ زمین پہلے نرم ہوتی ہے پھر قدرے پھولتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ زمین کے اندر دبے ہوئے ہر بیج کا خول توڑتے ہیں۔ اس سے ننھی منی کونپل نکلتی ہے۔ جو نرم زمین میں شگاف کرکے پودے کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور پھر کس طرح یہ چھوٹے چھوٹے پودے دیکھتے ہی دیکھتے تناور اور مضبوط تنوں اور شاخوں میں تبدیل ہو کر انسانوں کو آرام پہنچانے کے لئے گھنے سائے فراہم کرتے ہیں اور پھولوں اور پھلوں سے بھر جاتے ہیں اور لکڑی جیسی قیمتی اور دیگر ضروری اشیاء فراہم کرتے ہیں۔ یہ معجزہ ہمارے سامنے ازل سے ہوتا آرہا ہے اور ابد تک ہوتا رہے گا۔

ہماری نظر اس معجزے کو بالکل سطحی نظر سے دیکھتی ہے لیکن جس انسان میں ذرا بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہو اس کا دل فوراً گواہی دیگا کہ جو اللہ آسمان سے پانی برسا کر مردہ زمین کو زندہ

Marfat.com

کرسکتا ہے وہی اللہ انسان کے مرکرمٹی ہو جانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی کے لئے دو عجیب وغریب واقعات بیان فرمائے۔ سورۃ البقرۃ:۲۵۹

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾

(ترجمہ) کیا تو نے اس شخص کو (نہیں دیکھا) جس کا گزر ایک شہر پر ہوا اور وہ اپنے چھتوں پر گر پڑا تھا۔ تو اس نے کہا کہ اللہ اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد تو کیوں کر زندہ کریگا تو اللہ نے اس کی روح قبض کر لی (اور) سو برس تک (اس کو مردہ رکھا) پھر اس کو زندہ کیا اور پوچھا تم کتنا عرصہ (مرے) رہے ہو اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم، اللہ نے فرمایا (نہیں) بلکہ سو برس (مرے) رہے ہو، اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ اتنی مدت میں مطلق سڑی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے) غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کے) نشانی بنائیں، اور (ہاں گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کیوں کر جوڑے دیتے اور ان پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں، جب یہ واقعات اس کے مشاہدے میں آئے تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے شک کو آنے والی تمام نسلوں کے لئے چراغِ راہ بنا دیا۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہڈیاں بناتا ہے پھر ان ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھاتا ہے۔ سائنسدانوں نے یہ بات حال ہی میں دریافت کی ہے جبکہ یہی بات اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال قبل ہمیں بتا دی تھی۔ افسوس ہے کہ ایسی واضح نشانیوں کے

Marfat.com

باوجود ضدی اور ہٹ دھرم لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے دوبارہ پیدا کرنے سے منکر ہیں۔

دوسرا واقعہ اور بھی عجیب وغریب ہے۔ سورۃ البقرۃ: ۲۶۰

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾

(ترجمہ) اور جب ابراہیم نے (اللہ سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا، اللہ نے فرمایا کہ تم نے (اس بات کو) باور نہیں کیا، انہوں نے کہا کیوں نہیں، لیکن (میں دیکھنا) اس لئے (چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان کامل حاصل کر لے اللہ نے فرمایا کہ چار پرندوں کو پکڑو اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردو پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھو اور پھر ان کو اپنی طرف بلاؤ تو وہ تمہارے پاس اڑتے چلے آئیں گے اور جان رکھو کہ اللہ غالب اور صاحب حکمت ہے۔

لہٰذا یہ بات ثابت ہوئی کہ یقیناً اللہ تعالیٰ انسان کے مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حیات بعد الموت کے ایمان کو پختہ رکھے۔ (آمین ثم آمین)

نماز جنازہ

حرمین شریفین میں فرض نماز کے بعد اکثر نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ زائرین کرام کو چاہئے کہ امام صاحب کے ساتھ پہلے نماز جنازہ ادا کریں۔ اور دیگر سنتیں اور نوافل اس کے بعد ادا کریں۔ کیونکہ نماز جنازہ کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ واضح رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتیں اور نوافل گھر جا کر ادا کرتے تھے۔

Marfat.com

اسلام میں امانت کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ سورۃ النساء: ۵۸

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۵۸﴾

(ترجمہ) اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو، اللہ تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے، بیشک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

اس آیت کا شان نزول بہت دلچسپ ہے۔

فتح مکہ سے پہلے خانہ کعبہ کی چابیاں حضرت عثمان بن طلحہ کی تحویل میں رہتی تھی۔ فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے عثمان بن طلحہ سے خانہ کعبہ کی چابیاں طلب فرمائیں۔ عثمان بن طلحہ نے قدرے پس وپیش کے ساتھ یہ کہہ کر چابیاں حضور ﷺ کے حوالے کیں کہ میں یہ چابیاں آپ کو بطور امانت دے رہا ہوں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا اور اندر سے تمام بتوں کو نکال کر نیست ونابود کر دیا۔ حضرت عمرؓ کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ جب کعبۃ اللہ سے باہر تشریف لائے تو آپ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۵۸ کی تلاوت فرمائی۔

اب آپ نے چابیاں دوبارہ حضرت عثمان بن طلحہ کو واپس کرنا چاہیں تو حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ نے یہ کہہ کر حضور ﷺ کو چابیاں لوٹانے سے روکنا چاہا اور کہا کہ آج سے یہ چابیاں حضرت عباسؓ یا حضرت علیؓ کی تحویل میں رکھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی یہ بات رد کرتے ہوئے فرمایا یہ چابیاں مجھے امانت کے طور پر دی گئیں تھیں۔ اور امانت میں خیانت کرنا اسلامی قانون کے خلاف ہے۔ حضرت عثمان بن طلحہ نے خوشی خوشی چابیاں واپس

Marfat.com

لے لیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند کردار سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

اس بات کو خاص طور پر نوٹ کیا جانا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانۂ کعبہ کی جو چابی حضرت عثمان بن طلحہؓ کو مرحمت فرمائی، اس کی مالی اعتبار سے کوئی قیمت نہیں تھی کیونکہ وہ محض ایک پرانی دھات کا ٹکڑا تھا۔ دراصل خانۂ کعبہ کی خدمت گزاری حاصل ہونا ایک بہت بڑا اعزاز تھا اس لئے امانت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم ایک انتہائی اہم فرض کی ذمہ داری کس کو سونپ رہے ہیں۔ اس لئے کسی کو ایک اہم ذمے داری سونپنا ہی امانت ہے۔

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا ہوا کوئی بھی خطبہ ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں یہ تذکرہ نہ ہو کہ جو امانت میں خیانت کرتا ہے اُس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ اور جو کسی عہد کو توڑتا ہوا سے اسلامی زندگی کا ذرا برابر بھی شعور نہیں۔ (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ امانت میں خیانت کرتا ہے۔ (مسلم و بخاری)

اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے کی چند شرائط سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج میں بیان فرمائی ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ المعارج: ۳۲ تا ۳۵

وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس کرتے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ (بہشت کے) باغات میں عزت و کرام سے ہونگے۔

پس وعدوں کا پورا کرنا بالکل ایسا ہی اہم ہے جیسے نماز کا صحیح طریقہ سے ادا کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا (المجالس فی الأمانة) یعنی ہر مجلس کی کارروائی ایک امانت ہے۔ مجلس کی باتوں کو مجلس سے باہر کے لوگوں پر ظاہر نہ کیا جائے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا (المشار موتمن) یعنی جس شخص سے جو بھی مشورہ

Marfat.com

کیا جائے تو وہ اسے نہایت ایمانداری سے دے اور راز کو فاش نہ کرے۔ ورنہ وہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہوگا۔ پس اگر اس نے ایمان داری سے مشورہ نہیں دیا تو گویا اس نے امانت میں خیانت کی۔

آیئے ہم دیکھیں صحابہ کرامؓ غلطی سرزد ہونے کی صورت میں کیا کیا کرتے تھے۔ یہ ذہن نشین کر لیجئے کہ صحابہ کرامؓ بھی ہماری ہی طرح انسان تھے۔ اور ان سے بھی عام انسانوں کی طرح غلطیاں سرزد ہوسکتی تھیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سوۃ الانفال میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ سورۃ الانفال: ۲۷

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو جبکہ تم (دیدہ و دانستہ) جانتے ہو۔

یہ آیت کریمہ ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوجوں نے مدینہ منورہ کے پاس بنو قریظہ کے قبیلے کو محاصرے میں لے لیا اور یہ محاصرہ تقریباً ۲۱ دن جاری رہا۔ بالآخر حضرت ابولبابہؓ کو ثالث مقرر کیا گیا۔ جب حضرت ابولبابہؓ اس یہودی قبیلے کے پاس پہونچے تو ان لوگوں نے حضرت ابولبابہؓ سے پوچھا کہ اگر ہم قلعہ کے باہر آنے کی کوشش کریں تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ حضرت ابولبابہؓ نے اپنی انگلی اپنے گلے پر پھیری یعنی تمہاری گردنیں اڑا دی جائیں گی۔ دراصل یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابولبابہؓ کے درمیان ایک راز کی بات تھی۔ جیسے ہی حضرت ابولبابہؓ یہودی قبیلے سے مل کر واپس آئے تو انہیں اپنی غلطی کا بری طرح احساس ہوا۔ اور نتیجہ کے طور پر انہوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی میں ایک ستون سے باندھ لیا۔ یہ سلسلہ سات دن اور سات راتوں تک جاری رہا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنے آپ کو اس وقت تک آزاد نہ کریں گے جب تک ان کی توبہ قبول نہ ہو جائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں معلوم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت ابولبابہؓ سیدھے میرے پاس آجاتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ اللہ ان کی غلطی معاف فرمادے۔ اب

Marfat.com

میں یہ معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ اس وقت کا انتظار کریں جب تک کہ ان کے احساسِ ندامت کو اللہ تعالیٰ خود قبول نہ کرلیں۔

سات دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہؓ کی غلطی کو معاف فرما دیا۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک وعدہ خلافی اور راز کو افشاء کرنا ایک سنگین جرم سمجھا جاتا تھا جس کے سرزد ہونے پر حضرت ابولبابہؓ نے خود اپنے آپ کو ایسی شدید اور تکلیف دہ سزا دی۔

ہم آج بھی مسجد نبوی کے اندر یہ ستون دیکھ سکتے ہیں جو ستون ابولبابہؓ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ستون ٹھیک اس پیڑ کی جگہ بنا ہوا ہے جس پیڑ سے ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو باندھ لیا تھا۔ بہت سے افراد (حاجی صاحبان) اس ستون کے قریب جا کر نفل ادا کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اس گفتگو سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کسی بھی حکومت یا ادارے کی اہم ذمے داریوں کو امانت کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی حاکم اپنے کسی دوست یا رشتے دار کو ایسی ذمے داری دیتا ہے جس کا وہ اہل نہیں ہے تو ایسے حکمران پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ ایسے لوگوں کی عبادت قبول نہ ہوگی اور وہ جہنم کی آگ کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔ (جمع الفوائد)

بخاری شریف میں درج ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة

یعنی جب آپ یہ دیکھیں کہ اہم ذمے داریوں کے عہدے ایسے نااہل لوگوں کو دیئے گئے ہوں جو اس کے اہل اور قابل نہیں ہیں تو (اس فساد کا کوئی علاج نہیں) آپ کو یومِ حساب کا انتظار کرنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں امانت ایک بڑی ذمے داری ہے جسے مکمل دیانت اور خلوص سے ادا کیا جانا چاہیئے۔ امانت میں خیانت کرنے کے نہایت سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔

مثال کے طور پر ایک دن حضرت ابوذرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ انہیں کوئی

Marfat.com

اہم ذمے داری کا عہدہ عطا کیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا أباذر أنك ضعیف وإنها أمانة وإنها یوم القیامة خزی وندامة إلا من أخذ بحقها وادی الذی علیه فیها (مسلم)

(ترجمہ) اے ابوذرؓ تم ضعیف آدمی ہو اور اہم منصب اللہ کی امانت ہے جو لوگ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرسکتے وہ قیامت کے دن ذلیل وخوار ہوں گے سوائے اس شخص کے جس نے امانت کا حق پورا ادا کر دیا۔

آیئے ہم سورۃ النساء کی آیت ۵۸ پر مزید غور وخوض کریں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ یوں فرماتا ہے کہ ''تم جب دو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو فیصلہ انصاف کے ساتھ کرو۔'' یہ حکم صرف وزراء اور حکام پر ہی لاگو نہیں ہوتا بلکہ عام انسانوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے بین المسلمین یا بین المومنین نہیں کہا بلکہ بین الناس کہا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام لوگوں کو برابر انصاف ملنا چاہئے۔ خواہ وہ دوست ہوں، یا دشمن، مسلم ہوں یا غیر مسلم، چاہے ہموطن ہوں یا اجنبی، سب کو برابر کا انصاف ملنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان بین الاقوامی مساوی حقوق العباد کی تلقین فرماتے ہیں۔ جبکہ دوسرے مذاہب کا بین الاقوامی مساوی حقوق کا پرچار بودا اور محض دکھلاوا ہے۔

یہ بھی قابل غور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے امانت کا ذکر کیا اس کے بعد انصاف کی بات کی۔ شاید یہ اس لئے ہے کہ انصاف اس وقت تک قائم نہیں کیا جاسکتا جب تک اہم ذمے داریاں قابل اور اہل لوگوں کے سپرد نہ کی جائیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو آج کل حکومتوں اور دوسرے اداروں میں نہیں پائی جاتیں جن میں مساجد اور اسلامی ادارے بھی شامل ہیں۔ جب تک صحیح عہدے صحیح لوگوں میں تقسیم نہیں کئے جائیں گے اُس وقت تک کسی بھی ادارے کے مسائل صحیح طور پر حل نہیں کئے جاسکتے۔

قرآن حکیم اس بات کو بھی رد کرتا ہے کہ کسی حکومت میں عہدے لوگوں کی آبادی کے تناسب سے تقسیم کئے جائیں۔ یہ عہدے اُن کا ذاتی حق نہیں ہے۔ یہ عہدے تو اللہ کی امانت

Marfat.com

ہیں اور صرف باصلاحیت لوگوں کو ہی دیئے جانے چاہئیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صلاحیتیں پرکھنے کی کسوٹی کیا ہے؟

قرآن پاک میں مندرجہ ذیل قصہ اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو کمسن لڑکیوں کو کنویں کے پاس اپنے جانوروں کے ساتھ دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی دیکھا کہ بہت سارے لوگ اپنے جانوروں کے لئے کنویں سے پانی نکالتے ہیں اور ان کے جانور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں، ان لڑکیوں نے اپنے جانوروں کو بڑی دیر تک کنویں سے دور رکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر کار لڑکیوں سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ لڑکیوں نے جواب دیا: ہمارے والد صاحب بہت بوڑھے ہیں ہم کنویں سے پانی نہیں کھینچ سکتیں۔ ہم کنویں پر اس وقت جاتی ہیں جب سب کے جانور پانی پی کر چلے جاتے ہیں اور ہمارے جانور بچا ہوا پانی پی لیتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کنویں سے پانی خود نکالا اور ان لڑکیوں کے جانوروں نے پیٹ بھر کر پانی پیا، اور لڑکیاں گھر واپس چلی گئیں۔ انہوں نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ موسیٰ علیہ السلام کو نوکر کے طور پر رکھ لیں۔ کیونکہ وہ قوی بھی ہیں اور امین بھی۔ یعنی وہ کام کرنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں اور ایماندار بھی ہیں۔ پس کوئی عہدہ سونپنے سے پہلے یہ دونوں شرائط بیک وقت پوری ہونی چاہئیں ورنہ یہ امانت میں خیانت ہوگی۔

پس کسی ادارے یا حکومت کے قیام کے لئے مندرجہ ذیل قوانین لاگو ہونے چاہئیں۔

۱۔ اصل حکمران اللہ ہے اور اسی کا حکم چلنا چاہیے۔

۲۔ تمام حکومتیں اللہ کے احکام یا اُس کی نمائندہ ہیں۔

۳۔ کسی بھی ملک میں صحیح طاقت اللہ کی ہے۔

۴۔ کسی اختلاف کی صورت میں انصاف کرتے وقت نسل، زبان، رنگ یا مذہبی اعتقاد کا لحاظ نہیں کیا جانا چاہیے۔

۵۔ عہدوں کی تقسیم آبادی کے تناسب پر نہیں ہونی چاہیے۔ صرف اہل اور قابل لوگوں کو ہی ذمے داری سونپی جانی چاہیے۔

Marfat.com

۶۔ چونکہ لوگ دنیا میں اللہ کے نمائندے ہیں اس لئے ان کو چاہئے کہ وہ ہر شعبۂ زندگی میں اللہ کے احکام اور ہدایت پر عمل کریں۔

اب میں آپ کی توجہ اس واقعہ کی طرف دلاتا ہوں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو اس وقت حضرت علیؓ کو اپنی جگہ بستر پر سلا کر یہ ہدایت دی کہ صبح ہوتے ہی جس شخص کی جو بھی امانت میرے پاس موجود ہے اسے ان کے ورثاء کے حوالے کر دی جائے۔ یہ وہ وقت تھا جب تمام قبیلوں نے ایک ساتھ مل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو گھیر لیا تھا تا کہ نعوذ باللہ انہیں قتل کیا جاسکے۔ اور دوسری طرف آپ کے کردار کی عظمت دیکھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بدترین دشمنوں کو بھی امانتیں واپس کرنے کا حکم دیا کیونکہ امانت میں خیانت بہت بڑا گناہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ہم کو ہدایت دے کہ ہم اپنی امانتوں اور وعدوں کو اسی طرح پورا کرنے کی کوشش کریں۔ آمین

سجدہ تلاوت

حرمین شریفین میں جمعہ کے روز فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں امام صاحب (سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق) اکثر سورۃ السجدہ کی تلاوت فرماتے ہیں (بخاری و مسلم)۔ آیتِ سجدہ کے بعد امام صاحب حالت قیام سے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ ہر مقتدی کو بھی امام صاحب کے ساتھ سجدہ تلاوت کرنا چاہئے۔

نوٹ: دیگر ممالک کے امام صاحبان سے درخواست ہے کہ اس سنت پر عمل کریں۔ تا کہ زائرین کرام حرمین شریفین آنے سے پہلے اس کے عادی ہو جائیں۔

نوٹ: ان امور کی اپنے دوسرے بھائیوں کو پیار و محبت سے یاد دہانی کرائیں کیونکہ ان میں سے بعض تعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ اکثر عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا پہلے تجربہ نہیں۔

Marfat.com

تقدیر اور آخرت

زندگی اور موت کا ایک وقت مقرر ہے، جسے کوئی بھی بدل نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیات نمبر ۲۴۶، ۲۴۷ میں ہماری رہنمائی کے لئے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد رونما ہوا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰىۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْاؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىٕنَاؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًاؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۷﴾

(ترجمہ) بھلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے حضرت موسیٰ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردیں تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ لڑنے سے پہلو تہی کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم راہِ اللہ میں کیوں نہ لڑیں گے، جب کہ ہم وطن سے نکال دیے گئے ہیں اور بال بچوں سے جدا کردیے گئے ہیں، لیکن جب اُن کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے۔ اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ اور پیغمبر نے اُن سے (یہ بھی) کہا کہ اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اُسے ہم پر بادشاہ کا حق کیونکر ہوسکتا ہے، بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اُس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں۔ پیغمبر نے کہا اللہ نے

Marfat.com

اس کو تم پر (فضیلت دی ہے اور بادشاہی کے لئے) منتخب فرمایا ہے۔ اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور جسمانی طاقت بھی عطا کی ہے اور اللہ (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے۔ وہ بڑا کشائش والا اور دانا ہے۔

یہ بات قابل افسوس ہے کہ امیروں نے غریبوں پر حکومت کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھ رکھا ہے۔ انہوں نے اس حقیقت کو بالکل فراموش کر دیا کہ اصل بادشاہی اور حکومت صرف اللہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنے انعامات واکرامات کی بارش کر سکتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے طالوت کو علم اور جسمانی طاقت عطا کی تا کہ وہ اپنی ذمے داریوں کو بخوبی ادا کر سکیں۔ پس علم دولت سے زیادہ اہم ہے۔

یاد رکھیے۔ یہ ضروری ہے کہ آدمی اپنا فرض بخوبی ادا کرنے کے لئے جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہو، وہ مال ودولت کے نشے سے صحیح طور پر حکومت نہیں کر سکتا۔ قوم بنی اسرائیل نے مایوس ہو کر اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہمیں طالوت کے بارے میں کوئی معجزہ دکھایئے، جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ طالوت واقعی اللہ کے سچے نمائندے ہیں۔ سورۃ البقرۃ: ۲۴۸

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾

(ترجمہ) اور پیغمبر نے ان سے کہا کہ ان کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہونگے۔ اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسلی (بخشنے والی چیز) ہوگی اور کچھ اور چیزیں بھی ہونگی جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے تھے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے ایک بڑی نشانی ہے۔

یہ نشانی دیکھنے کے بعد بھی بنی اسرائیل کے اس گروہ میں سے چند ہی افراد اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے۔ اُن میں بھی بہت کم لوگ سنجیدہ طور پر نکلے اور باقی صرف خانہ پری کے لئے تیار ہوئے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک مخصوص طریقہ ہے جس کے ذریعہ وہ بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ یہ امتحانات کیا ہیں ان کی تشریح اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی۔ سوۃ البقرۃ: ۲۴۹۔۲۵۰

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ۙ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ ۚ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ۚ وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾

(ترجمہ) غرض جب طالوت فوجیں لے کر روانہ ہوا تو اس نے (اُن سے) کہا کہ اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے۔ جو شخص اس میں سے پانی پی لے گا (اس کی نسبت تصور کیا جائے گا) وہ میرا نہیں۔ اور جو نہ پیے گا وہ (سمجھا جائے گا کہ) میرا ہے۔ ہاں اگر کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی لے لے (تو خیر۔ جب وہ لوگ نہر پر پہنچے) تو چند شخصوں کے سوا سب نے پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہو گئے۔ تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ لیکن جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ اُن کو اللہ کے رُوبرو حاضر ہونا ہے وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابل میں آئے تو (اللہ سے) دعا کی کہ اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔

اللہ تعالیٰ نے نہر کے امتحان کے ذریعہ سچے اور کمزور ایمان والوں کے درمیان تمیز قائم کی۔ ان چند سچے لوگوں نے نہ صرف یہ کہ دوسروں کے سامنے اللہ کی برتری اور طاقت کا ثبوت پیش کیا بلکہ اللہ کے روبرو اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار بھی کیا۔ لہٰذا مومن کو

Marfat.com

اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری پر غرور کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس تقویٰ کا نتیجہ کیا نکلا۔ سورۃ البقرۃ ۲۵۱

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾

(ترجمہ) تو طالوت کی فوج نے اللہ کے حکم سے انکو ہزیمت دی اور داوٗدعلیہ السلام نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور اللہ نے اس کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا۔ اور اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو ملک تباہ ہوجاتا لیکن اللہ تمام جہانوں پر بڑا مہربان ہے۔

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ مندرجہ بالا آیات میں لفظ ''بہت کم'' تین بار استعمال ہوا ہے۔ پہلی بات جب جنگ میں شامل ہونے کی تجویز ان کے سامنے رکھی گئی تو ''بہت کم'' لوگ سامنے آئے پھر ''بہت کم'' لوگوں نے نہر کا پانی نہیں پیا۔ ان بچے ہوئے لوگوں میں سے ''بہت کم'' لوگوں نے جالوت کی زبردست طاقت سے ٹکرانے کا فیصلہ کیا۔ اور آخر میں انتہائی قلیل تعداد میں یہ لوگ سامنے آئے جن کا تقدیر اور آخرت پر کامل یقین تھا۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف ان کو کامیابیوں سے سرفراز کیا بلکہ اقتدار کے ساتھ ساتھ مختلف علوم کی دولت سے بھی نوازا۔ سورۃ البقرۃ: ۲۶۹

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

(ترجمہ) وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے۔ اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی۔ اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

یہاں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی

Marfat.com

خاص صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی تھے۔ انہوں نے کئی جنگیں لڑیں۔ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں تھا جس پر زخم کا نشان نہ ہو۔ وہ شہید ہونا چاہتے تھے۔ لیکن ان کا انتقال ہوا، ان کے اپنے گھر میں، اپنے بستر پر!

پس زندگی اور موت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ ہم تقدیر اور آخرت پر پختہ ایمان رکھیں پھر انشاء اللہ آپ کامیاب و کامران ہوں گے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ تقدیر اور آخرت پر ہمارے ایمان کو تقویت دے۔ (آمین ثم آمین)

اہم یاد دہانی

واضح ہو کہ بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرمائیں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں ۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں

نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔
۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔
۳۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔
۴۔ سجدے کے درمیان پاؤں زمین پر جمے رہیں۔
۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگا رکھیں۔
۶۔ سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہئیں (مسلم)
۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

Marfat.com

غیر مسلموں سے دوستی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ سورۃ آل عمران: ۲۸

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

(ترجمہ) مومنوں کو چاہیے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور اللہ تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے۔

آیئے پہلے دو شخصوں یا دو جماعتوں کے درمیان تعلقات یا دوستی کے مختلف درجات کو سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو صحیح رنگ میں سمجھ سکیں۔ دو جماعتوں کے درمیان دوستی کے کئی درجات ہوتے ہیں۔ تعلقات کا پہلا درجہ بالواسطہ دل سے دل کو ہے اور اسے موالات کہتے ہیں۔ اس کی اجازت صرف مومنین کے درمیان ہی ہے۔

تعلقات کا دوسرا درجہ ہمدردی اور خیرخواہی پر مبنی ہے جسے مواسات کہتے ہیں۔ یہ غیر مسلموں سے بھی جائز ہے۔ سوائے ان کے جنہوں نے مومنین سے جنگ کی ہو اور مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکال دیا ہو۔ اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ سورۃ الممتحنۃ: ۸

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۸﴾

(ترجمہ) جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اُن کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تمہیں منع نہیں کرتا۔

Marfat.com

اللہ تو انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

دوستی کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔ اسے مدارات کہتے ہیں۔ ایسا کرنے کی اجازت کافروں کے ساتھ بھی ہے۔ مثال کے طور پر جب کافر آپ کے مہمان ہوں اس وقت آپ ان کی عزت افزائی کریں۔

کافروں کے شروفساد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے بھی مومنوں کو کافروں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرنے کی پوری اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی یوں وضاحت کرتا ہے۔ سورۃ آل عمران: ۲۸

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط

(ترجمہ) ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں)۔

تعلقات کا چوتھا درجہ صنعت وتجارت اور ملازمت کے تعلق سے ہے اور اس کو معاملات کہتے ہیں۔ معاملات روا رکھنے کی اجازت کافروں سے اس حد تک ہے کہ اس سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہونچے لہٰذا نوکری کی خاطر غیر مسلموں کے ماتحت ان کے کاروبار میں کام کرنے کی اجازت ہے سوائے اسلحہ جات کی فروخت کے، اسی طرح مسلمان غیر مسلم کو ملازم بھی رکھ سکتے ہیں۔

مثلاً ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ذاتی حسن سلوک کا مظاہرہ کچھ اس طرح کیا کہ جب مکہ مکرمہ میں ایک بار قحط پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ والوں کی مدد فرمائی۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا گھر چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا۔

اسی طرح فتح مکہ کے بعد تمام اہل مکہ اس وسوسے میں مبتلا تھے کہ یا تو انہیں جان سے مار دیا جائے گا یا پھر غلام بنا لیا جائے گا یا پھر کم از کم ان کی املاک ضبط کر لی جائیں گی۔ وہ انتہائی فکر مند تھے کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سورۃ یوسف: ۹۲

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط

Marfat.com

(ترجمہ) آج کے دن (سے) تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔

پوری تاریخ انسانی میں اس قسم کا کوئی بھی واقعہ نہیں ہے جس میں اپنے دشمنوں کے ساتھ کسی نے اتنا اچھا سلوک کیا ہو۔ اور اس حسن اخلاق کا اثر یہ ہوا کہ ہزاروں کفار مکہ نے اسلام قبول کر لیا۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنو ثقیف کے کچھ لوگوں کو جو کافر تھے مسجد نبوی میں رہنے کی اجازت دیدی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی تعظیم کی اور ان کے ساتھ عزت سے پیش آئے۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غیر مسلموں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے سرکاری خزانے سے وظائف عطا فرمایا کرتے تھے۔

دوستی کے ان چاروں درجات کی تفصیل کو مدنظر رکھتے ہوئے اب ہم قرآن حکیم کی دیگر آیات کا مطالعہ کر سکتے ہیں، جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کے درمیان تعلقات کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ الممتحنہ: ۱

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

(ترجمہ) مومنو! میرے اور اپنے دُشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ تم ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو۔

اسی آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

(ترجمہ) تم اُن کو چھپا کر دوستی کے پیغام بھیجتے ہو۔ جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے۔ اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

Marfat.com

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ المائدہ: ۵۱

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے اُن کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے۔ سورۃ المجادلہ: ۲۲

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ

(ترجمہ) جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔

لہٰذا اہلِ ایمان کی مختلف درجات کی دوستی یا دشمنی کا معیار محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اور پیروی ہے۔ ذاتی، نسلی یا علاقائی تعلقات کو دوستی کا معیار نہیں بنانا چاہئے۔ مشہور مقولہ ہے۔ "الحب اللہ البغض للہ"۔ یعنی محبت اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو اور دشمنی بھی اللہ کے لئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے بھی محض اللہ کی رضا جوئی کی خاطر دوستی یا دشمنی کی اس نے گویا اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ (بخاری اور مسلم)

یہ بات بالکل واضح ہے کہ مومنوں کو یہودیوں اور عیسائیوں سے گہری دوستی کی اجازت اس لئے نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلامی حکومت کے اہم راز اُن تک پہنچ جائیں اور مسلمانوں اور اسلامی ریاست کی بقا خطرے میں پڑ جائے۔ سورۃ آل عمران ۱۱۸ تا ۱۲۰

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا

Marfat.com

عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ
الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ
كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ
مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ
وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۚ اِنَّ
اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾

(ترجمہ) مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز دار نہ بنانا۔ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے۔ اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (ان سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ۔ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے، اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تمہیں برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس پر احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

یاد رکھیے کہ ان تمام باتوں کے باوجود جو کافر اسلامی مملکت میں رہتے ہیں مومنین کو ان سے متعلقہ اسلامی فرائض کو بدرجہ اُتم ادا کرنا ہوگا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز اسلامی حکومت میں رہنے والے اس کافر کی طرفداری کروں گا جسے کسی مومن نے تکلیف پہنچائی ہوگی اور جس کی طرفداری میں کروں گا فتح اسی کی ہوگی۔

Marfat.com

اس طرح حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اس بات سے سختی سے روکا ہے کہ میں کسی کافر کو جبکہ وہ کسی اسلامی حکومت میں رہ رہا ہو ایذا پہنچاؤں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں بروز قیامت اس کافر کی طرفداری کروں گا جس کے حقوق کی پامالی کسی مومن نے کی ہوگی۔

پس اسلامی حکومت میں رہنے والے کافر اور مومن کے درمیان تعلقات کی بنیاد نہایت صاف ستھری، باعزت اور معقول ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو بھی ان ہدایات کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حدیث

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے سب سے افضل کونسی آیات ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے افضل کونسی آیات ہیں؟'' میں نے عرض کیا: آیت الکرسی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر (شاباش کا) ہاتھ مارا۔ اور فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! تجھے تیرا علم مبارک ہو''۔ (مسلم شریف)

نوٹ: کیونکہ آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں اور ناموں کی جڑیں مذکور ہیں۔

Marfat.com

حلال اور حرام کا تصور

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ البقرۃ: ۱۸۸

وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

(ترجمہ) اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوت کے طور پر) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے (ناجائز طور پر) کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو۔

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور ﷺ کے دو صحابیوں کے درمیان زمین کے ایک ٹکڑے کے بارے میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ دونوں حضور کے پاس آئے مدعی کے پاس گواہ نہیں تھا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے مدعا علیہ سے پوچھا کیا تم قسم کھا کر کہہ سکتے ہوں کہ یہ تمہاری ملکیت ہے۔ وہ حلف کے لئے راضی ہو گیا۔ حضور ﷺ نے یاددہانی کے طور پر مندرجہ ذیل آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ سورۃ آل عمران: ۷۷

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ان سے اللہ نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔

مدعا علیہ نے جب یہ آیت سنی تو اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اسے اس

Marfat.com

بات کا خوف ہوا کہ اگر اس زمین کی ملکیت کے حکم نامے پر کسی شک وشبہ کی صورت نکلی تو میں بروز قیامت سراسر خسارے میں ہونگا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدعی کو زمین کا وہ ٹکڑا دے دیا۔ پس جس طرح دوسروں کی املاک پر غلط طریقہ سے قبضہ کرنا حرام ہے اسی طرح جھوٹا مقدمہ، جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی یہ سب حرام ہیں۔

البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۸ میں بَيْنَكُمْ کا استعمال کافی دلچسپ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کا سبق دینا چاہتے ہیں کہ دوسروں کی ملکیت کو غصب کرنا دوسروں کو اکساتا ہے کہ وہ بھی تمہاری ملکیت غصب کرلیں مثال کے طور پر اگر ایک آدمی دودھ میں پانی ملاتا ہے دوسرا کھانے کی ناقص چیزیں بیچتا ہے، ایک تیسرا شخص اچھی اور بُری کھجوریں ملا کر بیچتا ہے، ہر شخص ایک دوسرے بھائی کی دولت کو غلط طریقہ سے نگل رہا ہے۔ درحقیقت یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنی ہی دولت کو غلط طریقہ سے استعمال کرے اور اس صورت میں ہر ایک کا خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ دوسروں کے مالی نقصان اٹھانے کا بالکل اسی طرح دکھ ہوتا ہے جیسے ہمیں اپنے مال کے ضائع ہونے پر دکھ ہوتا ہے۔ پس دوسرے کے مال کی حفاظت اس طرح کرو جیسے تم اپنے مال کی کرتے ہو۔

حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری طرح ہی ایک انسان ہوں۔ تم اپنے تنازعے مجھ تک لاتے ہو، ہوسکتا ہے کہ تم میں سے ایک اپنا دعویٰ اس خوبصورتی سے پیش کرے کہ میں اس کے حق میں فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاؤں۔ یہ مت بھولو کہ صحیح علم صرف اللہ کو ہے۔ اگر یہ تمہارا حق نہیں ہے تو اسے مت لو۔ اس صورت میں تم کو جو کچھ ملے گا وہ جہنم کا ایک حصہ ہوگا۔ (بخاری اور مسلم)

لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ دنیا کی کوئی بھی عدالت یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں ٹھہرا سکتی۔ سورۃ البقرۃ: ۱۶۸

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾

Marfat.com

(ترجمہ) اے لوگوں جو چیزیں زمین میں حلال اور طیب ہیں وہ کھاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ سورۃ المومنون: ۵۱

يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۵۱﴾

(ترجمہ) اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ تم جو کچھ کررہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں۔

اس آیت سے واضح ہے کہ اگر ہم حلال غذا کھائیں گے تب ہی نیک کام کرسکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید وضاحت فرمائی کہ یہ حکم صرف پیغمبروں کے لئے ہی نہیں بلکہ ان کے پیروکاروں کے لئے بھی ہے۔

ان دونوں آیات میں حلال اور طیب الفاظ آئے ہیں۔ یہاں حلال کا مطلب ہے، جس کی اسلامی قانون سے اجازت ہے (بغیر کسی روک ٹوک کے) اور طیب کے معنٰی ہیں جو نہ صرف حلال ہو بلکہ تمہاری پسندیدہ چیز بھی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حرام کھانے والے کی کوئی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ کئی لوگ عبادت وغیرہ میں مشقت اٹھاتے ہیں۔ پھر ہاتھ پھیلا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، یا اللہ یا اللہ ہماری ان دعاؤں کو قبول کرلے۔ لیکن اگر ان کا کھانا حرام کا ہے، ان کا پینا حرام کا ہے اور ان کا پہننا حرام کا ہے تو پھر ان کی دعا کیسے قبول ہوگی؟ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ لوگ جو حلال کھاتے ہیں، میری سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اور کسی کو ایذا نہیں پہونچاتے، ایسے لوگ جنت میں جائیں گے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں ''اے اللہ کے نبی یہ چیز آپ کے ماننے والوں میں عام ہے۔'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اور مستقبل میں بھی لوگ اس پر عمل کریں گے۔'' (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم نے مندرجہ ذیل چار باتوں پر عمل کیا تو یہ تمہارے لئے کافی ہیں اور اگر تم کو ان سے دنیا میں کوئی دوسرا فائدہ

Marfat.com

حاصل نہیں ہوا تو بھی تمہارے لئے یہ کافی ہیں۔

امانت کی حفاظت کرو۔ سچ بولو۔ دوسروں سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور حلال کھاؤ۔

ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرمالے۔ دوسرے الفاظ میں میں مقبول الدعا ہو جاؤں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے کہا ''اے سعد اگر تم حلال اور طیب کھاؤ تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری تمام دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔ یعنی تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے اسی حدیث میں مزید فرمایا ''میں اس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کوئی انسان حرام چیز کا ایک ٹکڑا بھی کھاتا ہے تو اس کے کسی بھی عمل کو اللہ چالیس دن تک قبول نہیں کرتا۔ اگر کسی کا جسم حرام کھا کر بنا ہے تو اس کا جسم جہنم کی آگ کے ہی لائق ہے۔''

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ''جب سب میدان حشر میں اکٹھے ہوں گے اس وقت کوئی بھی مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیئے بغیر جا نہیں سکے گا۔ اس نے اپنی زندگی کس طرح گزاری؟ اس نے اپنی جوانی کیسے گزاری؟ اس نے کیسے روزی کمائی؟ اور اسے کہاں خرچ کیا؟ اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ (البیہقی، الترغیب)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل اور اس کی زبان مسلمان نہ ہو جائے، اور اس کے پڑوسی اس سے ہر قسم کی ایذا سے محفوظ نہ ہو جائیں۔ اور جب آدمی اپنی حرام دولت میں سے خیرات کرتا ہے تو اللہ اسے قبول نہیں کرتا۔ وہ حرام دولت سے خرچ کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اگر وہ یہ دولت اپنی اولاد کے لئے چھوڑتا ہے تو یہ ان لوگوں کے لئے جہنم کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا۔ البتہ وہ ذاتِ باری برے اعمال کو اچھے اعمال سے دھو دیتی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مہاجرین کی ایک

Marfat.com

جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل پانچ خصلتیں تم میں پیدا نہ ہوں۔

۱۔ جب کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر طاعون جیسی وبائیں مسلط کر دیتے ہیں جن کے بارے میں ان کے آباؤ اجداد کو بھی علم نہیں تھا۔

۲۔ جب لوگ تولنے میں بے ایمانی کرنے لگیں۔ تب اللہ ان پر قحط اور مہنگائی نازل فرما دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو انتہائی جسمانی اذیّت ملتی ہے اور انہیں حکام کے مظالم کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ اگر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو ان کی زمینوں پر بارش بند کر دی جاتی ہے۔

۴۔ جب وہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے کیے ہوئے وعدے فراموش کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ غیر قوم کو ان پر مسلط کرتا ہے، جو ان کی دولت بذریعہ طاقت چھین لیتی ہے۔

۵۔ اگر حکمران طبقہ قرآن حکیم میں دیئے گئے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درمیان نفاق پیدا کر دیتا ہے اور وہ ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔'' (مسلم)

یہ دلچسپ بات ہے کہ قرآن پاک میں ماہ صیام کی تفصیل کے فوراً بعد سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۸ میں حلال وحرام کا بیان ہے۔ چونکہ روزے کے دوران کئی حلال اشیاء بھی منع ہیں اس طرح روزے کے دوران ہمیں بعض حلال اشیاء سے بھی دور رہنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ تربیت اور صبر ہمارا بہت قیمتی سرمایہ ہے۔ اس کے باعث ہمیں حرام اشیاء سے پوری طرح اجتناب کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ روزہ داروں کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ وہ صرف حلال چیزوں سے ہی روزہ کھولیں۔ اگر یہ حرام اشیاء ہیں تو ایسا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہ ہوگا۔

حلال اور حرام کا فیصلہ کسی پیغمبر کے اختیار پر بھی نہیں چھوڑا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ تحریم

Marfat.com

آیت نمبر ا میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ①

(ترجمہ) اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں۔ کیا آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حرام اور حلال کا صحیح فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتے ہیں۔ پس دنیا کی کوئی طاقت یا حکومت حلال وحرام کے مسئلہ کو حل نہیں کر سکتی کیونکہ مختلف پارٹیوں کے مفاد اس میں شامل ہوں گے۔ اس طرح دباؤ کے تحت تیار کئے گئے فیصلے خواہ وہ ذاتی ہوں یا بین الاقوامی انصاف پر مبنی نہیں ہوتے اور اس لئے وہ قابل قبول بھی نہیں ہوں گے۔ صرف اللہ کا حرام وحلال کا قانون ہی تمام لوگوں کے لئے منصفانہ اور قابل قبول ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس لائق بنائے کہ ہم ہمیشہ حلال کے عادی رہیں اور حرام سے بچیں۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

سورۃ الفاتحہ

سورۃ الفاتحہ قرآن حکیم کی پہلی سورۃ ہے اور یہ کئی وجوہات کی بنا پر بہت اہم ہے۔

۱۔ پہلی مکمل سورۃ ہے جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی اس لئے اس کو فاتحۃ الکتاب کہتے ہیں۔

۲۔ اسے ام الکتاب بھی کہتے ہیں اور ام القرآن بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ''قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس جیسی کوئی بھی سورت نہ تو تورات میں ہے اور نہ ہی انجیل میں، نہ ہی زبور میں ہے، یہاں تک کہ خود قرآن میں بھی نہیں ہے۔ (مسلم، ترمذی)

۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ''قرآن کی تمام آیات میں سے سورۃ الفاتحہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔''

۴۔ اس سورت کو سورۃ الشفاء بھی کہتے ہیں۔ یعنی جسمانی، نفسیاتی اور روحانی بیماری کے علاج کے لئے اس کا پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا نہایت مفید ہے۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کا مطلب ہے کہ تمام تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔ یہ صرف اللہ کی تعریف اور شکر گزاری ہی نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ کی اکائی اور اس کی واحدانیت بھی مخفی ہے۔

پس اللہ کی تعریف کی دلیل بھی موجود ہے اور یہ قرآن پاک کی فصاحت وبلاغت کی انمول مثال ہے۔

یقینا ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ہر انسان اور ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ لہٰذا اسلام کا یہ پہلا ستون ہے، جسے ایمان کہتے ہیں جو اس مخصوص آیت میں پوشیدہ ہے۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) اس بات کی دلیل بھی ہے کہ سب تعریف اللہ کے ہی لئے ہونی چاہئے کیونکہ وہ تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے، پالنے والا ہے اور سہارا دینے والا ہے

Marfat.com

اور معلوم اور نامعلوم دنیاؤں کا چلانے والا ہے۔

آیئے ہم دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اپنے عمل تخلیق کا بیان کس طرح فرماتا ہے۔

سورۃ الذاریات: ۴۷ تا ۴۹

وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾

(ترجمہ) اور ہم نے آسمان کو بنایا ہاتھ (قوت سے) اور بے شک ہم ہی پھیلانے والے یا وسعت دینے والے ہیں اور ہم نے زمین کو (بطور) فرش بنایا تو اور ہم کیسا اچھا بچھانے والے ہیں۔ اور ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

پہلے کے علماء پھیلتے ہوئے آسمانوں کے مفہوم کو نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے ہم کو یہ مشورہ دیا کہ ہم اس بارے میں چپ رہیں۔ آج ہم خلائی تحقیق کے ذریعہ پھیلتی ہوئی دنیا کے مفہوم کو سمجھنے لگے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارا شمسی نظام ستاروں کے ایک کہکشاں کا حصہ ہے۔ اور اس سے کہیں بڑے اور کہکشاں بھی ہیں۔ اور یہ سب کہکشاں ایک دوسرے سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ اس طرح ہماری یہ خلائی دنیا دن بدن پھیلتی جارہی ہے۔ بدقسمتی سے یہ سائنسدان اللہ کی ان کھلی نشانیوں سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے جو اللہ نے قرآن حکیم میں صدیوں پہلے بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ تخلیق کے بارے میں فرماتے ہیں۔ سورۃ الواقعہ: ۶۸ تا ۷۳

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾

(ترجمہ) بھلا دیکھو کہ جو پانی تم پیتے ہو، کیا تم نے اس کو بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرتے ہیں، اگر ہم چاہیں تو ہم اسے کھاری کر دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟ بھلا دیکھو تو جو آگ تم درخت سے نکالتے ہو، کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرتے

Marfat.com

ہیں؟ ہم نے اسے نصیحت بنایا اور مسافروں کے لیے منفعت بنایا ہے۔ پس تو اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔

غور کیجئے کہ یہ آگ ہمیں جہنم کی آگ کی یاد دلاتی ہے گو اس دنیا میں اللہ نے ہمیں اس قابل بنایا ہے کہ اس آگ کا استعمال ہم اپنے آرام اور کھانا پکانے کے لئے کریں! پھر اللہ تعالیٰ انسان کی تخلیق کے بارے میں فرماتا ہے۔سورہ الانسان۔ ۱ تا ۳

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝۱ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۲ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝۳

(ترجمہ) بیشک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھی۔ہم نے انسان کو ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا، تا کہ اسے آزمائیں تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا، (اور) اسے راہ بھی دکھائی (اب) خواہ وہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا۔

ایک انسان اپنے آپ میں ایک چھوٹی سی دنیا ہے جس میں بہت سارے مختلف سسٹم موجود ہیں یہ تمام سسٹم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر نہایت ہم آہنگی سے کام کررہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔سورۃ الذاریات: ۲۱

وَ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱

(ترجمہ) اور تمہارے جسم کے اندر (نشانیاں موجود ہیں) پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے بارے میں مختصر طور پر معلومات۔

آیئے اب ہم معلوم کریں کہ لفظ ''رحمن'' اور ''رحیم'' کے کیا مطلب ہیں؟ یہ دونوں الفاظ بنیادی لفظ ''رحمت'' سے نکلے ہیں۔ رحمن کا مطلب ہے شروع سے آخر تک رحم ہی رحم! اس لفظ کے لیے جمع کا صیغہ نہیں ہے۔ اور لفظ ''رحمن'' صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ لفظ ''رحیم'' کا مطلب ہے سراپا رحم! یہ لفظ انسانوں کے لئے بھی استعمال کیا

Marfat.com

جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے آخری رسول ﷺ کی شان میں فرماتا ہے۔

سورۃ التوبہ: ۱۲۸

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ مومنوں پر بڑے شفیق اور بے حد مہربان ہیں۔

پھر ہم سورۃ الفاتحہ میں یہ کہتے ہیں ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کہ اللہ تبارک وتعالیٰ روز جزا کا مالک ہے۔'' اس کی تفصیل کے لئے یوم الحساب کے عنوان سے الگ خطبہ اس کتاب میں موجود ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ: ۵

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

(ترجمہ) اے پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

چونکہ سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں جس نے ہم انسانوں کو ماضی میں بھی پیدا کیا اور جو حال میں بھی ہم سب پر رحم کر رہا ہے اور آنے والے دور یعنی مستقبل میں مالکِ روز جزا ہو گا۔ پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اس آیت کو سورۃ الفاتحہ کی روح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ آیت نہ صرف اللہ کی تعریف کے لئے ہے بلکہ بندوں کی طرف سے اللہ کے حضور میں دعا بھی ہے۔ پس ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' آپ ہم کو سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ لفظ ''ہدایت'' تشریح طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ تین طریقوں سے ہماری رہنمائی اور ہدایت فرماتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الاسراء: ۴۴

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

(ترجمہ) ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ اُن میں ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور (مخلوقات میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے، بے شک وہ بُردبار (اور) غفار ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے۔ سورۃ النور: ۴۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

(ترجمہ) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو بھی زمین اور آسمان میں ہے وہ سب اللہ کی حمد وثناء کر رہے ہیں۔ اور پر پھیلائے ہوئے پرندے (بھی) ہر ایک نے جان لی اپنی دعا اور اپنی تسبیح اور اللہ جانتا ہے کہ جو وہ کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الاعلیٰ: ۱ تا ۳

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۪﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۪﴿۳﴾

(ترجمہ) اپنے پروردگار کی تعریف کیا کرو (حمد وثناء کیا کرو) جس کی ذات بابرکات سب سے اعلیٰ ہے۔ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ پھر ہر چیز کو ایک خاص شکل عطا فرمائی ہے پھر تقدیر بنائی۔ اور ایک مخصوص راستے پر چلتے رہنے کی ہدایت فرمائی۔

یہاں پہلا نکتہ یہ ہے اللہ کی سب مخلوق ہدایات یافتہ ہے۔ اور تمام چیزیں اس کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق اپنا اپنا کام بخوبی انجام دے رہی ہیں۔ مثال کے طور پر ہم اپنے کانوں کو دیکھنے کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ ہم اپنی آنکھوں سے سننے کا کام نہیں لے سکتے! یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ مریم: ۹۳

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾

(ترجمہ) نہیں کوئی جو آسمان میں ہے اور زمین میں، مگر رحمٰن کے (حضور) بندہ ہو کر آتا ہو۔

دوسرے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کے ذریعے وقتاً فوقتاً انسانوں کو ہدایت فرماتا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ اگر اللہ چاہے تو عوام الناس کو بلاواسطہ بھی ہدایت پہونچا سکتا ہے!

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام عنایات میں سب سے اہم ہدایت ہے جس کے بغیر انسان اور دنیا کی کوئی بھی شے اپنا کام ٹھیک طور پر انجام نہیں دے سکتی۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی پیدا کردہ تمام

Marfat.com

چیزوں کو ہدایت کا راستہ نہ دکھاتا تو یہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اسی لئے یہ ثابت ہوا کہ ہر چیز اللہ کی ہدایت کی محتاج ہے۔

انسان اللہ سے سیدھے راستے پر چلنے کی دعا کیوں مانگتے ہیں؟ علاوہ ازیں تمام انبیاء علیہم السلام تو ہدایت یافتہ تھے اور سیدھے راستے پر چلنے والے تھے۔ اس کے باوجود وہ بھی اللہ سے سیدھے راستے پر چلنے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ آخر کیوں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اور زیادہ ہدایت یاب کرسکتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تمام انسانوں کی طرح انبیاء علیہم السلام بھی مزید ہدایت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہوجاتے ہیں۔

مثال کے طور پر فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ الفتح میں فرماتا ہے۔ سورۃ فتح آیت ۲

وَ یَهۡدِیَكَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ﴿۲﴾

ترجمہ (اس فتح کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ) اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھا راستہ دکھائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے تمام انبیاء علیہم السلام اسی صراط مستقیم پر چلنے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ ۬ۙ

(ترجمہ) اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے اپنا انعام کیا۔

یہ نیک لوگ کون ہیں اور کہاں ہیں؟ ان نیک لوگوں کی تفصیل سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۹ میں کی گئی ہے۔ ''اور جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلے گا تو اللہ تعالیٰ ان کا معاملہ پیغمبروں، صدیقوں، سچ بولنے والوں، شہداء اور متقی لوگوں کے ساتھ فرمائے گا۔''

یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ہم اللہ سے یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمیں صرف کسی خاص پیغمبر یا قرآن حکیم میں دیئے گئے احکامات کی روشنی کی ہدایت فرما بلکہ دعا یہ ہے کہ ہمیں نیک لوگوں کے راستے پر چلا جو ہر دور میں موجود رہتے ہیں۔ پس ہمارے لئے متقی لوگوں

Marfat.com

کی پیروی اور صحبت بہت اہم ہے۔ اردو کے کسی شاعر نے نیک لوگوں کی صحبت کی اہمیت کے بارے میں کہا۔

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا ''میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے ایک ہدایت یافتہ جنت میں جائے گا۔'' کسی صحابیؓ نے پوچھا وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو میری اور میرے صحابہؓ کی اتباع کرے گا۔''

کچھ مسلمانوں نے صرف قرآن حکیم سے ہدایت حاصل کی، اور متقی لوگوں کی صحبت سے دور رہے۔ وہ لوگ یہ بھول گئے کہ اللہ نے انسان کی ہدایت کے لئے ہر دور میں پیغمبر بھیجے جن کی صحبت نے لوگوں کو سیدھے راستے پر گامزن کیا۔

دنیاوی طور پر بھی ڈاکٹری کا کورس کرنے کے لئے صرف کتابیں کافی نہیں ہیں، اس کے لئے تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ کرام کی ضرورت ہوتی ہے۔

کچھ دیگر مسلمانوں نے صرف متقی لوگوں کو اپنا رہبر بنایا اور قرآن کی تعلیمات کو فراموش کر دیا اس لئے ان میں آپس میں نااتفاقی پیدا ہوگئی۔

دراصل ہمیں قرآن حکیم کی ہدایت کے ساتھ ساتھ متقی اور پرہیز گار لوگوں کی صحبت کی بھی ضرورت ہے۔ جو ہر دور میں موجود رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کے لئے ان لوگوں کی اتباع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاقت بے ریا

یعنی اولیاء کی صحبت میں ایک لمحہ گزارنا سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایسے لوگوں کی راہ پر نہ چلائے جن

Marfat.com

پر اُس کا غضب نازل ہوا۔ اور نہ ہی ایسے لوگوں کی راہ پر چلائے جو سیدھے راستے سے بھٹک کر گمراہ ہوگئے!

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے نماز کو اپنے بندوں اور اپنے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ تب اللہ کہتا ہے کہ جو کچھ میرے بندے مجھ سے طلب کرتے ہیں میں انہیں بخش دیتا ہوں۔

جب بندہ یہ کہتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ — تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری حمد کی۔

جب بندہ یہ کہتا ہے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری تعریف کی

جب بندہ یہ کہتا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ — تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔

جب بندہ یہ کہتا ہے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ — تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری حمد و ثناء کی اور دعا و درخواست بھی۔

پس جب بندہ کہتا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ — اور سورۃ فاتحہ کے آخر تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرما دیتے ہیں۔

لہٰذا سورۃ فاتحہ اللہ کی تعریف میں نازل ہوئی ہے اور سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت طلب کرنے کا بہترین طریقہ ہے! باقی پورے قرآن میں اللہ اسی صراطِ مستقیم کی وضاحت،

Marfat.com

ہدایت اور رہبری فرماتے ہیں۔

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں سورۃ الفاتحہ کے ذریعے اللہ نے اپنی تعریف کا طریقہ سکھایا اور اُس سے کیا مانگنا ہے اور کس طرح مانگنا ہے؟ بھی سکھایا۔ جنت میں پہنچ کر بھی لوگ یہی کلمہ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہیں گے۔ سورۃ الزمر: ۷۵

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝۷۵

(ترجمہ) اور تم فرشتوں کو عرش کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے دیکھو گے، وہ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہوں گے۔ اور لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے گا اور پکارا جائے گا (ہر طرف) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں ہی اس کلمہ مبارک سے روشناس کرا دیا۔ پس اس مضمون کے آخر میں میں یہی عرض کرتا ہوں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Marfat.com

جنگ بدر

مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں تیرہ سال کے طویل عرصہ تک ہر قسم کے مظالم اور تکالیف کا سامنا کرنے کے باوجود جوابی کارروائی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ کافروں نے مسلمانوں کو ان کے گھروں تک سے نکال باہر کیا اور مسلمان طوعاً وکرہاً یہ بھی برداشت کر گئے۔ بالآخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ ہجرت کرنی پڑی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے غیر مسلموں سے معاہدے کئے اور اس طرح ایک اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی!

جنگ بدر اسلام کی پہلی جنگ ہے، جس میں دشمن تعداد میں مومنین سے تین گناہ زیادہ تھے، مسلم فوج میں صرف ۳۱۳ سپاہی، ستر اونٹ، دو گھوڑے، اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اس سفر کے دوران سواری کے جانور کم تھے مثلاً اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابولبابہؓ اور حضرت علیؓ باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوتے جبکہ باقی دو پیدل چلتے۔

دشمنوں کی فوج میں سر سے پیر تک زدہ بکتر سے لیس ایک ہزار سپاہی تھے۔ جن کے پاس سات سو اونٹ اور سو گھوڑے تھے۔ دونوں فوجیں بدر کے مقام پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں۔

آیئے ہم جنگ سے پہلے، جنگ کے دوران اور جنگ کے بعد کے چند واقعات کا جائزہ لیں جن سے ہمیں کئی سبق حاصل ہوں گے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پریشان کن حالات میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

”اے اللہ اگر آج تیرے ان مٹھی بھر نام لیواؤں کو شکست ہوگئی تو پھر قیامت تک دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ اے میرے اللہ میں تجھی سے اور صرف تجھی سے مدد کا طالب ہوں۔ دستِ غیب سے ہماری مدد فرما“۔ سورۃ الانفال: ۹۔۱۰

Marfat.com

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

(ترجمہ) جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری دُعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے، اور اس مدد کو اللہ نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ نے اپنے فرشتوں کے ذریعے مومنین کی امداد کا اعلان فرمایا۔ اور وہ اس لئے تاکہ مومنین کے دلوں کو سکون اور اطمینان حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاد رکھو کہ یہ مدد فرشتے نہیں کر رہے بلکہ میں خود کر رہا ہوں۔ کیونکہ مدد تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ فرشتے تو اس نے فقط مومنین کے اطمینان قلب کے لئے بھیجے تھے۔ اللہ نے فرشتوں کو کوئی کام کرنے کا حکم دیا۔ سورۃ الانفال: ۱۲

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾

(ترجمہ) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں کو ارشاد فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔ میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب وہیبت ڈالے دیتا ہوں، تم اُن کی گردنوں پر ضرب لگاؤ اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔

اس آیت سے واضح ہے کہ فرشتوں نے نہ صرف مومنوں کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے قدم جما دیے۔ بلکہ خود بھی مسلمانوں کی طرف سے باقاعدہ جنگ میں حصہ لیا۔ ابو داؤد مزنیؓ اور سہیل بن حنیفؓ بیان فرماتے ہیں کہ بدر کی جنگ کے دوران ہماری تلواریں کافروں کی گردنوں تک پہونچنے بھی نہ پاتی تھیں کہ ان کی گردنیں کٹ کر جسم سے الگ ہو جایا کرتی تھیں۔ دراصل کافروں کی گردنیں فرشتے کاٹ رہے تھے۔ سورۃ الانفال: ۵۰

Marfat.com

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾

(ترجمہ) اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جانیں نکال رہے تھے اور اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (تھے اور کہتے تھے) کہ (اب) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو۔

اس آیت سے ہمیں معلوم ہوا کہ جب بھی فرشتے کسی کافر کی روح قبض کرتے ہیں تو وہ ان کافروں کو سزا کے طور پر ان کے منہ اور پشت پر آگ میں دہکا کر سرخ کی ہوئی لوہے کی موٹی موٹی سلاخوں سے ان کو بُری طرح مارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۵۱ میں فرماتا ہے "یہ ان کافروں کی بداعمالیوں کی سزا ہے جس کا وہ دنیا میں ارتکاب کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بذات خود ان کافروں پر کوئی ظلم نہیں کرنا چاہتا۔" اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۱۴ میں فرماتا ہے "ابھی فی الحال اپنی بداعمالیوں کا مزا چکھو، قیامت کے دن اس سے بڑی سزا تمہاری منتظر ہے"۔ یہ پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سکرات الموت کے وقت کافروں کو انتہائی دردناک تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے۔ انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے سزا دی جاتی ہے۔ جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے ایسی ہی دردناک سزا ہے۔

جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے بھی کئی معجزات رونما ہوئے۔ مثال کے طور پر جنگ سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک خواب دیکھا۔ سورۃ الانفال: ۴۳

اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِکَ قَلِیْلًا ؕ وَ لَوْ اَرٰىکَهُمْ کَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾

(ترجمہ) اس وقت اللہ نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا۔ اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اُس) میں تم جھگڑنے لگتے لیکن اللہ نے (تمہیں اس سے) بچا لیا، بیشک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔

Marfat.com

حالانکہ دشمنانِ اسلام کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے خواب میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تعداد کم کر کے دکھائی، اگر اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کی تعداد زیادہ بتاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات اپنے صحابہ کرامؓ کو بتادیتے تو مسلمانوں میں شدید اختلاف ہو جاتا اور اختلاف ہر حالت میں نقصان دہ ہوتا ہے۔ خصوصاً میدان جنگ میں اور بھی زیادہ مضر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح معجزانہ طور پر مسلمانوں کو اختلاف سے بچالیا۔

اسی طرح جنگ کے دوران ایک اور معجزہ رونما ہوا۔ سورۃ الانفال: ۴۴

وَ اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾

(ترجمہ) اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ اللہ کو جو کام کرنا منظور تھا اُسے کر ڈالے، اور سب کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔

مسلمانوں نے میدان جنگ میں اس معجزے کا مشاہدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کے دوران دشمن کی تعداد کم کر کے دکھائی، جس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ اور کافروں کی نگاہ میں مسلمانوں کی تعداد کم کر کے دکھانے میں اللہ تعالیٰ کی منشا یہ تھی کہ کافر مسلمانوں کو تعداد میں کم اور کمزور جان کر سامنے آئیں اور قتل کئے جائیں۔ اور اپنی سزا کا مزا چکھیں۔ دورانِ جنگ ایک اور دلچسپ واقعہ رونما ہوا۔

شیطان نے قبیلہ بنو بکر کے ایک طاقتور سردار سراقہ بن مالک کا بھیس بدلا اور کافروں کے ساتھ مل گیا اور یہ کہہ کر کافروں کی حوصلہ افزائی کرنے لگا کہ آج دنیا کا کوئی انسان تمہیں نقصان نہیں پہونچا سکتا، کیونکہ آج میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ جب شیطان نے مسلمانوں کی فوج دیکھی تو وہ یہ کہتا ہوا الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا کہ مجھے تم سے (کافروں سے) کچھ واسطہ نہیں ہے۔ سورۃ الانفال: ۴۸

وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ

Marfat.com

جَآءَتۡكُمۡ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيۡهِ وَقَالَ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّنۡكُمۡ اِنِّىۡۤ اَرٰى
مَا لَا تَرَوۡنَ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۴۸

(ترجمہ) اور جب شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر کے دکھایا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے۔ اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فاتحین بدر کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ سورۃ الانفال: ۱۷

فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ ۪ وَ مَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ
رَمٰى ۚ وَلِيُبۡلِىَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۱۷

(ترجمہ) تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔ اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔ اس سے یہ غرض تھا کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزما لے بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور صحابہؓ سے فرما رہا ہے کہ تم یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ یہ جنگ تم نے جیتی ہے۔ فتح و کامرانی صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو یہ یاد دہانی بھی کروا رہا ہے کہ جب حضور ﷺ نے کچھ مٹی اور کنکر اپنی مٹھی میں لیکر دشمنوں کی طرف پھینکے تو یہ مٹی اور کنکریاں ہوا کے زور سے طوفان گرد و باد میں تبدیل ہو گئی۔ دشمنانِ اسلام کی آنکھوں میں پڑ گئی اور وہ بدحواسی میں میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ مٹھی بھر مٹی اللہ تعالیٰ کے حکم اور مدد سے طوفان میں تبدیل ہوئی۔ پس جنگ میں فتح صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہوئی ہے نہ کہ مجاہدین کی ذاتی صلاحیتوں سے۔ سوچئے اس کامیابی پر

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ بھی فخر نہیں کر سکتے۔

جنگ ختم ہوتے ہی مسلم فوج تین گروہوں میں بٹ گئی ایک گروہ وہ جس نے بھاگتے ہوئے دشمن کا دور تک پیچھا کیا۔ دوسرا گروہ میدان جنگ میں دشمن کے چھوڑے ہوئے مالِ غنیمت کو جمع کرنے میں لگ گیا اور تیسرا گروہ جس نے حفاظت کی خاطر حضور ﷺ کے گرد دائرہ بنا لیا، تاکہ خدانخواستہ کہیں چھپا ہوا کوئی دشمن حضور ﷺ پر وار نہ کر سکے۔

جب سب لوگ شام کو ایک جگہ جمع ہوئے تو دن میں جمع کئے گئے دشمن کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ جن لوگوں نے یہ مال جمع کیا تھا ان کا دعویٰ تھا کہ اس سارے مال پر صرف ان کا حق ہے۔ کیونکہ یہ سب انہوں نے بڑی محنت سے جمع کیا ہے۔ دوسرے گروہ والوں کا کہنا تھا کہ اس مال پر ان کا بھی حق ہے، کیونکہ اگر وہ دشمن کا پیچھا کر کے اسے نہ بھگاتے تو ان لوگوں کو مال جمع کرنے کا موقع نہ مل سکتا۔ تیسرے گروہ کا کہنا یہ تھا کہ چونکہ ہم سب سے اہم فرض انجام دے رہے تھے یعنی اللہ کے نبی ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے اس لئے اس مال پر ہمارا بھی حق بنتا ہے۔ عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر نوبت یہاں تک پہونچی کہ سب مجاہدین میں اَن بن پیدا ہوگئی کیونکہ ابھی تک مال غنیمت کے بارے میں کوئی ہدایت نازل نہیں ہوئی تھی۔ گزشتہ امتوں کے لوگوں کو مال غنیمت استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ وہ لوگ تمام مال غنیمت ایک جگہ ڈھیر کر دیتے تھے اور اگر اس پر بجلی گر کر اسے خاک کر دیتی تو گویا اس بات کا اشارہ تھا کہ ان کا جہاد قبول کر لیا گیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں اپنے رسول کو واضح ہدایت فرمائی۔ جیسے ہی ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ مالِ غنیمت کی تقسیم کا مسئلہ اللہ تعالیٰ نے خود حل فرما دیا ہے۔ تو یہ سب لوگ آپس کے تمام اختلافات فراموش کر کے پھر ایک بار شیر و شکر ہوگئے۔ حکم الٰہی کے مطابق تمام مال سب مجاہدین میں برابر برابر تقسیم کر دیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی تھی کہ اس نے امت محمدی کو مال غنیمت استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آتے ہی کس طرح

Marfat.com

صحابہ کرامؓ آپس کے اختلافات بھلا کر ایک ہو جایا کرتے تھے اور فی الفور اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے تھے۔

غیر مسلم مورخین کے نزدیک جنگ بدر پوری دنیائے انسانیت کی سب سے اہم جنگ ہے۔ اس ایک جنگ کے اثرات نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے۔ اس سے اسلامی ریاست کو تقویت اور فروغ ملا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفار کو شکستِ فاش ہوئی۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جنگ بدر کے دوران کتنے معجزے رونما ہوئے اور کس طرح اللہ کے سچے اور مخلص بندوں کو اللہ تعالیٰ کی تائید اور امداد حاصل ہوئی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر گامزن ہوں تاکہ ہمیں بھی مشکل حالات میں تائید اور امداد غیبی حاصل ہو سکے۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اکثر لوگ جادو کرنے اور کرانے میں ملوث تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا فرمائے جن کا مقصد عوام کے دل و دماغ میں اللہ کی وحدانیت اور اس کے لامحدود اختیارات کا سکہ بٹھانا تھا۔ ان میں سے دو معجزے بہت مشہور ہیں جبکہ باقی سات معجزات اکثر بھلا دیئے جاتے ہیں۔

ان دلچسپ واقعات کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ معجزے اور جادو کے درمیان فرق واضح کر دیا جائے۔ معجزہ انسانی عقل وفہم سے بالاتر چیز ہے۔ ایک عام انسان معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ اپنے معجزات کا مظاہرہ کرتا ہے۔ معجزے کی دیگر خصوصیات یہ ہیں۔ جن لوگوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے معجزات کا ظہور فرماتا ہے وہ اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ معجزہ ان کی ذاتی صلاحیتوں کے باعث رونما ہوا ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت کا مظہر ہے۔ انبیائے کرام معجزہ دکھانے پر اتراتے نہیں۔ نہ ہی کسی قسم کے انعام، پیسے یا شہرت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ معجزہ بیک وقت سب لوگ دیکھ سکتے ہیں جبکہ جادو چند لوگوں کو وقتی طور پر دھوکہ دینے کے لئے ہوتا ہے۔

اس کے برعکس جادوگروں کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ یہ جھوٹے لوگ سستی شہرت اور مالی منافع پر یقین رکھنے والے لالچی اور خود غرض لوگ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ کسی نبی کے معجزے کو نہ ماننے والے افراد بھی اس نبی کے کردار اور ذاتی شرافت کا اقرار کرتے ہیں۔

جادو صرف نظر کے دھوکے کا نام ہے، جسے بہت آسانی سے بے اثر کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ معجزہ کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رونما ہوتا ہے۔ سورۃ الانفال: ۱۷

Marfat.com

وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

(ترجمہ) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

جنگ بدر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک دشمن کی طرف پھینکی۔ یہ خاک ایک طوفان میں بدل گئی جس نے دشمنوں کی فوج کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور جنگ بدر میں کافروں کو شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا۔ جبکہ کافروں کے مقابلہ میں مسلمان تعداد میں بہت کم تھے۔

جادو ہمیشہ مالی فائدے کے لئے دکھایا جاتا ہے۔ جادو کے ذریعہ انسانوں کے بیچ نفرت پیدا کی جاسکتی ہے۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کے درمیان بھی لڑائی جھگڑا کروایا جاسکتا ہے۔ جادو کا استعمال ہمیشہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

آیئے اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ دیکھیں۔ آپ جب بھی اپنا سیدھا ہاتھ بغل میں ڈال کر باہر نکالتے تھے تو وہ چمکنے لگتا تھا۔ اس کی وجہ کوئی مرض یا بیماری (نعوذ باللہ) نہیں تھی۔ جب دوبارہ بغل میں ڈالتے تھے تو آپ کا ہاتھ اصل شکل میں لوٹ آتا تھا۔

فرعون نے اپنے تمام بڑے بڑے جادوگروں کو بلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لائے۔ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا "پہلے آپ جادو دکھاتے ہیں یا ہم دکھائیں"؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا "پہلے تم!" جادوگروں نے چند رسیاں زمین پر پھینکی جو جادو سے سانپ بن گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر پھینکا، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزے کے طور پر ایک بہت بڑا اژدھا بن گیا، جس نے ان تمام چھوٹے سانپوں کو نگل لیا۔
یہ دیکھ کر وہاں موجود تمام جادوگروں نے اسلام قبول کر لیا۔ فرعون نے ان نو مسلم جادوگروں سے کہا سورۃ الاعراف: ۱۲۴۔۱۲۵

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

Marfat.com

(ترجمہ) میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسرے طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا۔ پھر تم سب کو سُولی چڑھوا دوں گا، وہ بولے کہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس موقع پر نومسلموں نے ایک بڑی ہی جامع دعا مانگی۔ سورۃ الاعراف: ۱۲۶

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾

(ترجمہ) اے پروردگار ہم پر صبر واستقامت کے دہانے کھول دے اور ہمیں ماریو تو مسلمان۔

اس جامع دعا پر غور فرمایئے معجزے کے اثر سے کافر جادوگر چند لمحوں میں ولی اللہ بن گئے۔ سبحان اللہ!

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر میں بیس سال تک تبلیغ فرمائی! یکے بعد دیگرے کفار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئے گئے اپنے تمام وعدوں سے مکرتے رہے۔ ایک بار سخت قحط پڑا۔ اناج اور پھل بالکل ختم ہوگئے۔ لوگ بھوکے مرنے لگے۔ کفار بھاگ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور وعدہ کیا کہ اگر آپ اپنے اللہ سے دعا کر کے ہم پر سے یہ آفت ٹال دیں تو ہم آپ کے خدائے واحد پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا فرمائی۔ قحط ختم ہوگیا۔ مگر کفار اپنے کئے ہوئے وعدے سے صاف مکر گئے۔ پھر اللہ نے سزا کے طور پر طوفان نازل کیا۔ کافروں نے اسلام قبول کرنے کا پھر وعدہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، طوفان ختم ہوگیا۔ مگر کفار نے پھر وعدہ خلافی کی۔ بارش کی وجہ سے فصل بھی اچھی ہوئی جسے دیکھ کر کافر خوش ہوگئے اور اپنا وعدہ وفا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ٹڈی دل بھیجا جس نے تمام کھڑی فصل کو کھانا شروع کر دیا۔ ایک بار پھر کافروں نے وعدہ کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے یہ بلا بھی دور ہوگئی۔ کافر ایک بار پھر اپنے وعدے سے پھر گئے۔ اور بہت سارا اناج جمع کر لیا۔ تب اللہ نے عذاب کے طور پر اناج میں گھن پیدا کر دیا۔ کافروں نے پھر وعدہ کیا کہ اس بار اگر آفت ٹل گئی تو وہ واقعی مسلمان ہو جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان پر رحم آ گیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ آفت جاتی

Marfat.com

رہی۔ لیکن کافروں کا وعدہ بھی جاتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان گنت مینڈک پیدا کردیئے۔ جو ان کے گھروں، پکانے کے برتنوں، خوراک اور پانی میں جمع ہو گئے۔ اس مصیبت سے عاجز آکر کفار نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پھر وعدہ کیا۔ رحم دل حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار پھر دعا فرمائی۔ مصیبت پھر ٹل گئی۔ کافر پھر اپنے وعدے سے مکر کر کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واقعی ایک بہت ہی ماہر جادوگر ہیں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے ان پر خون کا عذاب نازل کیا۔ جب یہ کافر کنویں سے پانی حاصل کرتے تو وہ خون میں تبدیل ہو جاتا۔ جب وہ کوئی چیز پکانے کی کوشش کرتے تو وہ خون بن جاتا۔ یہ عذاب صرف کفار کے گھروں میں رونما ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر کافر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں سے پانی ادھار مانگتے تو وہ بھی کفار کے استعمال کرنے پر خون بن جاتا۔ کافروں نے پھر جھوٹے وعدے کئے۔ اب لگاتار عذابِ الٰہی نازل ہونا شروع ہوا، کبھی پلیگ (طاعون) تو کبھی ہیضہ، تو کبھی چیچک۔ ان تمام مصیبتوں سے تنگ آکر کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کو اپنے گھروں سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنا عصا دریائے نیل کے پانی پر مارا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا میں راستہ پیدا فرما دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بحفاظت اپنی پوری قوم کے ساتھ دوسری طرف پہنچ گئے۔ فرعون اور اس کی پوری فوج نے بھی یہی راستہ اپنایا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی آپس میں مل گیا اور فرعون اپنی فوج سمیت دریا میں غرقِ ہو گیا۔

مورخین کے مطابق قحط سات برس تک جاری رہا۔ اور دیگر چھوٹے بڑے عذاب بھی ہفتوں تک جاری رہے۔ ہر عذاب کے بعد درمیان میں کافروں کو راہِ راست پر آنے کے لئے تین ہفتے مہلت دی گئی مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ سورۃ الاعراف: ۱۳۰ تا ۱۳۳

وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ
یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا
بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓىٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ
قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ

Marfat.com

الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

(ترجمہ) اور ہم نے فرعونیوں کو قحطوں اور میووں کے نقصان میں پکڑا تاکہ نصیحت حاصل کریں۔ تو جب ان کو آسائش حاصل ہوتی تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں۔ اور اگر سختی پہنچتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے رفیقوں کی بدشگونی بتاتے دیکھو اُن کی بدشگونی اللہ کے ہاں (مقدر) ہے، لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے، اور کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس (خواہ) کوئی ہی نشانی لے آؤ یا اس سے ہم پر جادو کرو۔ مگر ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں، تو ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون کتنی کھلی ہوئی نشانیاں بھیجیں۔ مگر وہ تکبر ہی کرتے رہے، اور وہ لوگ تھے ہی گنہگار۔

اس خطبہ سے ہم مندرجہ ذیل کئی نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عادی اور پختہ کار مجرموں کو بھی راہِ راست دکھانا چاہتا ہے۔ اللہ بار بار معاف فرماتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو انتہا سے زیادہ صبر واستقلال کا مادّہ عطا فرماتا ہے۔

آرام وآسائش میں ہمیں اللہ تعالیٰ کا اور زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے نہ کہ لاپرواہ اور نکتہ چین۔

پس جن لوگوں کو ہدایت ملی ہے۔ انہیں اللہ کا بے حد شکر ادا کرنا چاہئے۔ یاد رہے کہ ہمارے پاس ایک زندہ معجزہ موجود ہے۔ یعنی قرآن حکیم! ہمیں چاہئے کہ ہم اس قرآن میں صاف صاف دکھائے گئے راستے پر چل کر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں سنوار لیں۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ ہم سب پر اپنی رحمتوں کا زیادہ سے زیادہ نزول فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

Marfat.com

یوم الحساب

جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دین حق کی تبلیغ شروع فرمائی تو آپ ﷺ نے تین باتوں پر خصوصیت سے زور دیا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ کسی کو اللہ کا شریک مت بناؤ۔ اہل مکہ کو ایک اللہ کی پرستش پر کوئی اعتراض نہیں تھا، لیکن وہ خدائے واحد کے ساتھ بہت سارے دوسرے خداؤں کی شمولیت بھی چاہتے تھے۔ لیکن یہ لوگ اپنی بات منوانے کے لئے حضور ﷺ پر زیادہ زور نہیں ڈال سکتے تھے۔

۲۔ دوسرے اللہ کے رسول ﷺ نے اعلان کیا ''مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کفار مکہ اس بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے تھے لیکن چونکہ وہ لوگ اس حقیقت سے پوری طرح واقف تھے کہ اہل مکہ نے خود ہی حضور ﷺ کی دیانتداری، نیکی اور سچائی کو دیکھنے اور پرکھنے کے بعد آپ کو ''صادق اور امین'' کا لقب دیا۔ لہٰذا کافروں کے لئے حضور ﷺ کے اس سچے دعوے کو جھٹلانا بہت مشکل تھا۔

۳۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اعلان فرمایا ''ایک دن (قیامت کا) آنے والا ہے جس دن تم سب کو اللہ کے سامنے پیش ہو کر اپنے نیک اعمال کی جزاء اور اعمال بد کی سزا پوری دی جائے گی۔''

اس اعلان کے سنتے ہی کفار مکہ کو حضور ﷺ کے اس دعوے کی مخالفت کا موقع مل گیا۔ مشرکین مکہ نے حضور ﷺ سے کہا۔ سورۃ الواقعہ: ۴۷۔۴۸

وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾

(ترجمہ) اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں (ہی

Marfat.com

ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اُٹھنا ہوگا، اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟

کفار مکہ نہ صرف یہ کہ اس قسم کے سوالات کرتے تھے بلکہ حضور ﷺ کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کو (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) دیوانہ اور مجنون کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیہودہ گوئی کا جواب دیا۔ سورۃ الواقعہ: ۴۹ تا ۵۶

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾

(ترجمہ) کہہ دو کہ بیشک پہلے اور پچھلے، (سب) ایک روز مقرر وقت پر جمع کئے جائیں گے، پھر تم اے جھٹلانے والو گمراہ لوگو! تھوہر کے درخت کھاؤ گے، اور اُسی سے پیٹ بھرو گے، اور اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے، اور پیو گے بھی تو اس طرح جیسے پیاسے اُونٹ پیتے ہیں، جزا کے دن یہ ان کی ضیافت ہوگی۔

لفظ ''نزل'' کا مطلب ابتدائی مہمان نوازی سے ہے، پس ''نزلہم'' ان کی ابتدائی مہمان نوازی ہے، اس کے بعد جو سلوک ان (کفار) کے ساتھ ہوگا وہ اور بھی زیادہ اذیت ناک ہوگا۔

اہل مکہ مزاحیہ انداز میں پوچھتے تھے۔ سورۃ ملک: ۲۵

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

(ترجمہ) اور کافر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ الملک: ۲۶

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾

(ترجمہ) کہہ دو کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور میں تو واضح طور پر متنبہ کرنے والا ہوں۔

کفار مکہ قیامت واقع ہونے والے دن کے متعلق بار بار مزاحیہ انداز میں حضور ﷺ سے پوچھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جواباً فرماتے ہیں۔ سورۃ النباء: ۴۔۵

Marfat.com

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥

(ترجمہ) دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے، پھر دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے۔

پہلی آیت کریمہ کا مطلب ہے تم عنقریب عالم برزخ میں جان لو گے۔ (یہ موت کے بعد سے شروع ہو کر قیامت واقع ہونے کا وقفہ ہے) اور دوسری آیت کریمہ کا مطلب ہے تم قیامت کے دن جان لو گے۔ وہ بھی بہت قریب ہے۔ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ہمیں بڑی تفصیل سے آگاہ فرماتا ہے کہ اُس کے نزدیک یوم قیامت قائم کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ سورۃ النباء: ۶ تا ۱۶

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝٨ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝١٤ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝١٥ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝١٦

(ترجمہ) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو (اسکی) میخیں (نہیں ٹھیرایا؟)، (بیشک بنایا) اور تم کو جوڑا جوڑا بھی پیدا کیا، اور نیند کو تمہارے لئے (موجب آرام بنایا۔ اور رات کو پردہ مقرر کیا، اور دن کو معاش (کا وقت) قرار دیا، اور تمہارے اُوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے، اور (آفتاب کا) روشن چراغ بنایا، اور پانی بھرے بادلوں سے موسلا دھار مینہ برسایا، تاکہ اس سے اناج اور سبزہ پیدا کریں، اور گھنے گھنے باغ۔

پس جب وہ مندرجہ بالا تمام باتیں انتہائی آسانی سے اور بغیر کسی کی مدد کے کرسکتا ہے تو پھر وہ قیامت کیوں قائم نہیں کرسکتا؟ بے شک وشبہ کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اس نے نیند جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے جس کے بعد ہم تروتازہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم نیند سے کنارہ کش ہونا بھی چاہیں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں سلا دیگا۔ اور غریبوں کو امیروں سے زیادہ پُرسکون نیند دے گا۔ جب اللہ تعالیٰ روز ازل سے آج کے دن تک ہم کو نیند اور ایسی ہی دیگر ان گنت نعمتیں بغیر کسی معاوضہ کے عطا کرسکتا ہے تو کیا وہ قیامت قائم نہیں کرسکتا؟ آیئے ہم روز

Marfat.com

قیامت کے کچھ مناظر پر نظر ڈالیں۔

اللہ تعالیٰ جنت کے بارے میں فرماتا ہے۔ سورۃ الطور: ۱۷ تا ۲۰

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ۝۱۷ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ
الْجَحِيْمِ ۝۱۸ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ
وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝۲۰

(ترجمہ) جو پرہیز گار ہیں وہ باغوں اور نعمتوں میں ہونگے، جو کچھ اُن کے پروردگار نے اُن کو بخشا اس (کی وجہ) سے خوش ہوں گے اور اُن کے پروردگار نے اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا، (اب تم) اپنے اعمال کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو، تختوں پر صف بستہ تکیے لگائے ہوئے، اور بڑی بڑی آنکھوں والی حُوروں سے ہم اُن کا عقد کر دیں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ سورۃ الحاقۃ: ۱۹ تا ۲۴

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝۱۹ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ
مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝۲۰ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۲۱ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۲۲ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝۲۳ كُلُوْا
وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝۲۴

(ترجمہ) تو جس کا (اعمال) نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (دوسروں سے) کہے گا کہ لیجئے میرا نامہ (اعمال) پڑھیئے، مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا، پس وہ (شخص) من مانی عیش میں ہوگا، (یعنی) اُونچے (اُونچے محلوں کے) باغ میں، جن کے میوے جھکے ہوئے ہونگے، جو (عمل) تم ایامِ گزشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اہل جنت کے بارے میں فرماتا ہے۔ سورۃ یٰسین: ۵۵ تا ۵۸

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝۵۵ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى
الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝۵۶ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝۵۷ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ

Marfat.com

رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾

(ترجمہ) اہل جنت اُس روز عیش ونشاط میں ہوں گے۔ وہ بھی اور اُن کی بیویاں بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں اُن کے لئے میوے اور جو چاہیں گے (موجود ہوگا)۔ پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے)۔

اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ اہل جنت سے پوچھے گا ''اے میرے فرمانبردار بندو بتاؤ تو تمہیں اور کیا چاہیے؟'' اللہ کے نیک بندے جواب دیں گے۔ ''پروردگار تو نے ہمیں سب کچھ تو عطا فرما دیا ہے اب ہمیں کسی اور چیز کی کوئی خواہش نہیں ہے۔'' اللہ تعالیٰ یہ جواب سن کر فرمائے گا۔ ''اے میرے بندو اب میں تمہیں وہ نعمت عظیم عطا کرنے والا ہوں جو اب تک کی دی گئی تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے!'' اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے تمام تر جلوؤں سمیت اہل جنت کے روبرو آجائے گا۔ اور اہل جنت کی پیاسی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے سیراب ہو جائیں گی! اور اللہ تعالیٰ اہل جنت کو سلام سے نوازے گا۔

برعکس اس کے اللہ تعالیٰ بدکاروں اور گناہ گاروں کو سزائیں دے گا، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ الملک: ۶ تا ۱۰

وَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۶﴾ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾

(ترجمہ) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے، جب وہ اُس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا چلانا سُنیں گے اور وہ (جہنم) جوش مار رہی ہوگی، قریب ہے کہ غضب سے پھٹ پڑے گی

Marfat.com

جب اُس میں اُن کی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغہ اُن سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟، وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ہمارے پاس یاد دہانی کرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے اُس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ تم تو بڑی گمراہی میں (پڑے ہوئے) ہو، اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ الحاقۃ: ۲۵ تا ۲۹

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ۬ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝۲۵ وَلَمْ اَدْرِ
مَا حِسَابِيَهْ ۝۲۶ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝۲۷ مَا اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝۲۸ هَلَكَ عَنِّيْ
سُلْطٰنِيَهْ ۝۲۹

(ترجمہ) اور جس کا نامۂ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا نامۂ (اعمال) نہ دیا جاتا، اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے، اے کاش موت (ہمیشہ کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی، (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا، (ہائے) میری سلطنت خاک میں مل گئی۔

اسی طرح کافروں کو سزائیں دینے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ المدثر: ۴۰ تا ۴۸

فِيْ جَنّٰتٍ ۛ۫ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۴۰ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۴۱ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ
نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝۴۳ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝۴۴ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝۴۵ وَ
كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴۶ حَتّٰى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝۴۷ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝۴۸

(ترجمہ) وہ (نیک لوگ) باغ ہائے بہشت میں (ہونگے اور) پوچھتے ہونگے، (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے، کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟، وہ جواب دینگے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے، ہم بے ہودہ باتوں میں لگے رہنے والوں کے ساتھ بے ہودہ باتوں میں مشغول رہتے تھے۔ اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔

Marfat.com

یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی، پس انہیں (اس حال میں) سفارش کرنیوالوں کی سفارش کچھ فائدہ نہ دیگی۔

جنت اور دوزخ کے یہ مناظر ہمیں اس لئے دکھائے گئے ہیں کہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔ یاد رکھئے کہ جنت میں داخلہ صرف ہمارے نیک اعمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ پروردگار ہم سب کو مرتے وقت کلمہ شہادت نصیب فرمائے اور اپنی رحمت سے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین یا ربّ العالمین)

اذان کے بعد دعا کا ثواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان سنی اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهُ (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ)

(ترجمہ) اے اللہ۔ اے اس مکمل دعوت اور قائم نماز کے پروردگار۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص قرب اور خاص فضیلت عطا فرما۔ اور اس مقامِ محمود (تعریف کئے ہوئے مقام) پر کھڑا فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (بخاری)

نوٹ: حدیث شریف میں قوسین کے درمیان والے الفاظ امام بیہقی کی روایت سے ہیں اور اس کی سند جید ہے۔

Marfat.com

شک، تجسّس اور غیبت

اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲ میں فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾

(ترجمہ) اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں، اور ایک دوسرے کے حال کا تجسّس نہ کیا کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ کا ڈر رکھو بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔

ہمیں یہاں گمان (شک وشبہات)، دوسروں کے متعلق غیر ضروری کرید، اور غیبت سے دُور رہنے کی ہدایت کی جارہی ہے، آیئے ہم دیکھیں کہ شک وشبہات سے کیا مراد ہے؟ امام ابوبکر جصّاص نے اپنی کتاب ''اَحکام القرآن'' میں شک وشبہات کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔حرام ۲۔واجب ۳۔مستحب اور مُباح!

حرام شک کی مثال یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بخشش، رحم اور معافی سے قطعی طور پر نااُمید ہو کر یہ سوچنے لگے کہ بس اب تو میں کبھی بھی بخشا نہیں جاؤں گا، اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی راضی نہیں ہوگا، اور بس اب تو دوزخ ہی میرا ٹھکانا ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

لا یموتنّ أحد کم الا وھو یحسن الظنّ باللہ

یعنی تم آخری دم تک اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھی اُمید یعنی حسنِ ظن رکھو!

ایک حدیث قُدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

أنا عند ظن عبدی بی (بخاری و مسلم)

یعنی میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، جیسا وہ میرے متعلق ظن رکھتا ہو۔

واجب شک کی مثال ایسی ہے کہ جیسے فرض کیا کہ آپ بالکل اکیلے ہیں، آپ کو اس کا علم نہیں قبلہ کس طرف ہے اور کوئی بتانے والا بھی موجود نہیں ہے، تب آپ اپنی سمجھ بُوجھ کے مطابق ایک اندازے سے قبلہ کا تعین کر کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مستحب شک کی مثال ایسی ہے، کہ ہر مسلمان کے بارے میں آپ کو اچھی رائے اور اچھا خیال رکھنا چاہئے! یعنی روز مرہ کے معاملات میں بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے آپ کسی بھی مسلمان کو چور یا بے ایمان نہ سمجھ لیں۔

مُباح شک کی مثال ایسی ہے کہ جیسے آپ کو کسی وجہ سے یہ یاد نہیں رہا کہ آپ نے چار رکعت نماز ادا کی ہیں یا تین رکعتیں آپ کو جتنی رکعت کی ادائیگی اپنے طور پر ٹھیک معلوم ہوتی ہے، وہی سمجھ کر نماز پُوری کر لیں۔

اب آیئے، ہم دیکھیں کہ اسلام میں کسی دوسرے کے بارے میں بلاوجہ تجسّس کرنا یا اس کی جاسوسی کرنا کیسا ہے اسلام ہمیں دوسروں کے راز کی باتیں معلوم کر کے انہیں سب کے سامنے عام کرنے کی بالکل اجازت نہیں دیتا، مثلاً اگر آپ نے چُھپ کر کسی کی کوئی بات سُن لی، یا سوتے رہنے کا بہانہ بنا کر آنکھ بند کر کے کسی کی راز کی بات سن لی یہ جائز نہیں، اس بات کی اجازت اُس وقت ہے کہ جس سے آپ کو اپنی یا اپنے کسی مسلمان بھائی کے نقصان کا خطرہ لاحق ہو۔

اب آیئے دیکھیں کہ چُغلی یا غیبت کیا ہے؟ کسی کے بارے میں کچھ بھی کہنا، جبکہ وہ موجود نہ ہو (گو آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اُس شخص کے بارے میں سچ بھی ہو) تب بھی چغلی یا غیبت ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "کسی کے پیٹھ پیچھے اس کے بارے میں کچھ مت کہو کہ جسے سُن کر اس کو صدمہ ہو، چاہے وہ بات سچ ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ بات جھوٹی ہوئی، تو یہ بہتان طرازی ہوگی"، یہ بات خاص کر قابل توجّہ ہے کہ کِسی کی کمزوریاں اور غلطیاں ڈھونڈنا،

Marfat.com

یا کسی کی غلطی یا کمزوری پر اُسے طعنہ دینا یا بدنام کرنے کی کوشش کو قرآن حکیم میں "لمز" کہا گیا ہے۔ سورۃ الحجرات:۱۱

وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

(ترجمہ) اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ۔

اس کا مطلب یہ ہُوا کہ جب تم دُوسروں پر عیب لگاؤ گے تو دُوسرے بھی تم پر عیب لگائیں گے یہ قرآن حکیم کی فصاحت وبلاغت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دُوسروں کی غلطیاں یا کمزوریاں (بُرائیاں) تلاش کرنا گویا ایسا ہی ہے جیسے تم خود ہی اپنی بُرائیاں تلاش کر رہے ہو۔ اس بلاغت کی دوسری مثال یہ ہے۔ سورۃ النساء:۲۹

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

(ترجمہ) اپنے آپ کو ہلاک مت کرو۔

مطلب یہ کہ اگر تم کِسی دوسرے کو ہلاک کرنا چاہو گے تو وہ بھی تمہاری جان لینے کے درپے ہوگا۔ عیب جوئی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ الھمزۃ:۱

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾

(ترجمہ) ہر طعنہ زن (عیب جو) کے لئے بڑی خرابی ہے۔

یہی بات بہادر شاہ ظفر نے اپنے ایک شعر میں کہی ہے:

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے لوگوں کے عیب وہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

چونکہ غیبت بہت بڑا گناہ ہے اس لئے اس کی مزید تفصیل پیش کرتا ہوں۔ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ نہایت موثر انداز میں تلقین فرمارہے ہیں کہ جس طرح تمہیں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے نفرت ہے بالکل ویسے ہی تمہیں غیبت کرنے سے بھی نفرت ہونی چاہیئے۔ نوٹ فرمایئے کہ اگر کسی کی بُرائی کسی کے سامنے کی جائے تو بہت ممکن ہے اُسے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقع مل سکے، جبکہ اگر اس کی بُرائی یا غیبت اس کی غیرموجودگی میں کی

Marfat.com

گئی ہو تو اُس شخص کو بہت زیادہ تکلیف اور نقصان ہوسکتا ہے، غیبت صرف زبان ہی سے نہیں ہوتی بلکہ ہاتھ پاؤں اور دُوسری حرکات وسکنات سے بھی ممکن ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی لنگڑا ہے تو اُسکی چال کی نقل اتار کر چلنا بھی غیبت میں شامل ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: الغیبت اشد من الزنا

یعنی غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت جبیرؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی وضاحت یوں کی: زنا کے ارتکاب کے بعد اگر کوئی سچے دل سے توبہ کر لے تو یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے، مگر غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں کرے گا، جب تک کہ وہ جس کی غیبت کی گئی ہے، غیبت کرنے والے کو خود معاف نہ کر دے۔ (ترمذی)

ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو قبروں کی طرف اشارہ کرکے اپنے صحابہؓ کو بتایا کہ ان دونوں پر اس وقت عذاب نازل ہو رہا ہے، ایک تو وہ ہے، جو دُوسروں کی غیبت کیا کرتا تھا، اور دُوسرا وہ ہے جو پیشاب کرنے کے دوران اپنے کپڑوں اور جسم کو پیشاب سے حفاظت نہیں کرتا تھا۔ (بخاری اور مسلم)

یہی وجہ ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے اور معمولی گناہوں سے بچا کرو کیوں کہ یہ چھوٹے اور معمولی گناہ عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں۔

معراج کے دَوران اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ناخن سُرخ تانبے کے بنے ہوئے ہیں، اور وہ لوگ ان لمبے ناخنوں سے اپنا ہی مُنہ اور سینہ نوچ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبرائیل امینؑ سے دریافت فرمایا، تو معلوم ہُوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں اپنے ہی بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے، یعنی لوگوں کے پیٹھ پیچھے اُن کی بُرائی کیا کرتے تھے، اور ان کی غیبت کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو جان سے مارنا، اس کا مال واسباب دبالینا، اور اس کی غیبت کرنا اسلام میں حرام ہے، (مسلم) حضرت ابوہریرہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جھوٹ بولنا نہ چھوڑے، اور رمضان میں روزے رکھ کر کھانا پینا چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے روزے قبول نہیں کرے گا۔

امام غزالی احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں، کہ ایک شخص حضرت حسن بصریؒ کی غیبت کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس آدمی کو کچھ کھجوریں اس پیغام کے ساتھ بھیجیں، کہ میری غیبت کر کے تم اپنی نیکیاں میرے نام لکھوا رہے ہو میں تمہارا بہت احسان مند ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کو جو نیکی تم میرے ساتھ کر رہے ہو یہ انعام اُس کے لئے کافی نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ تم میرا یہ ادنیٰ تحفہ قبول کرلو۔

یاد رکھئے کہ ہمیں کسی بچے، یا دیوانے یا اسلامی مملکت میں رہنے والے کافر کی بھی غیبت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل باتیں غیبت کے دائرے میں نہیں آتیں۔

۱۔ کسی سے کسی ظالم حاکم کی شکایت کرنا تا کہ وہ اس کی باز پرس کرے۔

۲۔ کسی باپ سے اس کے بیٹے کی یا شوہر سے اس کی بیوی کی شکایت کرنا تا کہ وہ ان کی اصلاح کریں۔

۳۔ فتوے حاصل کرنے کی لئے کسی واقعہ کا تفصیل سے بیان کرنا۔

۴۔ مسلمانوں کو دین کی بنا پر دیئے گئے الزام سے بچانے کے لئے تفصیلی بیان جاری کرنا۔

۵۔ ڈاکٹر یا وکیل وغیرہ سے مشورہ حاصل کرنے کے لئے مفصل حالات بیان کرنا۔

۶۔ کسی ایسے شخص کے گناہ کو تفصیل سے بیان کرنا جو اُس نے دن دھاڑے دیدہ دانستہ کئے ہوں، اور جن کے کرنے کے بعد اُن پر کُھلّم کُھلاّ فخر کا اظہار کیا ہو۔

Marfat.com

واضح رہے کہ مندرجہ بالا تمام باتیں کسی ضرورت کے تحت بیان کی جاتی ہیں۔ ان باتوں کے بیان کرنے سے کسی کی بے عزتی کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں کسی کو کسی کی غیبت کرتے ہوئے سن لینا بھی گویا غیبت کے برابر ہے۔ ایسے مقام سے دور چلے جانا چاہیے۔ غیبت بیک وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پامال کرتی ہے۔ اس لئے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی طلب کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک وہ شخص معاف نہیں کرتا، اُس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اگر وہ شخص زندہ نہیں ہے یا لاپتہ ہے، تو پھر قصاص دینا ہوگا۔ اس سلسلہ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''غیبت کرنے والا اپنے اور غیبت کئے گئے شخص کے گناہوں کی معافی اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔''

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شک وشبہ، بے جا تجسس اور غیبت جیسی بُری عادتوں سے بچائے۔ (آمین)

Marfat.com

چھوٹے اور بڑے گناہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ سورۃ النساء:۳۱

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

(ترجمہ) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب کرو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دینگے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کرینگے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ گناہ کبیرہ ۲۔ گناہ صغیرہ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی قابل ستائش ہے یہ کہ اگر تم بڑے گناہوں سے بچے رہو گے، تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ گو ہر فرض کی ادائیگی لازم ہے، جیسے پانچ وقت کی نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ اور حج۔ ان میں سے کسی ایک کا چھوڑنا اپنے آپ میں گناہ عظیم ہے۔ پس اگر کوئی بندہ فرض پوری طرح ادا کرتا ہے، اور پھر گناہ کبیرہ سے بھی بچا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ صغیرہ (چھوٹے گناہ) معاف فرما دے گا۔ گناہ کیا ہے؟ چھوٹا گناہ کیا ہے؟۔ بڑا گناہ کیا ہے؟ ہر وہ کام، جو اللہ کی مرضی اور حکم کے خلاف کیا گیا ہو گناہ ہے۔ اس نقطۂ نظر سے نہ کوئی گناہ چھوٹا ہے۔ نہ بڑا۔ گناہ بس گناہ ہے۔ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

كل ما نهى عنه فهو كبيرة

یعنی ہر وہ حرکت جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو بڑا گناہ ہے۔ اس لئے کوئی معمولی گناہ اگر بار بار کیا جاتا رہے، تو وہ جلد ہی ایک بڑے گناہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک عالم

Marfat.com

دین بڑے چھوٹے گناہ کو ایک مثال کے ذریعے اس طرح سمجھاتے ہیں۔ کہ اگر آپ کو ایک چھوٹا بچھو کاٹتا ہے (ڈنک مارتا ہے) تو آپ کو تکلیف کم ہوگی۔ لیکن اگر بڑا اور زیادہ زہریلا بچھو آپ کو ڈنک مارتا ہے۔ تو آپ کو زیادہ تکلیف ہوگی۔ اسی طرح اگر آپ چھوٹی آگ سے جلیں گے، تو جلن اور تکلیف کم ہوگی۔ اگر بڑی آگ سے جلیں گے تو تکلیف اور جلن زیادہ ہوگی۔ پس دونوں طرح کے گناہ نقصان دہ ہیں۔ چھوٹے گناہوں کی سزا کم ہوگی، بڑے گناہوں کی سزا زیادہ ہوگی! محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں: اللہ کی بہترین عبادت یہ ہے کہ آپ ہر طرح کے گناہوں سے بچے رہیں، جب تک بندہ اپنے آپ کو تمام گناہوں سے پوری طرح نہیں بچاتا اللہ تعالیٰ اس بندے کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح فُضیل بن ایازؒ فرماتے ہیں کہ بندہ جس گُناہ کو معمولی یا چھوٹا خیال کرے گا، اللہ کی نظروں میں وہ گُناہ اتنا ہی بڑا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے، تو اس کے دل پر ایک داغ لگ جاتا ہے۔ جب وہ اُس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو وہ داغ مٹ جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس گناہ سے توبہ نہیں کرتا، تو یہ داغ بڑھتے بڑھتے اُس کے پورے دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ مطففین : ۱۴

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

(ترجمہ) دیکھو یہ جو (اعمالِ بد) کرتے ہو۔ اُن کا اِن کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔

جب پُورے کا پُورا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے تو پھر اس قسم کے لوگوں پر قرآن کی تعلیمات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ قرآن میں یہ بات بار بار دُہرائی گئی ہے، کہ یہ قرآن تو ایسے لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے، جو اللہ سے خوف کھاتے ہوئے اس کتاب میں درج ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔

آیئے ہم دیکھیں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں گناہ کبیرہ کیا ہیں، علماء کے قول کے مطابق ہر وہ بُرا عمل گناہ کبیرہ ہے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی سزا تجویز کر رکھی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے گناہ کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے یا اس عمل کی سزا جہنم بیان فرمائی ہے جیسا کہ

Marfat.com

پہلے بتایا جاچکا ہے کہ ایک معمولی گناہ بھی اگر بار بار بغیر کسی شرم وحیاء کے دہرایا جاتا رہے، تو وہ ایک گناہ کبیرہ میں بدل جاتا ہے۔ کسی نے ابن عباسؓ سے کہا: ''گناہ کبیرہ صرف سات ہیں۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا گناہ کبیرہ سات نہیں بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ سات سو ہیں۔''

امام ابن حجر مکیؒ اپنی کتاب ''کتاب الزواجر'' میں فرماتے ہیں: ''گناہ کبیرہ وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سرزد ہوتی ہے اس کی چار سو ساٹھ قسمیں ہیں۔''

گناہ صغیرہ کس طرح معاف کیا جاسکتا ہے؟ جب کوئی شخص وضو کرتا ہے، اور اپنے جسم کے مختلف اعضاء دھوتا ہے تو جسم کے اس مخصوص حصہ کے گناہ اس طرح دُھل جاتے ہیں جس طرح تیز ہوا چلنے پر سوکھے ہوئے پتے درختوں سے گر جایا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب ہم وضو کرتے وقت کلی کرتے ہیں، تو ہماری زبان کے گناہ دُھل جاتے ہیں، جب ہم اپنے پیر دھوتے ہیں، تو ہمارے پیروں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ جب کوئی مسلمان وضو کر کے نماز کی نیت سے مسجد کی طرف چلتا ہے تو ہر ہر قدم پر اُس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (یعنی چھوٹا یا معمولی گناہ)۔

گناہ کبیرہ تو وضو کرنے اور نماز ادا کرنے سے بھی معاف نہیں ہوتے، گناہ کبیرہ کی معافی کے لئے مخلصانہ توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مخلصانہ توبہ کیا ہے؟

۱۔ گناہ کرنے کے بعد بندہ اس گناہ کے سرزد ہونے کا سچے دل سے اقرار کرے۔

۲۔ اس گناہ کو دوبارہ نہ کرنے کا پورا ارادہ کرے۔

۳۔ اپنے اس گناہ پر سچے دل سے نادم ہو، اور سچے دل سے اللہ سے معافی کا طالب ہو۔ پس اگر کوئی شخص روزے بھی رکھے، نماز بھی ادا کرے، مگر ساتھ ہی ساتھ گناہ کبیرہ بھی کرتا رہے، تو اس کی نماز اور روزہ قبول نہیں کئے جائیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ کی تعداد موقع ومحل اور وقت کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ لہٰذا علماء دین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گناہ کبیرہ کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی جاسکتی۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''میں تمہیں بتاؤں کہ تین گناہ کبیرہ کون سے ہیں؟

Marfat.com

(ا) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ (ب) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اور (ج) جھوٹی گواہی دینا۔'' (بخاری اور مُسلم)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ: ''اپنے والدین کو گالیاں دینا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، ''ایسا بدبخت کون ہو گا جو اپنے والدین کو گالیاں دے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''جب تم کسی دوسرے کے والدین کو گالیاں دو گے تو وہ بھی جواباً تمہارے والدین کو گالیاں دے گا۔ لہٰذا کسی دوسرے کے والدین کو گالیاں دینا ایسا ہی ہے، گویا تم اپنے ہی والدین کو گالیاں دے رہے ہو۔'' (صحیحین)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا کسی کو بلاوجہ جان سے مارنا، کسی یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے بھاگ آنا۔ متقی اور نیک عورتوں پر الزام لگانا، اپنے والدین کی نافرمانی کرنا مساجد کا احترام نہ کرنا یہ سب کے سب گناہ کبیرہ ہیں۔'' (بخاری)

ایک دوسری حدیث کے مطابق کسی معقول عذر کے بغیر دو نمازیں ایک ساتھ ملا کر پڑھنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ ہر نماز کو اپنے وقت مقررہ پر ہی ادا کرنا فرض ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شرک، اس نے کہا اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک بچہ کو اس خطرہ سے مار ڈالو کہ تمہیں اس کو کھانا کھلانا پڑے گا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا۔ (بخاری و مسلم)

ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ تین بار دُہرایا ''وہ غارت ہوگیا'' ''وہ غارت ہوگیا'' ''وہ غارت ہوگیا'' حضرت ابوذرؓ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا ''وہ کون؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جس نے ایسا لباس پہنا، جو اس کے چلتے وقت زمین پر لگنے لگا۔ وہ شخص جو خیرات کرنے کے بعد احسان جتلائے، وہ شخص جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کا مرتکب ہو، وہ شخص جو ایک اہم عہدے پر فائز ہوتے ہوئے جھوٹ بولے، وہ شخص جو اللہ

Marfat.com

کی طرف سے اولاد عطا کئے جانے پر غرور اور تکبر کرے اور وہ شخص جو حاکم وقت کی دُنیاوی فائدے کے لئے حمایت، خوشامد اور چاپلوسی کرے، یہ سبھی گناہ کبیرہ کے مُرتکب ہیں۔'' (مسلم)

حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ بھی ہے، وہ جنت میں نہیں جائے گا جو:

شراب پیتا ہو۔ جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہو۔ جو بلا کسی معقول وجہ کے اپنے رشتے داروں سے دور ہے۔ جو احسان کر کے جتائے گا۔ جو شیطانی طریقوں سے پیشین گوئی کرتا ہو اور وہ جو اپنے اہل وعیال کو غلط راستے پر چلنے سے باز نہیں رکھے گا۔ (نسائی اور مسند احمد)

حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''غیبت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔'' (صحیحین)

آیئے، ہم اللہ سے دُعا کریں، کہ وہ ہمیں صغیرہ اور کبیرہ تمام گناہوں سے بچائے اور راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین یا ربّ العالمین)

Marfat.com

اہلِ کتاب کے دعوے

اللہ تعالیٰ کا بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اُس نے انسان کو ہدایت عطا فرمائی اس ہدایت کے بغیر بنی نوع انسان غفلت کے اندھیروں میں ڈوبا رہتا۔ یہود ونصاریٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے ذریعہ راہِ ہدایت دکھائی لیکن ان میں سے اکثر نے صحیح راستہ کو ٹھکرا دیا۔ آیئے ان کے رویے کا جائزہ لیں۔ سورۃ البقرہ: ۱۳۵

وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۳۵﴾

(ترجمہ) اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو ہدایت پالو۔ (اے پیغمبر اُن سے) کہہ دو (ہرگز نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (اختیار کئے ہوئے ہیں) جو ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

گو یہود ونصاریٰ یہی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک نہ تھے۔ جبکہ اہلِ کتاب شرک کرتے ہیں۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۰

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾

(ترجمہ) (اے یہود ونصاریٰ) کیا تم اِس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُن کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی شہادت کو جو اُس کے پاس (کتاب میں موجود) ہے چھپائے اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اللہ اُس سے بے خبر نہیں۔

درحقیقت اہل کتاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جان بوجھ کر انکار کر رہے ہیں۔ سورۃ البقرہ:

Marfat.com

۱۴۶

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ ؕ وَ اِنَّ فَرِیۡقًا مِّنۡہُمۡ لَیَکۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾

(ترجمہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخرالزمان) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بُوجھ کر چھپا رہا ہے۔

صرف یہی نہیں یہ لوگ اس سلسلہ میں حیران کُن دعوے بھی پیش کرتے ہیں، مثال کے طور پر یہی اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ۔ سورۃ البقرہ: ۱۱۱

وَ قَالُوۡا لَنۡ یَّدۡخُلَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ کَانَ ہُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی ؕ تِلۡکَ اَمَانِیُّہُمۡ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾

(ترجمہ) اور (یہود اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا۔ یہ اُن لوگوں کے خیالاتِ باطل ہیں (اے پیغمبران سے) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

اسی طرح یہ لوگ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ سورۃ البقرہ: ۸۰

وَ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدَۃً ؕ قُلۡ اَتَّخَذۡتُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ عَہۡدًا فَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ عَہۡدَہٗۤ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۰﴾

(ترجمہ) اور کہتے ہیں کہ ہمیں (دوزخ کی) آگ چند روز کے سوا چُھو ہی نہیں سکے گی۔ اُن سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے کہ اللہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا (نہیں) بلکہ تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں۔

اہل کتاب کے تمام دعوے سچائی سے کوسوں دور ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
سورۃ آل عمران: ۶۵

یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىۃُ وَ الۡاِنۡجِیۡلُ اِلَّا

Marfat.com

مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۵﴾

(ترجمہ) اے اہل کتاب تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل اُن کے بعد اُتری ہیں، (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ اسی سورۃ میں فرماتا ہے۔سورۃ آل عمران: ۶۸

اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِاِبۡرٰہِیۡمَ لَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُ وَ ہٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَ اللّٰہُ وَلِیُّ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۸﴾

(ترجمہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو اُن کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر (آخرالزمان) ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنوں کا کارساز ہے۔

اہل کتاب کی چالیں بہت پر فریب ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔سورۃ آل عمران: ۷۲

وَ قَالَتۡ طَّآئِفَۃٌ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اٰمِنُوۡا بِالَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَجۡہَ النَّہَارِ وَ اکۡفُرُوۡۤا اٰخِرَہٗ لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿ۚ۷۲﴾

(ترجمہ) اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اُس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور شام کو انکار کر دیا کرو ممکن ہے کہ وہ (اپنے دین سے) پھر جائیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔سورۃ آل عمران: ۷۸

وَ اِنَّ مِنۡہُمۡ لَفَرِیۡقًا یَّلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَہُمۡ بِالۡکِتٰبِ لِتَحۡسَبُوۡہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ مَا ہُوَ مِنَ الۡکِتٰبِ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ ہُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ وَ مَا ہُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۸﴾

(ترجمہ) اور ان (اہل کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ

Marfat.com

مروڑ کر پڑھتے ہیں۔ تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کے طرف سے نہیں ہوتا۔ اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور (یہ بات) جانتے بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور دِلاسہ دیتے ہوئے سورۃ البقرۃ: ۷۵۔۷۷ میں ارشاد فرماتا ہے:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ۝۷۵ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝۷۶ اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ۝۷۷

(ترجمہ) (مومنو) کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے (حالانکہ) اُن میں سے کچھ لوگ اللہ کے کلام (یعنی تورات) کو سنتے پھر اُس کے سمجھ لینے کے بعد اُس کو جان بُوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں۔ اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جس وقت آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں جو بات اللہ نے تم پر ظاہر فرمائی ہے وہ تم اُن کو اس لئے بتائے دیتے ہو کہ (قیامت کے دن) اسی کے حوالے سے تمہارے پروردگار کے سامنے تم کو الزام دیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ کیا یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اللہ کو (سب) معلوم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۷۹

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ۗ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَ وَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَكْسِبُوْنَ۝۷۹

(ترجمہ) تو اُن لوگوں کے لیے ہلاکت اور تباہی ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں، اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے (آئی) ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی

Marfat.com

دنیوی منفعت) حاصل کریں۔ سو اُن کے لئے تباہی ہے اس لئے کہ (بے اصل باتیں) اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور اُن کے لیے ہلاکت ہے اس بنا پر جو وہ کماتے ہیں۔

اور آخر میں اللہ تعالیٰ ان اہل کتاب کو دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ سورۃ آل عمران: ۶۴

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

(ترجمہ) کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اُس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے، اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اُن سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (اللہ کے) فرمانبردار ہیں۔

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ سب اہل کتاب ایک جیسے نہیں ہیں جیسا کہ سورۃ آل عمران: ۷۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

(ترجمہ) اور اہل کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اُس کے پاس (اشرفیوں کا) ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو (فوراً) واپس دیدے۔ اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اُس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمہیں نہیں دے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُمیوں کے بارے میں ہم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ یہ اللہ پر محض جھوٹ بولتے ہیں اور (اس بات کو) جانتے بھی ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورہ آل عمران: ۱۱۳۔ ۱۱۴

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ

Marfat.com

يَسْجُدُوْنَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾

(ترجمہ) یہ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان اہلِ کتاب میں کچھ لوگ (حکم اللہ پر) قائم بھی ہیں۔ جو رات کے وقت اللہ کی آیتیں پڑھتے اور (اُس کے آگے) سجدے کرتے ہیں۔ (اور) اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے، اور نیکیوں پر لپکتے ہیں۔ اور یہی لوگ نیکوکار ہیں۔

دعا ہے کہ اہلِ کتاب صحیح ہدایت کو جان، پہچان اور مان لیں جو کہ قرآن کریم میں موجود ہے، آمین۔

Marfat.com

ماہِ شعبان

مسلمان ماہِ شعبان کی ایک خاص رات بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ وہ ہے شب برأت! مسلمان اس رات سے متعلق بہت ساری بدعتوں میں مبتلا ہیں، جن کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ کچھ مثالیں دیکھیے:

۱۔ کچھ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے خاندان کے گزرے ہوئے افراد کی روحیں اس رات واپس آتی ہیں۔ اس خوشی میں مسلمان مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ رسم بالکل غیر اسلامی ہے۔ ایک سچا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں ان ارواح کی پرستش (نعوذ باللہ) نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اُن کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چاہیے۔

۲۔ ایک دوسرے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ موت اور زندگی کے فیصلے اس رات کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ موت اور حیات کے یہ اہم فیصلے اللہ تعالیٰ ہماری پیدائش سے بہت پہلے کر چکا ہے۔

۳۔ ایک اور واقعہ مشہور ہے کہ ایک بہت ہی بڑا آسمانی درخت ہے اس کے پتوں پر لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اس کے چند پتے اس رات جھڑ کر گر جاتے ہیں، جس کے نام کا پتہ جھڑ جاتا ہے، عقیدہ یہ ہے کہ اُس کی موت اس سال کے دوران واقع ہو جاتی ہے۔

۴۔ اس رات سے متعلقہ ایک اور بدعت یہ ہے کہ مسلمان اس رات آتش بازی کرتے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مسلمان ایسا کیوں کرتے ہیں؟ غالباً مسلمانوں میں یہ چیز ہندوؤں کی دیوالی وغیرہ کی رسموں سے پیدا ہوگئی ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک قرآن حکیم اور دوسری اپنی سنت، اگر تم ان دونوں پر چلتے رہے تو کبھی بھی صراط مستقیم سے نہیں بھٹکو گے۔''

Marfat.com

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس رات (شب برأت یا ۱۵ شعبان) کی کیا حیثیت اور اہمیت ہے؟ اس رات کا ذکر پورے قرآن میں کہیں نہیں ہے، چند علمائے دین کا یہ کہنا ہے کہ اس کا ذکر سورۃ الدخان کی آیت نمبر ۳ اور ۴ میں موجود ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ﴿٣﴾ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾

(ترجمہ) کہ ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل فرمایا بے شک ہم ہی ہدایت دینے والے ہیں۔ اسی رات میں ہر حکمت کے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

حالانکہ زیادہ تر علماء دین کا خیال یہ ہے کہ اس آیت میں بھی لیلۃ القدر کی طرف اشارہ ہے۔ جو ماہِ رمضان المبارک میں آتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ القدر:۱

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿١﴾

(ترجمہ) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔

اور آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۱۸۵

شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ

(ترجمہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اوّل اوّل) نازل ہوا۔

لہٰذا سورۃ الدخان میں اشارہ لیلۃ القدر کی ہی طرف ہے، نہ کہ نصف شعبان کی رات کی طرف۔ امام المنذری اپنی کتاب ''ترغیب وترہیب'' میں شعبان سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چودہ احادیث نقل فرماتے ہیں۔ اُن میں سے کچھ احادیث یہ ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''ماہِ شعبان کا احترام کے ساتھ استقبال کرو کیونکہ یہ ماہ رمضان سے پہلے آتا ہے۔ ماہِ رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔ جس طرح تم کسی خاص مہمان کا استقبال کرنے کے لیے بہت پہلے سے تیاریاں کرتے ہو، اسی طرح ماہِ رمضان کا استقبال کرنے کے لیے ماہ شعبان سے ہی تیاریاں شروع کرو۔''

ایک اور حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ماہِ شعبان میں بکثرت روزے رکھا

Marfat.com

کرتے تھے اور کسی ماہِ شعبان میں روزوں کی کثرت میں کمی کر دیا کرتے تھے۔ اس سے اُمت کو یہ بتانا مقصود تھا کہ یہ روزے فرض نہیں نفل ہیں، اور ان کا رکھنا محض زیادہ ثواب کی خاطر ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں پر خاص لطف وکرم کی بارش فرماتا ہے۔ کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ہے کوئی گناہگار جو اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے؟ تا کہ میں اُسے بخش دُوں! ہے کوئی مجھ سے مدد چاہنے والا، کہ میں دستِ غیب سے اس کی مدد کروں؟ ہے کوئی جو کسی سخت مُشکل سے رہائی چاہتا ہو، اور میں اس کی مشکل آسان کردوں''! لہٰذا ماہِ شعبان کے دوران اللہ اپنی رحمت کے دروازے اپنے بندوں پر کھول دیتا ہے۔

ایک اور حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ماہ مبارک کے دوران قبرستان جا کر قبور کی زیارت کیا کرو، کیونکہ قبر ہم کو ہمارا آخری انجام یاد دلاتی ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا ''اگر کسی شخص کو قبرستان کی زیارت سے عبرت نہیں ملتی تو اسے کبھی بھی ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔''

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو قرآن وحدیث کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

لیلۃ القدر

اللہ تعالیٰ سورۃ القدر کی آیات ۱ سے ۵ میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ‌ۖ ۝۱ وَمَآ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ ۝۲ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ‌ ۝۳ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ ۚ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛۙ ۝۴ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝۵

(ترجمہ) ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا، اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے، اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لیے اپنے پروردگار کے حکم سے اُترتے ہیں، یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔

اس سورۃ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم موقع کی مناسبت سے تیئس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بذریعہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔ لیکن اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ یہ کیوں فرماتا ہے، کہ ہم نے یہ قرآن لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے پہلے آسمان دنیا پر لائے پھر آسمان دنیا سے رفتہ رفتہ تیئس سال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا، اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ پہلی وحی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غار حرا میں نازل کی گئی۔ اسی مبارک رات یعنی لیلۃ القدر میں نازل کی گئی تھی۔ یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے، چونکہ سورۃ العلق کی پہلی چند آیتیں پہلی وحی تھی اور قرآن پاک میں سورۃ لیلۃ القدر سورۃ العلق کے فوراً بعد ہے۔ اس لیے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ لیلۃ القدر میں وحی کا آغاز ہوا۔

لفظ ''قدر'' کا مطلب کیا ہے؟۔ اس کے تین معانی ہیں۔ قدر کے معنی قیمتی ہے۔ سوچیے،

Marfat.com

اس رات کو قیمتی کس چیز نے بنایا؟ یقیناً قرآن حکیم کے نزول نے! قدر کے دوسرے معنی طاقتور ہیں۔ پس ایک شخص جس کی کوئی قدر ومنزلت نہ تھی اس رات کے دوران مخلصانہ عبادت سے روحانی طاقت حاصل کر لیتا ہے۔

لفظ "قدر" کے تیسرے معنی تقدیر کے بھی ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں ہر قسم کا قطعی اور آخری فیصلہ انسانوں کی پیدائش کے بہت پہلے ہی صادر ونافذ کر چکا ہوتا ہے، لیکن پروردگار اس رات کو آنے والے پورے سال کے تمام واقعات کو جاری وساری کرنے کے احکامات فرشتوں کے سپرد فرما دیتا ہے۔ علماء دین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ سورۃ الدخان کی چند ابتدائی آیات اسی رات (شب قدر) کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الدخان کی آیات نمبر ۱ سے ۴ تک میں فرمایا ہے:

حٰمٓ ۞ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۞ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۞

(ترجمہ) حٰم۔ اس کتاب روشن کی قسم۔ بے شک ہم نے اس (قرآن) کو مبارک رات میں نازل فرمایا بے شک ہم ہی ہدایت دینے والے ہیں۔ اسی رات میں ہر حکمت کے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

بہت کم علماء دین کا یہ خیال ہے کہ سورۃ الدخان کی یہ آیات نصف شعبان کی رات کی طرف اشارہ کرتی ہیں، ان علماء کا بھی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہم فیصلے شعبان کے دوران کر لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ یہ فیصلے لیلۃ القدر میں فرشتوں کے سپرد فرماتا ہے۔ اصل حقیقت کیا ہے؟ اس کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یہ ایک رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے"۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اُس زمانے کے اہل عرب ایک ہزار کو بہت بڑی تعداد تصور کرتے تھے۔ یعنی اس ایک رات کی عبادت گویا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر اور افضل ہے۔ (ایک ہزار مہینوں کے تیراسی سال، اور چار ماہ ہوتے ہیں)۔

Marfat.com

ابن ابی حاتم نے مجاہدؒ کے حوالے سے روایت کی ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ایک یہودی کے بارے میں بتایا، جو مسلسل اسی برس تک بلاناغہ اللہ کی عبادت کیا کرتا رہا۔ اسی طرح ابن جریر نے مجاہد کے حوالے سے روایت کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک یہودی نے اسی سال تک بلاناغہ پوری رات اللہ کی عبادت کی، اور پورا دن اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسول ﷺ کی امت کو یہ بتا رہا ہے کہ اس یہودی کی اسی سال کی عبادت اور جہاد کے مقابلہ میں امت مسلمہ کی ایک رات لیلۃ القدر کی عبادت زیادہ افضل ہے۔ اس لئے لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمدی کے لئے خاص الخاص انعام ہے۔ یہ خاص انعام اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے آخری رسول ﷺ اور ان کی اس امت سے بے حد محبت ہے۔ علاوہ ازیں گو ہم سے پہلے کی امتوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ اور ان کی امت کو پہلی امتوں پر فوقیت دیتے ہوئے رمضان المبارک کے دوران لیلۃ القدر مقرر کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس مبارک رات کے دوران جبریل علیہ السلام کے علاوہ اور بہت سارے فرشتے جو ہمہ وقت ''سدرۃ المنتہیٰ'' پر حاضر رہتے ہیں، آسمان دنیا تک آ کر جب اللہ کے بندوں کو عبادت میں مصروف دیکھتے ہیں، تو اللہ سے ان کے حق میں سفارش کرتے ہیں۔ یہ رات مکمل امن وسکون کی رات ہوتی ہے۔ اس رات میں برکتوں کا نزول صبح صادق نمودار ہونے تک جاری رہتا ہے! کچھ لوگ اس پاک رات کے دوران کچھ عجیب وغریب مناظر دیکھتے ہیں۔ اور جو لوگ ان عجائبات کا مشاہدہ نہیں کر پاتے، وہ لوگ بھی اس رات کی برکتوں سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہ رات کب آتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۱۸۵

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

(ترجمہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اوّل اوّل) نازل ہوا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ القدر کی آیت نمبر ۱ میں بھی فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱

Marfat.com

(ترجمہ) ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔

لہٰذا شب قدر رمضان المبارک کی ایک رات ہے۔ اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کئی احادیث موجود ہیں۔ بخاریؒ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اسی طرح مسلم میں ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ شب قدر رمضان کی ۲۷ ویں شب کو ہی واقع ہوتی ہے۔ ایسا یقینی طور پر نہیں ہے۔ بلکہ اس رات کو آخری عشرہ میں تلاش کرنے کا حکم دیکر اللہ تعالیٰ نے ہم پر ایک بہت خاص مہربانی کی ہے۔ کہ ہم ان دس راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادات میں مشغول رہ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

کچھ لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ قرآن کریم رات کو نازل کیوں ہوا؟ دن کو نازل کیوں نہیں ہوا؟ اس کی اصل وجہ تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ ہم انسان اپنی عقل وفہم کی بنیاد پر یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رات کو دن کی نسبت زیادہ سکون اور سناٹا ہوتا ہے۔ لہٰذا رات کے وقت انسانی دماغ کسی بھی خیال کو جذب کرنے کی زیادہ طاقت وصلاحیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ مزمل:۶

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ؕ۶

(ترجمہ) بے شک رات کو اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لیے بہت کارگر ہے اور (قرآن) پڑھنے کے لیے بہت ہی خوب وقت ہے۔

یعنی دن کی نسبت رات کو الفاظ زیادہ موثر ہوتے ہیں۔ اور ذکر زیادہ درست ہوتا ہے۔ فلسفہ کے نقطۂ نظر سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رات کے معنی تاریکی خالی پن (خلاء) کھوکھلا پن کسی بھی چیز کا قطعی طور پر غیر موجود ہونا ہوتا ہے۔ اس کیفیت کے بعد جب دن طلوع ہوتا ہے تو روشنی ہر چیز کی حقیقت کو واضح کر دیتی ہے۔ جب قرآن کا نزول ہوا تو پورا عالم انسانیت تاریکی میں تھا۔ قرآن نے اس تاریکی کو ہدایت کی روشنی سے منور کر دیا۔ اس روشنی نے حق وباطل کے

Marfat.com

درمیان فرق بتادیا۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۸۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

(ترجمہ) جو لوگوں کا راہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق وباطل کو) الگ الگ کرنیوالا ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہے، کہ یہ ہدایت یا روشنی صرف اہل عرب، یا صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے، بلکہ پورے عالم انسانیت کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ انسان کو عطا کی گئی اللہ کی تمام تر عنایات میں سے سب سے عظیم عنایت یہی ہدایت کی روشنی ہے۔ جو پوری انسانیت کو تاریکی سے نکال کر روشنی عطا کرتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا: اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: یہ دعا مانگو۔

"اللّٰھم انك عفو تحب العفو فاعف عنا"

ترجمہ: ''اے اللہ یقیناً آپ معاف فرمانے والے ہیں۔ آپ کو معاف فرما دینا بہت پسند ہے، لہٰذا اے اللہ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیں۔''

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مجھے اور اس کتاب کو پڑھنے اور سننے والوں کو نیک ہدایت دے، اور ہم سب کے تمام گناہوں کو معاف فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۲۴ میں فرماتا ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

(ترجمہ) اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کی تو وہ اُن میں پورے اُترے۔ اللہ نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو) اللہ نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لئے نہیں ہوا کرتا۔

ذہن میں کئی سوالات سر اُٹھاتے ہیں۔ جب اللہ سب کچھ جاننے والا ہے تو پھر وہ کسی کا امتحان کیوں لینا چاہتا ہے؟ ان امتحانات کا مقصد، اور اصل وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن امتحانات سے دو چار فرمایا، ان کا نتیجہ کیا برآمد ہوا؟ اور ان میں کامیاب ہونے پر انہیں انعام کیا ملا؟ آیئے ہم ان تمام سوالات پر یکے بعد دیگرے غور کریں۔ ان امتحانات کا مقصد کامیابی یا ناکامی نہیں بلکہ اپنے پیارے رسول کی تربیت مقصود تھی۔ اس آیت کریمہ میں ان امتحانات کا مقصد لفظ ''رب'' سے ظاہر کر دیا گیا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام آسماءِ حسنیٰ سے لفظ ''رب'' کو اس لئے چنا ہے تا کہ اپنے بندے کو جسمانی اور روحانی تربیت کے ذریعے اعلیٰ مقاصد میں کامیاب وکامران کرے۔ ایک شاعر کہتا ہے!

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات کے نتیجہ کا بھی اعلان کتنے پیارے انداز میں کیا۔ سورۃ النجم: ۳۷

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾

Marfat.com

(ترجمہ) اور ابراہیم جنہوں نے (حق طاعت و رسالت) پورا کیا۔

یعنی آپ کو تمام آزمائشوں میں کامیابی ہوئی! اس کامیابی کا انعام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم تمہیں تمام انسانوں کا امام بنائیں گے'' حضرت ابراہیم اس انعام سے بہت خوش ہوئے، لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی آنے والی نسلوں کے لیے فکرمند بھی ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً تمہاری آنے والی نسلوں میں سے بھی امام ہوں گے، سوائے اُن کے جو ظالم ہوں گے۔'' پس اس آیت کریمہ کی رو سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں امام ہو ہی نہیں سکتے، کیونکہ ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور اللہ تعالیٰ ہی کے ارشاد کے مطابق سورۃ لقمان: ۱۳

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

(ترجمہ) یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔

اب ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چند آزمائشوں کا ذکر کریں گے۔ پہلی آزمائش وہ ہے جب آپ اپنے خاندان کے ساتھ اپنے قبیلہ میں رہتے تھے۔ آپ دیکھتے تھے، کہ ان کے قبیلہ کے لوگ خود اپنے ہاتھ سے بت بنا بنا کر اُن کی پرستش کیا کرتے تھے۔ آپ نے بتوں سے کہا۔ سورۃ الصافات: ۹۱۔۹۸

فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

(ترجمہ) پھر ابراہیم علیہ السلام اُن کے معبودوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ (تمہارے سامنے کھانے کی چیزیں لوگوں نے رکھی ہیں) تم کھاتے کیوں نہیں۔ تمہیں کیا ہوا ہے تم بولتے کیوں نہیں۔ پھر ان کو داہنے ہاتھ سے مارنا (اور توڑنا) شروع کیا۔ تو وہ لوگ ان کے پاس دوڑے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اس کے لئے

Marfat.com

ایک عمارت بناؤ پھر اس کو آگ میں ڈال دو۔ غرض انہوں نے اُن کے ساتھ ایک چال چلنی چاہی اور ہم نے اُن ہی کو زیر کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ کے شعلے دیکھ کر فرمایا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

(ترجمہ) ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ الانبیاء: ۶۹

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۙ﴿۶۹﴾

(ترجمہ) اے آگ ٹھنڈی آرام دہ اور معتدل ہوجا ابراہیم پر۔

پس اللہ تعالیٰ نے آگ کے شعلوں کو ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار میں تبدیل فرما دیا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا، کہ وہ اپنے گھر بار، افراد خاندان، اور قبیلے کو خیر باد کہہ دیتے۔ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ ملک شام تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ بھی سورۃ الصافات کی آیت نمبر ۹۹۔۱۰۰ میں یوں بیان ہوتا ہے:

وَ قَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

(ترجمہ) اور ابراہیم بولے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانیوالا ہوں وہ مجھے رستہ دکھائے گا۔ اے پروردگار مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادتمندوں میں سے (ہو)۔

پس نیک اور صالح اولاد کی خواہش کرنا، تمام انبیاء کی سنت رہی ہے تا کہ اولاد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے جاری و ساری رہ سکے۔ اسی سلسلہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کی مثال بھی دی جا سکتی ہے جنہوں نے اولاد کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔ سورۃ آل عمران: ۳۸

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

(ترجمہ) اس وقت زکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار

Marfat.com

مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما۔ تُو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے۔

لہٰذا ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد کے حصول کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایک نیک، صالح اور صابر بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سنائی۔ الصافات:۱۰۱

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

(ترجمہ) پس ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔

اور حضرت ہاجرہ کے بطن مبارک سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مزید آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ابراہیم علیہ السلام، ان کی بیوی اور بیٹے کو ملک شام سے موجودہ شہر مکہ لے جاؤ۔ جو اس وقت ویران، سنسان اور بے آب وگیاہ جگہ تھی آپ کو اپنی بیوی اور بچے کو وہاں تنہا چھوڑ کر واپس ملک شام جانے کا حکم ملا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور بچے کو جلتی ہوئی ریت پر اللہ کے سپرد کر کے واپسی کا ارادہ فرمایا۔ بی بی ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا: آپ مجھے اور اپنے بیٹے کو تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بیوی نے پھر اپنا سوال دُہرایا، شوہر پھر خاموش رہا۔ آخر کار بیوی نے پوچھا، کیا آپ اللہ کے حکم سے ایسا کر رہے ہیں؟، آپ نے فرمایا: ''ہاں'' بی بی ہاجرہ نے جواب دیا، ''بس تو پھر آپ بخوشی تشریف لے جائیں، جس اللہ کا حکم بجا لانے کے لئے آپ جا رہے ہیں، انشاء اللہ وہ ہمارا بھی مددگار ہوگا۔''

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیوی اور بیٹے سے رخصت ہو کر ایک ٹیلے کی آڑ میں پہونچے تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، اے میرے اللہ، میں تیرے حکم کی تعمیل میں اپنی بیوی اور بیٹے کو ایک ایسی جگہ چھوڑ کر جا رہا ہوں جہاں نہ انسانی آبادی ہے نہ کہیں سبزہ ہے، اور نہ ایک بوند پانی۔ اے میرے اللہ ان کو دست غیب سے رسیلے اور میٹھے پھل عطا فرما، تا کہ یہ تیری عبادت کر سکیں۔

Marfat.com

اور تیرے فرمانبردار بندے بن کر رہ سکیں۔

یہاں نوٹ فرمایئے کہ تمام انبیاء علیہ السلام کی فطرت میں شامل تھی، کہ وہ ہر وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توازن رکھتے تھے۔

یہ واقعہ اس چھوٹے سے خاندان کے لئے انتہائی صبر آزما تھا۔ اب جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس جا چکے تھے، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان پیاس کی شدت سے خشک ہو کر تالو سے لگ گئی تھی۔ بی بی ہاجرہ نے ایک نشیب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ریت پر لٹا دیا۔ اور بی بی ہاجرہؓ نے صفا، اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان پیاسے بچے کے لئے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے۔ ساتویں چکر کے بعد جو آپؓ تھک ہار کر بیٹے کے پاس واپس آئیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں، کہ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر ایڑیاں رگڑ رہے تھے، وہاں سے اچانک ایک شیریں اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ اُبل رہا تھا۔ جب یہ پانی اچھل اچھل کر دور تک پھیلنے لگا تو حضرت ہاجرہؓ نے فرمایا ''زم زم'' جس کا مطلب ہے ٹھہر جا۔ یہیں سے اس چشمے کا نام زم زم پڑ گیا۔ اسی زم زم کے چشمے کا پانی لوگ آج تک پی رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام گاہے بگاہے اپنی بیوی اور بچے سے ملنے شام سے مکہ مکرمہ تشریف لایا کرتے تھے۔ ابھی حضرت اسماعیل علیہ السلام نوعمر بچے ہی تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک اور زبردست آزمائش میں ڈالا۔ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے فرزند، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔ الصافات: ۱۰۲

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى

(ترجمہ) میرے بچے، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں آپ کی قربانی دوں۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

اس طرز بیان سے پتہ چلتا ہے کہ مشکل وقت میں والدین کو بچوں سے کیسے بات کرنی چاہئے۔ غور فرمایئے ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو نہایت سلیقے سے خواب بتایا اور بیٹے کے ردِّعمل کا صبر سے انتظار کرنے لگے۔ اس طرز کلام سے واضح ہے کہ اگر بچے کو اس امر میں نصیحت کی

Marfat.com

ضرورت پیش آئے تو وہ بھی فراہم کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ ایک طرح کا امتحان بھی تھا کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کا کتنا اطاعت گزار ہے۔ یاد رہے کہ بچہ شباب میں ہی والدین کا دست راست بنتا ہے اور سب والدین بے تابی سے عمر کے اس مرحلے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بچے کی عین جوانی کے موقع پر قربانی کا حکم دیا۔ پس یہ سب کنبہ کے لئے بہت کٹھن امتحان تھا۔ سنئے بچے کا جواب لاجواب تھا۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا۔ الصافات: ۱۰۲

یٰٓاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ

(ترجمہ) میرے پیارے باپ آپ وہ کردیں جس کا آپ کو حکم ہوا ہے۔

غور فرمائیے کہ یہ نوجوان اپنی اسلامی تعلیم وتربیت سے خوب سمجھتے تھے کہ پیغمبر کا خواب بھی وحی کی طرح ہے۔ اسی لئے جواباً عرض کیا کہ جس چیز کا آپ کو حکم ہوا ہے کر دیجئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا۔ الصافات: ۱۰۲

سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ

(ترجمہ) آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

اس میں بھی ہمارے لئے کئی قیمتی سبق ہیں۔ اولاً یہ کہ آپ نے انشاء اللہ کہا۔ جیسا کہ ہمیں سورۃ الکہف اور سورۃ القلم میں ہدایت کی گئی ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنے صبر اور اطاعت گزاری پر فخر کرنے کی بجائے عرض کیا کہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے یعنی محض میں ہی صبر کرنے والا نہیں بلکہ مجھ سے پہلے بھی کئی صابر لوگ ہو گزرے ہیں۔

اب دونوں باپ بیٹے رضائے الٰہی کی خاطر مقام مِنا کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں شیطان ملعون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ورغلایا، کہ تم صرف ایک خواب دیکھ کر اپنے بیٹے کو (نعوذ باللہ) ہلاک کرنے جا رہے ہو! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پتھر مار مار کر شیطان کو بھگا دیا۔ پھر اس مردود شیطان نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کی والدہ صاحبہ کو بہکانے کی بھی کوشش کی، انہوں نے بھی شیطان کو پتھر مار مار کر بھگا دیا۔ باپ نے بیٹے کو قربانی کے لئے تیار کرنا شروع کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے والد بزرگوار سے عرض کی: ”آپ میرے ہاتھ پیر اچھی

Marfat.com

طرح کس کر باندھ دیجئے تا کہ میں پھڑک نہ سکوں، چاقو کو تیز کر لیجئے اور اس کو میری گردن پر تیزی سے چلایئے تا کہ میری روح فوراً پرواز کر جائے کیونکہ موت بہت مشکل مرحلہ ہے۔ میرا لہو اپنے کپڑوں پر لگنے نہ دیں، تا کہ میرے ثواب میں کمی نہ کر دے۔ اور میرے خون آلود کپڑے والدہ کو ہرگز نہ دکھائیں، کہ انہیں میرا خون دیکھ کر افسوس وملال نہ ہو، والدہ سے میرا سلام عرض کیجئے گا''، اپنے بیٹے کی باتیں سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرے پیارے بیٹے آپ یقیناً اللہ کے حکم کی ادائیگی میں بے حد مددگار ہیں۔ اس کے بعد کا سین اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا۔ سورۃ الصافات: ١٠٣۔١٠٧

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿١٠٣﴾ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾ وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾

(ترجمہ) جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا۔ تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم، تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ کھلی آزمائش (بڑا امتحان تھا) اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ (قربانی کو) ان کا فدیہ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی بجائے، ذبح کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے جنت سے ایک دُنبہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو دونوں باپ بیٹے کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو آنے والی تمام نسلوں کے لئے قیامت تک حج کا ایک اہم رکن بنا دیا۔ شیطان کو تین بار کنکریاں مارنا بھی اللہ کو بہت پسند آیا اور آج تک حجاج کرام اللہ کے حکم سے حج کے تین دنوں میں یہی عمل دہراتے ہیں، اسی طرح حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا پانی کی تلاش میں دوڑنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر اچھا لگا کہ اسے بھی سعی کے نام سے عمرے اور حج کا حصہ بنا دیا گیا۔

میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ابراہیم علیہ السلام اور ان کے کنبے کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین یارب العالمین)

Marfat.com

بی بی مریم علیہا السلام

عیسائیوں کے تہوار کرسمس سے پہلے، اس کے دوران، اور اس کے بعد کئی دنوں تک ہم حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر سنتے ہیں، جن کو عیسائی دنیا مَیری (Mary) کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ہم مَیری کی مُورتیاں گرجا گھروں میں اور یہاں امریکہ کے تجارتی مراکز میں دیکھتے ہیں، ہم حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں مذہبی نغمات بھی سنتے ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اور سُن کر مسلمان اور ان کے بچے ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہم جاننا چاہیں گے کہ اصل مَیری (مریم) ہیں کون؟ ان کا بچپن کیسا تھا؟ ان کی پرورش کس طرح ہوئی؟ وہ بچپن سے جوانی تک کس طرح پہونچیں؟ ایک بالغ عورت کے طور پر اُن کا کردار کیسا تھا؟ حضرت مریم علیہا السلام کس طرح حاملہ ہوئیں؟ اور کس طرح ایک بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں بنیں؟ ان تمام واقعات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوح انسان کے لئے اپنی بہت ساری نشانیاں ظاہر کی ہیں۔ حضرت مریم کی مبارک پیدائش کا واقعہ سورۃ آل عمران کی آیات نمبر: ۳۵۔۳۶ میں درج ہے:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾

(ترجمہ) (وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تُو تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ سو جب اس نے اس کو (مریم کو) جنم دیا تو کہنے لگیں کہ پروردگار! میرے تو لڑکی ہوئی ہے اللہ

Marfat.com

خوب جانتا ہے جو اس نے جنم دیا اور بیٹا بیٹی کے مانند نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

جب لڑکی پیدا ہوئی تو انہیں بہت تعجب ہوا! اس زمانے میں یہ ایک عام خیال تھا کہ کسی بھی عبادت گاہ میں صرف مرد ہی خدمات انجام دے سکتا ہے۔ بہرحال والدہ نے اس بچی کا نام مریم رکھا، اور اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی، کہ اے میرے اللہ میں اس معصوم بچی کو شیطان مَردُود سے بچا کر تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ بچی کے بارے میں فرماتا ہے، کہ یقیناً یہ لڑکی لڑکوں کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ ایک غیر معمولی لڑکی ہے۔ اس آیت سے ایک یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ پیدا ہونے والے بچے یا بچی کا نام رکھنے کا حق صرف مردوں کا نہیں عورتوں کو بھی ہے۔ اسلام میں مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں اور صرف مردوں اور عورتوں کے دائرۂ عمل اور ذمہ داریاں الگ الگ ہیں۔ مردوں اور عورتوں کی یہ ذمہ داریاں اللہ کی ہی طرف سے دی گئی ہیں۔

آگے چل کر اللہ تعالیٰ اس بچی (بی بی مریم) کی پرورش اور نگہداشت کے بارے میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۳۷ میں فرماتا ہے:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾

(ترجمہ) تو پروردگار نے اس لڑکی کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کو اُس کا سرپرست بنایا۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے۔ (یہ کیفیت دیکھ کر وہ ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے۔ وہ بولیں کہ اللہ کے ہاں سے (آتا ہے) بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔

اس واقعہ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر کیا۔ انہوں نے اس

Marfat.com

واقعہ کو اللہ کی طرف سے تائید غیبی خیال کر کے اپنے لئے بھی ایک نیک اور صالح اولاد کی دُعا مانگی، حالانکہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے سوچا، کہ جو پروردگار اس بچی (مریم) کے لئے موسم اور بے موسم پھلوں کا کثیر مقدار میں انتظام کرسکتا ہے، وہ اللہ مجھے بڑھاپے کے باوجود اولاد سے نواز سکتا ہے۔ سورۃ آل عمران: ۳۸

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾

(ترجمہ) اس وقت زکریا نے اپنی پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما۔ تو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے۔

یہاں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ شادی کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے نیک اور صالح اولاد طلب کرے۔ تاکہ مسلمان اپنی اولاد کو اسلامی طور طریقہ سے پروان چڑھا کر اسلام کی خدمت کرنے کے لائق بنائے۔ اس لئے اللہ کے برگزیدہ انبیاء بوڑھے ہونے کے باوجود بھی نیک اولاد کی دعا مانگا کرتے تھے، تاکہ ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد دین کے کام کو ترقی دیں اور آگے بڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا قبول فرمائی۔ آل عمران: ۳۹

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾

(ترجمہ) وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشوں نے آواز دی۔ کہ (زکریا) اللہ تمہیں یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کے حکم (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے اور سردار ہوں گے وہ پارسا اور (اللہ کے) پیغمبر اور نیکو کاروں میں سے ہونگے۔

زکریا علیہ السلام نے بیٹے کی خوشخبری سن کر حیرانگی سے کہا۔ سورۃ آل عمران: ۴۰۔۴۱

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ

Marfat.com

اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ
اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

(ترجمہ) زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا کہ میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ نے فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت زکریا نے کہا کہ پروردگار (میرے لیے) کوئی نشانی مقرر فرما۔ اللہ نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کرسکو گے تو (اُن دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد کرنا اور صبح وشام اس کی تسبیح کرنا۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ وہ دُعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں، جو بندے مسجد میں نماز ادا کرکے اپنے رب سے مانگتے ہیں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد عطا فرما کر تمام بنی نوع انسان کو یہ بتادینا چاہتا ہے کہ جس طرح وہ زکریا علیہ السلام کو ضعیفی میں اولاد عطا کرسکتا ہے، بالکل اسی طرح بی بی مریم کو بھی اولاد عطا کرسکتا ہے، جبکہ بی بی مریم کے جسم اطہر پر کسی مرد کا سایہ تک نہیں پڑا۔

اب ہم بی بی مریم علیہا السلام کو ایک بالغ عورت کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ سورۃ آل عمران: ۴۲۔۴۳

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

(ترجمہ) اور جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم! اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے، اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں سے منتخب کیا ہے۔ مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرنا۔

پس جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بندے پر اپنی مزید عنایات کرتا ہے، تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ اور زیادہ اللہ کی اطاعت گزار ہوجائے۔ رکوع کرنے والوں کے ہمراہ رکوع کرنے کا مطلب ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ سورۃ آل عمران: ۴۵۔۴۶

Marfat.com

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۴۶﴾

(ترجمہ) (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم اللہ تم کو ''کلمہ من اللہ'' کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ بن مریم ہوگا (اور جو) دنیا اور آخرت میں باآبرو اور (اللہ کے) خاصوں میں سے ہوگا، اور ماں کی گود (گہوارہ) میں اور بڑی عمر کا ہوکر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکوکاروں میں ہوگا۔

مریم کو یہ سن کر انتہائی تعجب ہوا! آپ علیہا السلام نے کہا: سورۃ آل عمران: ۴۷

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿۴۷﴾

(ترجمہ) مریم نے کہا: پروردگار میرے ہاں بچہ کیونکر ہوگا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تو لگایا نہیں۔ فرمایا کہ اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے ''ہوجا'' تو وہ ہوجاتا ہے۔

لہٰذا اسی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے، کہ اللہ کے صرف ''کُن فیکُون'' فرما دینے سے پیدا ہوئے تھے۔ اس بارے میں قرآن حکیم ہمیں انتہائی تفصیل سے بتاتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو حمل کس طرح قائم ہوا، اور انہوں نے حمل کے دوران کیا کیا۔ سورۃ مریم آیات ۱۶۔۲۶

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ کَذٰلِکِ

Marfat.com

قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾
فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ
يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ
جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا
جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي
نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿٢٦﴾

(ترجمہ) اور کتاب (قرآن) میں مریم کا حال بھی بیان کرو۔ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف چلی گئیں، تو انہوں نے اُن کی طرف سے پردہ کر لیا۔ (اُس وقت) ہم نے اُن کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا۔ تو وہ اُن کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل) بن گیا، مریم بولیں اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں (اور اسلئے آیا ہوں) کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں، مریم نے کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوگا جب مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں ہوں، (فرشتے نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے۔ اور (میں اُسے اسی طریق پر پیدا کرونگا) تاکہ اُسکو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعہ) رحمت اور (مہربانی) بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے، تو وہ اُس (بچے) کیساتھ حاملہ ہوگئیں اور اسے لیکر دُور جگہ چلی گئیں، پھر حمل کے درد کی شدت اُن کو کھجور کے تنے کی طرف لے آئی۔ کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بے نام ونشان ہو جاتی۔ اس وقت اُن کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو۔ تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے، اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی، تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے اللہ کے لئے روزے کی منت مانی ہے تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز بات نہ کروں گی۔

Marfat.com

ہم دیکھتے ہیں، کہ مریم علیہا السلام سے کھجور کا درخت ہلا کر میوہ حاصل کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی پوری کوشش کر کے اپنی روزی حاصل کرنا چاہئے۔ یہ کوشش اللہ پر توکل کے منافی نہیں ہے۔ تقریباً چالیس دن بعد مریم علیہا السلام اپنے بیٹے کو گود میں لئے ہوئے بستی میں واپس تشریف لے آئیں۔ مریم علیہا السلام اور بستی کے لوگوں کے درمیان جو بات چیت ہوئی، اُسے قرآن حکیم نے سورۃ مریم کی آیات نمبر ۲۷ سے ۳۲ تک میں بیان فرمایا ہے۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿ۖ۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ۫ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿ۙ۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۪ۖ۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾

(ترجمہ) پھر وہ اس (بچے) کو اُٹھا کر اپنی قوم کے لوگوں کے پاس لے آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ مریم یہ تو تُو نے بُرا کام کیا، اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی، تو مریم نے اُس لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے کہ ہم اس سے جو گود کا بچہ ہے کیوں کر بات کریں۔ بچے نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور نبی بنایا ہے، اور میں جہاں ہوں (اور جس حال میں ہوں) مجھے صاحب برکت کیا ہے۔ اور جب تک زندہ ہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے، اور (مجھے) اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنیوالا بنایا ہے، اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو پہلی بات اپنی زبان سے ادا کی، وہ یہ تھی، کہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ اور رسول ہوں۔ لہٰذا ہمیں کسی بھی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا ساتھی یا بیٹا نہیں بنانا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کے

Marfat.com

مطابق نماز اور زکوۃ ہر امت پر لازم تھی۔ پس ہمیں بھی نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کا بے حد اہتمام کرنا چاہیے۔

ہم نے بی بی مریم علیہا السلام کو ایک بچی کی شکل میں دیکھا، ان کی پرورش کو دیکھا۔ ان کی جوانی دیکھی! پھر انہیں ایک ماں کی شکل میں دیکھا۔ اس میں اللہ کی خوشنودی چاہنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ یہ بھی صاف ہوگیا کہ اصل بی بی مریم علیہا السلام اور عیسائیوں کی پیش کی ہوئی میری میں کوئی مطابقت نہیں ہے۔ اللہ ہم سب کو شرک سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں (حصہ اوّل)

اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۱ میں فرماتا ہے:

قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمۡ عَلَيۡكُمۡ اَلَّا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔـا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ۚ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ وَاِيَّاهُمۡ ۚ وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَـقِّ ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝

(ترجمہ) کہہ کہ (لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) نیک سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے۔ تاکہ تم سمجھو۔

اس آیت میں اور آگے آنے والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے لفظ ''وصیت'' تین بار استعمال فرمایا ہے گویا اللہ تعالیٰ انتہائی زور دیکر ہم کو ان احکامات کی مکمل طور پر پیروی کرنے کی ہدایت فرما رہا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت دیکھنا چاہے، جس پر ان کی مہر ثبت ہے، تو اسے چاہئے کہ سورۃ الانعام کی آیات نمبر ۱۵۱۔ ۱۵۳ کا مطالعہ کرے، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔

اور حکمؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''کوئی ہے جو ان تین آیات میں

Marfat.com

دیئے گئے احکامات پر چلنے کا وعدہ کرے؟'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''جو ان احکامات پر چلنے کا وعدہ کرے گا اللہ نے اُس سے بہت بڑے انعام کا وعدہ کر رکھا ہے۔''

ان تین آیات کریمہ میں دس چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم کی دعوت کا انداز منفی نہیں بلکہ ہمدردانہ اور ناصحانہ ہے۔ آیت کچھ یوں شروع ہوتی ہے: ''آؤ میں تمہیں بتاؤں'' گویا بُلانے والا کسی بلند جگہ پر کھڑے ہو کر پستی میں کھڑے ہوئے لوگوں کو بلندی پر آنے کی دعوت دے رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: آؤ میں تمہیں بتاؤں، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کون کون سی باتوں سے روکا ہے۔ اور اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ تم اپنی مرضی سے حرام کو حلال، اور حلال کو حرام قرار مت دو۔ اس جامع بیان کے بعد حرام کے احکام کو باری باری واضح کیا گیا ہے۔

پہلا حکم یہ ہے یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور جلی شرک کے علاوہ خفی شرک سے بھی بچو۔ مثلاً مندرجہ ذیل بھی شرک میں شامل ہیں۔

اس بات پر ایمان رکھنا جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے، مگر کسی امر میں اپنی کامیابی کا موجب دوسروں کو سمجھنا۔

دکھاوے کے طور نماز ادا کرنا۔

اپنی ذاتی بڑائی، اور شہرت کے لئے خیرات کرنا۔

سب سے پہلے شرک سے بچنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور کسی صورت میں معاف نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت ابو دردہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، تمہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے، یا تمہیں زندہ جلا دیا جائے تب بھی اللہ کی ذات کے ساتھ شرک کا ارتکاب نہ کرو۔''

دوسرا حکم ہمیں اپنے والدین سے اچھا سلوک کرنے کا دیا گیا ہے۔ اللہ چاہتا تو یہاں کہہ سکتا تھا کہ ''اپنے والدین کا حکم مت ٹالو'' مگر قرآن کا بیان بڑا جامع ہے یہ کہ نہ صرف ان کا

Marfat.com

کہنا مانو بلکہ ان کے ساتھ اتنے اچھے سلوک سے پیش آؤ تا کہ تمہارے ماں باپ تم سے خوش ہو جائیں، راضی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے۔ بنی اسرائیل: ۲۳

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو اور ان میں سے ایک یا وہ دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں ان سے اُف بھی نہ کرو۔ اور انہیں نہ جھڑکو اور اُن دونوں سے ادب کے ساتھ بات کرو۔

اللہ تعالیٰ سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۱۴ میں بھی فرماتا ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ

(ترجمہ) میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

ان تمام آیات میں حقوق اللہ کے فوراً بعد والدین کے حقوق کا ذکر ہے۔ پس اللہ کے نزدیک والدین کے حقوق کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز وقت مقررہ پر ادا کرنا''، میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔'' میں نے پھر پوچھا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (صحیحین)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول ﷺ نے لگاتار تین بار ارشاد فرمایا: ''وہ غارت ہو گیا؟'' ہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ کون غارت ہو گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غارت ہو گیا وہ جس نے اپنے بوڑھے ماں یا باپ یا پھر دونوں کو پایا،

Marfat.com

لیکن ان کی اطاعت ، فرمانبرداری، عزت واحترام کر کے اُن کی ہر طرح سے دلجوئی، اور مدد کر کے اپنے لئے جنت نہیں خریدی!'' یعنی وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے بھی بوڑھے والدین کی خوش اسلوبی سے خدمت کی اسے ضرور جنت ملے گی۔ بوڑھے والدین کی قید اس لیے لگا دی کیوں کہ اس عمر میں وہ کمزور اور محتاج ہوتے ہیں اور ہمارے سہارے کے طالب۔

تیسرے حکم میں اللہ تعالیٰ بچوں کے حقوق بیان فرماتا ہے۔ ہمیں غربت اور تنگدستی سے گھبرا کر اپنی اولاد کو قتل نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کے بھی رزق کا پورا انتظام اسی طرح فرمائے گا جس طرح تمہارے لئے رزق کا انتظام فرماتا ہے۔ سورۃ اسراء: ۳۱

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱

(ترجمہ) اپنی اولاد کو ناداری کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ان کو رزق دیتے ہیں، اور تم کو بھی! بے شک ان کا قتل بڑا گناہ ہے۔

یہاں اشارہ اس بات کی طرف ہے، کہ چونکہ بچے نسبتاً کمزور ہوتے ہیں اور رزق کے زیادہ حقدار ہیں اور اللہ تعالیٰ بچوں کے واسطے سے تم کو بھی رزق دیتا ہے، پس یہ اولادیں تمہارے لئے اللہ کی رحمت ہیں، نہ کہ تمہارے اوپر بوجھ ہیں۔ علاوہ ازیں مت بھولئے کہ سب کا رازق تو اللہ ہی ہے۔

مثلاً ایک دانے یا بیج کو ہی دیکھ لو، یہ ایک تناور درخت میں تبدیل ہو کر پھل دیتا ہے۔ والدین تو اس درخت کو پروان نہیں چڑھاتے، اسی طرح اللہ تم کو بھی بے حساب رزق عطا فرمائے گا۔

اگر ہم سب اپنی اولاد کو اسلام کی تعلیم وتربیت نہ دیں گے تو گویا ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ کیونکہ قرآن ایسے شخص کو ''مردہ'' قرار دیتا ہے جو اپنی اولاد کو صحیح اسلامی تعلیم سے روشناس نہیں کراتے۔ پس ایسے والدین اپنی ہی اولاد کو روحانی طور پر جان سے مار دیتے ہیں، جو

Marfat.com

جسمانی طور پر جان لینے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ پس اولاد کو رزق کے ڈر سے نہ مارو اور نہ ہی روحانی طور پر مارو۔

چوتھے حکم میں اللہ ہم کو ظاہری اور باطنی طور پر برائیوں سے روکنا چاہتا ہے۔ ظاہری برائی سے مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زبان اپنے ہاتھ یا پاؤں سے کوئی غلط کام نہ کریں۔ باطنی برائی کی مثال لالچ، جھوٹ، حسد اور بے صبری وغیرہ ہیں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص برائیوں کے قریب جاتا ہے بالآخر ان میں ملوث ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں ہر برائی سے دور رہنا چاہیے۔

پانچویں حکم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ناحق قتل سے منع کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے مندرجہ ذیل تین کے۔ ۱۔ شادی شدہ شخص بدکاری میں مبتلا ہو جائے۔ ۲۔ اگر اس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا ہو، اس کے قصاص میں مارا جائے اور ۳۔ جو قبولِ اسلام کے بعد پھر کافر ہو جائے۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت عثمان ابن عفانؓ کو جب لوگ قتل کرنے آئے تو آپ نے اسی حدیث کا حوالہ دیا تھا اور فرمایا میں نے مندرجہ بالا تین جرموں میں سے کوئی جرم نہیں کیا۔ تم مجھے کیوں قتل کرنے کے درپے ہو۔ درحقیقت اسلام میں کسی کافر کو بھی بغیر کسی وجہ کے قتل کرنا منع ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ذمی غیر مسلم کو قتل کر دے اس نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑ دیا اور جو شخص اللہ کے عہد کو توڑ دے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان احکام کی پوری پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں (حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔ سورۃ الانعام: ۱۵۲۔ ۱۵۳

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

(ترجمہ) اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریقے سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے۔ تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اس پر چلنا۔ اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

سب سے پہلے جو حکم ہمیں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یتیم کے مال کی حفاظت کریں۔ ہمیں یتیم کے مال کی اس وقت تک نگرانی کرنے کا حکم ہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔ علماء کا خیال ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے بلوغ کے آثار شروع ہو جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہمیں اس وقت تک انتظام کرنا چاہئے جب تک وہ یتیم سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد بھی اس مال کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔ اور اگر کسی یتیم کا دماغ بالکل ہی ماؤف نہیں (یعنی وہ دیوانہ نہیں ہے) اس صورت میں پچیس سال کی عمر کو پہونچتے ہی اس یتیم کا مال اس

Marfat.com

کے سپرد کر دینا چاہئے۔ چند علماء کا خیال ہے کہ دیوانے یتیم کا مال حکومت وقت کی تحویل میں دیدینا چاہئے کہ وقت مقررہ تک یہ مال بحفاظت حکومت کے پاس رہ سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیات نمبر ۶ میں فرماتا ہے: ''جب کوئی یتیم نہ صرف بالغ ہو جائے اور اگر اس کی عقل میں پختگی پاؤ تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو۔''

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت ۱۰ میں یہ بھی فرماتا ہے کہ ''جو لوگ یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ گویا اپنا پیٹ دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ سے بھرتے ہیں۔''

دوسرا حکم یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی امت اسی لئے تباہ کر دی گئی کہ وہ لوگ ماپ اور تول میں بے ایمانی کیا کرتے تھے۔ حضرت سوید بن قیسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زن وأرجع (ابوداؤد۔ ترمذی)

یعنی تولو تو وزن سے کچھ زیادہ ہی دیا کرو۔

نوٹ فرمایئے جب ہم اپنی نوکری کو ایمانداری سے نہیں نبھاتے تو گویا ہم تولنے میں کمی کرتے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس نرم دل تاجر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو تولتے وقت کچھ زیادہ ہی تولتا ہے، اور اس رحمدل خریدنے والے پر بھی اللہ رحمتیں نازل فرمائے جو کسی حد تک کم تولا ہوا بھی قبول کر لیتا ہے۔'' (بخاری)

تیسرے حکم میں اللہ تعالیٰ ہمیں سچ بولنے کی ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو کچھ بھی کہو ہمیشہ سچ کہو چاہے وہ تمہارے اپنے قرابت دار کے بارے میں ہی کیوں نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جھوٹی گواہی دینا ایسا ہے جیسے تم نے اللہ کی ذات واحد میں کسی کو شریک کر لیا۔'' (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

گواہی اور شہادت کے بارے میں قرآن حکیم ہمیں ہدایت کرتا ہے۔ سورۃ النساء: ۱۳۵

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا

Marfat.com

(ترجمہ) اے مومنو! انصاف کے علمبردار بنو۔ اللہ کے لئے گواہی دینے والے۔ خواہ وہ گواہی تمہاری اپنی ذات کے یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ چاہے کوئی مال دار ہو یا محتاج۔ (بہرحال) اللہ ان کا (سب سے بڑھ کر) خیرخواہ ہے۔

اسلام اعلیٰ ترین اخلاق کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ سورۃ المائدۃ: ۸

وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫

(ترجمہ) کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات سے باز نہ رکھے۔ کہ تم انصاف کرو۔ انصاف کرو یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے وعدے وفا کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۱۷۷

وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

(ترجمہ) اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں۔

یہ بات غور طلب اس لئے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں تک وعدے وفا کرنے کی بات ہے بعض کفار بھی بعض اوقات اپنے کئے ہوئے وعدے وفا کیا کرتے تھے۔ لہٰذا مسلمانوں (ایمان والو) کو اس کی اور زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ وعدہ وفائی مخلص مومن کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ المعارج: ۳۲

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾

(ترجمہ) اور جو اپنی امانتوں اور اقراروں کا پاس کرتے ہیں۔

سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہی ہے میرا سیدھا راستہ لہٰذا اس پر ہی چلو کوئی دوسری راہ اختیار مت کرو، جو تم کو صراط مستقیم سے دور لے جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول ﷺ نے زمین پر ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا "یہ سیدھا راستہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے اردگرد بہت سی دوسری لکیریں بنا کر فرمایا یہ راستے سب شیطان کے راستے ہیں" پھر آپ نے سورۃ الانعام کی آیات ۱۵۲۔۱۵۳ تلاوت فرمائیں۔

Marfat.com

سورۃ الانعام کی آیات ۱۵۱۔ ۱۵۳ کا لب لباب یہ ہے: پہلی آیت ۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ۲۔ والدین کا حکم مانو۔ ۳۔ اپنے بچوں کی (روحانی اور جسمانی طور پر) جان نہ لو۔ ۴۔ ظاہری اور باطنی برائیوں سے بچو اور ۵۔ ناحق کسی انسان کو قتل نہ کرو۔ پھر اللہ فرماتا ہے ''تا کہ تم سمجھ سکو'' کیونکہ اسلام سے پہلے لوگ ان باتوں کو سمجھنے کی بالکل کوشش نہیں کرتے تھے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہم مندرجہ بالا ہدایات کو سمجھنے کی کوشش کر کے ان پر عمل کریں، یعنی عقل سلیم کا استعمال کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

دوسری آیت میں چار ہدایات درج ہیں۔ ۱۔ یتیم کا مال مت کھاؤ۔ ۲۔ ماپ تول میں انصاف کرو۔ ۳۔ حق بات کرو اور حق (سچائی) کا ساتھ دو۔ ۴۔ صراطِ مستقیم پر چلو۔ یہ باتیں ایسی ہیں جن کی اچھائی میں کسی کو بھی اعتراض نہیں۔ لیکن ہم ان کو معمولی جان کر ان سے غفلت کرتے ہیں۔ لا پرواہی کی صورت میں یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخر میں فرماتا ہے ''تمہیں خبردار کیا جاتا ہے (یاددہانی کے طور پر) تا کہ تم بھول نہ جاؤ۔''
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تیسری آیت میں ہمیشہ سیدھا راستہ چلنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے، جب ہم تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

ان تینوں آیات میں دس احکامات دئے گئے ہیں۔ حضرت کعب احبارؒ قبول اسلام سے پہلے یہودی تھے، اور تورات کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں: ''تورات ان ہی دس احکامات سے شروع ہوتی ہے اور یہی دس احکامات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے۔''
بقول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے یہی آیات ''محکمات'' ہیں جن کا ذکر سورۃ آل عمران میں آیا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہ السلام کو یہی بنیادی دس احکامات دیے گئے تھے۔ کسی بھی رسول کی شریعت ان سے خالی نہیں رہی۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، ہر سچے اور متقی مومن کا وصف ہے۔ اللہ نہ صرف ہمیں اپنی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے بلکہ ہمیں نہایت دلکش انداز سے اس نیکی کی طرف مائل بھی کرتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۲۶۵

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾

(ترجمہ) اور جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو جب اس پر مینہ پڑے تو دگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو زبان سے کہہ دینا اور بات ہے لیکن ایسا کرنے کے لئے مضبوط قوت ارادی اور اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس طرح خرچ کرنے میں انسان کو روحانی ترقی ملتی ہے! اس کے علاوہ اللہ کے راستے میں خرچ کی گئی تھوڑی سی رقم بھی بہت بڑے اجر کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے ہمیں اس نیکی کی طرف مائل فرماتا ہے۔ سورۃ الحدید: ۷

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۷﴾

(ترجمہ) (تو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس (مال) کا اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال)

Marfat.com

خرچ کرتے رہے ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ ہمیں بتلا رہا ہے کہ جو مال ودولت آج تمہارے پاس ہے یہی تم سے پہلے کسی اور کی ملکیت تھی اور یہی دولت آگے چل کر کسی دوسرے کی ہو جائے گی۔ یہ جان لینا چاہئے کہ اللہ نے یہ مال ودولت عارضی طور پر ہمارے سپرد کیا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں قطعاً تامل نہیں ہونا چاہئے۔ جو مومن اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں گے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس اجر عظیم ہے۔ اور اگر ایک کافر اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتا ہے، تو اس کے لئے بروز قیامت کسی قسم کا کوئی انعام واکرام نہیں ہوگا۔ ہاں اسے دنیاوی طور پر کچھ عارضی عزت، شہرت اور انعام مل جائے تو بات دوسری ہے۔ پس قیامت کے روز اجر کے لئے ایمان ہونا ضروری ہے۔ سورۃ الحدید:۱۰

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

(ترجمہ) اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی وراثت اللہ ہی کی ہے۔

اسی طرح ایک اور منطقی طریقے سے اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں کہ کیا آسمان کا کوئی حصہ انسان کی ملکیت ہے۔ یقیناً نہیں، اسی طرح اگر ہم کہیں کہ یہ گھر، یہ کار، یہ زمین، یہ دوکان میری ملکیت ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ زمین اور آسمان پر اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے صرف اور صرف اللہ کی میراث ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کے دیئے ہوئے مال سے اس کی راہ میں خرچ کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہونا چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دے رہا ہے۔ سورۃ الحدید:۱۱

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾

(ترجمہ) کون ہے جو اللہ کو نیک نیتی (اور خلوص سے) قرض دے تو وہ اس کو اس سے کئی گنا بڑھا کر ادا کرے اور اس کے لئے بہترین اجر (یعنی جنت) ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص کو سونے سے

Marfat.com

بھری ہوئی وادی مل جائے تب بھی وہ مطمئن نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک اور ایسی وادی کی خواہش کرے گا۔ درحقیقت ایسے آدمی کا منہ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے (بخاری) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ حدیث اس قدر دہرائی کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ کہیں یہ قرآن کی آیت تو نہیں! یہاں تک کہ سورۃ التکاثر نازل ہوگئی۔ سورۃ التکاثر: ۱۔۸

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾

(ترجمہ) (لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ دیکھو اگر تم جانتے (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے)۔ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔ پھر اس کو (ایسا) دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آجائے گا) پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: "تم کو ہر روز قرآن کریم کی کم از کم ایک ہزار آیات پڑھنی چاہئے۔" صحابہ کرامؓ نے فکر مندی سے عرض کیا یا اللہ کے رسول ﷺ ہوسکتا ہے کسی دن ہم ایک ہزار آیات نہ پڑھ سکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ایک بار سورۃ التکاثر نہیں پڑھ سکتے۔ (المظہری) اس کا یہ مطلب ہے کہ اس جامع سورۃ میں دی گئی ہدایت ایک ہزار آیات کی ہدایت کے برابر ہے۔

انسان کا خاصہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرے۔ لیکن ہمارے لئے زکوٰۃ دینا فرض کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کئی بار کیا ہے! خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تو زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف جنگ تک کا اعلان کر دیا تھا، جبکہ وہ لوگ نماز اور روزوں کی پابندی کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ مزمل: ۲۰

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ

Marfat.com

(ترجمہ) اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو نیک (اور خلوص نیت سے قرض دیتے رہو۔

اللہ ہمیں ترغیب دے رہا ہے کہ ہم نماز کے ساتھ ساتھ باقاعدہ زکوٰۃ بھی ادا کرتے رہیں اور زکوٰۃ کے علاوہ صدقات بھی کیا کریں۔ صرف زکوٰۃ پر ہی اکتفا نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اوصاف کا ذکر قرآن میں مختلف مقامات پر کیا ہے۔ سورۃ الذاریات: ۱۷۔۱۹

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

(ترجمہ) وہ یعنی اللہ کے نیک بندے رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے۔ اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے۔ اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا تھا۔

اسی طرح دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ المعارج: ۲۴۔۲۵

وَ الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

(ترجمہ) اور جن کے مالوں میں حصہ مقرر ہے (یعنی زکوٰۃ) مانگنے والے اور نہ مانگنے والوں کے لئے۔

یاد رکھئے زکوٰۃ کی اڑھائی فیصد مقدار اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ اس میں قیامت تک کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔ خرچ کرنے کا مخلصانہ طریقہ یہ ہے۔ سورۃ الدہر: ۸۔۹

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾

(ترجمہ) فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خالص اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے کوئی بدلہ اور نہ ہی شکریہ چاہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اللہ کی ہدایت پر فی الفور عمل پیرا ہوتے تھے۔ سورۃ آل عمران: ۹۲

Marfat.com

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ

(ترجمہ) مومنو! جب تک ان چیزوں میں سے جو تمہیں محبوب ہیں (اللہ کی راہ میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے۔

جیسے ہی یہ آیت کریمہ حضرت ابوطلحہؓ نے سنی دوڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا بہترین باغ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ اسی طرح یہ آیت کریمہ سنتے ہی زید بن حارثؓ نے اپنی سواری کا بہترین گھوڑا اللہ کی راہ میں دے دیا۔

کبھی کبھی ہمارے دماغ میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی کم عمری میں یتیم کیوں کر دیا؟ اغلباً اللہ اپنے لاڈلے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سبق دینا چاہتا ہوتا کہ دیکھو ایک یتیم کی زندگی کیسی ہوتی ہے! یہ تربیت ایسے شخص کے لئے ضروری بھی تھی جو آگے چل کر سارے جہان کے لئے رحمۃ اللعالمین کے لقب سے نوازا جانے والا تھا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زکوٰۃ اور صدقات ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
(آمین ثم آمین یا ربّ اللعالمین)

Marfat.com

مومن کے اوصاف

ایک مسلمان کسی یہودی یا نصاریٰ کی طرح یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ ضرور جنت میں ہی جائے گا۔ جنت میں داخلہ صرف اور صرف اللہ کے رحم وکرم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ آل عمران: ۱۰۷

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

(ترجمہ) اور (قیامت کے دن) جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہاں جنت کی جگہ لفظ رحمت استعمال ہوا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخلہ صرف اللہ کی رحمت سے ہی ہوگا۔ سورۃ المعارج: ۱۹۔۲۱

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾

(ترجمہ) کچھ شک نہیں کہ انسان بے صبرا پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے۔ اور جب آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات عام انسانوں کے بارے میں فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، انسان زیادہ تر بے صبرا واقع ہوا ہے۔ ذرا سی تکلیف سے بہت جلد گھبرا جاتا ہے۔ لیکن جب اللہ اسے راحت پہونچاتا ہے تو یہی انسان اللہ اور اس کے بندوں کے تمام حقوق بھول جاتا ہے۔ لیکن سبھی انسان ایسے نہیں ہیں انسانوں کا ایک خاص طبقہ یعنی مومنین ایسا نہیں کرتے۔ ان کے کردار کی جھلک سورۃ المعارج کی آیات نمبر ۲۲ تا ۲۵ میں دیکھنے میں ملتی ہے۔

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

Marfat.com

مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ ﴿۲۵﴾

(ترجمہ) مگر نماز گزار، جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے (یعنی) مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا۔

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ صرف یہ بھی فرما سکتا تھا کہ یہ لوگ غریبوں کا خیال رکھتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ یہاں وضاحت کے ساتھ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ زکوٰۃ انتہائی ایمانداری کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے اسی لئے انہوں نے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ حالانکہ وہ لوگ برابر نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک مسلمان زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی لئے قرآن حکیم میں نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کئی بار آیا ہے۔ مثلاً سورۃ المزمل: ۲۰

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ

(ترجمہ) اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو نیک اور (خلوص نیت سے) قرض دیتے رہو۔

سورۃ المعارج کی آیات نمبر ۲۶ تا ۲۸ میں مومنوں کے مزید اوصاف درج ذیل ہیں۔

وَ الَّذِیۡنَ یُصَدِّقُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۲۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مِّنۡ عَذَابِ رَبِّہِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّہِمۡ غَیۡرُ مَاۡمُوۡنٍ ﴿۲۸﴾

(ترجمہ) اور جو روز جزاء کو سچ سمجھتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں، بے شک ان کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے۔

صحابہ کرام اللہ کی طرف سے ملنے والی سزا کے خوف سے ہمیشہ کانپتے رہتے ہیں۔ جب صحابہ کرامؓ نے یہ آیت سنی تو اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کیا آپ بھی سزا کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں میں بھی سزا کے خوف سے لرزتا رہتا

Marfat.com

ہوں۔ کیونکہ کسی شخص کو بھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی سزا سے بالا نہیں سمجھنا چاہئے۔

اس خاص طبقہ کے لوگوں کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ لوگ صرف زبانی طور پر نہیں بلکہ روز قیامت میں پورا پورا محاسبہ کئے جانے کو یقینی جانتے تھے۔

مثال کے طور پر جن لوگوں کا اعمالنامہ ان کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہیں گے کہ ہماری کامیابی کا راز حساب وکتاب پر پختہ یقین ہے۔ سورۃ الحاقہ: ۲۰

اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾

(ترجمہ) مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا۔

مومنین کے مزید اوصاف یہ ہیں۔ سورۃ المعارج: ۲۹۔۳۱

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾

(ترجمہ) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے کہ (ان کے پاس جانے پر) انہیں کچھ ملامت نہیں اور جو لوگ ان حدود سے تجاوز کریں گے وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔

لہٰذا اس سے ہٹ کر کسی اور طریقہ سے جنسی تسکین حاصل کرنا غیر اسلامی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے۔ مومنین کے مزید اوصاف یہ ہیں۔ سورۃ المعارج: ۳۲

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾

(ترجمہ) وہ جو اپنی امانتوں اور اقراروں کا پاس کرتے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "وعدہ ایک قسم کا قرض ہے جس کا ادا کرنا لازمی ہے۔"

سورۃ المعارج: ۳۳

وَالَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

(ترجمہ) جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ انہیں اپنا اللہ سے کیا ہوا وہ وعدہ یاد ہے جو انہوں نے داخل

Marfat.com

اسلام ہوتے وقت کیا تھا۔ مومنین کے مزید اوصاف یہ ہیں۔ سورۃ المعارج: ۳۴

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾

(ترجمہ) اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المعارج میں مومنین کے اوصاف کا بیان نماز کی پابندی سے شروع فرما کر آخر میں نماز کی پابندی پر ہی ختم فرمایا۔ پس نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اہم وصف ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلا سوال بندوں سے نماز ہی کے متعلق ہوگا۔ جو اس ٹیسٹ میں فیل ہوگیا اس سے کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ خوشخبری سنا رہے ہیں۔ سورۃ المعارج: ۳۵

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾

(ترجمہ) یہی لوگ باغہائے بہشت میں عزت واکرام سے ہوں گے۔

پس اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہے ہیں جو لوگ مندرجہ بالا اوصاف کے حامل ہوں گے۔ وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے۔ ظاہری طور پر ان احکام کی لسٹ بہت لمبی لگتی ہے لیکن ہم ایک حکم پر ہی خلوص نیت سے عمل پیرا ہوں تو اللہ تعالیٰ خود بخود باقی احکام کی اطاعت بھی آسان فرما دیتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اندھیروں اور گمراہیوں سے نکال کر ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب: ۴۳۔۴۴

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

(ترجمہ) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے۔ جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک بار پھر اپنے حبیب ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ سورۃ

Marfat.com

الاحزاب: ۴۷

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾

(ترجمہ) اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنے اس فضل کو حاصل کرنے والوں میں شمار کر لے۔
(آمین ثم آمین یا ربّ اللعالمین)

Marfat.com

قبلہ

قبلہ کا مطلب کیا ہے؟ اس کے لفظی معنی ہیں کسی طرف توجہ مرکوز کرنا، قبلہ کا مطلب نماز پڑھنے کی سمت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ البقرہ: ۱۱۵

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

(ترجمہ) اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے تو جدھر تم رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے بیشک اللہ صاحب وسعت اور باخبر ہے۔

اس آیت کریمہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے کسی مخصوص سمت کی چنداں ضرورت نہیں۔ پھر نماز کے لئے ایک قبلہ مقرر کر دینے میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ روزے رکھنا اور اللہ کا ذکر کرنا انفرادی عبادت ہیں۔ جبکہ نماز اور حج اجتماعی عبادات ہیں۔ قبلہ کا تعین کرنے کا مقصد ان دو اہم عبادات کے ذریعہ اتحاد و اتفاق کا درس دینا مقصود تھا۔ جس کے لئے ایک مخصوص سمت کا ہونا لازمی تھا، جہاں بلاامتیاز رنگ و نسل، خاندانی وقبائلی فرق، جغرافیائی حد بندیاں اور لسانی اور تہذیبی علیحدگی کو مٹا کر پوری امت مسلمہ کو ایک ہی رنگ میں رنگ دینا مقصود تھا۔ بقول علامہ اقبال ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، اور نہ کوئی بندہ نواز
بندۂ صاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہونچے تو سبھی ایک ہوئے!

قبلہ ایک ہونے کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمان، چاہے وہ امیر ہوں یا غریب، کالے ہوں یا گورے، پڑھے لکھے ہوں یا جاہل، عورت ہو یا مرد، سب ایک ہو گئے۔ اتحاد و اتفاق کی

Marfat.com

ایسی مثال دنیا کے دوسرے مذاہب میں سرے سے ناپید ہے۔ اگر ایک ہی قبلہ نہ بنا دیا گیا ہوتا تو اتحاد و اتفاق ممکن ہی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو ایک قبلہ عطا فرما کر شیر وشکر کر دیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری کے ساتھ فرشتوں کے ذریعہ بیت اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ سورۃ آل عمران: ۹۶

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾

(ترجمہ) پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو بکہ (یعنی مکہ) میں ہے، بابرکت اور جہان کے لئے موجب ہدایت۔

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

تمام انسان اسی قبلہ کی طرف رخ کر کے عبادت کرتے رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں شدید سیلاب آنے کی وجہ سے کعبہ کی عمارت گر گئی۔ اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ کی از سر نو تعمیر کی۔ یہ قبلہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی امت کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد نبی اسرائیل کے چند انبیاء کی نبوت کے دوران بیت المقدس کو قبلہ مقرر کیا گیا تاہم یہ انبیاء نماز کے لئے بیت المقدس کا رخ اس طرح کرتے تھے کہ ان کا رخ بیت المقدس کے ساتھ ساتھ بیت اللہ کی طرف بھی ہوتا تھا۔ پھر القرطبی کے مطابق جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر نماز فرض ہوئی تو شروع میں قبلہ وہی تھا جو ان کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد یا بعض مورخین کے نزدیک ہجرت سے پہلے ہی اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اس طرح کھڑے ہوا کرتے تھے کہ آپ کا رخ بیت المقدس اور کعبۃ اللہ دونوں ہی کی طرف ہوا کرتا تھا۔ بخاری کی ایک حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے میں قیام کے دوران سولہ یا سترہ ماہ تک اپنا رخ بیت المقدس کی طرف کر کے نمازیں ادا فرمائیں قبلہ کے معاملہ میں بھی آپ اللہ کے قطعی مطیع

Marfat.com

وفرمانبردار تھے۔ لیکن حضورﷺ کی دلی خواہش یہی تھی کہ ان کے لئے بھی قبلہ وہی ہو جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا۔ آپ ﷺ اس بارے میں وحی کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ اور بار بار چہرۂ مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف پر امید نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۴

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

(ترجمہ) (اے محمد ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے۔ تو اپنا منہ مسجد الحرام (یعنی خانۂ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی یہ خواہش پوری فرمائی۔ اس آیت میں لفظ ''شطر'' قابل توجہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان نماز کے وقت حتی المقدور بیت اللہ کی طرف رخ کریں۔ ہاں وہ حضرات جو نماز کے لئے مسجد الحرام میں موجود ہوں قطعی طور پر خانہ کعبہ کی طرف رخ کریں۔

جیسے ہی مدینے کے یہودیوں کو معلوم ہوا کہ آج سے مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس نہیں بلکہ مسجد الحرام ہے تو ان لوگوں نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ یہ کیسا مذہب ہے کہ ایک دن ایک قبلہ ہے اور دوسرے دن دوسرا قبلہ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس تبدیلی سے خوفزدہ بھی تھے! کیونکہ جب تک مسلمان یہودیوں کی طرح بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے تو یہودیوں کے نزدیک کسی حد تک قابل قبول رہے۔ اب قبلہ الگ ہونے کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ ایک الگ قوم کی حیثیت سے ابھرنے لگے ہیں۔ لہٰذا یہودی مسلمانوں کو دشمن کی نظر سے دیکھنے لگے۔

تبدیلی قبلہ کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ یہ مومنوں اور منافقوں کے درمیان ایک کسوٹی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۳

Marfat.com

وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ ؕ

(ترجمہ) اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب مسلمانوں سے تین وجوہات کی بنا پر حسد رکھتے ہیں۔ اوّل یہ کہ گزشتہ تمام امتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجتماعی عبادت کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا تھا۔ یہودیوں کے لئے ہفتہ نصاریٰ کے لئے اتوار، اس لئے امت مسلمہ کے لئے جمعہ کے دن کا انتخاب ہوا۔ دوسری بات تبدیلی قبلہ کی ہے اور تیسری بات یہ کہ امام کے بعد ''آمین'' کہنا۔ (مسند احمد)

نوٹ فرمایئے کہ کبھی کبھی قرآن حکیم کسی سنت کو رد کر دیتا ہے۔ اور اگر رد نہیں کیا ہے تو سنت کی اہمیت قرآن کے حکم کے برابر ہے۔ مثال کے طور پر ابتدائی دور میں قبلہ کے رخ کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ مسلمانوں نے سنت کی پیروی کی۔ پھر اسے قرآن نے تبدیل فرما دیا۔ مگر ساتھ ہی قرآن نے اعلان فرمایا کہ امت کی اب تک کی ادا کی گئی نمازیں ضائع نہیں کی جائیں گی۔

بخاری اور مسلم کی ایک حدیث کے مطابق تبدیلی قبلہ کا حکم نماز عصر کے درمیان وارد ہوا، لیکن ایک اور روایت کے مطابق یہ تبدیلی نماز ظہر کے دوران عمل میں آئی۔ (ابن کثیر)

کچھ صحابۂ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ختم فرمائی۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ابھی تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہے ہیں۔ ایک صحابیؓ نے باآواز بلند ان لوگوں سے کہا کہ ہم نے ابھی ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مسجد الحرام کی طرف رخ کر کے ادا کی ہے۔ ان لوگوں نے یہ سنتے ہی نماز کے دوران ہی اپنا رخ بیت المقدس سے مسجد الحرام کی طرف پھیر لیا۔ تبدیلی قبلہ کی خبر دوسرے دن قباء پہونچی۔ بخاری اور مسلم کے مطابق ایک آدمی کے کہنے پر قباء والوں نے بھی نماز کے دوران ہی اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف پھیر

Marfat.com

لیا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ایک دوسرے پر کس قدر اعتماد تھا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اکثر و بیشتر معاملات میں کسی ایک آدمی کی شہادت کافی ہے۔

حضرت ابن عازبؓ کی ایک روایت کے مطابق جو بخاری نے نقل کی ہے، جب قبلہ کی تبدیلی عمل میں آئی تو لوگوں نے حضور ﷺ سے ان نمازوں کے بارے میں دریافت کیا جو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان کی نمازیں قطعاً ضائع نہیں ہوئیں خواہ وہ لوگ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۳

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

(ترجمہ) اور اللہ ایسا نہیں جو تمہارے ایمان کو یونہی کھو دے۔

یہاں نماز کی جگہ اللہ تعالیٰ نے ''ایمان'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ پس نماز کے بغیر ایمان موجود نہیں۔ اللہ ہم سب کو پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دیں چونکہ ان کا قبلہ ایک ہی ہے۔ (آمین)

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتقدس

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب: ۵۶

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(ترجمہ) بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ان پر تم بھی درود بھیجو اور ان پر خوب سلام بھیجا کرو۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں تو ہم پر بھی واجب ہے کہ ہم بھی ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا ہی اور اسی انداز میں احترام کریں۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رب العزت کو ہر مومن سے بھی محبت ہے۔ اسی لئے مومنین کو ایک ایسا اعلیٰ عمل کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں جو خود ذاتِ باری تعالیٰ بھی کرتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے عمل میں مومن کو بھی شریک کر کے مومن کی بھی عزت افزائی فرما رہے ہیں۔ پس ہم پر لازم ہے کہ جب بھی ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی سنیں تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام مندرجہ ذیل طریقے سے بھیجتے تھے۔

السلام علیك أیها النبی ورحمة الله وبر کاته

یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو سلام عرض ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت وبرکت نازل ہو۔

جیسا کہ بخاری میں درج ہے۔ حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، اے پیارے نبی ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌO

اس عبارت کے چند اور بھی مسنون طریقے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں۔سورۃ الاحزاب: ۴۵-۴۸

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا﴿۴۸﴾

(ترجمہ) اے نبی! بے شک ہم نے تم کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر) بھیجا ہے اور اسی کی اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا بھی۔اور ہم نے تم کو روشن چراغ بنایا ہے۔اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ اُن کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہوگا۔اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور آپ ان کے ایذا دینے کا خیال نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھنا اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ فضائل بیان کئے گئے ہیں۔جیسا کہ بخاری میں درج ہے۔حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل بیان فرما دیں جن کا ذکر تورات میں کیا گیا ہے۔انہوں نے مندرجہ ذیل عبارت پڑھی۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَّلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَةَ بِالسَّیِّئَةِ وَلٰكِنْ یَّعْفُوْ وَیَغْفِرُ لَنْ یَّقْبِضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ یَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیَفْتَحُ بِهٖ اَعْیُنًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا

اے نبی ہم نے آپ کو گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور عربوں کا محافظ

Marfat.com

بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے پیارے بندے ہیں اور رسول بھی۔ میں آپ ﷺ کو متوکل کا نام عطا کرتا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد رکھنے والا)۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے نہیں۔ آپ ﷺ برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے۔ بلکہ آپ معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس کرۂ ارض سے اس وقت تک واپس نہیں بلائے گا۔ جب تک آپ ان گمراہ لوگوں کی اصلاح نہ فرما دیں اور جب تک وہ لوگ یہ تسلیم نہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ذریعے اندھوں کی آنکھیں اور بہروں کے کان کھول دیں گے اور آپ کے ذریعے گمراہ دلوں کو منور کردیں گے۔

پس آپ کے یہ اوصاف قرآن میں بیان کردہ اوصاف کے مطابق ہیں۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ آل عمران: ۱۵۹

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠

(ترجمہ) پس آپ اللہ کی رحمت سے اُن کے لئے نرم مزاج ہیں اور اگر آپ سخت مزاج اور سنگدل ہوتے تو آپ کے گردوپیش سے ضرور منتشر ہو جاتے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کسی شخص کی کوئی خوبی یا وصف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے نہ کہ انسان کی اپنی حاصل کردہ۔ پس ہمیں چاہئے کہ اپنے کسی وصف یا خوبی پر تکبر نہ کریں بلکہ نہایت انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

Marfat.com

ہم نے اسلام کیسے قبول کیا

بین الاقوامی مسلم نوجوانوں کی سچی کہانیاں

مرتب

امتیاز احمد

(ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مدینہ منورہ

Marfat.com

ہم نے اسلام کیسے قبول کیا

مصنف: ....امتیاز احمد
شہریت: ....امریکی
تعلیم: ....ماسٹر آف فلاسفی (لندن)
مقیم: ....مدینہ منورہ

تجربہ:

۱۔ ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج، اسلام آباد، پاکستان
۲۔ پرنسپل اسلامک اسکولز۔ امریکہ
۳۔ جنرل منیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy International) اسلامی رفاعی ادارہ امریکہ
۴۔ بانی توحید مسجد آف فارمینگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill Michigan)
اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit Michigan)
۵۔ مشیر عربین ایڈوانس سسٹمز، سعودی عرب (Arabian Advanced Systems)

مصنف کا پتہ: ص۔ب: ۴۳۲۱، مدینہ منورہ۔ سعودی عرب
ای میل: easyquranfoundation@yahoo.com
ویب سائٹ: www.easyquranfoundation.com

نوٹ: (۱) آپ اپنے تاثرات بذریعہ ای میل مصنف کو بھیج سکتے ہیں۔
(۲) اس کتاب کی عام اجازت ہے بشرطیکہ اس میں ردوبدل نہ کیا جائے۔

منسٹری آف انفارمیشن سعودی عرب کا اجازت نامہ
امتیاز احمد، ۱۴۲۴ھ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
احمد، امتياز
بين الأقوامي مسلم نوجوان/امتياز احمد-المدينة المنورة، ۱۴۲۴ھ
۱۱۲ص، ۲۱سم
ردمك: ۳-۹۰۰-۴۳-۹۹۶۰
۱. اعتناق الاسلام-قصص ۲. الدعوة الاسلامية أ. العنوان
ديوى ۲۱۳ ۱۰۴۹ /۴۲۴
رقم الايداع: ۱۰۴۹/ ۴۲۴
ردمك: ۳-۹۰۰-۴۳-۹۹۶۰
طابع: دارلنوادر • لاہور • پاکستان فون: +92-300-8898639 ای میل: kabir_razi@hotmail.com

Marfat.com

فہرست

مقدمہ ۴

عبداللہ (Abdullah) .... ایک امریکی فوجی کا قبول اسلام ۹

جیمز ابیبا (James Abiba) .... امریکی ہائی اسکول کے طالب علم کا قبول اسلام ۱۷

کیتھی (Kathy) .... امریکی کالج گریجویٹ پر قرآن کے ترجمہ کا اثر ۲۲

ریحانہ (Rehana) .... بچوں کے اسلامی اخلاق کا دادا، دادی پر اثر ۲۴

امام سراج وہاج (Imam Siraj Wahaj) .... ایک نڈر امریکی مسلم لیڈر ۲۹

سُوزَن (Suzan) .... امریکی مسلمہ اور اس کی بچیوں کی اسلام سے والہانہ محبت ۳۴

ڈاکٹر نجات (Dr Nijat) .... ہندو ڈاکٹر کا قبول اسلام اور مخلصانہ خدمات ۳۸

جم (Jim) .... ایک امریکی نوجوان اور اس کی گرل فرینڈ کا قبول اسلام ۴۴

رینڈہ ٹوشنر (Renda Toshner) .... ایک ترکی آرکیٹیکٹ (Architect) ۵۰

صالح ایچان (Saleh Echon) .... ایک فلپینی کمپیوٹر انجینئر ۵۷

ڈان فلڈ (Don Flood) .... ایک امریکی پروفیسر ۷۷

ابراہیم سلیمان (Ibrahim Suleiman) .... نائیجیرین طالب علم ۹۱

جینٹ روز (Janet Rose) .... ایک کینیڈین ٹیچر ۹۶

مریم (Maryam) .... پادری کی بیٹی کا قبول اسلام ۹۹

ڈاکٹر فاطمہ بندو (Dr Fatima Bindo) .... ایک ہندو لیڈی ڈاکٹر صاحبہ کا اسلام کی طرف سفر ۱۰۹

ایک نئی مسلمہ کا اسلامی تعلیمات کے لئے ذوق وشوق ۱۲۳

قرآنی ارشادات ۱۲۷

تصانیف اور قارئین کرام کے خطوط ۱۳۰

Marfat.com

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ أما بعد:

میری خوش قسمتی ہے کہ امریکہ میں چھبیس سال قیام کے دوران مجھے بہت سے امریکی مسلمانوں سے ذاتی اور سماجی طور پر ملنے جلنے کا موقع ملا، میرا ان سے تعلق نہایت قریبی اور برادرانہ تھا اور میری ان کے گھروں میں اکثر آمدورفت رہتی تھی، یہ نہ صرف میرے لئے باعثِ عزت وفخر تھا بلکہ اس سے میرے کمزور ایمان کو بہت تقویت پہنچی، مجھے اس بات کے اعتراف میں کوئی تردد نہیں کہ امریکہ میں منتقل ہونے کے بعد دیگر ایسے ہی مہاجرین کی طرح میں دینی احکام پر زیادہ کاربند ہوگیا اور بحیثیت مجموعی بہتر مسلمان بن گیا، اس تبدیلی کا سہرا ان نئے مسلمانوں کے سر ہے جن کی اکثریت مجھ سے دینی تعلیم اور عمل میں افضل واعلیٰ ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان جیسی توفیق عطا فرمادیں۔

اس کتاب کے پہلے حصے میں جن نئے مسلمانوں کا ذکر ہے ان میں سے اکثر امریکہ کی مسلم سوسائٹی کے عام رکن ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ مسلمان نہ صرف اپنی زندگیوں میں ایک عظیم تغیر لے آئے، بلکہ ان کے اردگرد دوسرے افراد بھی ان سے بہت مستفید ہوئے۔ یہ مقامی ہیرو ہیں، ان کو جاننا پہچاننا اور ان کی عزت افزائی ہمارا فرض ہے، ان کے اعلیٰ کردار کے باعث ہی امریکی سوسائٹی بتدریج بدل رہی ہے اور یہی وہ مثبت تغیر ہے جس کو دیکھ کر وہاں کے دیگر مذاہب حیران ہیں اور قدرے خائف بھی، مثال کے طور پر بہت سے خطرناک قیدی اپنی اسارت کے دوران اسلام قبول کرنے کے بعد بہت سلجھ جاتے ہیں، اسی لئے مسلمانوں کو ان قیدخانوں میں تبلیغ کی اجازت آسانی سے مل جاتی ہے۔

Marfat.com

اس کتاب میں صرف چند مسلمانوں کا ذکر ہے جن کا مجھ سے قریبی تعلق رہا، دراصل ایسے ہی ہیرو امریکہ اور کینیڈا کے ہر شہر اور قریے میں موجود ہیں، وہ ہم جیسے پیدائشی اور روائتی مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں، اس پر طرہ یہ کہ وہ امریکی سوسائٹی کو نہایت خاموشی کے ساتھ دن بدن سنوار رہے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل، ان مسلمانوں کے اِخلاق اور صبر و استقامت کا مظہر ہے اس کتابچہ کے لکھنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ روائتی مسلمانوں کو جھنجھوڑے تا کہ وہ بھی نئے مسلمانوں جیسے جوش و خروش اور ولولے سے اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہو جائیں، تعجب کی بات ہے کہ بعض غیر مسلم اپنے مذہب کے بودے پن کے باوجود اپنی قوم و ملت کی مسلمانوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر خدمت کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل واقعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:۔

میں امریکہ کے ایک ہائی اسکول میں ریاضی کے ٹیچر کے طور پر کام کر رہا تھا، ہائی اسکول میں پڑھانا کافی مشقت طلب ہوتا ہے اکثر اساتذہ سال کے آخر تک قدرے تھک جاتے ہیں، اس تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں سال کے اختتام پر ایک مشترکہ کھانا تیار کیا جاتا تھا جس کا امریکی نام سلاپی جو (Sloppy joe) تھا، یہ قیمہ، ٹماٹر، پیاز اور معمولی سی مرچ سے تیار ہوتا ہے میرے ساتھیوں کو یہ بہت پسند تھا، اور اسے ہم اپنے ہی ڈیپارٹمنٹ میں سلوکوکر (slow cooker) میں تیار کرتے، میں نے اپنے رفقاء میں بلند آواز سے اعلان کیا کہ اب کی بار قیمہ میں لاؤں گا، سب اس پر فوراً متفق ہو گئے اور اللہ اللہ کر کے کھانا تیار ہو گیا۔

ہمارے ساتھیوں میں ایک ٹیچر کا نام سنڈی (Cindy) تھا، وہ طبیعت کی بہت اچھی تھی اور بے تکلف تھی، مجھے معلوم تھا کہ وہ یہودی ہے، کھانے کی میز پر میں نے سنڈی سے کہا کہ: کیا یہ تمہاری خوش قسمتی نہیں کہ میں قیمہ لایا ہوں جو ہم دونوں کے لئے کھانا جائز ہے، سنڈی نے فوراً کہا: مسٹر احمد میں بڑی خراب یہودی ہوں کیونکہ میں تو سور بھی کھا لیتی ہوں جو کہ یہودی مذہب میں قطعاً حرام ہے، میں نے اس بات کو طول نہ دی تا کہ مذہب کی بات چیت سے اس کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

پھر ہم نے مکان، دکان اور جائداد یعنی رئیل اسٹیٹ کی خرید و فروخت کی بات چیت

Marfat.com

شروع کردی کیونکہ ہم دونوں کے پاس یہ کام کرنے کا لائسنس بھی تھا، سنڈی پارٹ ٹائم یہ کام بھی کرتی تھی۔ سنڈی کہنے لگی: میرے علاقہ میں مارکیٹ اچھی ہے، اسکول کے بعد مجھے بہت کام کرنا ہوتا ہے میں اپنے خاوند کے پرائیویٹ رئیل اسٹیٹ ادارہ سے منسلک ہوں، چونکہ میرے خاوند بطور کرنل ملٹری ہیڈکوارٹر میں بھی کام کرتے ہیں اس لئے اس ادارہ کا اکثر کام مجھے ہی کرنا پڑتا ہے، میں نے بات کا رخ بدلتے ہوئے سنڈی سے پوچھا کہ میں نے تمہیں شام کو باسکٹ بال اور دوسرے کھیلوں کے دوران ڈیوٹی پر کبھی نہیں دیکھا، جھٹ کہنے لگی: یہاں کا محکمہ تعلیم مجھے اس ڈیوٹی کیلئے مجبور نہیں کرسکتا کیونکہ مجھے اپنے بچوں اور اپنے پڑوسیوں کے بچوں کو ہفتے میں تین بار یہودی اسکول (Hebrew) کی تعلیم کے لیے لیکر جانا ہوتا ہے، میں یہ کام کئی سال سے اپنی قوم وملت اور مذہب کے لئے اعزازی طور پر کررہی ہوں۔

میں دل میں سوچنے لگا کہ یہ عورت ہر روز تقریباً پینتالیس منٹ اپنی کار چلا کر یہاں اسکول پہنچتی ہے اور اسی طرح واپس گھر جاتی ہے، یہ جائیداد کی خرید وفروخت کا کام بھی تندہی سے کررہی ہے اس کے علاوہ وہ اپنی فیملی اور سماجی زندگی سے بھی دوچار ہورہی ہے، ان سب مصروفیات کے باوجود اس کے دل میں اپنی قوم وملت کے لئے اتنا درد ہے کہ یہودی اسکول میں بچوں کو لے کر جاتی ہے، حالانکہ وہ خود ہی اپنے آپ کو خراب یہودی کہہ رہی ہے۔

میں دل ہی دل میں اپنے اخلاص اور عمل کو پرکھنے لگا، اسی طرح اپنے گرد دوسرے بعض مسلمان بھائیوں کے حالات پر بھی نگاہ گئی، اور میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم اعلیٰ دین والوں کو بھی اعلیٰ کارکردگی کی توفیق عطا فرما۔

غیر مسلم دانشور بھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں تعصب کو بہت فروغ دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ انسان ٹھنڈے دل سے سوچ بچار کرنے سے قاصر ہوجاتا ہے اور جب اس پر معمولی سی حقیقت کھلتی ہے تو بے تابی سے کہہ اٹھتا ہے کہ: مجھے اس سچائی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے کیوں روکا گیا؟ یہ سراسر ناانصافی ہے! اس کی دو بڑی وجوہات ہیں:

ایک یہ کہ: اکثر لوگ آباؤ اجداد کے مذہب کی اندھا دھند پیروی والدین کی تعظیم کا جزو

Marfat.com

سمجھتے ہیں اور اس طرح ایک تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں، علاوہ ازیں تہذیبی اور معاشرتی بندھن بھی ذہنوں کو مفلوج کر دیتے ہیں، ان قدیم بندھنوں کو توڑ کر باہر چھلانگ لگانے کے لئے بہت جرأت اور وسعتِ قلبی درکار ہے۔

جو لوگ بھی اپنے ضمیر کی اندرونی آواز پر حق کے متلاشی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ضرور کامیابی سے سرفراز فرما دیتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۃ العنکبوت: ۶۹)

(جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھا دیں گے)۔

لیکن اس کامیابی و کامرانی کے بعد وہ اپنی صلاحیتوں پر فخر نہیں کرتے بلکہ خشوع و خضوع، عجز و انکسار سے ان کی گردن اور بھی جھک جاتی ہے، اور وہ کہہ اٹھتے ہیں:

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

(سورہ الاعراف: ۴۳)

(اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کا احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا۔ اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب نہ کرتے)۔

دوسری بات جو ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ: ابتدائے آفرینش سے بعض قوتیں حق کو دبانے کی کوشش کر رہی ہیں، جس کے لئے وہ ہر زمانے میں نئے نئے طریقے اختیار کرتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا قول ہر زمانے پر حاوی ہے:

وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ (الانفال: ۳۰)

(وہ تو اپنی تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ اپنی تدبیر کرتے ہیں، اور سب سے مستحکم تدبیر والے اللہ ہیں)۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے

Marfat.com

چنانچہ دنیا کے ہر ملک میں ہر روز کئی افراد اور کنبے دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اور انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

اس کتاب میں چند ایسے ہی احباب کی مثالیں دی گئی ہیں جو کہ بہت ایمان افروز ہیں، اور یہ بھی واضح کرتی ہیں کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، نفسیاتی دباؤ، شیطانی وسوسے، معاشرتی اور تہذیبی بندھن، دوستوں اور رشتہ داروں کی پیشانیوں کے بل جان لیوا بن جاتے ہیں، لیکن سچائی کی مٹھاس آخر دل موہ لیتی ہے، اور ان سب مشکلات کو ایک ہی ٹھوکر سے شکستِ فاش دے دیتی ہے، انسان کو ایک دلی سکون اور طمانیت مل جاتی ہے، جو کہ اس کے چہرے، چال ڈھال اور لین دین سے نمایاں ہوتی ہے۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اپنے یہ تجربات لکھنے کی توفیق دی، میں خاص کر اپنی اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر صوفیہ احمد کا بے حد ممنون ہوں کیونکہ انہوں نے میری کئی خامیوں کے باوجود اسلامی کام کاج میں میری مدد اور حوصلہ افزائی فرمائی، علاوہ ازیں محمد یونس بٹ صاحب اور بشیر احمد بٹ صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ان بکھرے ہوئے اوراق کو ایک کتاب کی شکل میں پیش کرنے میں میری بہت مدد فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس معمولی کوشش کو قبول فرمائے، علاوہ ازیں جو بھی اس سے ہدایت پائیں وہ بھی ہم دونوں اور ہمارے والدین کے لئے بطورِ صدقہ جاریہ قبول فرما دیں۔ آمین۔

امتیاز احمد، مہاجر مدینہ منورہ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

Marfat.com

عبداللہ (Abdullah)

ایک امریکی فوجی کا قبول اسلام

جب عبداللہ صاحب سے میرا تعارف ہوا وہ اس وقت تقریباً ۲۵ سال کے ہوں گے، وہ ہائی اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد امریکی آرمی میں بھرتی ہو گئے جہاں انہوں نے تھوڑا بہت ٹیکنیکل کام سیکھ لیا، اب وہ آرمی سے فارغ ہو کر فوٹو کاپی اور فیکس مشینوں کی اصلاح کا کام کرتے ہیں جس سے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

گو ان کا دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا واقعہ بہت دلچسپ ہے لیکن ان کی اسلامی عمل وفکر میں ترقی کی روداد اس سے بھی زیادہ دلکش ہے اور ہم سب کے لئے مشعلِ راہ بھی۔

۱۹۹۰ء میں متحدہ افواج اور عراق کی جنگ کے دوران عبداللہ صاحب امریکی آرمی کے ساتھ سعودی عرب آئے، اور ایک دن کچھ ضرورت کی اشیاء خریدنے بازار گئے، انہوں نے دوکاندار سے ایک چیز کی قیمت طے کی اور پیسے ادا کرنے کو ہی تھے کہ قریب کی مسجد سے اذان کی آواز آئی تو دوکاندار نے پیسے لینے سے انکار کر دیا اور صرف اتنا کہا: ''خلاص'' یعنی بس، پھر فی الفور دوکان بند کر کے مسجد چلا گیا، عبداللہ صاحب کا کہنا ہے کہ میں وہاں ہکا بکا کھڑا رہ گیا، یہ بات ذرا بھی میری سمجھ میں نہ آئی کہ جب میں نے اس چیز کے پیسے طے کر لئے تھے اور قیمت ادا کرنے کو ہی تھا تو اس دوکاندار نے مجھ سے پیسے لینے سے انکار کیوں کیا؟ پیسے وصول کرنے کو تو ہر ایک کا دل چاہتا ہے، عبداللہ صاحب کا اپنی زندگی میں کسی ایسے شخص سے واسطہ نہ پڑا تھا جو پیسوں کی وصولی میں بے اعتنائی برتے، بلکہ اس نے یہی دیکھا تھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح پیسے کی دوڑ میں سبقت لے جانا چاہتا ہے، اس لئے عبداللہ صاحب کو یہ دوکاندار بہت عجیب سا لگا،

Marfat.com

ساتھ ہی عبداللہ صاحب نے اس پہلو پر سوچنا شروع کیا کہ یہ مذہب کیسا ہے؟ اذان کی آواز سنتے ہی اس کے ماننے والے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسجد کو روانہ ہوجاتے ہیں، اس مذہب کی ایسی ہی انوکھی چیزوں کا پتہ لگانا چاہئے۔ اس طرح سے عبداللہ صاحب کے دل میں اسلام کے بارے میں تجسس پیدا ہوا، جنگ کے بعد واپس آئے اور نیویارک کے علاقہ میں مقیم ہوئے، آہستہ آہستہ اسلام کے بارے میں مزید تفصیل حاصل کی، انہیں ایک اللہ کی عبادت کا نظریہ بہت اچھا لگا، اور چونکہ عبداللہ صاحب کا تعلق ایک افریقی خاندان سے تھا، ان کا دل اسلام میں مساوات اور ایک دوسرے کے احترام سے بھی بہت خوش ہوا، عبداللہ صاحب اللہ کے فضل سے مسلمان ہوگئے، ان کی یہ خوش قسمتی تھی کہ انہیں اسی علاقہ میں ایک بہت اچھے استاد مل گئے جنہوں نے انہیں نہ صرف بنیادی اسلامی تعلیم سے آراستہ کیا بلکہ انہیں قرآن پاک کی تلاوت صحیح قواعد اور لہجے کے ساتھ سکھائی۔

عبداللہ صاحب سے میرا تعارف اس وقت ہوا جب وہ آرمی کو چھوڑ کر کام کاج کے سلسلے میں نیویارک سے ڈیٹرائٹ شہر منتقل ہوئے اور توحید مسجد ڈیٹرائیٹ میں اکثر نمازوں میں نظر آتے، اتفاق کی بات یہ ہے کہ میں اس وقت اس مسجد کا اعزازی طور پر انچارج تھا، کسی مسجد یا دیگر مذہبی ادارے کا کام چلانا بہت مشکل کام ہوتا ہے آئے دن نئی مشکلات پیدا ہوتی رہتی ہیں، ان کا منصفانہ حل تلاش کرنا اور پھر اس کو لاگو کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں، میرے اور عبداللہ صاحب کے درمیان کئی بار کشیدگی ہوئی، ہم دونوں اپنے اپنے طور پر مخلص تھے لیکن سوچ میں قدرے فرق تھا، اللہ کے فضل وکرم سے ہماری باہمی مشکلات بتدریج دور ہوگئیں، حقیقت یہ ہے کہ کسی سے دن میں کئی بار اللہ کے گھر میں ملیں اور اس سے کشیدگی ہو، یہ امر دل وجان پر بہت ہی گراں ہوتا ہے، انتہا درجے کے صبر واستقامت کے بغیر اس امتحان میں کامیاب ہونا ناممکن ہے، آیئے اب آپ میری اور عبداللہ صاحب کی باہمی مشکلات کا جائزہ لیں:۔

چونکہ عبداللہ صاحب اکثر نمازیں اسی مسجد میں ادا کرتے تھے اس لئے میں چاہتا تھا کہ وہ مسجد کے بعض امور میں حصہ لیں، ایک دن میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اذان دیں،

Marfat.com

عبداللہ صاحب کہنے لگے کہ میں مسجد کے باہر سڑک پر کھڑے ہو کر اذان دوں گا، میں نے انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ہم نے اس بلڈنگ میں مسجد قائم کرنے کے لئے قانونی طور پر لائسنس حاصل کرنے کی درخواست دے رکھی ہے اور اس سلسلہ میں ڈیٹرائٹ کی بلدیہ یہاں کی پبلک کے اعتراضات اور شکایات سننے والی ہے، اس لئے آپ مہربانی کر کے مسجد کے اندر ہی اذان دیں، عبداللہ صاحب نے میری بات کی ذرا پرواہ نہ کی اور باہر اذان دینے پر مصر ہوئے ان حالات میں مَیں نے عبداللہ صاحب کو مخاطب ہو کر نہایت سنجیدگی سے کہا: آپ کو یہاں کی مشکلات کا بالکل ادراک نہیں مجھے یہاں کی پبلک اور ان کے وکیلوں کے علاوہ ڈیٹرائٹ کی بلدیہ کے مختلف محکموں کی قانونی کارروائی اور فائر ڈیپارٹمنٹ کا سامنا کرنا ہوتا ہے، آپ لوگ یہاں آکر بس نماز پڑھ کر گھر چلے جاتے ہیں، یوں بھی ہمیں غیر مسلم پڑوسیوں کو مشتعل نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے مسلم بھائیوں کے ایمان کو تازہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، میرے اس لیکچر کا عبداللہ صاحب پر قطعی اثر نہ ہوا اور وہ اپنی بات پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں۔ مجبوراً میں نے ایک اور بھائی سے اذان کی درخواست کی، نماز پڑھ کر ہم سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ میرے محدود علم کے مطابق پورے امریکہ میں صرف ایک مسجد ایسی ہے جسے اپنا لاؤڈ اسپیکر مسجد سے باہر رکھنے کی اجازت ہے، اور یہ اجازت حاصل کرنے کے لئے مسجد کے منتظمین کو امریکی عدالت میں مقدمہ لڑنا پڑا، اور عدالت نے یہ فیصلہ مسلمانوں کے حق میں اس لئے دیا کہ مسجد کے اردگرد زیادہ تر مسلمان ہی بستے ہیں، یہ مسجد ڈیر بارن، میشیگن (Dearborn, Michagan) میں واقع ہے۔

عبداللہ صاحب نے چاہا کہ وہ مسجد کی چابی مستقل طور پر اپنے پاس رکھیں، میں نے انہیں بتایا کہ مسجد نماز کے وقت کھلی رہتی ہے اس لئے زیادہ لوگوں کے پاس چابیاں رکھنا ضروری نہیں، کسی کی غلطی سے مسجد کے دروازے نماز کے بعد کھلے رہ سکتے ہیں اور یہ مسجد شاہراہ پر واقع ہے، چوری چکاری یا بم وغیرہ کی واردات ہوسکتی ہے، ہماری انشورنس کمپنی نے ہمیں تاکید کی ہے کہ چابیاں زیادہ لوگوں میں نہ بانٹیں، اگرچہ یہ بات نہایت معقول تھی لیکن عبداللہ صاحب کو اچھی نہ لگی۔

Marfat.com

ابھی زیادہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ عبداللہ صاحب نے مجھ سے اپنے ایک مہمان کو رات میں مسجد میں ٹھہرانے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں منع کر دیا، اور مزید یہ بھی کہا: آپ اپنے مہمان کو اپنے گھر کیوں نہیں ٹھہراتے؟ عبداللہ صاحب نے کہا: چونکہ گھر میں میری بیوی ہے، میں نے کہا: آپ کے مہمان کو میں اپنے گھر میں ٹھہرا لیتا ہوں، انہوں نے فوراً کہا: کیا تمہارے گھر میں تمہاری بیوی نہیں ہے؟ میں نے کہا: بیوی تو ہے پھر بھی میں مہمان کو ایک کمرہ میں ٹھہرا لوں گا، بصورتِ دیگر ہوٹل میں لے جاؤں گا اور رہائش کا کرایہ ادا کر دوں گا، عبداللہ صاحب غصے میں وہاں سے چل دیئے کیونکہ وہ صرف اپنی ہی سوچ کے مطابق حل چاہتے تھے، عبداللہ صاحب نے مجھے بعد میں بتایا کہ انہوں نے میرے بارے میں کئی دوسری مسجد کے منتظمین سے شکایت کی تھی، جس کی عبداللہ صاحب مجھ سے معافی مانگنے لگے، میرے اور عبداللہ صاحب کے درمیان اس چپقلش کے باوجود وہ مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کرنے آتے رہے۔

عبداللہ صاحب نے قرآن پاک کی کئی سورتیں زبانی یاد کر لی تھیں اور ان کی تلاوت بھی بہت دلکش تھی، ایک دن میں نے ان سے کہا کہ وہ عشاء کی نماز پڑھایا کریں، وہ ہر روز نئی نئی سورتیں یاد کرتے ہر سورت کا رنگ اپنا ہی ہے عبداللہ صاحب کو قرآن پاک سے بہت محبت تھی اور ہر نئی سورت اور بھی پیاری لگتی، وہ عشاء کی نماز میں نئی یاد کی ہوئی سورت ہی تلاوت کرتے تھے، یہ قدرتی بات ہے کہ نئی یاد کی ہوئی سورت میں کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی ہے، عبداللہ صاحب سے بھی غلطی ہو جاتی تھی، مقتدیوں کو یہ بات اچھی نہ لگی، میں نے مقتدیوں کے اس اعتراض کا ذکر عبداللہ صاحب سے کیا، اور ان سے درخواست کی کہ وہ صرف وہ سورتیں نماز میں پڑھیں جو پہلے کی یاد کی ہوئی ہوں اور خوب پکی یاد ہوں، علاوہ ازیں ایک دن قبل وہ اپنی منتخب سورت مجھے بھی سنایا کریں تاکہ میں انہیں ان کی غلطیوں کی نشان دہی کر دیا کروں، عبداللہ صاحب میری اس تجویز سے متفق ہو گئے اور ہماری روزانہ کی مختصر نشست سے عبداللہ صاحب کی تلاوت کی غلطیاں بالکل ختم ہو گئیں اور مقتدی اس تبدیلی سے بہت خوش ہوئے، اس باہمی عمل سے ہم دونوں کو بھی ایک دوسرے کے اخلاص وایثار کا احساس ہوا اور ہمارے دل اتنے صاف ہوئے کہ ہم دونوں

Marfat.com

قریب سے قریب تر ہو گئے۔

اب عبداللہ صاحب ایک نئی صورتِ حال سے دوچار ہو گئے، یہ بحیثیتِ امام عشاء کی نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتے کیونکہ انہیں قرآن پاک سے خاص شغف تھا، ہر لمبی سورت کے بعد سورت اخلاص پڑھتے جس سے نماز کچھ مزید لمبی ہو جاتی تھی، مثلاً ایک دن نماز میں تقریباً بیس منٹ لگے، مقتدی اعتراض کرنے لگے، میں نے عبداللہ صاحب کو یہ باتیں بتائیں تو وہ کہنے لگے: میں ان صحابی کی طرح کرنا چاہتا ہوں جو بحیثیت امام ہر قرأت کے بعد سورت اخلاص پڑھتے تھے، میں نے کہا: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے وہ صحابی صرف ایک ہی رکعت میں ایسا کرتے تھے، عبداللہ صاحب نے فوراً کہا: میں نے ایک حدیث پڑھی ہے جس کے مطابق وہ دونوں رکعتوں میں قرأت کے بعد سورت اخلاص پڑھتے تھے، اس لئے میں ویسے ہی کرنا چاہتا ہوں، قصہ مختصر ہم عبداللہ صاحب کی لمبی قرأت کو کم نہ کر سکے۔

ایک روز میں نے دیکھا کہ عبداللہ صاحب فجر کی سنتوں کے بعد مسجد کے فرش پر اپنی دائیں کروٹ لیٹے ہوئے تھے اور ان کا ایک ہاتھ سر کے نیچے تھا میں ان کی طبیعت کے بارے میں فکر مند ہوا تو میں نے ان کے قریب جا کر آہستہ سے پوچھا کہ خیریت تو ہے؟ کہنے لگے: میں بالکل ٹھیک ہوں صرف اس لئے لیٹا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ بھی فجر کی سنتوں کے بعد ایسے تھوڑا سا آرام فرمایا کرتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ صاحب جو کچھ قرآن وحدیث میں پڑھتے تھے اس پر بلا جھجک عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے تھے۔

عبداللہ صاحب کی گھریلو زندگی قابلِ رشک تھی، ان کی بیوی اور بیوی کی بہن نے ان کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا، اور ان کی بیوی کے کئی دوسرے رشتے دار بھی انہیں کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بچے عطا کئے، سب کی تلاوتِ قرآن بہت اچھی تھی، ان کا سب سے بڑا لڑکا تقریباً سات سال کا تھا اور اس نے کئی لمبی سورتیں زبانی یاد کر لی تھیں، اور وہ باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنے آتا تھا، یہاں تک کہ فجر کی نماز میں بھی موجود ہوتا، میں کسی اور شخص کو

Marfat.com

نہیں جانتا جو اپنے کمسن بچے کو سردی، برف اور طوفان وغیرہ میں بھی باجماعت نماز ادا کرنے مسجد لایا کرتا ہو، عبداللہ صاحب اپنے بیٹے کو نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ہی قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے ان کے بیٹے کا رویہ اور اخلاق قابلِ ستائش تھا، اور اس کی تلاوت قرآن اپنے والد صاحب کی طرح ہی دلکش تھی، وہ ایک پختہ عمر کے شخص کی طرح نہایت معقولیت سے پیش آتا، میرے خیال میں وہ بڑا ہو کر انشاء اللہ ایک اعلیٰ امام اور خطیب بنے گا۔

عبداللہ صاحب کی انگریزی تو پہلے ہی اچھی تھی، اسلامی تعلیم وتربیت اور مسلسل کوشش اور جدوجہد سے وہ ایک عظیم واعظ بن گئے ان کے الفاظ زبان کی نوک سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلتے، میں نے انہیں ایک جمعہ کا خطبہ دینے کی پیشکش کی، تو انہوں نے کچھ تامل کے بعد اس شرط پر قبول کرلیا کہ وہ خطبہ لکھ کر پہلے مجھے سنائیں گے، انہوں نے توحید سینٹر ڈیٹرائٹ میں پہلا خطبہ دیا جو ماشاء اللہ بہت مؤثر تھا، خطبہ کے بعد میں نے عبداللہ صاحب کے تعارف کے طور پر حاضرین کو مختصر طور پر بتایا کہ عبداللہ صاحب گلف کی جنگ کے دوران کیسے اسلام لائے اور یہ کہ ان کا بیٹا کتنی باقاعدگی سے باجماعت نمازوں میں شرکت کرتا ہے، جمعہ کے بعد جب عبداللہ صاحب نے اپنے خطبہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: آپ نے ماشاء اللہ بہت اچھا خطبہ دیا، اور وقت کی قید کو بھی خوب ملحوظ خاطر رکھا جبکہ اکثر خطیب یاددہانی کے باوجود مقررہ وقت سے تجاوز کر جاتے ہیں، آپ کو اس کامیاب خطبہ کی مبارک باد پیش کرتا ہوں، اس کے بعد وہ گھر چلے گئے، عشاء سے پہلے ہمارے امام ہانی صاحب نے مجھ سے کہا کہ عبداللہ صاحب خاصے ناراض اور کبیدہ خاطر نظر آتے ہیں، میں نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ امام صاحب کہنے لگے کہ آپ نے جمعہ کے بعد ان کی موجودگی میں ان کی تعریف کی، عبداللہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک حدیث کے مطابق یہ ایسا ہی ہے جیسے اپنے کسی بھائی کا گلہ کاٹنا، میں نے ہانی صاحب سے کہا: تم لوگ صرف ایک حدیث کو سامنے رکھ کر نتیجہ نکال لیتے ہو، ایک اور حدیث کے مطابق ہر شخص کی عزت افزائی اور اکرام لازم ہے جتنا کہ وہ اس کا مستحق ہو، حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہ بار بار تلقین کی کہ لوگوں کی عزت افزائی اور جملہ حقوق میں کمی مت کرو، وَلَا تَبْخَسُوا

Marfat.com

النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (شعراء: ۱۸۳) (اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو)

یہ آیت قرآن پاک میں ایک سے زائد جگہ آئی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے عبداللہ صاحب کے تعارف میں کسی رنگ آمیزی سے کام نہیں لیا، علاوہ ازیں سامعین کا یہ حق ہے کہ نئے خطیب کے بارے میں جان سکیں، عشاء کی نماز کے بعد میں نے یہ باتیں عبداللہ صاحب کی موجودگی میں دہرائیں تو وہ الحمدللہ کافی حد تک مطمئن نظر آئے۔

اس کے بعد عبداللہ صاحب کو نہ صرف اس مسجد میں ہر ماہ ایک خطبہ دینے کی مستقل ڈیوٹی مل گئی بلکہ توحید سینٹر فارمنگٹن ہل میں بھی ہر ماہ ایک خطبہ دینا طے پایا، سچی بات تو یہ ہے کہ دونوں مساجد کے حاضرین وسامعین نے مجھے ذاتی طور پر کہا کہ انہیں عبداللہ صاحب کا خطبہ پسند ہے ان کا مستقل طور پر بطورِ خطیب تعین کیا جائے، یہاں اس بات کا ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ جس جمعہ کو عبداللہ صاحب خطیب ہوتے تھے مسجد کو چندہ وعطیات زیادہ وصول ہوتے تھے۔

ایک ماہ بعد میں نے عبداللہ صاحب کے تعارف کے طور پر جمعہ کی نماز کے بعد نئے سامعین سے کہا کہ میں عبداللہ صاحب کی تعریف کے لئے نہیں کھڑا ہوا بلکہ سامعین کا حق ہے کہ ان کو نئے خطیب کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں، تعارف کے بعد میں نے کہا: انشاء اللہ آپ ہر ماہ یہاں خطبہ دیا کریں گے، لیکن ذمہ داری اور اتھارٹی دونوں لازم وملزوم ہیں، اس لئے میری غیر موجودگی میں امام ہانی صاحب اور نائب امام عبداللہ صاحب ہی مسجد کے انچارج ہیں، مختلف سوالات ومعاملات کے لئے ان سے رابطہ کیا جائے، اللہ کے فضل سے یہ دونوں احباب اپنی اس ذمہ داری کو بغیر کسی اجرت کے سالہا سال سے بدرجۂ اتم ادا کر رہے ہیں، یاد رہے کہ امریکہ کی تیز رو زندگی میں مذہبی ذمہ داریوں کے علاوہ مسجد کو بروقت کھولنا، بند کرنا، صفائی اور مرمت وغیرہ کرانا آسان کام نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بے لوث خدمات کو قبول فرمادیں۔

اب عبداللہ صاحب کے پاس نہ صرف مسجد کی چابی ہے بلکہ وہ اس کے ہر طرح سے ذمے دار بھی ہیں، ان کے فکر وعمل میں بھی کافی لچک آگئی اب وہ مسجد کے اندر ہی اذان دیتے ہیں اور اپنی پرانی روش اور سخت مزاجی پر مسکراتے ہیں۔

Marfat.com

ایک دن فجر کی نماز کے بعد میں مسجد میں بیٹھا تلاوت کر رہا تھا تقریباً صلوٰۃ الضحیٰ (اشراق) کا وقت تھا کہ عبداللہ صاحب ایک اور امریکی مسلمان کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوئے اور تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد دعا سلام کی، انہوں نے مجھے بتایا کہ: وہ حج ادا کرنے کے بعد ابھی ڈیٹرائٹ پہنچے ہیں، میں نے اصرار کیا کہ میرے گھر ناشتہ کے لئے چلیں، عبداللہ صاحب نے کہا کہ وہ سفر سے سیدھے مسجد آئے ہیں ابھی گھر نہیں گئے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب سفر سے واپس لوٹتے تو پہلے مسجد تشریف لے جاتے تھے، میرے لئے یہ بہت بڑی یاددہانی تھی، میں نے سوچا ہم میں سے کتنے پیدائشی اور روائتی مسلمان ہیں جو اس سنت پر عمل کرتے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

عبداللہ صاحب صرف نام کے عبداللہ اور مسلمان نہیں، بلکہ عملی طور پر سچے مسلمان اور اللہ کے بندے ہیں، اوران کی سنتوں سے محبت اور قول وفعل کی یکسانی کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کی یاد آنے لگتی ہے۔

عبداللہ صاحب کو عربی پڑھنے اور بولنے کا بہت شوق تھا، انہوں نے مقامی کالج میں داخلہ لے لیا اور ڈاکٹر شیخ علی سلیمان صاحب کے زیرسایہ عربی کی مزید تعلیم حاصل کی، اور وہ مشرقِ وسطیٰ کے نمازیوں سے عربی میں بات چیت کرتے ہیں۔

عبداللہ صاحب کثیر العیال اور قلیل المال ہیں، ان کی آمدنی بہت محدود ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قناعت عطا فرمائی ہے کہ ان حالات میں بھی وہ سب اہل وعیال کو روزانہ دینی تعلیم دیتے اور خود بھی مزید سورتیں یاد کرتے رہتے ہیں، خطبات تیار کرتے ہیں، غیر مسلموں کو تبلیغ کر کے انہیں اسلام کی نعمت سے آگاہ فرماتے ہیں، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

یاد رہے کہ ان کی دنیاوی تعلیم صرف ہائی اسکول تک محدود ہے، میں سوچتا ہوں کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ سہولتوں سے نوازا ہے انہیں بہت بڑھ چڑھ کر اسلامی خدمات سرانجام دینی چاہئیں، دعا ہے کہ: اللہ تعالیٰ مجھے اور اس مضمون کو پڑھنے اور سننے والوں کو دین سے ایسا ہی والہانہ تعلق اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جیمز ابیبا (James Abiba)

امریکی ہائی اسکول کے طالب علم کا قبول اسلام

۱۹۸۰ء کی بات ہے اس وقت میں واشنگٹن ڈی-سی (Washington D.C.) کے قریب ایک ملٹری چھاؤنی فورٹ میڈ (Ft. Meade) میں کام کر رہا تھا، اور میری اہلیہ صاحبہ اس چھاؤنی میں ملٹری ہسپتال میں بطورِ ڈاکٹر متعین تھیں، میرے ذمے فورٹ میڈ ہائی اسکول میں نویں سے بارھویں جماعت کے بعض طلباء کو ریاضی پڑھانا تھا اور میں روزانہ پانچ مختلف کلاسوں کو پڑھاتا تھا، جیمز ان میں سے کسی گروپ میں نہیں تھا، اس نے میرے ایک طالب علم سے کہا کہ مجھے مسٹر احمد سے ملنے کی اجازت درکار ہے، اس طالب علم نے مجھ سے جیمز کی خواہش کا ذکر کیا، میں نے بلا تکلف جیمز کو ملاقات کی اجازت دیدی، جیمز نے آتے ہی مجھ سے اسلام کے بارے میں چند سوالات کئے، میں نے مختصر طور پر ان کا جواب دے دیا، اس کے بعد وہ دوسری بار سوالات لیکر آیا، میں نے ان کا جواب بھی دیدیا اور ساتھ ہی میں نے جیمز سے پوچھا کہ کیا یہ سوال اس کی سوشل سٹڈیز کے کورس سے ہیں؟ جیمز نے کہا کہ: نہیں، بلکہ میں نے چند ہفتے پہلے اس اسکول کی لائبریری میں اسلام کے بارے میں ایک کتاب دیکھی تھی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد مجھے اسلام سے کچھ دلچسپی پیدا ہوگئی، میں نے اس سے کہا: اس ملک میں گورنمنٹ اسکول میں کسی مذہب کے بارے میں تفصیلی بات کرنے کی اجازت نہیں ہے بہتر ہوگا کہ ہم دونوں اسکول سے باہر فاسٹ فوڈ (Fast Food) ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر تبادلہ خیالات کیا کریں، ہم نے دن اور وقت طے کر لیا، اس طرح میری جیمز کی کئی ملاقاتیں ہوئیں جو کہ اللہ کے فضل سے بہت سودمند ثابت ہوئیں، جیمز نے ہماری مسجد دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، میں اسے ایک قریبی شہر لورل

Marfat.com

(Laurel) میں ایک نہایت قدیم گھر میں لے گیا جو کہ اس وقت بطورِ مسجد استعمال کیا جاتا تھا۔ میں اسے نماز کا طریقہ بھی بتایا، جیمز کو یہ بات بہت پسند آئی کہ ہم نماز میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اس عبادت کے دوران کسی قسم کے میوزک سے مدد نہیں لیتے بلکہ پورے سکون اور دلجمعی سے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، اس کے علاوہ عبادت گاہ اور عبادت کا طریقہ بہت سادہ ہے، مسجد میں کسی کی بھی تصویر آویزاں نہیں ہے، اس سے جیمز کو واضح ہوگیا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پرستش بالکل نہیں کرتے بلکہ صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

اس دوران کئی چیزیں میرے ذہن میں آئیں، پہلی بات یہ کہ جیمز اس وقت صرف سولہ سال کا نوجوان تھا اور اس ملک کے قانون کے مطابق ابھی سن بلوغت کو نہ پہنچا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ جیمز کے والدین اپنے بچے کو دوسری راہ پر گامزن کرنے پر مجھے کسی قسم کی تکلیف پہنچا سکتے ہیں، علاوہ ازیں فورٹ میڈ ایک ملٹری چھاؤنی ہے اور اس کے متصل نیشنل سیکورٹی ایجنسی ہے جو کہ ملک بھر کے خفیہ کاموں کا مرکز ہے، مجھے خدشہ ہوا کہ کسی وقت بھی میرے لئے کوئی الجھن پیدا ہوسکتی ہے، جیمز نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اس کا والد نیشنل سیکورٹی ایجنسی میں بطور آفیسر کام کرتا ہے، یہ سب باتیں میرے دماغ میں بار بار آتیں اور الجھن میں ڈالتی رہیں۔

میں اور جیمز حسبِ معمول وقتاً فوقتاً تبادلہ خیال کرتے رہے، ایک دن جیمز نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ مسلمان بننا چاہتا ہے، میں نے اس کو مسلمان بننے کا طریقہ بتایا جو کہ بہت آسان اور سادہ ہے، میں نے اسے یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مسلمان بننے کے بعد دوبارہ کافر بننا نہایت ہی برا عمل ہے اس کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ وہ اسلام کی مزید تحقیق کرے حتیٰ کہ اس کا دل اسلام پر پورا جم جائے۔

ابھی ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ جیمز نے پھر اصرار کیا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے، اس بار میں نے اسے کلمۂ شہادت پڑھایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہوگیا، جیمز کے مسلمان ہونے پر ہم دونوں پر کئی نئی ذمہ داریاں عائد ہوگئیں، ان میں سے ایک میری یہ ذمہ داری تھی کہ ہر اتوار جیمز کو اس کے گھر سے مسجد لایا کروں تاکہ وہ اس علاقے کے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ظہر کی

Marfat.com

نماز ادا کر سکے، نماز کے بعد میں اسے عربی حروف تہجی سکھایا کرتا تھا، جیمز کو یہ تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اس نے جلد ہی قرآن پاک کو عربی میں پڑھنا شروع کر دیا، جیمز کو موسیقی بہت پسند تھی، اس لئے اس نے جلد سے جلد اذان سیکھی اور اس مسجد کا موذن بن گیا ایک نئے مسلمان کی اذان کی تاثیر نرالی ہی ہوتی ہے، جس کو کسی نے ان الفاظ میں نظم کیا ہے:۔

تیرا پیام اور ہے میرا پیام اور ہے
عشق کے درد مند کا طرزِ کلام اور ہے

ایک دن حسبِ معمول میں جیمز کو اس کے گھر سے لانے گیا، جونہی وہ گھر سے وارد ہوا میں اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا کیونکہ وہ سر سے پاؤں تک ایک خوبصورت عربی لباس میں ملبوس تھا، علاوہ ازیں جیمز کے علاقہ میں مقیم طلباء اور ان کے والدین پہلے ہی چپکے چپکے میرے اور جیمز کے بارے میں باتیں کر رہے تھے، جب جیمز میری کار کے پاس پہنچا تو میں نے اس سے بے اختیار یہ کہا: جیمز! تجھے یہ لباس تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں تھی، مسلمان امریکی لباس میں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں، جیمز نے میرا خدشہ بھانپتے ہوئے برجستہ کہا: مسٹر احمد آپ کا ایمان کمزور ہے، میں نے اس سے کہا: کیا تمہارے والدین یہ لباس دیکھ کر تم سے ناراض نہیں ہوئے؟ اس نے کہا: قطعاً نہیں، وہ مجھے اس بارے میں بالکل تنگ نہیں کرتے بلکہ میری ماں روزانہ میرے لئے علیحدہ حلال کھانا تیار کرتی ہے، یہ سن کر میری جان میں جان آئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جیمز ابھی ہائی اسکول کا طالب علم ہی تھا، اور اپنے ساتھیوں میں کافی مقبول تھا، اس دوران ایک دن جیمز میرے پاس آیا اور کہنے لگا: مسٹر احمد میں اپنا نام بدل کر مسلم نام رکھنا چاہتا ہوں، میں نے اسے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ نیا نام سنتے ہی تمہارے ساتھی تم سے میل میلاپ چھوڑ دیں گے، امریکی نام سے تم ان سے خوب گھل مل سکتے ہو اور اسلامی اقدار کو ان تک پہنچا سکتے ہو، جیمز میری یہ سوچ سن کر دوبارہ بے اختیار کہنے لگا: مسٹر احمد آپ کا ایمان کمزور ہے، بہر حال اس نے اپنا نیا نام جیمز حسین اپیا پسند کیا۔

بتدریج جیمز نے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کر لی، اب وہ اس تلاش میں تھا کہ اسے وقتی طور

Marfat.com

پر عارضی کام مل جائے جس سے وہ کالج کے اخراجات کے لئے کچھ پیسہ اکٹھا کر سکے، مغربی ممالک میں یہ ایک بہت اچھا رواج ہے کہ والدین کی مالی استطاعت اور اعلیٰ منصب کے باوجود نوجوان طلباء اپنے کالج کے اخراجات کے لئے فارغ وقت میں کچھ نہ کچھ کام کر لیتے ہیں،، کسی قسم کا بھی کام کرنے میں انہیں عار محسوس نہیں ہوتی بلکہ معمولی سے معمولی کام کے ملنے پر بھی فخر کرتے ہیں، علاوہ ازیں اپنی اس مصروفیت کو رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں سے نہیں چھپاتے، درحقیقت جوانی میں لگاتار مصروفیت ہی انسان کو بہت سی لغزشوں سے بچا لیتی ہے۔

اسی دوران میری اہلیہ صاحبہ نے امریکی آرمی چھوڑ کر لورل میری لینڈ (Laurel Maryland) میں اپنا میڈیکل کلینک کھول لیا اور انہوں نے جیمز کو اپنے میڈیکل کلینک میں استقبالیہ پر متعین کر دیا، چونکہ میری اہلیہ صاحبہ کی میڈیکل پریکٹس اس موقع پر بالکل نئی تھی اور مریض کم تھے، اس طرح جیمز خاصہ وقت فارغ بیٹھا رہتا تھا اور اس کو اسلامی کتب کے مطالعہ کرنے کا خوب موقع مل جاتا تھا۔

جیمز ہر سال عید بھی ہمارے ساتھ مناتا، ایک سال اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان کا پورا مہینہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گزارا، یہاں تک کہ عید کی نماز بھی مکہ مکرمہ میں ادا کی، یہ میرے لئے پہلا موقع تھا کہ پورا رمضان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گزاروں اس لئے میں بہت خوش تھا، لیکن دل ہی دل میں جیمز کے اکیلے پن کی فکر لاحق تھی، جب میں واپس امریکہ پہنچا تو میں نے مسجد میں چند احباب سے جیمز کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو وہ کہنے لگے کہ جیمز نے رمضان کے دوران کئی دینی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہاں تک کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف میں بھی بیٹھا، حقیقت ہے کہ وہ عبادت کے بعض امور میں ہم سے سبقت لے جاتا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد جیمز نے کالج میں داخلہ لے لیا اور اس نے اسلامک ہسٹری کے ساتھ بی اے مکمل کر لیا، وہ اپنی یونیورسٹی میں مسلم اسٹوڈنٹ ایسوی ایشن کا ممتاز ممبر تھا، اسی دوران اس نے ایک مسلمہ سے شادی کر لی جو کہ ایک معزز انڈین فیملی سے تعلق رکھتی تھی، اس کی بیوی صاحبہ کو

Marfat.com

بھی اسلام سے خوب لگاؤ تھا اس لئے دونوں نے یونیورسل اسلامک اسکول شکاگو (Universal Islamic School Chicago) میں بطورِ ٹیچر کام کرنا شروع کر دیا۔

میری آخری ملاقات جیمز سے اسنا (ISNA) کانفرنس کے دوران شکاگو میں ہوئی، اس بار میں نے یہ دیکھا کہ جیمز ایک مخصوص اسلامی لباس میں تھا اور اس نے سر پر ایک بہت بڑی سبز پگڑی باندھ رکھی تھی، میں نے اسے دیکھتے ہی کہا: جیمز اب یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: مسٹر احمد مہربانی کر کے اس بارے میں کچھ نہ کہیں، میں سمجھ گیا کہ جیمز ماشاء اللہ کسی ذاکر گروپ کے ساتھ منسلک ہو گیا ہے۔

تقریباً بیس سال بعد میں نے جیمز کی فیملی سے بذریعہ ای میل رابطہ کیا۔ جیمز امریکہ کے شہر شکاگو میں ایک معروف اسلامی ادارے میں بطور ایڈیٹر کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا نام اقرأ انٹرنیشنل ایجوکیشنل فونڈیشن ہے۔ یہ اسلامی کتب اور رسالے شائع کرتا ہے اور دنیا بھر کے مسلموں اور غیر مسلموں کو مہیا کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جیمز کو دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کریں۔ آمین

صف بندی

حرمین شریفین میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ باجماعت نماز میں کبھی کبھار ہمارا کوئی بھائی ایک صف میں اکیلا کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک صف میں اکیلے کھڑا ہونا صحیح نہیں۔ اسے چاہئے کہ اگلی یا پچھلی کسی صف میں شامل ہو جائے یا اپنے سے اگلی صف کے کسی شخص کو کھینچ کر اپنی قطار میں لے آئیے۔

Marfat.com

کیتھی (Kathy)

امریکی کالج گریجویٹ پر قرآن کے ترجمہ کا اثر

میں نے میری لینڈ کے محکمہ تعلیم کو خیرباد کہہ کر اسلامک اسکول سیٹل (Seattle) میں بطورِ پرنسپل کام کرنا شروع کیا، سیٹل امریکہ کے مغربی ساحل پر واشنگٹن ریاست میں واقع ہے، وہاں کیتھی نام کی ایک خاتون پرنسپل کی سیکریٹری کے عہدے پر فائز تھی اور اس شہر کے اسلامی حلقہ میں خوب سرگرمی سے کام کر رہی تھی، کیتھی اسلام سے کیسے متعارف ہوئی اور پھر اس نے اسلام کیسے قبول کیا؟ یہ ایک عجیب وغریب کہانی ہے، اس نے اپنا پورا قصہ مجھ سے یوں بیان کیا:۔

میں ابھی پرائمری اسکول کی ہی طالبہ تھی، ایک دن اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے شہر کی پبلک لائبریری میں گئی، اس ملک کی لائبریریوں کا یہ طریقہ کار ہے کہ جب کبھی کسی قسم کی کتابیں ضرورت سے زائد ہو جائیں تو انہیں ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینک دیتے بلکہ انہیں لائبریری ہی میں برائے فروخت رکھ دیتے ہیں اس طرح سے لوگ ان کتابوں کو نہایت سستے داموں خرید لیتے ہیں، اتفاق سے اس لائبریری میں ایسی ہی کتابوں کی سیل (sale) لگی تھی، میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو میرے پاس چند سکے تھے، میں نے ایک کتاب چند پیسوں میں خرید لی، چونکہ میں نے اس کی قیمت اپنے جیب خرچ سے ادا کی اس لئے میں نے اس کتاب کو بہت اہتمام کے ساتھ اپنے کمرے میں رکھ دیا۔

زندگی اپنی روش پر چلتی گئی، میں عنقریب مڈل اور بعد میں ہائی اسکول میں پہنچ گئی، ہائی اسکول کے بعد مجھے کالج میں داخلہ مل گیا، میں نے سائنس کے بجائے آرٹس پڑھنا چاہا اور کالج کی تعلیم کے دوران میں نے ایسے کورس منتخب کئے جن میں مختلف مذاہب پر تفصیلی موازنہ کیا جاتا ہے، میرے پروفیسر صاحبان نے خاص کر دنیا کے بڑے بڑے مذاہب عیسائیت، یہودیت، اور اسلام کے بارے میں بڑے تفصیلی لیکچر دیئے، ان پروفیسر صاحبان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ

Marfat.com

تھا، میں نے یہ سب کورس آسانی سے پاس کر لئے یہاں تک کہ میں کالج گریجویٹ بن گئی، اس کے بعد میں نے کام کی تلاش شروع کی، ملک کے اس حصہ میں ایک عورت ذات آرٹس گریجویٹ کو کام ملنا بہت دشوار ہے، کئی مہینوں کی تھکا دینے والی کوشش کے بعد ہمت ہار کر چپ چاپ گھر بیٹھ گئی، اس بیزاری کو دور کرنے کے لئے گھر کی مختلف اشیاء کو قدرے غور سے دیکھنے لگی، اتفاقاً میری نظر اس کتاب پر پڑی جو کہ میں نے پرائمری اسکول کے دوران خریدی تھی، یہ انسانی کمزوری ہے کہ جس چیز کی قیمت وہ خود ادا کرے اسے وہ زیادہ مرغوب ہوتی ہے، میں نے اس کتاب کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ مٹی سے اٹی ہوئی تھی، میں نے مٹی کو صاف کیا اور پھر اس کتاب کو لے کر اپنے کمرے میں بیٹھ گئی اور اسے پڑھنا چاہا، چند سطور پڑھیں تو پتہ چلا کہ یہ نہ صرف ایک مذہبی کتاب ہے بلکہ نہایت دلچسپ بھی ہے، میں دن بھر اس کے مطالعہ میں مگن رہتی، یہ کتاب اسلام کے بارے میں تھی، مجھے تعجب ہوا کہ اس کتاب میں بیان کردہ اسلام اس اسلام سے بالکل مختلف تھا جو مجھے یونیورسٹی میں پڑھایا گیا تھا، میں نے سوچا کہ کیا میرے پروفیسر جھوٹ بول رہے تھے اور اسلام کا غلط نقشہ پیش کر رہے تھے؟

اس کتاب کی تعلیم میرے دل میں گھر کرنے لگی، اور اس کے مطالعہ سے مجھے سکون اور اطمینان ملنے لگا، دراصل یہ کوئی عام کتاب نہ تھی بلکہ قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ تھا، بالآخر میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر یہی صحیح اسلام ہے تو میں بھی مسلمان بنوں گی، تحقیق کرنے سے پتہ چلا کہ اسلام میں داخل ہونا نہایت آسان ہے، میں نے بھی کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ کے فضل سے مسلمان ہوگئی۔ الحمدللہ۔

تھوڑے عرصے بعد میں نے ایک افغانی نوجوان سے شادی کر لی، ہم دونوں نے اپنی خدمات اسی شہر کے اسلامی حلقہ کو پیش کر دی اور ہم دونوں یہاں مقامی مسلمان لیڈروں کے ساتھ مل کر نہایت گرمجوشی کے ساتھ امت مسلمہ کی خدمت کرنے لگے، ہمیں اس طرح کی زندگی بہت محبوب ہے، ہم اسلامی طرز زندگی کو بدلنے کی کبھی بھی خواہش نہیں کرتے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان معمولی کاوشوں کو قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

ریحانہ (Rehana)

بچوں کے اسلامی اخلاق کا دادا، دادی پر اثر

امریکی سوسائٹی میں نقل وحرکت بہت زیادہ ہے ایک اندازے کے مطابق ایک فیملی ایک ہی جگہ تقریباً پانچ سال سے زیادہ مقیم نہیں رہتی، اس لحاظ سے میری فیملی پکی امریکی فیملی ہے، ہم سیئٹل (Seattle) سے لاس انجلس (Los Angeles) کے نواحی علاقہ میں منتقل ہوئے، ہمارے قریب ترین مسلم پڑوسی عبدالوہاب صاحب تھے ہم نہ صرف ہر روز کئی بار مسجد میں ملتے بلکہ ایک دوسرے کے گھر میں بھی خوب آمدورفت رہتی، عبدالوہاب صاحب نے ایک امریکی عیسائی خاتون سے شادی کی، ایک دن عبدالوہاب صاحب نے مجھے تفصیل سے بتایا کہ ان کی اہلیہ صاحبہ کے اسلام لانے سے پہلے انہیں کن کن امتحانوں اور مشکلات سے دو چار ہونا پڑا، انہوں نے اپنے گھر کی کہانی یوں بیان فرمائی:۔

جب میں نے ریحانہ سے شادی کی میں پورے اسلامی احکام پر کاربند نہ تھا، اسی طرح ریحانہ بھی اپنے عیسائی مذہب کی طرف بہت کم متوجہ تھی، میں تو اکثر مسجد چلا جاتا تھا اور وہ کبھی بھی چرچ نہ جاتی تھی، جلد ہی ہمیں اللہ نے بچے عطا فرمائے تو مجھے بچوں کے مستقبل کی فکر لاحق ہوئی، میں نے ریحانہ کو مسجد جانے کی دعوت دی اس نے صاف انکار کر دیا، اس پر طرہ یہ کہ اس نے چرچ جانا شروع کر دیا اب جب کبھی میں اس کو مسجد کی ترغیب دیتا اس دن وہ خصوصیت کے ساتھ چرچ کا رخ کرتی تھی، سچ تو یہ ہے کہ کوئی شخص بھی عورت سے مقابلہ کر کے جیت نہیں سکتا۔

ایک دن میں نے اسے نہایت مخلصانہ انداز میں ایک حل پیش کیا وہ یہ کہ: ایک اتوار ہم دونوں مل کر چرچ جایا کریں گے اور دوسرے اتوار کو مسجد، اس طرح میں اس کو اسلام سے

Marfat.com

روشناس کرانا چاہتا تھا، اس نے کچھ تأمل کے ساتھ اس تجویز کو قبول کر لیا۔

ایسی صورت میں میرے اندر احساس ہوا کہ مجھے صحیح معنوں میں اسلامی احکام پر کار بند ہو جانا چاہئے، اور میرا رویہ گھر اور باہر ہر اعتبار سے اسلامی ہونا چاہئے اسی صورت میں ہی میری اہلیہ اسلامی اقدار سے متعارف ہو سکتی ہیں، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میں نے نہایت تندہی سے اسلامی طرز عمل اپنا لیا، حقیقت یہ ہے کہ ہر میاں بیوی سے ایک دوسرے کے گن اور خامیاں چھپ نہیں سکتیں کیونکہ دونوں کا ایک دوسرے سے بہت قریب کا واسطہ رہتا ہے، میرا یہ نیا طرزِ عمل مجھے بہت محبوب تھا، ریحانہ بہت آہستہ آہستہ اسلامی اقدار سے مانوس ہونے لگی، گھریلو زندگی کے علاوہ مسجد کے ماحول نے اسے قدرے تقویت دی، روز بہ روز اس کا شوق اسلام کے لئے بڑھتا گیا حتیٰ کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ

ریحانہ اب ایک بالکل مختلف عورت تھی، اس کو اسلام سے اتنی لگن ہوگئی کہ اپنے آپ کو پوری طرح اسلامی رنگ سے رنگنا چاہتی تھی، اس نے مکمل اسلامی لباس پہننا شروع کر دیا، اس کو اس بات پر حیرت ہوئی کہ اکثر پیدائشی اور روائتی مسلمان عورتیں اپنے سر کو اسلامی طریقہ سے کیوں نہیں ڈھانکتیں، ان کی قوتِ احساس کو کیا ہوا ہے، اسلامی لباس تو عورت کو بہت معزز اور باوقار بنا دیتا ہے، پھر بھی یہ لوگ دوسروں کا رنگ دیکھ کر اس میں کیوں رنگے جاتے ہیں؟ یہ نہایت قابلِ افسوس بات ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
تم وہ مسلم ہو جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ریحانہ کے اسلام لاتے پر عبدالوہاب کی ہر طرح کی مشکلات ختم ہوگئیں لیکن ریحانہ کا عالم مختلف تھا، وہ جلد از جلد مزید اسلامی تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی اور جو کچھ پڑھتی اس پر عمل کرنا چاہتی تھی، اس نے اپنے خاوند سے یہ اصرار کیا کہ ڈاکٹر مزمل صدیقی صاحب کی فقہ کی تقاریر کو کیسٹز پر ریکارڈ کریں تا کہ وہ ان سے بار بار استفادہ کر سکے، ایک دن عبدالوہاب صاحب فقہ کے اس سبق میں شمولیت سے قاصر تھے تو انہوں نے مجھ سے پرزور مطالبہ کیا کہ اس لیکچر کی

Marfat.com

کیسٹ ضرور ریکارڈ کرنا کیونکہ یہ ان کی بیگم صاحبہ کی فرمائش ہے، ریحانہ اسلامی تعلیم کو اپنے میں خوب جذب کر لیتی اور اس پر خاموشی سے عمل پیرا ہوتی، وہ کبھی مشتعل نہ ہوتی، وہ اپنے خاوند کی بے حد ممنون تھی جنہوں نے اسے اسلام کا ایک اعلیٰ تحفہ عطا کیا، اور اسے نئی زندگی سے روشناس کرایا، ریحانہ اپنے بچوں کو اسلامک اسکول میں تعلیم دلوانا چاہتی تھی تاکہ وہ اچھے مسلمان بنیں، اس کا خیال تھا کہ دنیاوی تعلیم کی کمی بیشی کو بعد میں بھی درست کیا جا سکتا ہے۔

ریحانہ کے والدین شکاگو میں مقیم تھے جو کہ لاس اینجلس سے تقریباً دو ہزار میل دور ہے، ریحانہ کے والدین پر اس کا اسلام میں داخلہ بہت شاق گزرا، انہوں نے ریحانہ کو ہر ممکن طریقہ سے تنگ کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کے ہاں آنا جانا بھی ترک کر دیا، خاص کر ریحانہ کے والد بہت سخت مزاج، ضدی اور اپنی دھن کے پکے تھے، اسلام کے بارے میں تعصب ان پر پوری طرح سے مسلط تھا، ان سے بات کرنا بھی بہت مشکل تھا، ان حالات کے باوجود ریحانہ اپنے والدین سے میل ملاپ اپنا فرض سمجھتی تھی اس لئے وہ ہر سال بچوں سمیت ان کے پاس شکاگو ملنے جاتی، جب بھی واپس آتی تو کلفت اور بدمزگی کے بوجھ سے لدی ہوتی، لیکن اس نے ہمت نہ ہاری ہر سال شکاگو کا چکر ضرور لگاتی بچے بھی کچھ بڑے ہونے لگے، ریحانہ کے والدین ان بچوں کے اسلامی اطوار اور عادات سے متاثر ہونے لگے اور دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ غالباً اسلام اتنا برا نہیں جتنا ہم اسے سمجھتے ہیں، ان کی سوچ یہاں تک بدل گئی کہ وہ کئی سالوں بعد اپنی بیٹی کے پاس لاس اینجلس آنے کے لئے تیار ہو گئے، ہمیں بھی یہ اچھی خبر ملی، بالآخر وہ واقعی لاس اینجلس تشریف لے آئے، اس سے ہماری حیرت اور خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔

میں نے عبدالوہاب صاحب کی فیملی کو شام کے کھانے پر مدعو کیا اور ساتھ ہی ایک دوسری فیملی مسٹر اور مسز نسیم کو بھی دعوت دی، مسز نسیم بھی ریحانہ کی طرح نئی امریکی مسلمہ تھی جو کہ نہ صرف اسلامی لباس میں ملبوس رہتی بلکہ اسلام پر تن من دھن سے عمل پیرا تھی، ہمارا مقصد یہ تھا کہ ریحانہ کے والدین کو دیگر امریکی مسلمانوں سے متعارف کرایا جائے تاکہ ان کے تعصبی بندھن ڈھیلے ہوں، ہم سب نے وہ شام بہت خوشگوار ماحول میں گزاری، ریحانہ کے والدین ہمارے اچھے

Marfat.com

دوست بن گئے، ایک دوسرے سے خوب نوک جھونک ہوتی رہی حتیٰ کہ نصف شب کے قریب یہ مجلس برخاست ہوئی۔

یہاں پر ایک اور ضمنی بات کا ذکر ضروری ہے وہ یہ کہ ریحانہ اور اس کی فیملی چند قدم چل کر اپنے گھر پہنچ گئے، مسٹر اور مسز نسیم کو تقریباً بیس میل دور ریورسائڈ (Riverside) شہر بذریعہ کار جانا تھا، رات کے ان اوقات میں ڈرائیونگ بہت خطرناک ہوتی ہے، کئی لوگ شراب کے نشے میں ہی کاریں چلاتے رہتے ہیں ان سے بچنا بہت مشکل ہے، مسٹر اور مسز نسیم کی کار کی بھی ایک ایسے ہی شخص کی کار سے اسی رات ٹکر ہوگئی، حادثہ بہت سخت تھا، دونوں میاں بیوی کار سے باہر سڑک پر آگرے، نسیم صاحب بالکل بے ہوش ہوگئے، مسز نسیم کی بہت سی ہڈیاں ٹوٹ گئیں لیکن وہ ابھی ہوش میں تھیں، اپنے بے ہوش خاوند کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگیں، تھوڑی دیر بعد ایک ایمبولینس پہنچی، اس کے عملے نے دیکھا کہ ایک عورت عجیب وغریب لباس میں بیٹھی ایک اجنبی زبان میں باتیں کر رہی ہے، انہوں نے مسز نسیم سے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا تم انگریزی سمجھتی ہو؟ مسز نسیم نے انگریزی میں کہا: ہاں سمجھتی ہوں میں تو صرف عربی میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی، دونوں کو ہسپتال لے جایا گیا، وہ کئی ماہ ہسپتال میں داخل رہے کافی علاج معالجہ کے بعد ایک آدھ سال بعد دونوں پھر چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے۔ والحمدللہ۔

ریحانہ کے والدین مختصر قیام کے بعد واپس شکاگو چلے گئے، ریحانہ کی یہ دلی خواہش تھی کہ کسی طرح اس کے والدین اسلام قبول کرلیں، ایک دن میری اہلیہ صاحبہ نے مجھے بتایا کہ ریحانہ بہت رو رہی ہے، میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میری اہلیہ نے بتایا کہ ریحانہ کی والدہ سخت بیمار ہے اور ریحانہ کو یہ فکر ہے کہ کہیں وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے ہی فوت نہ ہوجائے، افسوس کہ ریحانہ کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی اور اس کی والدہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی دنیا سے چل بسی۔

جیسے کہ میں نے پہلے لکھا ہے ریحانہ کے والد بہت سخت مزاج تھے، اس کے باوجود ہم

Marfat.com

سب ان سے رابطہ رکھتے، عبدالوہاب اپنے کاروبار کے سلسلے میں تقریباً ہر ماہ شکاگو جاتے تو اپنے سسر سے ضرور ملتے، ان سے کوئی ایسی بات نہ کہتے جو ان کو ناگوار گزرے، ریحانہ کے والد میرے بھی دوست بن گئے تھے، میں بھی چاہتا تھا کہ کوئی مثبت قدم اٹھاؤں جس کا ان پر اچھا اثر ہو، اس دوران میں نے ڈیٹرائٹ (Detroit) شہر نقل مکانی کر لی جو کہ شکاگو سے کافی قریب ہے، میں نے ریحانہ کے والد کو ڈیٹرائٹ سے فون کیا اور دعوت دی کہ وہ ہمارے پاس آئیں کیونکہ اب ہم لاس اینجلس کی نسبت بہت قریب تھے، اتفاق کی بات ہے کہ یہ وہ وقت تھا جبکہ ڈیٹرائٹ کی پولیس کے کچھ عملہ کی بدعملیوں کے باعث ڈیٹرائٹ کی شہرت کو بہت ٹھیس لگ چکی تھی، اس لئے ریحانہ کے والد نے مجھے یہ جواب دیا امتیاز! میرا دل بہت چاہتا ہے کہ تمہارے پاس آؤں لیکن میری یہ پوری کوشش ہے کہ زندگی بھر ڈیٹرائٹ جیسے شہر میں قدم نہ رکھوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ریحانہ کے والد کو اسلام کی توفیق دیں۔ آمین

سجدہ تلاوت

حرمین شریفین میں جمعہ کے روز فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں امام صاحب (سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق) اکثر سورۃ السجدہ کی تلاوت فرماتے ہیں (بخاری و مسلم)۔ آیتِ سجدہ کے بعد امام صاحب حالت قیام سے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ ہر مقتدی کو بھی امام صاحب کے ساتھ سجدہ تلاوت کرنا چاہئے۔

نوٹ: دیگر ممالک کے امام صاحبان سے درخواست ہے کہ اس سنت پر عمل کریں۔ تاکہ زائرین کرام حرمین شریفین آنے سے پہلے اس کے عادی ہو جائیں۔

نوٹ: ان امور کی اپنے دوسرے بھائیوں کو پیار و محبت سے یاد دہانی کرائیں کیونکہ ان میں سے بعض تعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ اکثر عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا پہلے تجربہ نہیں۔

Marfat.com

امام سراج وھاج (Imam Siraj Wahaj)

ایک نڈر امریکی مسلم لیڈر

سالہا سال سے مسلم اسٹوڈنٹ ایسوی ایشن (M.S.A) پورے امریکہ اور کینیڈا کے مسلمانوں کی سب سے بڑی اسلامی آرگنائزیشن مانی جاتی تھی، اس کے کرتا دھرتا زیادہ مسلم طلباء تھے جو کہ امریکہ اور کینیڈا کی مختلف یونیورسٹیوں میں تعلیم پارہے تھے یہی نوجوان نہایت اخلاص سے اسلام کی خدمت کرتے، ان میں سے اکثر طلباء نے بتدریج ان ملکوں کی شہرت اختیار کرلی اور یہاں مستقل طور پر بسنے لگے ان حالات میں یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک نئی آرگنائزیشن کی تشکیل دی جائے جس میں امریکہ اور کینیڈا کے شہری مسلمان اور طلباء بھی حصہ لے سکیں، اس نئی آرگنائزیشن کا نام اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ (ISNA) رکھا گیا، اور ایم ایس اے اس کی برانچ کے طور پر کام کرنے لگی، امام سراج وھاج اور میری یہ خوش قسمتی تھی کہ ہم دونوں نہ صرف M.S.A کی مجلسِ شوری اور ایگزیکٹو کونسل میں تھے بلکہ ہم دونوں ISNA کی پہلی مجلسِ شوریٰ اور ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بھی منتخب ہوئے ہماری میٹنگز ISNA کے ہیڈ کواٹر میں ہوتیں جو کہ انڈیانا ریاست میں ہے، یہ میٹنگز بہت لمبی اور تھکا دینے والی ہوتی تھیں اور ایجنڈا اتنا بڑا ہوتا تھا کہ صرف چند ممبروں کو ہی اپنی رائے کے اظہار کا موقع ملتا، ہمیں آپس میں ذاتی طور پر بات چیت کا کبھی موقع نہ ملتا پس مجھے ان نیشنل لیڈرز میں کچھ خلا سا محسوس ہوا، خوش قسمتی سے ایک دن میں اور امام سراج وھاج دوپہر کے کھانے کے وقفے کے دوران ایک ہی میز پر بیٹھ گئے، میں عرصہ دراز سے یہ جاننے کا متمنی تھا کہ سراج وھاج صاحب مسلمان کیسے ہوئے؟ میرے پوچھنے پر انہوں نے اپنی کہانی یوں بیان کی:

Marfat.com

میں امریکہ میں معروف بلیک مسلم تنظیم کا سرگرم ممبر تھا، یہ تنظیم اصل اسلامی تعلیم اور اقدار سے بالکل مختلف ہے، اسی دوران مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن (.M.S.A) نے حسبِ معمول گرمیوں میں ایک ٹریننگ کیمپ منعقد کیا جس میں مختلف شہروں کے گنے چنے لوگوں کو دینی تعلیم، کھانا اور رہائش مفت فراہم کی جاتی تھی، میں نے بھی ایک ایسے کیمپ میں شرکت کی، کیمپ کے پروگرام کی ابتدا قرآن پاک کی تلاوت سے ہوئی مجھے خوب یاد ہے کہ تلاوت ایک سوڈانی بھائی نے کی، میں اس وقت عربی زبان سے بالکل بے بہرہ تھا یہاں تک کہ عربی کا ایک لفظ بھی نہ بول سکتا تھا اور نہ ہی سمجھ سکتا تھا، اس کے باوجود قرآن پاک کی تلاوت کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا یہاں تک کہ میں بے اختیار زاروقطار رونے لگا اور موٹے موٹے آنسو میرے گالوں پر سے بہتے ہوئے مسلسل میرے کپڑوں پر گرتے رہے، جوں جوں میں تلاوت سنتا گیا میری رقت میں اضافہ ہوتا گیا، جیسے میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ میں عربی زبان بالکل نہ سمجھتا تھا اس کے باوجود اس تلاوتِ قرآن پاک کا میرے دل ودماغ پر نرالا ہی اثر ہی تھا، میں نے اپنے آپ سے کہا یہ جو کچھ بھی ہے عین حقیقت اور سچ پر مبنی ہے، اسلئے میں اس دن سے پکا سنی مسلمان بن گیا۔ الحمدللہ۔

سراج وھاج صاحب نے فوراً عربی زبان سیکھنی شروع کر دی، انہوں نے جوش وخروش اور بے حد محنت سے بہت جلد قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا، آہستہ آہستہ وہ مسجد تقوی نیویارک کے امام بن گئے، ان کے خطباتِ جمعہ بہت موثر ہوتے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت سے مرد اور عورتیں حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے، اس مسجد کے گردونواح میں مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی، یہاں تک کہ سراج وھاج صاحب ایک قومی لیڈر کے طور پر منظر عام پر آگئے اور ایم، ایس، اے کے مجلسِ شوریٰ اور ایگزیکٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔

ایک بار میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی نظر میں اسنا (ISNA) اور دیگر مسلم آرگنائزیشنز کی کارکردگی کیسی ہیں، تو انہوں نے نہایت بلند اور واضح الفاظ میں کہا: حقیقت یہ ہے کہ تم سب بہت سست اور کام چور ہو، اکثر امور میں تمہاری کارکردگی بہت معمولی ہوتی ہے، مثلاً جب میں بلیک مسلم تنظیم کا ممبر تھا میرے ذمہ ہر روز بہت سے اخبار بیچنا تھا میں گھنٹوں اپنے پاؤں

Marfat.com

پر کھڑا ہو کر یہ کام سرانجام دیتا حتیٰ کہ اس جوانی میں بھی میرے پاؤں کانپنے لگتے، تم لوگ باتیں بہت کرتے ہو اور کام بہت کم۔

سراج وھاج صاحب کی مسجد نیویارک شہر کے وسط میں ہے جہاں دن رات منشیات اور ڈرگز (drugs) کا بازار بہت گرم تھا، اس کاروبار کے لیڈر بہت امیر اور نڈر تھے اس علاقہ سے اس کاروبار کو ختم کرنا بڑا مشکل اور خطرناک کام تھا، اس کاروبار کے لیڈر کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کرتے تھے بلکہ دخل اندازی کرنے والوں کو فی الفور جان سے مار دیتے تھے، اس طرح سے منشیات کا کاروبار اس علاقے میں نہایت عروج پر تھا، سراج وھاج صاحب کو یہ بات پسند نہ تھی، انہوں نے اس کاروبار کے اڈوں اور لیڈروں کا سراغ ان نئے مسلمانوں سے لگایا جو کہ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے اس کاروبار میں ملوث تھے، پھر سراج وھاج صاحب نے اپنے علاقے کے کئی سو مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اپنے علاقے کا دورہ کیا اور انہوں نے منشیات کے لیڈروں کو بے دھڑک کہہ دیا: کل تک اس علاقے سے کوچ کر جاؤ ورنہ ہم سب مل کر تمہیں ختم کر دیں گے، منشیات کے لیڈروں نے سراج وھاج صاحب سے کہا کہ آپ ہمیں ہماری روزی سے کیوں دست بردار کر رہے ہیں؟ تو سراج صاحب نے انہیں جواب دیا: اس مسلم علاقہ میں منشیات کی قطعی اجازت نہیں، سراج وھاج صاحب نے اگلے روز پھر پورے علاقے کا دورہ کیا، منشیات کے لیڈر اپنے اپنے اڈوں سے بھاگ چکے تھے اس طرح یہ علاقہ منشیات سے بالکل پاک ہو گیا، اور مسجد تقوی کے اردگرد تقریباً پانچ میل تک منشیات کے کاروبار کا نام ونشان تک نہ رہا۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کی شیروں کو آتی نہیں روباہی

امریکی گورنمنٹ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی، کیونکہ اس نے اس علاقے سے منشیات کی روک تھام کے لئے بہت عملہ متعین کر رکھا تھا لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی، سراج وھاج صاحب کا نیشنل ٹی وی پر انٹرویو لیا گیا، ان سے یہ پوچھا گیا: آپ نے یہ معرکہ کیوں اور کیسے سر انجام دیا؟ سراج صاحب نے فرمایا: اسلام میں منشیات کے کاروبار کی قطعاً اجازت نہیں، یہ غربا کا

Marfat.com

خون چوسنے کے مترادف ہے، اس معرکہ میں کامیابی کا راز اخلاص اور پختہ ارادہ ہے ان کی بدولت ہی اعلیٰ مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

سراج وہاج صاحب امریکہ اور کینیڈا کے مختلف اسلامی حلقوں میں اسلام کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں آپ خاص طور پر نوجوان طبقے میں بہت مقبول ہیں، آپ اسلامی اسکولوں اور مساجد کے لئے پیسہ اکٹھا کرنے میں بھی بے حد کامیاب ہیں آپ جب بھی انہیں دیکھیں گے ان کے ہاتھ میں قرآن یا حدیث کی کھلی کتاب ہوگی خواہ وہ ایئرپورٹ پر ہوں یا کسی اور جگہ۔

جب میں آخری بار امریکہ سے حج کی غرض سے مکہ مکرمہ آیا تو کئی امریکی مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے پوچھا کہ اس سال اور کون کون آیا ہے تو وہ کہنے لگے: امام سراج وہاج صاحب آئے ہیں اور خانہ کعبہ کے منتظمین ان کی تلاش میں ہیں تا کہ وہ خانہ کعبہ کا غلاف بدلنے میں ان کا ساتھ دیں، سراج وہاج صاحب کا شمار بین الاقوامی مسلم لیڈروں میں ہوتا ہے۔

جناب امام سراج وہاج صاحب کی آخری تقریر میں نے اسنا (ISNA) کی سالانہ کنوینشن شکاگو میں سنی۔ اس وقت امریکہ کے صدر کے انتخاب کے لیے سیاسی سرگرمیاں عین عروج پر تھیں۔ جارج بش (George Bush)، بل کلنٹن (Bill Clinton) اور راس پیرو (Ross Pero) تین امیدوار تھے۔ امریکی مسلمان بیتابی سے انتظار کر رہے تھے کہ کوئی امریکی مسلم لیڈر اس الیکشن میں ووٹ ڈالنے کے لیے ان کی رہبری کرے۔

جناب امام سراج وہاج صاحب اسٹیج پر آئے اور اپنی تقریر کا آغاز یوں کیا۔ کہنے لگے کہ میں کل رات قرآن شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے قرآن شریف میں جارج بش کے بارے میں پڑھا۔ ہاں ہاں تمہارے کان صحیح سن رہے ہیں یہ کہ میں نے کل رات قرآن شریف میں جارج بش کے بارے میں پڑھا اور مجھے یہ پڑھنے کے لیے بہت زیادہ قرآن کا مطالعہ نہ کرنا پڑا۔ اس کا ذکر قرآن کے شروع میں ہی ہے بلکہ وہاں بل کلنٹن اور راس پیرو کا بھی ذکر ہے۔ ہاں ہاں میں تمہیں آیت بھی بتا سکتا ہوں پھر آپ نے مندرجہ ذیل آیت پڑھی

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾

Marfat.com

یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں اور اندھے ہیں۔ پس وہ سچائی کی طرف رجوع نہیں کرتے۔
یعنی ان کے کان سچائی سننے کے لیے تیار نہیں۔ ان کی زبانیں سچ بولنے کے لیے تیار نہیں اور اُن کی آنکھیں (اور دل) سچائی دیکھنے کے لیے تیار نہیں۔ بس وہ سچائی کی طرف رجوع نہیں کرتے۔

امام سراج وہاج صاحب کا انداز بیان نرالا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچ سننے، کہنے اور سمجھنے اور اس کو قائم و دائم کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ (آمین)

میرا خیال ہے کہ کسی کو سراج وہاج صاحب کے بارے میں کتاب لکھنی چاہیے تا کہ ان کی روداد زندگی بہتوں کے لئے تقویت کا باعث ہو، مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی کسی اللہ کے بندے کو اس کی توفیق ہوگی، سراج وہاج صاحب کا شمار ان شیرانِ خدا میں ہوتا ہے جن کے بارے میں کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

یہ کیا ناز ہے کہ زمانے نے بدلا ہے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

ائمہ کرام مسجد نبوی شریف۔ مدینہ منورہ ۲۰۱۰ء

۱۔ الشیخ ڈاکٹر/علی بن عبدالرحمن الحذیفی۔ پروفیسر کلیۃ القرآن۔ جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ۔

۲۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالباری الثبیتی۔ پروفیسر ٹیچر ٹریننگ کالج۔ مدینہ منورہ۔

۳۔ الشیخ ڈاکٹر/حسین آل الشیخ۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۴۔ الشیخ ڈاکٹر/صلاح بدیر۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۵۔ الشیخ ڈاکٹر/عبدالمحسن القاسم۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

Marfat.com

سُوزَن (Suzan)

امریکی مسلمہ اور اس کی بچیوں کی اسلام سے والہانہ محبت

سوزَن ایک امریکی عیسائی عورت تھی، اس نے ایک عبدالقادر نامی برمی مسلمان سے شادی کی، دونوں میری لینڈ ریاست میں مقیم تھے، عبدالقادر جوتوں کی ایک کمپنی میں بحیثیت منیجر کام کررہے تھے، وہ اکثر لورل (Laurel) مسجد میں اتوار کو ظہر کی نماز کے لئے آتے، ایک دن انہوں نے اپنی مشکلات کا مجھ سے یوں ذکر کیا، کہنے لگے: میں نے ایک عیسائی عورت سے شادی کی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو جڑواں بچیاں عطا کی ہیں میں ان بچیوں کے مستقبل کے بارے میں متفکر ہوں، میں نے ہر طرح کی کوشش کی کہ اپنی اہلیہ صاحبہ کو مسجد لاؤں لیکن اس میں اب تک ناکام ہوں، آپ کے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

میں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنی اہلیہ صاحبہ کو ہمارے گھر کھانے پر لائیں وہ میری اہلیہ سے ملیں گی اس طرح سے ان کی جھجک قدرے دور ہو جائے گی اور وہ مسلمان عورتوں سے ملنے میں تامل نہ کریں گی، یہ طریقہ کارگر ثابت ہوا۔

سوزَن مسجد آنے لگیں اور قرآن پاک کی تفسیر کے حلقہ میں شرکت کرنے لگیں، چند ہفتے بڑے سکون سے گزر گئے، ایک اتوار کے دن میں نے تفسیر کا سبق ختم کیا اور حاضرین سے سوالات کے لئے کہا، سوزن نے ایک سوال پوچھا، اس سے پہلے کہ میں اس سوال کا جواب دیتا حاضرین میں سے ایک اور صاحب نے فی الفور اس کا جواب دے دیا، جواب سنتے ہی سوزَن زار و قطار رونے لگی، پورا حلقہ دنگ رہ گیا کہ آخر ہوا کیا ہے، سوزَن کا رونا نہ تھما تو اس کے خاوند عبدالقادر صاحب اسے گھر لے گئے، بعدازاں میں نے عبدالقادر صاحب سے سوزَن کے رونے کی وجہ

Marfat.com

دریافت کی، عبدالقادر صاحب نے کہا: سوزن کا خیال ہے کہ اس کے سوال نے اس جواب دہندہ کو ناراض کر دیا، کیونکہ اس جواب دہندہ کا چہرہ بہت سنجیدہ تھا، سوزن ایک شریف الطبع عورت ہے اور پوری کوشش کرتی ہے کہ کسی کو ناراض نہ کرے، میں نے عبدالقادر صاحب سے کہا کہ: یقیناً وہ صاحب سوزن سے ناراض نہ تھے، اور ان کے چہرے کی سنجیدگی بھی قدرتی امر تھا، درحقیقت پاکستان اور انڈیا کے اکثر احباب کے چہرے ہر وقت سنجیدہ ہی ہوتے ہیں، آپ یہ بات کسی ایئرپورٹ بس اسٹاپ یا بازار میں دیکھ سکتے ہیں، یہ ہماری تہذیبی کمزوری ہے، آپ نہایت سکون سے سوزن کو یہ نکتہ سمجھائیں، آہستہ آہستہ یہ بات سوزن کی سمجھ میں آگئی اور وہ چند ہفتوں کے بعد واپس مسجد آئی۔

اب سوزن تفسیر کے حلقہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگی اور اسے یہ سوال وجواب کا طریقہ بھی بہت پسند آیا، اس سے اس کو اسلامی اقدار کے سمجھنے میں بہت مدد ملی، اس کو یہ بات بھی بھلی لگی کہ اسلام میں سوال وجواب کی اجازت ہے کیونکہ بعض مذاہب میں سوال کرنے کی اجازت تک نہیں ہوتی، اسلئے جواب کی نوبت ہی نہیں آتی، سوزن نے مسجد میں موجود دیگر خواتین سے بھی دوستی کرلی، اور وہ ایک دوسرے سے نہایت عزت اور پیار سے ملنے لگیں۔

سوزن کی فکر بالکل اسلامی ہوگئی اور اسے یہ نئی سوچ بہت بھلی لگی، سوزن نے چاہا کہ وہ بھی مسلمان ہوجائے، یہ ہم سب کے لئے نہایت باعثِ مسرت بات تھی اور میری یہ خوش قسمتی تھی کہ میں نے اس کو کلمۂ شہادت سمجھایا اور پڑھایا، اب سوزن ہم سب کی مسلمان بہن بن گئی، اسی روز میں نے عبدالقادر صاحب اور سوزن کا اسلامی طریقہ پر نکاح کیا اور مسجد میں ہی شادی خانہ آبادی بھی ہوگئی اور سب کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، سوزن نے اپنا نیا نام سعیدہ چنا وہ نہایت سعادت مند شریف الطبع تھی، اور سب کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتی۔

اسلامی نکاح کے موقع پر میں نے دونوں پر واضح کیا کہ اسلامی قانون کے مطابق مرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بیوی کو حق مہر دے جس کا تعین ان کے باہمی اتفاق پر ہے، یاد رہے یہ حق مہر عورت کی ذاتی ملکیت ہے اور اس کے ادا کرنے کے بعد عمر بھر مرد کی طرف سے کسی قسم

Marfat.com

کے عمل ودخل کی اجازت نہیں، عبدالقادر صاحب بصد خوشی حق مہر ادا کرنے پر تیار ہو گئے، سعیدہ بھری مجلس میں مسلمان عورت کا احترام اور عملی طور پر اس کے حقوق کا تحفظ دیکھ کر دنگ رہ گئی، اور اس کی قوتِ ایمان کو بے حد تقویت پہنچی، یہ واقعہ میری لینڈ ریاست میں پیش آیا، ایک ایسا ہی واقعہ بعد میں میشی گن ریاست میں پیش آیا، جس کا ضمنی طور پر ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:۔

توحید مسجد کے اعزازی طور پر امام کی حیثیت سے میرے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ میشی گن ریاست کے قانون کے مطابق اور اسلامی قوانین کی روشنی میں نکاح پڑھایا کروں، ایک ایرانی مسلمان نوجوان نے مجھ سے درخواست کی کہ اس کا ایک عورت سے نکاح پڑھا دوں، میں نے دونوں کا اسلامی نکتہ نظر سے مردوں اور عورتوں کے حقوق سے آگاہ کیا، اور حق مہر کی وضاحت کی، دونوں نے مل کر حق مہر طے کر لیا، پھر دونوں نے نکاح نامہ کے مخصوص فارم پُر کئے، اور اسی طرح حق مہر کی ادائیگی کا فارم بھی پُر کیا، میں نے دونوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس سے پہلے کہ میں دونوں سے ازدواجی بندھن کا عہد لوں اور ان فارموں پر دستخط کراؤں اگر ان کے ذہن میں کوئی سوال ہو تو پوچھ لیں، اس عورت نے کہا: میرے ذہن میں تو کوئی سوال نہیں، نوجوان بھائی نے کہا کہ میرے پاس ایک ضروری سوال ہے، وہ یہ کہ جس طرح مجھے اپنی ہونے والی بیوی کو حق مہر دینا ہے اور اس پر میرا کوئی تصرف نہ ہوگا، اسی طرح کیا یہ ضروری نہیں کہ یہ عورت بھی مجھے حق مہر دے؟ میں نے اسے بتایا کہ اللہ کے قانون میں ایسا نہیں ہے، تو وہ کچھ سٹپٹا سا گیا، لیکن وہ عورت اسلامی قانون میں عورت کی قدر ومنزلت دیکھ کر سعیدہ کی طرح دنگ رہ گئی اور قدرے محظوظ بھی ہوئی۔

یہ واضح رہے کہ سوزن نے پہلے اسلامی تعلیم حاصل کی اور اپنے سارے شکوک وشبہات رفع دفع کئے اور پھر خوب سوچ سمجھ کے بعد نہایت پختگی اور دلجمعی کے ساتھ دائرہ اسلام میں قدم رکھا، اسلام قبول کرتے ہی اس نے خود بخود اسلامی لباس پہننا شروع کر دیا اور پڑوسیوں، رشتے داروں اور دوسرے ملنے والوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کی، اسے اس نئے طرزِ زندگی پر بہت فخر تھا، اس کی دونوں جڑواں بچیاں اس وقت پرائمری اسکول میں پڑھ رہی تھیں سوزن نے ان کو بھی

Marfat.com

اسکاف (Scarf) پہننے کی تعلیم وتربیت دی، سوزن اور اس کی دونوں بچیاں اسلامی لباس میں بہت بھلی اور پُروقار نظر آتی تھیں، امریکی ماحول میں یہ ایک نیا ہی منظر تھا۔

سوزن اکثر روائتی اور پیدائشی مسلمان عورتوں کو مسجد میں غیر اسلامی لباس میں دیکھتی، سوزن نہایت شریف الطبع ہونے کے باعث زبان سے کچھ نہ کہتی لیکن ان عورتوں اور ان کے خاوندوں کو بہت تعجب کی نظر سے دیکھتی، سوزن کو اردو شعر تو کہنے نہیں آتے تھے لیکن وہ سوچ میں اکبر الہ آبادی سے کافی مطابقت رکھتی تھی:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

کمسن بچیوں کا اسکارف پہن کر اسکول جانا ان کے ہم عمر بچوں کے لئے ایک عجیب بات تھی، عمر کا تقاضا ہے کہ دوسرے بچے ان دونوں بچیوں کو گاہے بگاہے ستاتے لیکن پھر بھی دونوں بچیاں نہایت پختگی اور سنجیدگی کے ساتھ سب مشکلات کا سامنا کرتی رہیں، مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے عبدالقادر صاحب کی موجودگی میں سوزن سے کہا کہ ان کمسن بچیوں کو اس عمر میں اس کشمکش میں ڈالنے کی ضرورت نہیں، اس پر سوزن نے ہم دونوں سے مخاطب ہو کر کہا: بچیوں کو اسی عمر سے ہی صحیح روش پر چلنا ہے، اگر وہ اب اس پر کاربند نہ ہوئیں تو مستقبل میں ان کے عمل میں بودہ پن آسکتا ہے، ہم دونوں سوزن کے ایمان کی اس طرح پختگی اور اخلاص پر کھسیانے سے ہو گئے، عبدالقادر صاحب نے زور کا قہقہہ لگایا اور کہنے لگے: ہم پیدائشی مسلمانوں کی نظر میں اسلام کی صحیح قدر ومنزلت نہیں، ہمیں اسلام ویسے ہی ورثے میں مل گیا، میری اہلیہ اور دوسرے کئی نومسلم ہم سے بدرجہا بہتر ہیں، عبدالقادر صاحب اور سوزن ماشاء اللہ ایک قابلِ رشک زندگی بسر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر نجات (Dr Nijat)

ہندو ڈاکٹر کا قبول اسلام اور مخلصانہ خدمات

ڈاکٹر نجات صاحب انڈیا میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے، میں ان کا اصلی ہندو نام لکھنے کی جرأت نہیں کرتا کیونکہ وہ نام جتنا لکھنا مشکل ہے اتنا ہی پکارنا بھی دشوار ہے، انہوں نے دنیاوی تعلیم کے ساتھ اپنی مذہبی تعلیم بھی انڈیا میں حاصل کی اور اپنے والدین کے ساتھ مندر میں پوجا پاٹ بھی کرتے رہے، آپ انڈیا میں انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے ونڈسر (Windsor) شہر آئے جو کہ کینیڈا (Canada) میں واقع ہے۔

ونڈسر یونیورسٹی کیمپس میں ان کا میل جول کئی دوسرے بین الاقوامی طلباء سے ہوا، اس طرح سے وہ نئے نئے خیالات وعادات سے متعارف ہوئے، نجات صاحب اکثر طلباء کی طرح کھلے دل ودماغ کے حامل تھے اور تعصب سے خاصے دور، وہ چاہتے تھے کہ ان کی زندگی ایک اعلیٰ اور مثالی زندگی ہو، وہ اپنے آبائی ہندو مذہب سے مطمئن نہ تھے اس لئے انہوں نے عیسائیوں کی بائبل پڑھنی شروع کی، انہیں بائبل میں بیان کردہ خیالات اپنے آبائی ہندو مذہب سے زیادہ معنی خیز لگے، اس لئے انہوں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا اور تقریباً ایک سال اس پر کاربند رہے۔

ابھی بھی ان کے دل کو وہ سکون نہ ملا جس کے وہ متلاشی تھے، اس لئے انہوں نے اپنی وسعتِ قلبی کے باعث اسلامی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور یونیورسٹی میں مسلم طلباء سے بھی تبادلہ خیال کرتے۔ یہ بات قابلِ ستائش ہے کہ امریکہ اور کینیڈا کی کئی یونیورسٹیوں میں بہت منظم طریقہ سے یہودی، عیسائی اور مسلمان علماء کو اکٹھا کر کے ان کی باری باری تقاریر منعقد کی جاتی ہیں اور پھر ایک ہی سوال کے تینوں علماء اپنے اپنے نظریہ سے جواب بھی دیتے ہیں اس سے بہت سے

Marfat.com

طلباء کا تعصب دور ہوتا ہے اور وہ راہِ ہدایت پاتے ہیں۔

نجات صاحب نے کئی ذرائع سے اسلامی تعلیم حاصل کی، انہیں یہ بات بہت اچھی لگی کہ اسلام میں صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت ہوتی ہے، انہیں اسلامی افکار سادہ اور آسان لگے، اس لئے انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

نجات صاحب نے محسوس کیا کہ ایک صحیح اور عملی مسلم بننے کے لئے شادی کرنی ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو جلد پورا کر دیا، ان کی ونڈسر ہی میں ایک تعلیم یافتہ لڑکی سے شادی ہوگئی، نجات صاحب نے نہ صرف شادی خانہ آبادی کرلی بلکہ اسی دوران اپنی پی۔ایچ۔ڈی بھی مکمل کرلی، اب وہ کسی کام کی تلاش میں تھے، ان کی اعلیٰ قابلیت کی بنا پر معروف فورڈ کمپنی ڈیٹرائٹ نے انہیں ایک کام کی پیشکش کی جو ڈاکٹر نجات صاحب نے قبول کرتے ہوئے ڈیٹرائٹ کے نواحی علاقہ فارمینگٹن ہل (Farmington Hill) میں نقل مکانی کرلی۔

انہی دنوں اس علاقہ میں ایک نئی مسجد معرضِ وجود میں آئی جس کا نام: توحید سنٹر آف فارمینگٹن ہل تھا، نجات صاحب سے میری ملاقات اسی مسجد میں گاہے بگاہے ہوتی، ایک دن میں نے انہیں قرآن پاک کی تلاوت کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا، میں قرآن عربی میں نہیں پڑھ سکتا، میں ششدر رہ گیا اور مجھے یقین نہ آیا کہ ان جیسا قابل شخص قرآن نہ پڑھ سکے، اس کی وجہ واضح ہے کہ اکثر مسلمان دوسروں کے لئے اسلامی تعلیم وتربیت کی خاطر وقت صرف نہیں کرتے اس طرح سے کئی اچھے طلباء ایسی تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں اور بعض ذاتی توجہ نہ ملنے کے باعث پست حوصلہ ہوکر ہمت ہار جاتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ جب تک ذاتی طور پر وقت کی قربانی نہ دی جائے دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچایا جاسکتا، محض زبانی ہمدردی کسی کام کی نہیں ہوتی۔

میں نے مسز نجات سے بلا جھجک پوچھا: کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے خاوند کو حروفِ تہجی تک نہیں سکھلائے جب کہ آپ کی شادی خانہ آبادی ہوئے کئی سال گزر گئے ہیں؟ مسز نجات مجھے کوئی معقول جواب نہ دے سکیں، میں نے نجات صاحب سے کہا: آیئے میں اور آپ ایک باہمی معاہدہ کرتے ہیں، آپ تقریباً چار اتوار میرے ساتھ تعلیم کے لئے لگائیں، میں آپ کو یقین

Marfat.com

دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیں گے، ہم نے توحید سینٹر میں فجر کی نماز کے بعد ملنے کا فیصلہ کیا، یہ ہم سب کے لئے باعثِ خوشی تھا کہ نجات صاحب نے اسی عرصہ میں قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی طرح کئی اور طلباء بھی اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جمع ہو گئے، مثال کے طور پر ایک میڈیکل ڈاکٹر صاحب جو پیدائشی امریکی تھے اور ابھی تک قرآن پاک سے بے بہرہ تھے، وہ بھی اس تعلیم وتدریس کے سلسلے میں منسلک ہوگئے، اتوار کے دن اس تعلیم وتدریس کے بعد ہم سب مل کر مسجد میں ناشتہ کرتے تھے، یہ بہت اچھا منظر ہوتا تھا۔

ڈاکٹر نجات صاحب اب کئی سورتیں آسانی سے پڑھ سکتے تھے لیکن اب انہیں مجھ سے بہتر استاد کی ضرورت تھی، میرے ایک ہم عمر دوست شیخ العباسی تھے جو کہ شام (Syria) سے تھے اور انہیں قرآن پاک سے بہت شغف تھا، میں نے ان سے درخواست کی کہ ڈاکٹر نجات صاحب کو پڑھائیں، انہوں نے بخوشی اس کام کو قبول کیا، شروع شروع میں وہ ہفتہ میں صرف ایک دن پڑھاتے، لیکن دونوں کو یہ سلسلہ اتنا اچھا لگا کہ وہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ مل بیٹھتے، شیخ صاحب تجربہ کار استاد تھے اور ان کے اصل عربی تلفظ سے ڈاکٹر نجات صاحب کے قرآن پاک پڑھنے میں اور مٹھاس پیدا ہوگئی، ڈاکٹر نجات صاحب فجر کی نماز سے پہلے بیوی بچوں کو چھوڑ کر مسجد آتے، فجر کی نماز کے بعد اپنے استاد سے مستفید ہوتے اور پھر مسجد سے ہی سیدھے کام پر چلے جاتے، استاد وشاگرد کو یہ سلسلہ اتنا پسند تھا کہ سردی برف یا طوفان میں بھی ناغہ نہ کرتے، شیخ صاحب کو اپنے شاگرد پر بہت فخر تھا وہ مجھ سے کہتے: نجات کا تلفظ تم سے اچھا ہے، جو کہ روز روشن کی طرح واضح حقیقت تھی، اب ڈاکٹر نجات صاحب کا یہ عالم تھا کہ جہاں سے بھی قرآن پاک کھولیں اسے بخوبی پڑھ سکتے تھے، انہوں نے اپنے طور پر قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھنا شروع کر دیا جس سے انہیں قرآنی آیات کی صحیح اہمیت کا پتہ چلا اور اسے پڑھنے میں اور لطف آنے لگا، یہی نہیں بلکہ نجات صاحب نے سورتیں زبانی یاد کرنی بھی شروع کر دیں، آخری بار جب ان سے میری ملاقات ہوئی وہ قرآن پاک کے آخری پارہ کا نصف حصہ زبانی یاد

Marfat.com

کر چکے تھے۔

یہ ایک المیہ ہے کہ کسی سوسائٹی میں اعزازی طور پر کام کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں، اکثر لوگ نکتہ چینی سے ہی اپنا پیٹ بھرتے ہیں، اور اگر کچھ کر بیٹھیں تو اس کا کسی نہ کسی شکل میں صلہ ڈھونڈتے رہتے ہیں، ڈاکٹر نجات صاحب نے خود بخود اعزازی طور پر اپنی خدماتِ امتِ مسلمہ کے لئے وقف کر دیں، وہ اکثر نماز فجر کے لئے مسجد کھولتے گو وہ ہم سب سے دور رہتے تھے، وہ کاروں کی پارکنگ کی جگہ سے لے کر مسجد کے دروازہ تک بَرف ہٹاتے اور اس سیمنٹ پر نمک چھڑکتے تا کہ کوئی پھسلنے نہ پائے اور زخمی نہ ہو، نجات صاحب کی یہ خدمات بہت قابلِ تحسین ہیں کیونکہ پھسل کر گرنے کی صورت میں کوئی بھی اپنے مالی اور جانی نقصان کے لئے مسجد کے خلاف مقدمہ کرسکتا ہے جس کے نتیجہ میں انشورنس کمپنیاں مسجد کو انشورنس دینے سے انکار کرسکتی ہیں، پس اس ملک کے حالات کے مطابق نجات صاحب کی خدمت بے مثال تھیں، کیونکہ کوئی اور شخص صبح سویرے اٹھ کر ایسا کام اعزازی طور پر سرانجام دینے کو کہاں ملتا ہے۔

نجات صاحب ہر اتوار کو بچوں کے لئے مسجد میں اسلامک اسکول میں بھی مدد فرماتے حسب معمول ظہر کی نماز سے پہلے مسجد پہنچ کر اسی طرح برف وغیرہ ہٹاتے اور طلباء واساتذہ کے لئے مسجد کے دروازے کھولتے، والدین سے بچوں کی فیس اکٹھی کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں، انہوں نے یہ کام بھی بطریقۂ احسن سرانجام دیا، اور کسی کے بھی والدین کو ناراض نہ ہونے دیتے، قدرتی طور پر ان کی طبیعت دھیمی اور غیر مشتعل تھی، اسلامی تعلیم اور عملِ پیہم نے اور بھی انکساری پیدا کر دی تھی، وہ بچوں کے لئے مٹھائیاں خریدتے جو کہ اسکول کے دوران تقسیم کی جاتیں، وہ مسجد کے باورچی خانہ کو اکیلے صاف کرتے اور ریفریجریٹر میں غیر ضروری جمع برف کو وقتاً فوقتاً نکالتے، اپنی ان خدمات کا کسی پر احسان نہ جتلاتے۔

ایک بار رمضان میں تراویح کے بعد میں نے مسجد کو بند کرنا چاہا اور میں فرداً فرداً سب کمروں کی روشنیاں بند کرنے لگا اس وقت سب لوگ جا چکے تھے، مَردوں کے غسل خانہ اور وضو کے کمرے میں داخل ہوا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ڈاکٹر نجات صاحب غسل خانوں کی چھپکے

Marfat.com

چپکے صفائی کررہے ہیں، میں نے بہت متاثر ہو کر ان کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی، ایسی صورت میں یا تو ان کے چہرے پر تھوڑی سی سرخی آجاتی تھی یا وہ نہایت مختصر مسکراہٹ کے بعد موضوع بدل دیتے تھے گویا یہ خدمات کوئی بڑا کارنامہ نہیں، نجات صاحب نے یہ خوب سمجھ لیا کہ:

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

ڈاکٹر نجات صاحب صرف مسجد کے اندر ہی عمل پیرا نہ تھے، یہ مسجد تقریباً اڑھائی ایکڑ پر پھیلی ہوئی تھی، نجات صاحب اس مسجد کے گھاس والے حصہ پر ہر سال کھاد ڈالتے اور خودرَو بوٹیوں کو مارنے کے لئے بھی دوائی کا چھڑکاؤ کرتے، اس کھاد اور برف کے لئے نمک وغیرہ کا خرچ بھی اپنی جیب سے دینا پسند کرتے، نجات صاحب دبلے پتلے اور لمبے جوان تھے وہ بعض اوقات مسجد میں سوکھے درختوں کو کاٹنے میں بھی حصہ لیتے۔

ہمیں نجات صاحب کی خدمت رمضان کے مہینہ میں اور زیادہ پسند تھیں، وہ ہر میزبان کی مسجد میں افطاری کرانے اور کھانے کے انتظام میں مدد فرماتے، ہر کھانے کے بعد مسجد کی دری کو صاف کرنے کی دوسروں کو ترغیب دینے کے بجائے خود ہی صفائی کرنے لگتے، ہر سال عید کی نماز کے بعد مسجد میں سموسے اور مٹھائیاں بانٹی جاتیں، نجات صاحب امریکہ سے ونڈسر (کینیڈا) جاکر مسجد کے لئے سستے داموں سموسے خرید کر لاتے ہر طرح سے مسجد کا مفاد اُن کے ذہن میں ہوتا، ان کا ایک اور مخصوص عمل یہ تھا کہ عید کی نماز کے بعد رنگ برنگے غباروں میں بچوں کو ہوا بھر کر دیتے جس سے بچوں اور ان کے والدین کے دل کھل جاتے۔

نجات صاحب ہر ایک گھر میں مقبول تھے، وہ لوگوں کو عید کے دن اپنے گھر دعوت دیتے جس میں لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے، عید کا خطبہ دینے کے بعد میری کوشش بھی یہی ہوتی تھی کہ جلد از جلد نجات صاحب کے گھر پہنچوں اور لذیذ کھانے کی چیزوں سے بلا تکلف پیٹ بھر کر عید کی خوشی کو دوبالا کرلوں۔

ایک دن میں نے نجات صاحب سے سنجیدگی سے پوچھا: اب آپ کو قرآن پاک اور دیگر

Marfat.com

اسلامی افکار واحکام کا کافی علم ہے، سچ سچ بتائیں کہ اسلام آپ کو کیسا لگتا ہے؟ نجات صاحب بہت باوقار طریقہ سے کہنے لگے: اللہ شاہد ہے کہ قرآن پاک سے میرے دل پر ایسا سکون طاری ہوا ہے جو کہ ہندو مذہب اور عیسائیت سے مجھے نہ مل سکا، قرآن پاک کا اثر بالکل معجزانہ ہے۔

نجات صاحب بھری مسجد میں کئی بار نماز کی امامت کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں، اس سے واضح ہے کہ اسلام میں کئی دوسرے مذاہب کی طرح اجارہ داری اور رہبانیت نہیں، جو شخص بھی علم وتقوی میں افضل ہو اسلامی لیڈر بن سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: ''اللہ کے نزدیک تم سب میں سے عزت والا (افضل) وہ ہے جو کہ تقویٰ میں برتر ہو۔'' اس سے واضح ہے کہ اسلام میں امام بننے یا دیگر اسلامی خدمات میں لیڈر بننے کے لئے کسی رنگ روپ، جائے پیدائش نسل اور قومیت کا بالکل کوئی عمل دخل نہیں، ہر مسلمان کا حق مساوی ہے، علم وتقویٰ کے ذریعے انسان دوسروں پر سبقت لے جاسکتا ہے۔

میری عاجزانہ دعا ہے: اللہ تعالیٰ نجات صاحب کی فیملی کی بے لوث خدمات کا انہیں اجرِ عظیم عطا فرماویں، اور ہم سب کو بھی ایسا ہی مخلص مسلمان بننے کی صلاحیت اور توفیق عطا فرماویں۔ آمین

نماز جنازہ

حرمین شریفین میں فرض نماز کے بعد اکثر نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ زائرین کرام کو چاہئے کہ امام صاحب کے ساتھ پہلے نماز جنازہ ادا کریں۔ اور دیگر سنتیں اور نوافل اس کے بعد ادا کریں۔ کیونکہ نماز جنازہ کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ واضح رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتیں اور نوافل گھر جا کر ادا کرتے تھے۔

Marfat.com

جم (Jim)

ایک امریکی نوجوان اور اس کی گرل فرینڈ کا قبول اسلام

مغربی ممالک میں مقیم بعض مسلمان روز مرہ کی اسلامی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور مسجد یا اسلامی مدرسہ وغیرہ کا کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دینے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں نئے یا پیدائشی مسلمان میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا، جس کو بھی اللہ توفیق دے وہ دل وجان سے اللہ کے کام میں لگ جاتا ہے۔

ایک دن توحید سینٹر آف ڈیٹرائٹ میں یہ طے ہوا کہ فجر کی نماز کے بعد ہم سب چند کاروں میں توحید سینٹر آف فارمینگٹن ہل جائیں گے اور وہاں پر غیرضروری درختوں اور ان کی شاخوں کو گیس کے آروں سے کاٹیں گے، پھر ان کے چھوٹے چھوٹے بنڈل باندھ کر لبِ سڑک رکھ دیں گے تاکہ بلدیہ انہیں اٹھا لے جائے، اس طرح سے اس مسجد کے صحن کی کافی حد تک صفائی ہو جائے گی۔

صبح کی نماز اور ذکر وغیرہ کے بعد ہم دو کاروں میں روانہ ہوئے، جم نیا مسلمان تھا اور اس مسجد میں بھی نووارد تھا وہ میری کار میں بیٹھ گیا، باقی سب دوسری کار میں، جم تقریباً بائیس سال کی عمر کا نوجوان تھا اور نہایت زیرک اور معاملہ فہم، میں نے اس سے پوچھا: وہ کیا چیز تھی جس نے تم کو اسلام کے زیور سے آراستہ کر دیا؟ جم نے اس سفر کے دوران مجھے تفصیل سے اپنی گذشتہ زندگی سے آگاہ کیا۔

کہنے لگا اس معاملہ کی ابتدا اس طرح سے ہوئی کہ میں اپنے والدین کے ساتھ ایک چرچ جایا کرتا تھا، میرے والدین اس چرچ میں عبادت کرنے کے لئے اپنی آمدنی کا تقریباً دس فیصد

Marfat.com

چرچ کو دیتے، میرے والدین کو اس چرچ کے نظریات اور عبادات کا طریقہ بھی مناسب نہ لگا، میرے والدین نے اس سے مختلف نظریات کے عیسائی چرچ سے رجوع کیا، وہاں بھی انہیں اپنی آمدنی کا تقریباً آٹھ فیصد ہر ماہ دینا پڑتا تھا، چونکہ میرے والدین کو اس چرچ کے نظریات پہلے سے بہتر لگے اس لئے وہ اسی چرچ سے مستقل طور پر منسلک ہوگئے، میری سب سے پہلی الجھن یہ تھی کہ عبادت کرنے کی جگہ کے لئے جبراً پیسے دینے کیوں ضروری ہیں؟ مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں عبادت کرنے کے لئے پیسے دینے ضروری نہ ہوں۔

میں نے ہائی اسکول سے فارغ ہونے کے بعد یونیورسٹی میں داخلہ لیا، وہاں میں نے کئی بین الاقوامی مسلم طلباء سے پوچھا کہ کیا تمہیں بھی عبادت کرنے کے لئے پیسے دینے ہوتے ہیں؟ سب نے کہا بالکل نہیں، بلکہ عبادت کی جگہ کے استعمال کا حق سب کے لئے مساوی ہے۔

یہاں ضمنی طور پر یہ بتانا ضروری ہے کہ مغربی ممالک میں یونیورسٹی کیمپس کا ماحول اور فضاء بہت آزادانہ ہوتی ہے، بگڑنے والے بگڑ جاتے ہیں اور بننے والے بن جاتے ہیں، طلباء کا آپس میں تبادلہ خیالات قابلِ رشک ہے، اس لئے کہ وہ کسی کے سوال کا جواب نہ تو اتنا مختصر دیتے ہیں کہ دوسرے کے پلے کوئی بات نہ پڑے، اور نہ ہی بال کی کھال نکالتے ہیں جس سے سوال کرنے والا اکتا جائے۔ اس طرح سے سوال کرنے والے کا بار بار سوال کرنے کو جی چاہتا ہے، یہ طلباء ایک دوسرے کو اپنے خیالات کے پوری طرح تابع کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے تاکہ دوسرا شخص ان سے نالاں نہ ہو جائے، علاوہ ازیں ہم عمر اور ہمعصر ہونے کے باعث ایک دوسرے کی بات کا اثر بھی زیادہ لیتے ہیں، اس طرح سے یہ مفاہمانہ تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہے، یہ ہمارے بعض واعظین کے لئے مشعل راہ ہے۔

جم نے اپنے دل میں سوچا یہ بات بہت معقول ہے کہ عبادت کے لئے جبراً پیسے دینا لازم نہ ہو، ایسے مذہب کے بارے میں مجھے مزید کھوج لگانی چاہئے، جم عیسائی چرچوں سے دل برداشتہ ہو چکا تھا اور والدین کے ساتھ کسی بھی چرچ جانا چھوڑ دیا تھا، یونیورسٹی میں بین الاقوامی مسلم طلبا سے گاہے بگاہے تبادلہ خیالات کرتا رہتا، جم نے اپنی باقی حکایت یوں بیان کی:۔

Marfat.com

میں اور میری گرل فرینڈ (girl friend) ایک کرایہ کے مکان میں رہتے تھے میری گرل فرینڈ بدھ مت کی پیروکار تھی اس نے گھر میں ہر جگہ کئی بت رکھے ہوئے تھے لیکن نہ تو وہ پوری طرح سے بدھ مت پر قائم تھی اور نہ میں عیسائیت پر، اسے میری بات چیت سے پتہ چلتا تھا کہ میں کسی نئی راہ کی تلاش میں ہوں، ایک دفعہ وہ کرسمس پر میرے لئے تحفہ خریدنے کے لئے بازار گئی۔

کرسمس ایک ایسا موقع ہے جس میں مذہب کی قید نہیں۔ مغربی ماحول میں ہر کوئی دوسرے سے کرسمس کے تحفے کی توقع رکھتا ہے، مثلاً یہودی جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بالکل یقین نہیں رکھتے اس میں پیش پیش ہوتے ہیں اور اپنے بزنس اور عمارت میں بہت بڑے کرسمس ٹری لگانے میں پہل کرتے ہیں۔

جم نے کہا کہ میری گرل فرینڈ نے مارکیٹ میں ایک کتاب دیکھی جو کہ اسے قدرے فلسفیانہ لگی، اس نے سوچا کہ جم ہر وقت انوکھی باتیں کرتا ہے شاید اس کو یہ کتاب پسند آجائے، اس نے وہی کتاب میرے لئے کرسمس کے تحفہ کے طور پر خرید لی، میں نے وہ کتاب پڑھنی شروع کی، وہ قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ تھا، میں نے اسے خوب دل لگا کر پڑھا، ہر روز میرے دل میں نئے سوال پیدا ہوتے مجھے مسلم طلباء سے ان کا نہایت معقول جواب مل جاتا تھا، میرا دل ودماغ اسلام کے لئے تیار ہو گیا، میں نے مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے ممبران سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں، انہوں نے مجھے کلمۂ شہادت پڑھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں بھی مسلمان ہوگیا۔ الحمدللہ

مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ نماز اسلام کا بہت اہم رکن ہے، میں بعض نمازیں یونیورسٹی کیمپس میں پڑھتا اور بعض گھر میں، میں نے اپنی گرل فرینڈ سے کہا کہ ڈرائنگ روم سے سب بت نکال لو کیونکہ مجھے یہاں نماز پڑھنی ہوتی ہے، اس کو میری یہ بات بہت شاق گزری کیونکہ کسی کے مذہب میں عمل دخل بہت ناقابل برداشت ہوتا ہے، اس بے چاری نے مجھے خوش کرنے کے لئے ڈرائنگ روم سے بت ہٹا دیئے اب جوں جوں میری اسلامی تعلیم اور عقیدہ پختہ ہوتا گیا میں

Marfat.com

نے اپنی گرل فرینڈ سے بیزاری کا اظہار کرنا شروع کر دیا، ہماری کئی بار ان بن ہوئی وہ بار بار کہتی میں ہر طرح سے تجھے خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہوں اور مجھ میں ذرا بھر بھی تغیر نہیں آیا، آخر وہ کیا چیز ہے جس نے تجھے مجھ سے بے رخی اور بیزاری پر آمادہ کر دیا ہے؟ میں نے اسے سنجیدگی سے کہا: جو کچھ تم کہتی ہو صحیح ہے لیکن اب میں مسلم ہوں، ایک غیر مسلم سے ازدواجی تعلق قائم نہیں کرسکتا، میری فرینڈ خوب سمجھتی تھی کہ میں بذاتِ خود کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور میرا رویہ سب کے ساتھ شریفانہ اور بھلا ہے، وہ مجھے کسی قیمت پر چھوڑنا نہ چاہتی تھی، مجھ سے پوچھنے لگی: مجھے کیا کرنا ہوگا جس سے ہمارے تعلقات برقرار رہ سکیں؟ میں نے جواب دیا: تمہیں مسلمان بننا ہوگا، پھر پوچھنے لگی: اسلام کیا ہے؟ میں نے اسلام کی موٹی موٹی باتیں اسے بتائیں، اس تھوڑے عرصہ میں یہ باتیں اس کے دل میں پوری طرح نہ اتریں لیکن وہ پھر بھی مجھے خوش کرنے کے لئے مسلمان بن گئی اور اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اس گھر کو بتوں سے پاک کیا۔

ہم دونوں کی شادی ہونے کے بعد ہم مقامی مسجد میں جاتے، اس طرح سے روز وشب گزرنے لگے، میں نے محسوس کیا کہ میری بیوی پانچوں نمازیں باقاعدگی سے نہیں پڑھتی، میں نے اس سے غصے میں کہا: تم کس طرح کی مسلمان ہو کہ پانچوں نمازیں بھی نہیں پڑھتی، وہ کہنے لگی: میں کوشش تو کر رہی ہوں، میں نے ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا تو وہ رونے لگی اور اس شہر کی مسلمان عورتوں سے مجھ سے ناچاقی کا ذکر کیا، اسلامی حلقہ کے اکابرین کو بات سمجھ میں آ گئی، انہوں نے ایک باوقار میاں بیوی کو بھیجا تاکہ ہم دونوں کی مصالحت کرائیں، ان دونوں نے مجھ سے پرزور انداز میں کہا: تمہاری بیوی نئی مسلمہ ہے، اسلام جسم وروح میں آہستہ آہستہ رچتا ہے تمہیں ایسی سختی نہیں کرنی چاہئے، اس سے میرے رویہ میں ذرا فرق پڑ گیا۔

میرے اسلام لانے سے پہلے جب کبھی میں اپنے ہم عمر امریکی دوستوں میں کھڑا ہوتا تو ہم سب بیک وقت باتیں کرتے اور کوئی کسی کی نہ سنتا، اسلام لانے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ میں اکثر خاموش رہتا ہوں اور صرف اس وقت بات کرتا ہوں جب کہ دوسرے خاموش ہوں، میرے ساتھیوں نے مجھ میں بہت بڑا تغیر دیکھا، مجھے اور بھی بھلا مانس اور شریف النفس پایا، وہ

Marfat.com

حیران تھے کہ آخر اس کو یک لخت کیا ہوا ہے، وہ آپس میں اکثر بے ہودہ باتیں کرتے رہتے، مجھے ایسے ماحول میں بہت گھٹن محسوس ہونے لگی۔

والدین کی اور میری سوچ بھی بالکل مختلف تھی، مجھے اس فضا میں رہنا دشوار محسوس ہونے لگا، میں چاہتا تھا کہ ان اختلافات اور دباؤ سے باہر ہو کر یکسوئی کے ساتھ اسلام پر کار بند ہو جاؤں، اس لئے میں نہ صرف اس شہر کو بلکہ والدین اور دوستوں کو چھوڑ کر یہاں ڈیٹرائٹ آ گیا ہوں، میری بیوی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے لئے وہیں رک گئی ہے، یہاں میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا، میں اپنی یونیورسٹی کے پرانے ساتھی احمد کے پاس آیا ہوں، جو کہ ملائیشیا اور انڈونیشیا کی مسلم تنظیم کا ناظم اعلیٰ ہے اس نے مجھے رہنا سہنا کھانا غرضیکہ ہر چیز مفت دیدی ہے اور اسی وجہ سے میں اس کے ساتھ ہی یہاں مسجد آتا ہوں، مجھے اس مسجد میں بہت روحانیت محسوس ہوتی ہے۔

اس مسجد کے نمازی جم سے مل کر بہت خوش ہوئے اور اسے کئی تحفے دیئے، جم نے کام کی تلاش شروع کر دی، اسے ایک اچھا خاصا کام بھی مل گیا، کچھ دنوں کے بعد اس نے بتایا: میں نے کام چھوڑ دیا ہے کیونکہ میں نیا ملازم ہوں اس لئے کارخانے کا مالک مجھے جمعہ کی نماز پڑھنے کی چھٹی نہیں دیتا۔

جم نے قرآن پاک کی کئی سورتیں زبانی یاد کر لیں اس کا تلفظ بھی بہت اچھا تھا، میں نے پوچھا: کیا تمہارے میزبان احمد نے تم کو ان سورتوں کی قرأت سکھائی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ اس گھر میں کمپیوٹر ہے جس میں سی ڈی پر قرآن پاک موجود ہے میں نے اسے بار بار سن کر خود ہی یاد کر لی ہیں۔

ایک دن جم نے مجھ سے کہا: کیا میں مسجد سے انگریزی میں مترجم قرآن پاک خرید سکتا ہوں؟ میں نے اسے بتایا کہ یہ نومسلم کے لئے فری ہیں، جتنے نسخے جی چاہے لے لو، اس نے کہا: مجھے ایک اپنی ماں کے لیے چاہیے، ممکن ہے کہ میری طرح وہ بھی یہ پڑھنے پر ہدایت پا لے، اس کے علاوہ مجھے کچھ نسخے اپنے دوستوں کے لئے چاہئے ہیں، میں نے اس سے کہا: تم کسی سے

Marfat.com

پوچھے بغیر یہ نسخے لے سکتے ہو۔

اسی دوران جم کی ایک تبلیغی گروپ سے ملاقات ہوگئی، اس گروپ کی ایک اچھی صفت یہ ہے کہ اس کے اراکین نئے مسلمانوں کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کرتے ہیں، انہیں نہ صرف ابتدائی تعلیم دیتے ہیں بلکہ اسلامی ماحول ومعاشرہ سے بھی خوب مانوس کرتے ہیں، اس کام میں یہ دوسرے اسلامی گروپوں سے پیش پیش ہیں، جم اس تبلیغی تنظیم سے منسلک ہوگیا اور ان کے ساتھ کئی ریاستوں میں تعلیم وتبلیغ کے سلسلے میں جایا کرتا تھا، کئی مہینوں کے بعد ایک آدھ رات کے لئے ڈیٹرائٹ آتا تو مسجد توحید میں اس سے ملاقات ہو جاتی، معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس زندگی اور جوانی کو جوانی دینے والی ذات پر فدا کر دیا ہے جو شیوۂ پیغمبری ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

یعنی جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کی عادت میں سے ہے، کیونکہ بڑھاپے میں تو ایک ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار سا بن جاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

حدیث

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے سب سے افضل کونسی آیات ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے افضل کونسی آیات ہیں؟'' میں نے عرض کیا: آیت الکرسی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر (شاباش کا) ہاتھ مارا۔ اور فرمایا: ''اے ابوالمنذرؓ! تجھے علم مبارک ہو''۔ (مسلم شریف)

نوٹ: کیونکہ آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں اور ناموں کی جڑیں مذکور ہیں۔

Marfat.com

رینڈہ ٹوشنر (Renda Toshner)

ایک ترکی آرکیٹیکٹ (Architect)

رینڈہ ٹوشنر امریکہ میں ایک ترکی گھرانے میں پیدا ہوئے، اس طرح سے وہ پیدائشی طور پر ایک امریکی شہری تھے، ان کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ دونوں ڈاکٹر تھے اور وہ عرصہ دراز سے امریکہ میں مقیم تھے، دونوں بطور ڈاکٹر امریکی عوام کی خدمت کر رہے تھے۔

رینڈہ صاحب کے والدین مسلمان تھے، اس لئے رینڈہ صاحب کی پیدائش ایک مسلم گھرانے میں ہوئی، لیکن رینڈہ صاحب اپنی ابتدائی زندگی میں اسلام سے بالکل بے بہرہ تھے، جب وہ جوان ہوئے اور یونیورسٹی میں پہنچے تو پہلی بار اسلام سے متعارف ہوئے، ان کی زندگی کی سرگزشت ہمارے لئے بہت سبق آموز ہے، اس سے پہلے کہ میں یہ کہانی بیان کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ اس شہر میں مقیم ترکی معاشرہ کا سرسری ذکر کروں تا کہ آپ رینڈہ صاحب کی زندگی کے نشیب و فراز کی وجوہات سمجھ سکیں۔

امریکہ کی میشیگن ریاست کا ایک معروف شہر ڈیٹرائٹ (Detroit) ہے، ترکی لوگ اس شہر میں تقریباً ساٹھ سال پہلے آئے، اب ان کی تیسری نسل یہاں پروان چڑھ رہی ہے، ان ترکی احباب میں سے اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے، بعض اعلیٰ ملازمتوں میں شریک ہوئے اور بعض کامیاب کاروبار چلا رہے ہیں، گویا ان کا تعلق گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں اور کاروباری دنیا کے کرتا دھرتا لوگوں سے ہے۔ میرا تعارف ان سے ۱۹۹۰ء کے لگ بھگ ہوا، میں اس علاقہ کی ایک مسجد میں امام کی حیثیت سے اعزازی طور پر کام کر رہا تھا، اس مسجد کا نام توحید سینٹر آف فارمینگٹن ہل ہے، بطورِ امام مجھے ترکی احباب کے چند افراد کی نماز جنازہ ادا کرنے کا اتفاق ہوا، بعد میں مجھے ان کے ترکی سوشل کلب میں بھی مدعو کیا گیا اور ان کے گھروں

Marfat.com

میں بھی اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملا، مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ان میں سے بعض کنبے امریکی سوسائٹی میں بالکل گھل مل گئے ہیں، مجھے ایک صاحبِ وقار ترکی بھائی نے اپنی بیٹی اور پوتی سے تعارف کروایا، اور بلا جھجک کہنے لگے: مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بیان کرنا پڑتا ہے کہ میری یہ پوتی کھانے کی میز پر دعا مانگتی ہے تو اپنے ہاتھوں سے وہی حرکات کرتی ہے اور زبان سے وہی الفاظ کہتی ہے جو عیسائی لوگ کہتے ہیں، بے چاری اسلامی دعا و آداب سے بالکل بے بہرہ ہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ معاملہ صرف ترکی گروپ کا ہی خاصہ نہیں بلکہ امریکہ میں کئی اور مسلمان گروپ دولت کی ریل پیل میں گم ہو کر اپنی اصلیت کھو چکے ہیں، لیکن ترکی اور دیگر مسلمان گروپوں میں ایسے بھی افراد ہیں جو امریکہ میں رہتے ہوئے بھی اپنے مادر وطن کے مسلمانوں سے بدرجہا بہتر مسلمان ہیں، اور اسلام کی تعلیمات پر نہایت اخلاص پر ساتھ کاربند ہیں، اسی طرح بعض والدین کے بعض امریکی بچے اپنے والدین سے بھی بڑھ کر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں، یقیناً ہدایت اور توفیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

پس رینڈہ ایک متمول مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے اور حسبِ معمول ہائی اسکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر انہوں نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا، جہاں ان کا بین الاقوامی مسلمان طلباء سے رابطہ قائم ہوا، امریکی ماحول کی یہ بات قابلِ ستائش ہے کہ اکثر امریکی یونیورسٹیوں میں طلباء کو مکمل آزادی حاصل ہے، وہ اپنی زندگی جس رنگ ڈھنگ سے بسر کرنا چاہیں بآسانی ویسی ہی زندگی اور طرز حیات کو اختیار کر سکتے ہیں، دوسرے لوگ خوامخواہ مداخلت نہیں کرتے، بلکہ ایک دوسرے کے طرز حیات کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں، اکثر طلباء اس آزادی کے باعث مثبت روش پر گامزن ہو جاتے ہیں، رینڈہ صاحب کو اسلامی تعلیمات سادہ اور پُر معنی لگیں، انہیں اسلام سے دلچسپی پیدا ہو گئی انہیں تعجب ہوا کہ ایک مسلم گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود اسلام سے بالکل بے بہرہ کیوں ہیں، اس کی تلافی کے لئے وہ ہر روز نہایت ذوق وشوق سے اسلام کی تعلیمات سیکھتے اور حسبِ استطاعت ان پر عمل کرتے، عمل کی مٹھاس سے ان کی تشنگی اور بھی بڑھ جاتی، اور اللہ تعالیٰ ان کی علم کی پیاس اور تربیت حاصل کرنے کی توفیق کو اور بھی بڑھا دیتے۔

Marfat.com

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں میں مسلم طلباء کا کردار بے مثال ہے، یہ طلبا نہایت اخلاص سے اپنے ساتھیوں میں اسلام کا چرچا کرتے ہیں اور اس کے نتائج بہت قابل تحسین ہیں، دراصل انہی طلباء کی دن رات کی کاوشوں کے باعث شہر شہر میں اسلام کی داغ بیل پڑی اور مساجد و مدرسے قائم ہوئے اور کئی اسلامی لیڈران یونیورسٹیوں میں تربیت پانے کے بعد منظرِ عام پر آئے، اور اپنے اپنے علاقے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

رینڈہ صاحب دنیاوی تعلیم میں بھی ممتاز تھے، انہوں نے آرکیٹیکٹ انجینئر کی تعلیم حاصل کی، پھر امریکی لائسنس کا امتحان دیا، یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر لوگ یہ امتحان تین یا چار کوششوں کے بعد پاس کرتے ہیں، لیکن رینڈہ صاحب نے یہ امتحان پہلی بار ہی پاس کرلیا اور میشیگن (Michigan) ریاست کے شہر این آر بر (Anarbor) کے ایک بڑے ادارے میں کام کرنے لگے۔

بتدریج رینڈہ صاحب نے اسلامی علم کے حصول میں خاصی ترقی کی، اس شہر کی مسجد سے بہت استفادہ کیا، اس دوران رینڈہ صاحب کے والدین ریٹائر ہوکر واپس ترکی چلے گئے، تاکہ باقی ماندہ زندگی مادر وطن میں گزاریں، لیکن رینڈہ صاحب نے امریکہ میں رہی رہنا پسند کیا، انہیں این آر بر شہر کی اسلامی فضا بہت پسند آئی، وہ اسلامی سرگرمیوں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے، میں این آر بر کی مسجد میں مہینہ میں ایک بار جمعہ کا خطبہ دیا کرتا تھا، میں نے تقریباً ہر بار رینڈہ صاحب کو اذان دیتے دیکھا، مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک جمعہ کے خطبہ کے دوران میں نے حضرت یوسف علیہ اسلام کا واقعہ بیان کیا اور یہ ذکر کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ آپ کو ایک بھیڑیا کھا گیا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی خون آلودہ قمیض اپنے والد صاحب کو پیش کی، اسی طرح جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرنا چاہی تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے ثابت ہوا کہ عزیز کی بیوی جھوٹی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام پاکباز ہیں، کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کے ذریعے آپ کے والد صاحب کی کھوئی ہوئی بینائی لوٹ آئی، اس کے بعد میں نے ذکر

Marfat.com

کیا کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے ایسے معجزے صادر ہو سکتے ہیں تو اس شخص کا کیا کہنا جو یہ قمیض پہنتے تھے، رینڈہ صاحب کو یہ باتیں بہت پسند آئیں، جمعہ کی نماز کے بعد جب میں گھر پہنچا تو انہوں نے مجھ سے فون پر پوچھا کیا یہ تمہارے اپنے خیالات ہیں؟ میں نے انہیں بتایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میں کوئی عالم فاضل نہیں کہ قرآن پاک کی تفسیر خود کروں، میں ہر بات مستند تفسیروں کے حوالے سے بیان کرتا ہوں۔

اسلامی تعلیمات رینڈہ صاحب کے دل و دماغ میں سرایت کر گئیں، یہ ان کے لباس اور چال ڈھال سے بھی واضح تھا، آپ امریکی ماحول میں بھی ہر وقت اسلامی لباس زیب تن رکھتے، اسلامی ترکی لباس ان کے جسم پر خوب بھلا لگتا، وہ امریکی فرم میں کام کے دوران بھی یہی لباس استعمال کرتے، ایک دن میں نے ان سے استفسار کیا کہ آپ کی فرم آپ کی اس لباس پر اعتراض تو نہیں کرتی کیونکہ آپ ان کے کام کاج کے سلسلہ میں ان کی کئی جگہ نمائندگی کرتے ہیں؟ رینڈہ صاحب کہنے لگے کہ فرم کے مالک کو مجھے اسی لباس میں قبول کرنا ہوگا، میں محض ملازمت کی خاطر اپنی اصلیت نہیں بدلوں گا، میں نے پھر پوچھا کہ کیا بعض لوگ آپ کے ساتھ کام کاج کے سلسلہ میں اسلامی لباس کی وجہ سے تعصب سے تو پیش نہیں آتے؟ رینڈہ صاحب نے برجستہ فرمایا: یہ ان کی ذاتی مشکلات ہیں، میں ان کی پسندیدگی یا تعصب کی پرواہ نہیں کرتا۔

مجھے ذاتی طور پر رینڈہ صاحب کا لباس بہت شریفانہ اور بارعب لگتا، یہاں تک کہ ایک دن میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے بھی ترکی طرز کا عمامہ باندھنا سکھائیں۔

ان کا صرف ظاہر و باطن ہی اسلامی نہ تھا بلکہ آپ اپنا فارغ وقت اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کرتے، وہ اس ریاست کی مختلف جیلوں کے قیدیوں کو ہر ہفتے تبلیغ کرتے ان کے تجربات بہت مثبت تھے، ان کا خیال تھا کہ ان قیدیوں کو مخصوص اسلامک لٹریچر چاہئے چنانچہ انہوں نے کئی کتابچے اپنے قلم سے تیار کئے اور اپنے ہی خرچ سے انہیں شائع بھی کیا، انہوں نے اشاعت سے پہلے ان کی اصلاح کے لئے مجھے دیا، میں نے ان کتابچوں کو تعلیم و ترتیب کے لئے بہت موزوں اور مؤثر پایا۔

Marfat.com

اکثر جیلوں کا فاصلہ شہروں سے بہت زیادہ ہوتا ہے وہاں آمدورفت کے لئے خاصا وقت درکار ہوتا ہے، اس کے علاوہ ایک ایک قیدی کو بھی نہایت صبر اور تحمل مزاجی سے دعوت دی جاتی ہے !اس طرح تقریباً نصف یا پورا دن ہی صرف ہو جاتا ہے، رینڈہ صاحب ہر ہفتے نئے جوش وخروش سے دعوت وتبلیغ کے لئے روانہ ہوتے اور ان سرگرمیوں سے بہت ہی مطمئن ہو کر لوٹتے، اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ ان کی دعوت سے کتنے لوگ مسلمان ہوئے اور کتنے نئے مسلمانوں کے ایمان کو تقویت پہنچی؟

رینڈہ صاحب نے فارمنگٹن ہل (Farmington Hill) بستی کی مسجد بنانے میں بہت نمایاں حصہ لیا، اس مسجد کی زمین تقریباً اڑھائی ایکڑ ہے، انہوں نے مسجد اور کاروں کی پارکنگ کے لئے مختلف نقشے تیار کئے، موجودہ مسجد اور پارکنگ انہیں کے نقشوں کے مطابق تعمیر کی گئی ہے، مجھے نقشوں کے بنوانے کا تجربہ نہ تھا، اور رینڈہ صاحب کی مدد کے بغیر میں مزید ہزاروں ڈالر کے اسراف کا مرتکب ہوسکتا تھا، لیکن انہوں نے نہایت دانشمندی، دور اندیشی اور کفایت سے نقشے تیار کئے جس کے لئے یہ بستی رہتی دنیا تک ان کی مرہون منت رہے گی۔

رینڈہ صاحب کی ذاتی زندگی بھی بہت سبق آموز ہے، انہوں نے اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں یوں فرمایا ''میں شادی کے لئے ترکی گیا، لیکن اپنے والدین سے کسی متمول گھرانے کی لڑکی کے لئے نہ کہا، بلکہ اپنی مرضی سے ایک متوسط گھرانے میں شادی کر لی، میں جانتا تھا کہ میرے رفیقۂ حیات اسلامی تعلیمات سے بہت زیادہ متعارف نہیں، لیکن میں پُر اعتماد تھا کہ انشاء اللہ اپنی اہلیہ کو اسلام کی دولت سے مزین کرلوں گا''، رینڈہ صاحب خوب جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کرو، سب پیغمبروں کے لئے یہی ہدایت تھی۔

رینڈہ صاحب نے نہ صرف اپنی اہلیہ محترمہ کو اسلام کی تعلیمات سے مالا مال کر دیا بلکہ انہیں اپنے دل پذیر کردار کا انمول نمونہ پیش کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی اہلیہ صاحبہ بھی اسلامی تعلیمات سے خوب فیض یاب ہوئیں اور عمل میں ان سے ذرا پیچھے نہ رہیں، دونوں مل کر آن آربر شہر میں قابلِ رشک زندگی گزارنے لگے، اللہ تعالیٰ نے انہیں دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔

Marfat.com

ایک منظر میری آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوگا، وہ کئی بار میرے گھر کھانے کی دعوت پر آئے، نماز کے وقت میں اور میرے باقی مہمان فرض نماز کے بعد سنتیں ادا کر کے کھانے کی میز پر پہنچ جاتے، لیکن ہر بار رینڈہ صاحب نہایت سکون سے اپنی نماز ادا کرتے رہتے، ان کا نماز میں انہماک، توجہ اور طمانیت ہم سب کے لئے قابلِ رشک تھی، اور یہ ان کی چال ڈھال اور چہرے سے نمایاں تھی، کاش ہمیں بھی ایسے سجدے نصیب ہو جائیں۔

وہ سجدہ جس سے روحِ زمین کانپ اٹھتی تھی
ترس رہے ہیں اسے آج منبر و محراب

رینڈہ صاحب باتیں کم اور عمل زیادہ کے قائل تھے، وہ اسلامی سرگرمیوں میں اور بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہتے تھے، لیکن یہ وہ زمانہ تھا جب بوسنیا کی جنگ عروج پر تھی، ہر روز ہزاروں مسلمان شہید ہو رہے تھے اور مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی جا رہی تھی، مسلمان یتیم بچے بلبلا رہے تھے، دنیا کے کئی ممالک کے مسلمان نوجوان ان کی حسب المقدور مدد کے لئے بوسنیا جا رہے تھے، رینڈہ صاحب بھی بوسنیا چلے گئے اور اپنی فیملی کے لئے ترکی کے ایک طالب علم کو ولی مقرر کر دیا، رینڈہ صاحب نے بوسنیا روانگی سے پہلے مجھے فون کیا اور الوداعی سلام کے علاوہ اپنی فیملی کے ولی کے متعلق مطلع کیا، انہوں نے بہت سکون اور اطمینان سے بات کی اور میں نے ان کے ارادے میں بہت پختگی پائی، بفضلِ خدا وہ جلد ہی بوسنیا پہنچ گئے، کچھ عرصہ بعد ہمیں اطلاع ملی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؀ ان کی تدفین بوسنیا میں ہی ہوئی۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آن آربر شہر کے لوگوں کو رینڈہ صاحب پر بہت فخر تھا، رینڈہ صاحب کا اخلاص ہر ایک کے دل میں گھر کر چکا تھا، اس شہر کے لوگوں نے تقریباً ساٹھ ہزار ڈالر جمع کئے اور رینڈہ صاحب کے معصوم بچوں کی کالج کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا۔

رینڈہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ نہایت شریف اور معزز خاتون ہیں، رینڈہ صاحب کی شہادت کے بعد بھی وہ گاہے بگاہے بچوں سمیت ہمارے گھر تشریف لاتیں، وہ ابھی بھی اسلامی

Marfat.com

تعلیمات کے حصول میں کوشاں ہیں، اور دن بدن قرآن کریم کی مزید آیات حفظ کر رہی ہیں اور رینڈہ صاحب کی طرح اپنے حفظ وغیرہ کو دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں، ماشاء اللہ ایک مثالی اسلامی زندگی گزار رہی ہیں، بے شک ایک شہید کی بیوی کو یہی زیب دیتا ہے۔

رینڈہ صاحب کی بچیاں بھی انہی کی طرح بہت زیرک اور فہمیدہ ہیں اور ان کی والدہ انہیں اسلامی تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ کر رہی ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی رینڈہ صاحب کا اخلاص، ایثار اور قربانی کا جذبہ عطا فرما دیں۔ آمین!

آخر میں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ رینڈہ صاحب کے ترکی میں مقیم والدین کا کہنا ہے کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم ایک شہید کے والدین ہیں، اسی طرح فارمینگٹن ہل بستی کے شہری بھی اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ان کی مسجد کا ڈیزائن ایک شہید نے بنایا تھا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

اہم یاددہانی

واضح ہو کہ بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرمائیں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں ۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں

نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔

۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔

۳۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔

۴۔ سجدے کے درمیان پاؤں زمین پر جمے رہیں۔

۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگا رکھیں۔

۶۔ سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہئیں (مسلم)

۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

Marfat.com

صالح ایچان (Saleh Echon)

ایک فلپینی کمپیوٹر انجینئر

عرصہ دراز سے مختلف ممالک کے لوگ جوق در جوق سعودی عرب آرہے ہیں تا کہ یہاں کام کر کے کچھ سرمایہ جمع کرلیں اور اپنی معاشی زندگی بہتر بناسکیں، اس لحاظ سے یہ ملک نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ غیر مسلم لوگوں کے لئے بھی پُرکشش ہے، صالح ایچان صاحب (Saleh Echon) بھی اسی وجہ سے فلپائن سے سعودی عرب آئے، ان کا پیدائشی نام Jo Paul Echon تھا، سعودی عرب میں قیام کے دوران انہیں کئی تہذیبی اور معاشرتی مسائل سے دو چار ہونا پڑا، جس کے لئے انہیں بے حد جدوجہد کرنی پڑی، ان کی فراست، محنت اور اخلاص سے عجیب وغریب نتائج آشکار ہوئے، جو کہ ان کے خواب وخیال میں بھی نہ تھے، ان کی دلچسپ کہانی ہر بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ ہے، ایچان صاحب نے اپنی کہانی یوں بیان کی:

ابتدائی مذہبی سرگرمیاں

میری فیملی رومن کیتھولک تھی اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ چرچ جاتی تھی، میں بچپن ہی سے مذہبی سرگرمیوں میں بہت جوش وخروش سے حصہ لیتا تھا، مثلاً جب میں پرائمری اسکول کا طالب علم تھا تو میں چند اور لڑکوں کی مدد سے چرچ کی صفائی کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا، اور چرچ کی سروس کے دوران میں اپنے مذہبی پیشوا کے مددگار کی حیثیت سے ان کے ساتھ کھڑا رہتا تھا، جب میں ہائی اسکول پہنچا تو چرچ کے گانے بجانے والے گروپ میں شامل ہوگیا، میں کبھی تو گیتار (Gitar) بجاتا اور کبھی پیانو (Piano) اور ساتھ ہی طرح طرح کی لے سے گاتا۔ ہمارے ہاں نوجوانوں کا ایک ایسا گروپ تھا جو مذہبی امور میں ہر طرح سے چرچ کی مدد کرتا اور یہ بھی غور وفکر

Marfat.com

کرتا کہ کس کس طریقے سے میری (Mary) سے محبت بڑھائی جائے اور اس کی پورے انہاک سے پوجا کی جائے، اس گروپ کا نام لیجنڈ آف میری Legend of Mary تھا، میں اس گروپ میں بھی پیش پیش تھا، چرچ میں میری کے کئی بت تھے، مثلاً

ورجن میری Virgin Mary

میری میگڈلین Mary Magdalene

اور امیکولیٹ کنسپشن Immaculate Concepcion

ہمارے گروپ کے لئے بھی میری کا ایک مخصوص بت تھا، جس کی ہم بہت شوق سے پوجا کرتے تھے۔

ہمارے چرچ میں عبادت کا طریقہ کار یہ تھا کہ ہمارے پیشوا صاحب بائبل پڑھتے اور ہم ہمہ تن گوش ہو کر اس کو سنتے، اس دوران ہمیں بذاتِ خود کبھی بھی بائبل پڑھنے اور اس پر غور وفکر کرنے کا موقع نہ ملا، سب لوگ صرف سننے پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

زندگی کا پہلا انقلاب

میری کالج کی زندگی کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا، میرے ایک دوست نے مجھے دعوت دی کہ اس کے چرچ میں عبادت کے طریقہ کار کو دیکھوں، یہ چرچ پروٹیسٹنٹ (Protestant) فرقہ سے تعلق رکھتا تھا، میں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہاں نہ صرف ان کے مذہبی پیشوا کے پاس بائبل ہے بلکہ ہر فرد اپنے ہاتھ میں بائبل اٹھائے ہوئے ہے، اور جو کچھ پیشوا صاحب پڑھتے ہیں، باقی افراد بھی اس صفحہ کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، مجھے اس سے بڑھ کر یہ تعجب ہوا کہ بائبل میں بار بار مذکور ہے کہ کسی قسم کے بت کی پوجا کرنا جائز نہیں ہے، اس تجربے نے میری آنکھیں کھول دیں، اور مجھے پہلی بار حقیقت سے آگاہی ہوئی جس نے میری زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا، میں رومن کیتھولک چرچ کو چھوڑ کر پروٹیسٹنٹ چرچ میں شامل ہوگیا، گویا یہ روحانی طور پر نیا جنم تھا، اس لئے یہ فرقہ Born Again کہلاتا ہے، میری زندگی کے اس انقلاب کا مقصد یہ تھا کہ بائبل کی تعلیمات کے مطابق کسی بھی بت کی پوجا نہ کروں

Marfat.com

اور بائبل کو خود پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کروں، میں اپنی فیملی میں پہلا پروٹیسٹنٹ تھا، میرے اہل خانہ نے بھی اس نئے چرچ کی تعلیمات سے استفادہ کرنا شروع کر دیا، اور سب کے سب نئے چرچ میں شامل ہوگئے، ہم سب اس چرچ کی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، خصوصاً میں تعلیم وتربیت کے ایک شعبہ سے منسلک ہوگیا، اس طرح سے مجھے بائبل پر پوری دسترس حاصل ہوگئی، یہاں تک کہ میں بھی ایک پیشوا یا پادری کے طور پر کام کرسکتا تھا، اسی وجہ سے چرچ کے ممبران میرا بہت احترام کرتے تھے۔

میرے ملک میں اسلام کا تصور

میں اسلام کے بارے میں بالکل کورا تھا، میرا خیال تھا کہ مسلمان ایک مذہب کا نام ہے مجھے پرائمری سے لیکر ہائی اسکول تک کسی مسلمان بچے سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا، میرے خیال میں اگر کوئی مسلمان بچہ میری کلاس میں تھا تو وہ اسلامی تعلیمات سے بالکل بے بہرہ تھا اور اس لئے انفرادی طور پر پہچانا نہیں جاسکتا تھا، مجھے یاد ہے کہ کالج میں میرے چند اساتذہ مسلمان تھے، لیکن وہ بھی محض نام کے ہی مسلمان تھے، اور ان کے اور دوسرے لوگوں کے طرز معاشرت اور اطوار میں کوئی فرق نہ تھا۔

مجھے ذہنی طور پر مسلمانوں سے نفرت تھی کیونکہ ہمارے ملکی اخبارات اور ٹی وی بابانگِ دہل مسلمانوں کی مذمت کرتے تھے، اگر ایک مسلمان کوئی جرم کرتا تو تمام مسلمانوں کو ویسا ہی مجرم قرار دیا جاتا، مثلاً اس بات کا بار بار اعلان کیا جاتا کہ مسلمان دہشت گرد طبقہ ہے، ہمیں یہ نصیحت کی جاتی کہ ایک مسلمان کے سامنے سے نہ گزرو کیونکہ وہ تمہیں بلا دریغ قتل کر دے گا، اور یہ کہ کسی مسلمان سے لین دین مت کرو کیونکہ وہ بنیادی طور پر بہت برے لوگ ہیں۔

تاہم مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے مذہبی پیشوا کبھی بھی مسلمانوں کو برا بھلا نہ کہتے کیونکہ وہ عیسائی فرقوں کے اختلافات اور باہمی برتری اور رسہ کشی میں ہی مبتلا رہتے، اس طرح انہیں دیگر معاملات کی طرف توجہ دینے کا وقت ہی نہ ملتا تھا۔

Marfat.com

ملازمت

میں نے کالج میں کمپیوٹر سائنس میں بی۔ایس۔سی کی ڈگری حاصل کرلی، اور انٹل فلپائینز Intel Philippines فرم میں نوکری شروع کردی، چند ماہ کے بعد میں نے ایک دوسری کمپنی میں تبادلہ کرالیا کیونکہ اس میں میرے لئے مزید تجربہ اور ترقی کے مواقع تھے اور میرے کالج کے کئی ساتھی بھی وہاں کام کرتے تھے، میں نے پانچ سال میں کئی نئی چیزیں سیکھ لیں اور چند دوستوں کے اشتراک سے ایک پرائیویٹ کمپنی قائم کرلی، لیکن یہ کمپنی زیادہ دیر نہ چل سکی کیونکہ بعض ساتھی اپنی ذمہ داری تندہی سے انجام نہ دیتے تھے، جب میں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو سب سے پہلے میں نے ہی اس اشتراک سے علیحدگی اختیار کرلی اور کسی دوسرے کام کی تلاش شروع کردی۔

بیرونِ ملک ملازمت کی تلاش

میرے ایک دوست نے یہ رائے دی کہ ہمیں چند سال سعودی عرب نوکری کرنی چاہئے، اس طرح ہم معقول سرمایہ جمع کرلیں گے اور پھر اپنے ملک واپس آکر ایک اچھا کاروبار شروع کرسکیں گے، چنانچہ ہم دونوں نے ایک ایجنسی سے رابطہ کیا، وہ پہلے سے ہی کمپیوٹر انجینئرز کی تلاش میں تھے، جو ایک سعودی بینک کو مطلوب تھے، اتفاق سے اس بینک کے منیجر صاحب بھی منیلا (Manila) میں موجود تھے، اس لئے جلد ہی ہمارا انٹرویو ہوگیا، اور ہمیں بینک منیجر نے کام کی پیشکش کردی، لیکن تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے ہم نے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کردیا، ایجنسی مجھے بار بار فون کرتی رہی لیکن میں نے ایک نہ سنی، لیکن میرے دوست نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس کا ساتھ دوں، اس لئے بالآخر محض دوست کا ساتھ دینے کے لئے میں نے بھی اس نوکری کی پیشکش قبول کرلی، اور ہم دونوں سعودی عرب پہنچ گئے۔

سعودی عرب میں ابتدائی تجربات

میں نہ صرف عربی زبان میں کورا تھا بلکہ مجھے اس سے نفرت بھی تھی، میں سمجھتا تھا کہ اس زبان کی بین الاقوامی طور پر کوئی اہمیت نہیں، اس لئے اسے سیکھنا اور سمجھنا غیر ضروری ہے، میں اور

Marfat.com

میرے ساتھی سعودی عرب کے مشرقی حصے میں ایک بینک کے تمام کمپوٹرز اور دیگر ایسے ہی آلات کی اصلاح کرتے تھے، میرے ساتھ کام کرنے والے سب کے سب انجینئر انگریزی زبان سے خوب آشنا تھے اس لئے بھی ہمیں عربی بولنے اور سیکھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی، اس پر طرّہ یہ کہ ہمارے عربی مدیر کو بھی انگریزی پر کافی عبور حاصل تھا کیونکہ انہوں نے بیرون ملک تعلیم حاصل کی تھی، میں اور میرے فلپائنی ساتھی مل کر ایک کرائے کے مکان میں رہتے تھے، سعودی عرب میں طرز معاشرت بالکل مختلف تھا، کئی قسم کی پابندیاں تھیں جن کے ہم عادی نہ تھے اس لئے ہم کافی بے چینی اور ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے، چونکہ ہمارا مقصد سرمایہ جمع کرنا تھا، اس لئے اس گھٹن کے باوجود اپنا وقت گزار رہے تھے۔

کالے بادلوں میں سنہری کرن

ایک دن میں نے دمام (Dammam) شہر میں ایک ٹیکسی کرائے پر لی اور اس سے پندرہ ریال کرایہ طے کیا، ڈرائیور صاحب نہایت صاف ستھرے لباس میں ملبوس تھے اور ان کی خوب لمبی داڑھی بھی تھی، دیکھنے سے نہایت معقول آدمی معلوم ہوتے تھے انہوں نے یہ بھانپ کر کہ میں اکیلا اجنبی ہوں، سفر کے دوران مجھ سے زیادہ کرائے کا اصرار کرنے لگے، یہاں تک کہ سفر کے اختتام پر متفقہ کرایہ سے زیادہ کے لئے جھگڑا کیا، مجھے بہت غصہ آیا، میں نے ٹیکسی سے باہر چھلانگ لگائی، اور اس سے کہا کہ کیا تم پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھتے؟ یہ سنتے ہی اس نے کہا کہ مجھے صرف پندرہ ریال ہی دو، میں نے اسے پندرہ ریال دیئے اور وہ خاموشی سے روانہ ہوگیا، جب میں نے اس واقعہ پر غور وخوص کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ ڈرائیور دل کا یقیناً اچھا آدمی تھا، یہ میرے لئے پہلا مثبت تجربہ تھا، اس کے بعد سے میں نے سمجھ لیا کہ یہاں کے باشندے بنیادی طور پر بہت اچھے لوگ ہیں۔

میرے ساتھ اسی طرح کا ایک اور مثبت واقعہ بھی پیش آیا، میں اور میرے ملک کے ساتھی ہمیشہ اپنے ملک کا کھانا پکاتے اور اسی کھانے پر اکتفا کرتے تھے، مجھے سعودی کھانا کھانے کی کبھی خواہش نہ ہوئی، ایک دن ہمارے انچارج نے ہمیں ایک پروجیکٹ کے لئے دور دراز ایک دیہاتی

Marfat.com

علاقے میں بھیجا، دن بھر کے کام کے بعد ہمیں خوب بھوک لگی، وہاں فلپائنی کھانا میسر آنا ممکن نہ تھا، اس لئے مجبوری کے تحت میں نے پہلی بار کبسہ (Kabsa) کھایا، اور اسے نہایت لذیذ پایا، اس واقعہ کے بعد میں ہر اس جگہ کی تلاش میں رہتا جہاں کبسہ ملتا ہو اس طرح میرے طبیعت سعودی کھانوں کی طرف راغب ہوگئی، اور میں نے یہاں کے طرزِ معاشرت سے استفادہ کرنا شروع کر دیا۔

ایک عجیب وغیب مکالمہ

عبداللہ العمری صاحب اس بینک میں میرے انچارج تھے، عربی ان کی مادری زبان تھی، لیکن انگریزی پر بھی ان کو عبور حاصل تھا کیونکہ انہوں نے بیرون ملک میں تعلیم حاصل کی تھی، وہ ہم سے انگریزی میں ہی بات چیت کرتے اور ہم سے خوب گھل مل کر رہتے، وہ کسی حد تک باتونی بھی تھے، ایک دن وہ مجھے ایک کہانی سنانے لگے اس کہانی کے دوران ان کے منہ سے لفظ جیسس (Jesus) نکلا، میں نے انہیں فوراً ٹوک دیا، اور جوش سے کہا: جیسس تو میرا ہے، آپ کون ہوتے ہیں جیسس کی بات کرنے والے۔

میں نے پہلی بار ایک مسلم کے منہ سے جیسس کا لفظ سنا، مجھے بہت حیرت ہوئی، میں دو سال سے سعودی عرب میں مقیم تھا لیکن کسی مسلمان نے مجھ سے مذہب کے بارے میں آج تک بات نہ کی تھی، مسلمانوں کے بارے میں میری سوچ بھی نرالی ہی تھی، میں سمجھتا تھا کہ مسلمان سورج کی پوجا کرتے ہیں، کیونکہ وہ سورج نکلنے ڈوبنے اور آسمان پر بلند ہونے کے اوقات میں عبادت کرتے ہیں، غالباً سورج ان کا دیوتا ہے

عبداللہ صاحب میری بات سن کر چند لمحے تو خاموش رہے، پھر انہوں نے بتدریج سب پیغمبروں کے ناموں کا تذکرہ کیا، مثلاً نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ، انہوں نے کہا یہ سب ہمارے بھی پیغمبر ہیں، چونکہ ان پیغمبروں کے نام بائبل میں مذکور ہیں، اس لئے میں ان سے خوب متعارف تھا۔ عبداللہ صاحب کے اس انکشاف کے بعد مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں میں کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔

Marfat.com

اسلام کے بارے میں چھان بین

اب میں نے اسلام کے بارے میں چھان بین کرنا شروع کر دی، تاکہ یہ جان سکوں کہ آخر عبداللہ صاحب کا مذہب کیا ہے؟ میں دمام میں جرید بک اسٹور میں گیا تاکہ اسلام کے بارے میں کتابیں خرید سکوں، جب میں نے کتابوں کی الماریوں پر نظر دوڑائی تو اس اسٹور میں مختلف مذاہب کے موازنہ سے متعلق کئی کتب موجود تھیں، ایک کتاب کا عنوان مجھے بہت عجیب لگا:

Jesus, not God, Son of Mary

میں نے یہ کتاب اور ایسی ہی چار اور کتابیں خرید لیں، اور بھاگا بھاگا گھر آیا تاکہ انہیں پڑھوں، ان کتابوں میں بائبل سے بہت اقتباسات Quotations تھے، میں نے جلدی جلدی اپنی بائبل نکالی تاکہ ان اقتباسات کی ایک ایک کر کے تصدیق کر سکوں، جب میں نے کتاب میں دی ہوئی پہلی کوٹیشن کو بائبل میں دیکھا تو وہ ہو بہو ویسی ہی تھی، مجھے حیرت ہوئی، لیکن میں نے سوچا کہ یہ مجھے جھانسا دینے کے لئے ایک فقرہ ہو بہو لکھ دیا گیا ہوگا، جلدی جلدی دوسری کوٹیشن کا موازنہ کیا تو وہ بھی ٹھیک نکلی، میں نے یہ خیال کیا کہ چند فقرے ٹھیک لکھ کر آئندہ صفحات میں کوئی نہ کوئی چکر بازی ضرور ہوگی، چونکہ مجھے بائبل پر پورا عبور تھا، اس لئے میں نے کتاب کی ہر ایک کوٹیشن کو آسانی سے چیک کر لیا اور میری توقع کے خلاف سب اقتباسات درست نکلے، اس سے میرا تجسس اور بڑھ گیا۔

اس دوران میں نے عبداللہ صاحب سے پوچھا کہ کیا اس شہر میں اسلام کی تبلیغ کا کوئی مرکز ہے؟ انہوں نے ایک کی نشان دہی کی جو کہ میرے گھر کے قریب ہی تھا میرے ملک کے زیادہ باشندے قریب کے شہر الخبر (Al-Khobar) میں مقیم ہیں، جب میں دوستوں سے اس شہر میں ملنے گیا تو دیکھا کہ الخبر میں بھی ایک اسلام کی تبلیغ کا مرکز ہے، میں اس مرکز میں داخل ہوا تو وہاں بھی ویسی ہی کئی کتب دیکھیں چونکہ میں پانچوں کتابوں کا مطالعہ کر چکا تھا میں نے اس مرکز سے چند اور کتابیں چن لیں، استقبالیہ سے پوچھا کہ ان کی قیمت کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مفت ہیں، میں مفت چیزیں لینے کا عادی نہ تھا، میں نے قیمت ادا کرنا چاہی تو مجھے دوبارہ یہ جواب ملا کہ یہ

Marfat.com

سب کتابیں بالکل مفت ہیں، آپ بلاجھجک لے جاسکتے ہیں، میں نے صاف کہہ دیا کہ قیمت ادا کئے بغیر کتابیں نہیں لوں گا، میرے اصرار پر انہوں نے مجھ سے تھوڑی سی قیمت وصول کرلی تاکہ میں کتابیں لے جاؤں، یہ سارا منظر ایک سعودی باشندہ دیکھ رہا تھا، وہ صاحب مجھے ایک طرف لے گئے اور وہ مجھ سے نہایت شفقت کے ساتھ پیش آئے، اور مجھ سے مختصر مگر معنی خیز بات چیت کی، اس کے بعد میں نئی کتابیں بغل میں دبائے اپنی کار تک پہنچا اور نہایت سرعت سے گھر آیا، تاکہ ان کتابوں کا بھی جائزہ لوں، میرے مکان کے ہم نشین اور ہم وطن ساتھی میرے اس تذبذب اور کتابوں کے ذخیرے کو خاموشی سے دیکھتے رہے۔

ایک دلچسپ ویڈیو

میں نے نئی کتب کا بھی مطالعہ کیا، اور ان میں ہر کوٹیشن کو اپنی بائبل کے مطابق پایا، لیکن اِن سب کچھ کے باوجود مجھے مسلمان بننے میں کافی ہچکچاہٹ تھی، میں اسلام کے تبلیغی سینٹر میں دوبارہ گیا، ایک صاحب نے میرا تذبذب بھانپ لیا، انہوں نے مجھے ایک ویڈیو دیکھنے کی دعوت دی، یہ ویڈیو احمد دیدات صاحب اور ایک عیسائی پادری کے درمیان مناظرے کی تھی، میں نے دل میں ٹھان لیا کہ میں یہ ویڈیو وسعتِ نظر سے دیکھوں گا اور کسی قسم کے تعصب کا شکار نہ ہوں گا، ویڈیو دیکھنے کے بعد میں ذاتی طور پر اس نتیجے پر پہنچا کہ عیسائی عالم اپنے مذہب کا ٹھیک طریقہ سے دفاع نہیں کرسکا اور اس مقابلہ میں ہار گیا ہے، میں نے سوچا کہ جب ایک پادری اپنے مذہب عیسائیت کا دفاع نہیں کرسکتا تو میرے جیسے پیروکار کی کیا حیثیت ہے، اس موقع پر پہلی بار میرا پیدائشی ایمان کمزور ہونا شروع ہوا اور عیسائیت سے طبیعت قدرے اکتانے لگی اور اندر ہی اندر ایک خلجان سا پیدا ہوگیا، لیکن اس کا حل سمجھ میں نہ آرہا تھا۔

قبول اسلام کی آزادی

ایک دن میں ایک فلپائنی دوست کے ساتھ ڈارٹ (Dart) کھیل رہا تھا، ہمارے ساتھ ایک مسلمان فلپائنی دوست بھی تھے، ان کا نام رضوان عبدالسلام تھا، میں نے کمرے کے ایک کونے میں لے جاکر ان سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا جبکہ ہمارے دوسرے فلپائنی بھائی کھیل

Marfat.com

میں ہمہ تن مشغول تھے، رضوان صاحب نے مجھے کوئی لمبا چوڑا لیکچر نہ دیا، بلکہ کھیل کے ختم ہونے پر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور مجھے قرآن کا انگریزی ترجمہ اور چند پمفلٹ دیئے، میں نے قرآن کا ترجمہ پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی لیکن ترجمہ آسان زبان میں نہ تھا، اس لئے مجھے اس سے کچھ سمجھ نہ آیا، پمفلٹ ویسے ہی تھے جیسی میری کتب، مجھے یہاں یہ اعتراف کرنا ہے کہ رضوان صاحب نے مجھے اسلام قبول کرنے پر کبھی بھی مجبور نہ کیا اور نہ ہی میرے سعودی انچارج عبداللہ صاحب نے مجبور کیا، اسی طرح جب بھی میں اسلامی تبلیغی مرکز، الخبر میں گیا تو کسی صاحب نے بھی مجھ پر زور نہ ڈالا کے بغیر سوچے سمجھے اسلام میں کود جاؤں، بلکہ ہر ایک نے مجھے صرف ضروری معلومات فراہم کیں اور اسلام قبول کرنے کا معاملہ میری ذات پر چھوڑ دیا، اسی وجہ سے میں بار بار تبلیغی مرکز میں چلا جاتا، اگر کوئی مسلمان بھی مجھ پر دباؤ ڈالتا تو میں یقیناً ان سے دور بھاگ جاتا۔

مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ میرے پہلے دو سال کے قیام کے دوران مجھ سے کسی نے بھی اسلام کے بارے میں بات نہیں چھیڑی، حالانکہ میں سعودی عرب جیسے اسلامی ملک میں مقیم تھا۔

میری ذہنی کیفیت

اس گہرے مطالعے اور چھان بین سے مجھے تین چیزیں واضح ہوگئیں:

ا۔ عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں ہیں۔

۲۔ بائبل اصل شکل میں نہیں ہے، اس میں گڑ بڑ کی گئی ہے، کیونکہ اس میں اکثر متضاد باتیں ملتی ہیں، میرے مذہب کی بنیاد جس کتاب پر ہے، جب وہ کتاب ہی صحیح نہیں تو مذہب کیسے ٹھیک ہوسکتا ہے، اگر میں بائبل میں دیئے ہوئے متضاد خیالات کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو معاملہ اور بھی پیچیدہ نظر آتا ہے، پس یہ مذہب تو ایک ایسا خام خیال ہے جسے بغیر چوں وچرا قبول کرو، بصورتِ دیگر اس مذہب سے خارج ہو جاؤ گے۔

۳۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ کوئی معبود قابل عبادت نہیں سوائے اللہ کے، ایک نہایت سادہ اور عام فہم فقرہ ہے، اس نے میرے دماغ سے سب دباؤ دور کر دیئے، میں نے محسوس کیا کہ میں اب ایک آزاد شخص ہوں، اور خواہ مخواہ کی ذہنی الجھنوں سے پاک ہوگیا ہوں، اس سکون کی وجہ سے میں

Marfat.com

نے اس فقرے پر اور زیادہ غور وغوض کرنا شروع کر دیا، خاص طور پر میں دور دراز سفر کے دوران کیسٹ لگا کر کار میں سنتا تو اوپر والا فقرہ اور زیادہ دلنشین ہو جاتا، اب میرا ذہن مجھے آواز دے رہا تھا کہ تم حقیقت سے تو آشنا ہو گئے ہو، آگے بڑھو اور فیصلہ کرو، میرا اس حقیقت پر ایمان اور یقین اتنا بڑھ گیا کہ مجھے اب یہ فکر نہ رہی کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میرے دوست رشتہ دار کیا کہیں گے، بس اب میں اس دھن میں تھا کہ مسلمان کیسے بنوں، چنانچہ میں ایک دن بھاگا بھاگا الخبر کے تبلیغی سینٹر میں گیا، میں نے دیکھا کہ ہر کمرے میں مختلف زبانوں میں لیکچر ہو رہا ہے، میں فلپائنی گروپ کے ساتھ بیٹھ گیا، ہمارے ٹیچر کا نام فرید اوکینڈو (Fareed Oquendo) تھا، جونہی لیکچر ختم ہوا میں نے ان سے سوال کیا کہ اسلام قبول کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؟ انہوں نے پوچھا کیا تم اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟ میں نے فوراً جواب دیا: جی ہاں، سب لوگ میرا منہ تکنے لگے اور دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ یہ شخص پہلی بار آیا ہے اور فوراً اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، مسٹر فرید نے مجھ سے پوچھا: کیا تم واقعی اسلام قبول کرنا چاہتے ہو، اور کیا تم نے اسلام کے بارے میں کچھ مطالعہ کیا ہے؟ میں نے دوبارہ جواب دیا: جی ہاں، مجھے اس لمحہ بھی یہ تعجب ہوا کہ مجھے کوئی شخص بھی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کر رہا ہے، بلکہ مطالعہ کی تلقین کی جا رہی ہے۔

قبول اسلام کا مرحلہ

فرید صاحب نے مجھے بتایا کہ اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ نہایت آسان ہے، مجھے صرف یہ کہنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اس کے بعد فرید صاحب نے سینٹر کے سب لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا، اور مجھے بھی اپنے ساتھ وہاں لے گئے، راستے میں ایک سعودی صاحب ملے، جو مجھے کہنے لگے کہ تمہارا چہرہ تو مسلمانوں کا سا ہے، بہرحال اس پورے مجمع کے سامنے ایک اور سعودی باشندے نے مجھے پہلے عربی میں اور پھر انگریزی میں اوپر والا کلمہ پڑھایا، اس مختصر اور سادہ رسم کے بعد سینٹر کا ہر شخص باری باری میرے گلے ملا اور مجھے تہ دل سے مبارکباد دی، ساتھ ہی ساتھ وہ بار بار بلند آواز سے کہہ رہے تھے: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بلند و برتر ہے۔

Marfat.com

پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت عطا فرماتے ہیں،

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾

(سورۃ شوریٰ: ۱۳)

(اللہ اپنی طرف (اپنے قرب کے لئے) جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف سے ہدایت دیتا ہے)۔

جب ایچان صاحب مجھے یہ بیان کر رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے، ان کا کہنا تھا کہ مجھے زندگی میں کبھی بھی ایسا خوشگوار واقعہ پیش نہ آیا تھا، یہ پیاری یادداشت میرا دل اچھال دیتی ہے، ایچان صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد ممنون ہوں کہ اسلام قبول کرنے کے عین موقع پر مجھے نہ شیطان ورغلا سکا، اور نہ ہی میرے دل میں میرے دوستوں اور رشتہ داروں کا خوف وہراس پیدا ہوا، گویا اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے بالکل دور کر دیا، والحمد للہ علی ذلک

اسلامی نام

کلمۂ شہادت کے بعد سعودی بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ مجھے کونسا مسلم نام پسند ہے میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ میرا نام وہی ہوگا جو اس شخص کا تھا جس نے مجھ سے اسلام کے بارے میں پہلی بار اس سینٹر میں بات کی تھی، کیونکہ انہوں نے مجھ سے نہایت شائستہ، مدلل اور جامع بات کی تھی، میں ان صاحب کو پہچانتا نہ تھا، اس لئے میں نے استقبال پر کتابیں دینے والے صاحب سے استفسار کیا کہ آپ سے جب میں نے کتابیں خریدی تھیں اس کے بعد جن صاحب نے میرے ساتھ بات چیت کی تھی ان کا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ شیخ صالح تھے، یہ سنتے ہی میں نے کہا کہ میرا نام بھی صالح ہوگا۔

اس کے بعد مجھے یہ ہدایت دی گئی کہ گھر جا کر غسل کرو، نمازیں ادا کرو، اور دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں جس نے تجھے راہِ ہدایت سے روشناس فرمایا۔

Marfat.com

میری پہلی نماز

میں نے گھر پہنچتے ہی غسل کیا اور خوب گہری نیند سویا، علی الصبح فجر کی نماز کے لئے مسجد گیا، میں نے مسجد میں داخل ہونے میں ہچکچاہٹ محسوس کی، کیونکہ میں طریقۂ نماز سے متعارف نہ تھا، اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اب کیا کروں؟ تھوڑی دیر میں ایک سوڈانی بھائی کا ادھر سے گزر ہوا، اس نے میری ہچکچاہٹ کو پہچان لیا، اور وہ صاحب کہنے لگے کہ کیوں رکے ہوئے ہو اندر آجاؤ، میں نے انہیں بتایا کہ میں نے کل رات ہی اسلام قبول کیا ہے اور میں فی الحال نماز پڑھنے کے طریقہ سے بے بہرہ ہوں، سوڈانی نے کہا: مسجد میں آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں، انہوں نے سب سے پہلے مجھے استنجا کرنے کا طریقہ بتایا، پھر وضو کا طریقہ بتایا، اور انہوں نے کہا کہ نماز میں محض ہماری اتباع کرو اور آخر میں دعا کرو۔

جب میں نے پہلا سجدہ کیا تو مجھے بے حد سکون ملا جو کہ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں، میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اپنے فضل وکرم سے میرے پہلے سجدہ کی سی کیفیت پھر پیدا کردے، علاوہ ازیں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان رہا کہ میں نے پہلے دن سے اب تک کوئی نماز ترک نہیں کی۔ الحمد للہِ۔

اسلامی تعلیم کا جذبہ

میں نے باقاعدگی سے ہر شام تبلیغی مرکز جانا شروع کردیا، اور کئی گھنٹے تعلیم حاصل کرتا، میں نے نہ صرف عربی حروف تہجی سیکھے بلکہ عربی لکھنا اور پڑھنا بھی سیکھ لیا، اب مجھے عربی زبان سے خوب شغف ہوگیا، بتدریج میں نے قرآن پاک پڑھنا شروع کردیا، میری زندگی کا سب سے اہم مقصد یہ تھا کہ میں قرآن پاک کو صحیح قرأت کے ساتھ پڑھ سکوں۔

اس سینٹر میں ہمارے ٹیچر احمد ریکالڈی (Ahmad Ricaldi) تھے، جو کہ فلپائنی نومسلم تھے، ان کے لیکچر بہت دلچسپ اور بے حد مفید تھے، مجھے اس تعلیم وتربیت سے اتنی محبت ہوئی کہ میں اسے کسی طرح بھی منقطع نہ کرنا چاہتا تھا، اب میری سالانہ چھٹی کا وقت آگیا تاکہ مادرِ وطن اور والدین سے مل سکوں، لیکن میں نے چھٹی کو ملتوی کروالیا تاکہ تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

Marfat.com

اس تعلیم کے دوران مجھے یہ بتایا گیا کہ سود حرام ہے اس لئے میں جلد از جلد بینک کی نوکری سے استعفیٰ دینا چاہتا تھا، اسی طرح مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ ہر وہ کھانا حرام ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کی دعا کی جائے، میں دل وجان سے ان تعلیمات پر عمل کرنا چاہتا تھا، پس میری زندگی ایک نئے دور میں داخل ہو چکی تھی، لیکن میرے گھر اور کام کے ساتھیوں اور افسروں کو اس کی خبر نہ تھی۔

ایک دلچسپ حادثہ

ایک دن ہمارے انچارج عبداللہ صاحب نے ہمیں ایک پروجیکٹ کے لئے ایک دور دراز علاقے میں جانے کا حکم صادر کیا، ہمارا معمول تھا کہ ہم سب گھر جا کر اکٹھے کھانا کھاتے اور پھر پروجیکٹ پر روانہ ہو جاتے، میں ان ساتھیوں سے سرک گیا اور جلدی جلدی وضو کر کے نماز ادا کرنا چاہتا تھا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جب میں وضو کر کے نیچے آ رہا تھا تو سیڑھیوں پر عبداللہ صاحب سے آمنا سامنا ہو گیا، میرا چہرہ اور ہاتھ ابھی گیلے ہی تھے، وہ حیرت سے پوچھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے کہا کہ وضو کیا ہے، نماز پڑھنے جا رہا ہوں، انہوں نے کہا: کیا تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا جی ہاں، وہ بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ نماز ادا کرنے کے بعد تم پروجیکٹ پر نہ جانا بلکہ تم میرے دفتر میں حاضر ہونا، اس دوران انہوں نے اپنے گھر فون کیا اور اہل خانہ کو خوشخبری سنائی، نماز ادا کرنے کے بعد جونہی میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے، اور بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا، میں ان کے اس اسلامی جذبہ اور اخلاص سے ایسے محسوس کر رہا تھا گویا میں بھی اسی فیملی کا فرد ہوں۔

دوستوں کا ردِ عمل

میں پانچ فلپائنی ساتھیوں کے ساتھ ایک گھر میں مقیم تھا، ہر کمرے میں دو دو فرد تھے، میرے کمرے میں میرا اسکول اور کالج کا پرانا ساتھی تھا، اس کی دوستی نبھانے کے لئے ہی میں یہاں سعودی عرب آیا تھا، ہم سب کھانا اکٹھا پکاتے اور مل کر ہی کھاتے، اور مل کر ہی بازار اور کھیل کے میدان میں جاتے، اس سلسلہ میں دو واقعات قابل ذکر ہیں:

Marfat.com

میرے ساتھیوں نے نئے سال کی تقریب کے لئے پر تکلف کھانا تیار کیا اور مجھے بھی دعوت دی، میں نے جواباً کہا کہ میں اس دعوت میں اس شرط پر شریک ہونگا کہ تم کھانے کے دوران کسی قسم کی دعا نہیں کرو گے، سب متفق ہو گئے، جب کھانے کا وقت آیا تو انہوں نے حسب معمول عیسائیوں کی طرح دعا کی، میں چپ چاپ کھانے کی میز سے اٹھ کر چل دیا، کیونکہ انہوں نے وعدہ خلافی کی تھی۔

ایک اور ایسا ہی واقعہ پیش آیا: ہم سب مل کر دوپہر کا کھانا کھاتے تھے، میں ہر روز ان سے سرک جاتا اور علیحدگی میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد کھانے میں شریک ہوتا، اس طرح مجھے قدرے دیر ہو جاتی، ایک دن مجھے خاصی تاخیر ہوگئی اور یہ سب کھانے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے، صرف میرے کمرے والا ساتھی موجود تھا، اس نے مذاقاً مجھ سے پوچھا: کیا تم نماز ادا کر رہے تھے؟ میں نے اسے کہا کہ تم نے آج میری بات کو کھول دیا ہے، میں نماز ہی تو ادا کر رہا تھا، اس نے کہا کیا تم مذاق کر رہے ہو؟ میں نے اسے صاف صاف بتا دیا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں، اس نے یہ خبر دوسرے ساتھیوں تک بھی پہنچا دی، اس طرح سے ہماری دوستی کو فوراً ٹھیس لگ گئی۔

اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش

ایک دن سب فلپائنی ساتھی میرے کمرے میں جمع ہو گئے، اور مجھے غدار اور اسی قسم کے الفاظ سے منسوب کیا، پھر مجھ سے کئی سوال پوچھنے لگے، مثلاً اسلام کیا ہے اور تمہیں کیوں اچھا لگا؟ میں ان کے ہر سوال کا مدلل جواب اپنی کتابوں کے حوالوں سے دیتا، اور ایک ایک صفحہ کھول کر ان کے سامنے رکھتا، میری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کے بارے میں دوسروں سے بحث مباحثہ کر رہا تھا، ان کی پوری کوشش تھی کہ میں دوبارہ عیسائی ہو جاؤں، میں ان سے خندہ پیشانی اور تحمل سے پیش آیا، ان کے پاس میرے دلائل کا کوئی توڑ نہ تھا، بلا آخر انہوں نے اپنی بائبل بند کر دی اور ایک ساتھی نے کہا: تم کیا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ حقیقت ہے کہ اسلام سچا دین ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا یا خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اللہ کے

Marfat.com

ایک پیغمبر ہیں، اس پر انہیں بہت مایوسی ہوئی اور وہ اٹھ کر چلے گئے، اس کے بعد اس سلسلہ میں ہماری کبھی بھی بات چیت نہ ہوئی، وہ ہر وقت اکٹھے رہتے، جب کہ میں بالکل تنہا رہ گیا۔

اس اکیلے پن میں مجھے ساتھی کی ضرورت محسوس ہوئی، میں نے رضوان صاحب کی تلاش شروع کر دی کیونکہ وہ نقل مکانی کر چکے تھے، کچھ کوشش کے بعد مجھے ان کا نیا گھر مل گیا، میں ان کے گھر گیا وہ حج ادا کرنے کے بعد گھر پہنچے ہی تھے، میں نے انہیں السلام علیکم کہا، وہ تعجب کرنے لگے، میں نے انہیں بتایا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، اور میں نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ ہم دونوں ایک کمرہ میں رہائش اختیار کریں، تاکہ ہم اسلامی طور طریقے پر زندگی بسر کر سکیں، رضوان صاحب کو یہ رائے بہت پسند آئی اور ہم دونوں نے جلد ہی ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا اور خوشی خوشی وہاں رہنے لگے، ہم دونوں نہ صرف جگری دوست تھے بلکہ دینی بھائی بھی تھے، ہم ہر روز اکٹھے ہی تعلیم کے لئے مقامی تبلیغی مرکز جاتے اور ہر طرح سے ایک دوسرے سے تعاون کرتے۔

اللہ کی مزید رحمت

مقامی تبلیغی مرکز میں قرآن پاک کی تعلیم کے لئے ایک مصری ٹیچر تھے، ان کا نام محمد تھا، ان کی قرآن پاک کی قرأت بہت دلکش تھی، وہ مرکز میں اعزازی طور پر خدمت انجام دے رہے تھے، دن بھر ایک ادارہ میں بطور خادم کام کرتے تھے جس سے اپنی دال روٹی چلاتے تھے، ایک دن میں اور رضوان صاحب ان کے گھر ملنے گئے، وہ ایک تنگ و تاریک کمرہ میں مقیم تھے، ہر طرف سے بدحالی آشکارا تھی، البتہ ان کی ایک الماری میں قرآن پاک کی کئی کیسٹ جمع تھیں، ہم نے ان سے درخواست کی کہ وہ ہمارے ساتھ ہمارے کمرہ میں منتقل ہو جائیں، نہ انہیں کرایہ ادا کرنا ہوگا اور نہ ہی بجلی کا بل، ہاں ایک شرط ہے وہ یہ کہ وہ ہمیں قرآن پڑھائیں گے، جناب محمد صاحب نے بخوشی ہماری یہ تجویز منظور کر لی، اب اللہ کی مہربانی سے وہ ہر روز فجر کی نماز کے بعد ہمیں قرآن پڑھاتے، اس طرح اللہ کی رحمت ہم پر دن بدن بڑھتی گئی۔

میرے ذاتی مشاغل

مجھے بچپن سے ہی گیتار (Gitar) اور پیانو بجانے کا شوق تھا، ان کے ساتھ خوب لے سے

Marfat.com

گاتا بھی تھا، اسی وجہ سے میں گیتار اور منہ کا باجا اپنے ساتھ سعودی عرب لایا تھا، چونکہ میں موسیقی کا دلدادہ تھا اس لئے میرے پاس موسیقی کی اعلیٰ قسم کی کیسٹ کا ذخیرہ تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے گیتار اور کیسٹ معمولی داموں فروخت کر کے ان سے نجات حاصل کی، ایک شخص نے منہ کے باجے کی طرف اشارہ کر کے اس کی قیمت پوچھی تو میں نے وہ اسے مفت دے دیا۔

علاوہ ازیں میں سگریٹ پینے کا بھی عادی تھا، ایک کے بعد ایک جلاتا تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے یک دم سگریٹ پینا بھی چھوڑ دیا، ایک دن کام پر ایک شخص کو سگریٹ پیتے دیکھ کر میری زبان میں لہری سی پیدا ہوئی، لیکن میں نے صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے آج تک سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

قبول اسلام کے بعد والدین سے پہلی ملاقات

میں اپنی سالانہ چھٹیوں پر فلپائن جانے کی تیاری کر رہا تھا، رضوان صاحب نے مجھے بتایا کہ اس کی اہلیہ صاحبہ اور دو بچیاں بھی فضلِ خدا مسلمان ہو چکی ہیں اور وہ منیلا میں مقیم ہیں اور انہوں نے مجھ سے یہ استدعا کی کہ میں ان کے گھر جا کر اہل خانہ سے ملوں اور حسبِ توفیق ان کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروں۔

چند دنوں بعد میں منیلا پہنچ گیا، میرے والدین میرے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر موجود تھے، ہمارے عیسائی پیشوا نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی کہ جب والدین سے ملو تو ان کے احترام کے طور پر باری باری انکا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھو جب میں والدین سے ایئرپورٹ پر ملا تو میں نے ایسا نہ کیا، بلکہ باری باری ان کا ماتھا چوما، دونوں قدرے حیران ہوئے، بہرحال ہم خوشی خوشی گھر پہنچ گئے۔

میرے والد صاحب نے زیادہ تر ملازمت فوج میں کی تھی، اس کا اثر ان پر ابھی تک باقی ہے، ان کا چہرہ اکثر سنجیدہ ہی رہتا ہے اور بات بھی کم کرتے ہیں، اس کے برعکس میری امی جان کالج سے فارغ ہونے کے بعد بطور ٹیچر کام کر رہی ہیں، ان سے ہر عنوان پر بات کرنا آسان ہے، میں نے امی جان سے کہا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور مجھے سور کا گوشت کھانے کی

Marfat.com

اجازت نہیں ہے، اس پر میرے والدین چونک پڑے اور کہنے لگے کہ ہم نے خاص طور پر تمہاری خاطر سور کی پسلیوں کا اہتمام کیا ہے، سور کی بھنی ہوئی پسلیاں ہمارے ملک میں ایک بہت بڑی ضیافت سمجھی جاتی ہے، میں نے نہ صرف اس پر تکلف ضیافت کو ٹھکرا دیا، بلکہ انہیں عرض کیا کہ میں سور کے اجزا سے بنی ہوئی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، میرے والدین نے میری درخواست مانتے ہوئے میرے لئے حلال خوراک کا انتظام کیا۔

میں رضوان صاحب کے گھر بھی گیا اور حتی المقدور ان کے اہل خانہ کو اسلام کی تعلیم دی، چھٹیوں کے بعد سعودی عرب واپس پہنچ کر میں نے رضوان صاحب کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی فیملی کو اسلامی سینٹر کے قرب وجوار منتقل کریں تا کہ ان کے لئے نہ صرف اسلامی تعلیم کا حصول آسان ہو جائے بلکہ وہ اسلامی ماحول میں اس پر عمل پیرا بھی ہو سکیں، رضوان صاحب نے مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے فوراً مسجد کے قریب ہی ایک مکان کرائے پر لے لیا، اس طرح ان کی اہلیہ صاحبہ اور بچیاں ہر روز اسلامی تعلیم حاصل کرتیں، یہ ان کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب تھا۔

والدین کو اسلام کی دعوت

منیلا میں قیام کے دوران میں نے والدین اور رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی، مجھے اسلامی دعوت دینے کا تجربہ نہ تھا، میں نے ان سے اسلام قبول کرنے کے لئے پرزور اصرار کیا اور میں چاہتا تھا کہ وہ جلد از جلد سچائی کو پہچانیں، اس لئے میرا ان سے ایک جھگڑا سا رہتا، اور گھر کے ماحول میں کشیدگی رہتی، میں چاہتا تھا کہ میری دعوت کے اثرات جلد از جلد ظاہر ہوں، لیکن کئی سالوں کے بعد مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ میرا دعوت کا اسلوب صحیح نہ تھا، اور اب مجھے افسوس بھی ہوتا ہے کہ اپنی ناتجربہ کاری کے باعث میں نے انہیں مشقت میں ڈالا، علاوہ ازیں اصل ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے نہ کہ داعی کے ہاتھ میں پس داعی کو پراگندہ خاطر اور ناراض نہیں ہونا چاہئے، بلکہ محبت وشفقت سے پیش آنا چاہئے۔

فلپائن کے لئے میرا دوسرا سفر

اس بار میں اور رضوان صاحب اکٹھے ہی فلپائن گئے، مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ

Marfat.com

رضوان صاحب کی فیملی اسلامی تعلیم وتربیت سے مزین ہوچکی تھی، اور ان کی بیوی اور بچیاں اسلامی حجاب کا اہتمام کرتی تھیں، ہمارے منیلا کے قیام کے دوران رضوان صاحب نے مجھے دعوت دی کہ میں ان کی بڑی بیٹی کو رفیقۂ حیات بنالوں میں نے عرض کیا کہ انشاء اللہ عنقریب جواب دوں گا۔

ان دنوں میرے گھر کا ماحول بہت پراگندہ تھا، میں گھریلو الجھنوں کے باعث بروقت رضوان صاحب کے گھر نہ پہنچ سکا، اس دوران وہ سعودی عرب کے لئے روانہ ہوگئے، چھٹیاں ختم ہونے کے بعد میں بھی سعودی عرب پہنچا، میں نے مدینہ منورہ سے رضوان صاحب کو بذریعہ فون اپنی گھریلو مشکلات کا ذکر کیا اور ساتھ ہی انہیں یہ اطلاع بھی دی کہ میں ان کی بیٹی سے شادی کرنے کے لئے رضامند ہوں، لیکن تھوڑی سی مہلت چاہئے۔

عیسائی پادری سے مکالمہ

میرے منیلا میں قیام کے دوران میری والدہ صاحبہ نے بہت کوشش کی کہ میں دوبارہ عیسائی مذہب اختیار کرلوں انہوں نے ایک پادری کو گھر بلایا، جس نے میرے ساتھ کافی دیر مکالمہ کیا، لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔

میری والدہ صاحبہ نے ایک اور پادری کو گھر بلایا اور خود بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئیں تاکہ ہماری باہمی بات چیت کو سن کر بحث کا تجزیہ کرسکیں، میرے والد صاحب پودوں کو پانی دینے کے بہانے ہم سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہوگئے جبکہ ان کے کان بھی ہماری طرف ہی لگے ہوئے تھے، میں نے پادری کے ہر سوال کا جواب اپنی کتابیں کھول کھول کر دیا، اس مذہبی پیشوا کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہ تھی، آخر میں ہمارے گھر سے جاتے ہوئے کہنے لگے کہ میں اپنے سے بڑے پادری کے ہمراہ دوبارہ جلد حاضر ہوں گا، میں نے انہیں جواباً عرض کیا کہ مجھے اس کا بہت بے تابی سے انتظار رہے گا لیکن میرے منیلا قیام کے دوران وہ کبھی واپس نہ آئے۔

پادری کے جانے کے بعد میرے والد صاحب ہمارے قریب آئے اور میری والدہ سے کہنے لگے: تمہارے بیٹے کا علم تمہارے پادری سے زیادہ ہے، میں نے زیادہ بات نہ کی تاکہ

Marfat.com

والدہ صاحبہ کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انسان مفید علم سے دوسروں پر حاوی ہوسکتا ہے، اور اسی وجہ سے اسلام نے نافع علم کی بے حد تلقین کی ہے۔

میری زندگی کا اہم ترین مقصد

مجھے رشتہ کی پیشکش ہو چکی تھی، لیکن میں شادی سے پہلے بینک کی نوکری کو چھوڑنا چاہتا تھا، میں نے سعودی عرب میں کئی علماء سے رائے لی، سب نے بہت اچھی تلقین کی، ان کا کہنا تھا کہ اس نوکری سے چھٹکارے کی مخلصانہ نیت کرلو، اور دوسرا کام ملنے تک نوکری نہ چھوڑو، اگر تم نے نوکری فوراً چھوڑ دی تو تمہیں اپنے ملک جانا پڑے گا۔

میں عرب نیوز میں ہر روز ملازمت کے اشتہار دیکھتا، ایک جگہ فیکس آپریٹر (Fax Operator) کی ضرورت تھی میں نے بھی انٹرویو دیا، وہ پوچھنے لگے کہ تم اچھے کام کو چھوڑ کر معمولی تنخواہ پر کیوں کام کرنا چاہتے ہو؟ میں نے جواباً کہا کہ ایک ذاتی وجہ ہے، انہوں نے کہا کہ تمہاری تعلیم اور لیاقت اس کام سے کہیں بالا و برتر ہے اس لئے ہم تمہیں یہ کام نہیں دے سکتے۔

ایک اور کمپنی کو کمپیوٹر انجینئر درکار تھے، اس کے لئے بھی تنخواہ میری موجودہ تنخواہ سے کم تھی، جب میں انٹرویو کے لئے گیا تو میں نے صاف کہہ دیا کہ میں ان سے زیادہ تنخواہ کا مطالبہ نہ کروں گا، مجھے اپنے کام میں تبدیلی کی اشد ضرورت ہے، اس فرم نے مجھے قبول کرلیا اور میں اس نئی کمپنی سے منسلک ہوگیا، اس میں اللہ کی ایسی حکمت مخفی تھی کہ مجھے دمام شہر کے بجائے مدینہ منورہ میں کام مل گیا اور ایک نہایت مقدس اور پُرسکون شہر میں زندگی گزارنے کا موقع مل گیا۔ الحمدللہِ

شادی خانہ آبادی

اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے سگریٹ پینا چھوڑ دیا تھا، فحش موسیقی سے نجات حاصل کرلی تھی، بینک کی نوکری بھی بدل لی تھی، اور میں اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی کوشش کررہا تھا، پس اب شادی کی باری تھی، اگلے سال میں اور رضوان صاحب دوبارہ اکٹھے فلپائن گئے اور میری شادی کا پروگرام بن گیا، میں نے والدین اور دیگر رشتہ داروں پر واضح کردیا

Marfat.com

کہ میری شادی اسلامی طریقہ سے ہوگی، وہ میری شادی میں شمولیت کے لئے رضامند ہو گئے۔

اسلامی شادی کا طریقہ بہت سادہ اور نکاح میں تقریباً پانچ منٹ لگتے ہیں، نکاح کے بعد میں نے والدین اور رشتہ داروں سے کہا کہ میری شادی کی ضروری رسم مکمل ہوگئی ہے، اس پر میری دادی صاحبہ نے زور زور سے کہنا شروع کیا کہ میں نے تو ابھی دولہا اور دلہن کو اکٹھا نہیں دیکھا، جیسا کہ عیسائیوں کی شادی میں رواج ہے میری والدہ نے انہیں یہ کہہ کر چپ کرا دیا کہ یہ اسلامی طریقہ کی شادی ہے۔

اب میرے والدین مجھ سے کافی تعاون کرنے لگے، مثلاً میں رمضان کے مہینہ کے چند دن بھی منیلا میں مقیم تھا تو میری والدہ صاحبہ میرے روزہ کھولنے کے لئے حلال کھانے کا بروقت اہتمام کرتیں۔

چھٹیوں کے بعد میں مدینہ منورہ آ گیا اور کچھ عرصہ بعد میری اہلیہ بھی مدینہ منورہ آ گئیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو بیٹیاں عطا کی ہیں، ہم نے ان کا نام صفا اور مروہ رکھا ہے۔

ان دنوں حسبِ معمول بطورِ انجینئر ڈیوٹی دے رہا ہوں جو کہ بہت محنت طلب اور ذمہ داری کا کام ہے، علاوہ ازیں ہفتہ میں ایک روز اعزازی طور پر مدینہ منورہ کے تبلیغی مرکز میں نئے مسلمانوں کی حتی المقدور مدد کر رہا ہوں، تاکہ ان کا ایمان مزید پختہ ہوتا جائے، اور یہ کہ وہ میری کہانی سے مستفید ہو سکیں۔

میری یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ کے چند طلبا کو کمپیوٹر کے استعمال سے روشناس کروں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس معمولی کوشش کو قبول فرما کر مجھے اور میرے فیملی کو آخرت میں کامیاب وکامران کریں۔ آمین

مجھے نئے مسلمانوں، اور غیر مسلموں سے اسلام کے بارے میں انگریزی اور فلپائنی زبانوں میں تبادلۂ خیال کا بہت شوق ہے۔

میری ای میل کا پتہ یہ ہے: saleh_echon@hotmail.com

Marfat.com

ڈان فلڈ (Don Flood)

ایک امریکی پروفیسر

ہر سوسائٹی میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اور کچھ خامیاں بھی، امریکی سوسائٹی کا طرۂ امتیاز یہ رہا ہے کہ ہر فرد اپنی مرضی سے اپنا راہِ عمل اختیار کرسکتا ہے یہاں تک کہ گھریلو زندگی میں بھی اکثر والدین بچوں کی مرضی اور طرزِ حیات میں زیادہ مخل نہیں ہوتے، بلکہ اکثر بچے مذہبی اور ذاتی امور عین اپنی مرضی سے طے کرسکتے ہیں، علاوہ ازیں گھریلو زندگی میں متضاد نظریات کے باوجود والدین اور بچے ایک دوسرے سے رواداری سے پیش آتے ہیں۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ سے قبل تک امریکی سوسائٹی اسی رنگ میں رنگی ہوئی تھی اور ہمارے دوست ڈان اس سوسائٹی کی پیداوار ہیں، انہوں نے مجھے اپنی سرگزشت یوں بیان کی:

نئی تہذیب کی جھلکیاں

میں امریکہ کے شہر ٹرینٹن، نیوجرسی (Trenton, New Jersy) میں پیدا ہوا، میرے والد صاحب ایک انجینئر تھے، چونکہ امریکی سوسائٹی میں نقل وحرکت بہت زیادہ ہے، ان کا تقرر مختلف شہروں اور ملکوں میں ہوتا رہا، مثلاً میں نے ابتدائی تعلیم ریاست انڈیانا (Indiana) میں شروع کی لیکن ہائی اسکول کے دوران مجھے والد صاحب کے ساتھ ایک دوسرے ملک برازیل (Brazil) جانا پڑا میں والدین کے ہمراہ برازیل میں چھ ماہ رہا، مجھے وہاں ایک بالکل نئی اور انوکھی تہذیب نظر آئی، وہاں کی زبان بھی مختلف تھی، مجھے پہلی بار یہ احساس ہوا کہ امریکی طرزِ حیات کے علاوہ زندگی بسر کرنے کے اور بھی طریقے ہیں، اس سے میرے دل ودماغ میں وسعت پیدا ہوئی، میں اس نئی زبان اور تہذیب کی مٹھاس سے سرشار ہونا چاہتا تھا، اس لئے میں نے پرتگالی

Marfat.com

(Portuguese) اور ہسپانوی (Spanish) زبانیں سیکھ لیں، اس وقت میں پرتگالی زبان تو بھول چکا ہوں البتہ ہسپانوی زبان سے ابھی بھی کام چلالیتا ہوں۔

جب میں والدین کے ہمراہ واپس امریکہ آیا تو میں نے باقی ماندہ ہائی اسکول کی تعلیم انڈیانا ریاست میں ہی مکمل کی، اس کے بعد میں نے ٹیکساس کی یونیورسٹی (University to Texas) میں بزنس ایڈمنسٹریشن (Business Administartion) میں داخلہ لے لیا، تاکہ مستقبل میں ایک اچھی نوکری حاصل کرسکوں۔

میرے رجحان میں تبدیلی

ایک دن میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا لاطینی امریکہ (Latin America) کی تہذیب کے بارے میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا، اس کے مطالعہ سے مجھے محسوس ہوا کہ بزنس ایڈمنسٹریشن بہت خشک مضمون ہے، اور لاطینی امریکہ کی تہذیب بہت دلچسپ ہے، اس لئے میں کالج گیا اور بزنس ایڈمنسٹریشن کو خیر باد کہہ کر لاطینی امریکہ سے متعلق مضامین چن لئے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ میرے والدین میرے ذاتی معاملات میں کسی قسم کی دخل اندازی نہ کرتے تھے، اب میں نے پبلک لائبریری سے کئی اور تہذیبوں مثلاً بدھ مت اور ہندو تہذیب سے متعلقہ کتابیں بھی حاصل کیں تاکہ دنیا کے مختلف حلقوں میں بسنے والے انسانوں کی سوچ اور طرز معاشرت سے مستفید ہوسکوں۔

ایک عجیب واقعہ

کالج میں میرا ایک ہندو دوست تھا، اس نے مجھے بتایا کہ آج شام ایک چرچ میں گھریلو پکا ہوا کھانا ہے، اگر میں اس کے ہمراہ اس دعوت پر جاؤں تو وہ میرا تعارف اپنے سعودی دوست سے کروائے گا، بطور طالبعلم ہم کسی گھریلو کھانے کی دعوت کو نظر انداز نہیں کرتے، پس ہم اس چرچ گئے، اور وہاں ایک سعودی طالبعلم سے میرا تعارف کرایا گیا، کھانا بہت لذیذ تھا اور ہم نے خوب دل بھر کر کھایا، کھانے کے اختتام پر ایک پادری صاحب کھڑے ہوئے اور بورڈ پر لکھی ہوئی عبارت کو گا گا کر پڑھنے لگے، ہمیں بھی اپنے ساتھ ساتھ دہرانے کو کہا، اس پر ہمارا سعودی

Marfat.com

دوست ابوحسین پھرتی سے کھڑا ہوگیا اور ہمیں اس مجلس کو خیر باد کہنے کا اشارہ کیا، ہماری میزبان لڑکی نے کافی کوشش کی کہ ہم رک جائیں لیکن ابوحسین نے دوٹوک کہا: ہمارا اس مجلس سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا، پس ہم چرچ سے باہر آگئے، اس واقعہ نے ہمیں قریب تر کردیا یہاں تک کہ ہم نے باہمی طے کیا کہ ہم سب ایک مکان کرایہ پر لیں گے اور اس میں مل جل کر زندگی بسر کریں گے، چند دنوں بعد ایک ایرانی طالب علم بھی ہمارے ساتھ اس مکان میں رہنے لگا۔

اس طرح سے مجھے کئی تہذیبوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، مجھے دوسرے ملکوں کے کھانے بہت پسند تھے، میں نے ان دوستوں سے کھانے پکانے سیکھے، اور انگلیاں چاٹ چاٹ کر کھاتا، یہاں رہائش کے دوران کئی انوکھی چیزیں میری نظر سے گزریں، مثلاً میرے ساتھی کھانا ہاتھ سے کھاتے نہ کہ چمچ سے، وہ کھانا کھانے کے لئے زمین پر بیٹھنا پسند کرتے، کھانے کی میز اور کرسیوں پر انہوں نے کبھی بھی کھانا تناول نہ کیا، علاوہ ازیں مجھے یہ سمجھ نہ آتی تھی کہ وہ غسل خانہ جاتے ہوئے پانی سے بھرا برتن کیوں ساتھ لے کر جاتے ہیں؟ بہت بعد میں سمجھ آئی کہ یہ سب اسلامی طریقے ہیں۔

میرا مذہب

میں اور میرے والدین عیسائی مذہب کے پروٹیسٹنٹ فرقے سے تعلق رکھتے تھے میں محض والدین کے احترام کے طور پر ان کے ساتھ چرچ جاتا تھا، میرا خیال تھا کہ چرچ سماجی سرگرمیوں کے لئے ہے، مذہب میں سب سے اہم چیز اخلاق کیریکٹر ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں میرے خیالات بہت الجھے ہوئے تھے اور میں کسی سے بحث مباحثہ کی جرأت بھی نہ کرتا تھا، میرے والدین نے مجھے مذہب کی تعلیمات پر زیادہ کاربند ہونے کے لئے کبھی مجبور نہ کیا، بلکہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا۔

میں یہاں یہ اعتراف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ عیسائی مذہب کے بارے میں میری لاعلمی اور کم علمی کا یہ نتیجہ ہوا کہ میرا ذہن دیگر مذاہب کے لئے متعصب نہ بن سکا، اور میں وسعتِ قلبی سے نئے نئے تجربات کا تجزیہ کرتا رہا۔

Marfat.com

دلکش قدرتی مناظر

میں اب تک اپنی زندگی کے اہم ترین مقصد اور مستقبل میں کام کاج کے بارے میں کچھ طے نہ کر پایا اس لئے میں ایک دوست کے ہمراہ امریکہ اور کینیڈا کی سیر و سیاحت کو نکلا، تاکہ زندگی کی دوڑ دھوپ سے کنارہ کش ہو کر اپنے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کر سکوں، امریکہ کے وسیع پارک ہر جگہ موجود ہیں، ہم نے ہوٹلوں کی بجائے انہیں پارکوں میں قیام کیا، میں جہاں بھی جاتا دلکش قدرتی مناظر دل موہ لیتے، میں نے سوچا کہ یہ رنگ دار پھول، بلند و بالا درخت اور وسیع و عریض نباتات خود بخود معرض وجود میں نہیں آسکتے، یقیناً ان کا کوئی خالق ہے، میرے دل میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ خدا ایک ہے، لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہ آتا کہ اس خالق کی کیسے عبادت کروں اور اس کی کیسے حمد بیان کروں؟

کالج میں ڈگری حاصل کرنے کے بعد میرے سب ساتھی اپنے اپنے ملکوں کو روانہ ہو گئے، میں نے ابوحسین سے رابطہ قائم رکھا، اس نے مجھے دو ہفتوں کے لئے سعودی عرب آنے کی دعوت دی، میں نے اس سفر کی تیاری شروع کر دی، مجھے پیرس اور قاہرہ سے ہوتے ہوئے سعودی عرب پہنچنا تھا۔

سعودی عرب پہنچنے پر میرا استقبال بہت گرم جوشی سے کیا گیا، میں نے زیادہ تر وقت ریاض شہر کے قریب ایک گاؤں میں گزارا، یہاں مجھے آسمان تلے کھلے میدان میں سونے کا موقع ملا، یہاں کا طرز معاشرت بالکل مختلف تھا، ابوحسین نے چند بکرے ذبح کئے اور پورے گاؤں کے لوگوں کو دعوت دی، مجھے ایسی عزت افزائی زندگی بھر دیکھنی نصیب نہ ہوئی تھی، ہماری ایک دوسرے سے محبت بڑھ گئی، ایک دن ابوحسین نے اونٹنی کا دودھ میرے سامنے دوہا اور یہ تازہ دودھ مجھے پینے کو پیش کیا، جب میں اس دودھ سے لطف اندوز ہو رہا تھا، ابوحسین کے والد صاحب نے مجھ سے کہا: اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تجھے دس اونٹ بطور تحفہ دوں گا، میں نے انہیں برجستہ جواب دیا کہ اگر آپ عیسائی بن جائیں تو میں آپ کو دس اونٹ بطورِ تحفہ پیش کروں گا، ایسے ہی نوک جھوک چلتی رہی، بہر حال میں واپس امریکہ آگیا تاکہ اپنی ملازمت کے فرائض کو سرانجام

Marfat.com

دے سکوں۔

میری پہلی نوکری

میں نے کالج سے گریجویشن کے بعد بطورِ ٹیچر کام کرنا شروع کر دیا تھا، میں ان لوگوں کو انگریزی پڑھاتا جن کی مادری زبان انگریزی نہ تھی، دراصل یہ پروجیکٹ ابوظہبی (Abu Dhabi) اور ٹیکساس یونیورسٹی امریکہ کے باہمی تعاون سے چل رہا تھا، میں پہلے چھ ماہ ابوظہبی میں قیام کرتا، اور وہاں کے شہریوں کو انگریزی کی تعلیم دیتا، پھر ان شہریوں کو چھ ماہ کے لئے امریکہ لاتا، اور ٹیکساس یونیورسٹی میں مزید تعلیم و تربیت دی جاتی، میں ابوظہبی میں چند اور امریکی اساتذہ کے ساتھ ایک ہوٹل میں مقیم تھا، اس سے مجھے عرب تہذیب سے اور زیادہ متعارف ہونے کا موقع ملا، میں اور دوسرے اساتذہ عرب تہذیب میں گھٹن محسوس کر رہے تھے، کیونکہ یہاں کی بعض اقدار ہماری امریکی قدروں سے مختلف تھیں۔

میرا روزمرہ کا معمول یہ تھا کہ ہوٹل سے اسکول اور اسکول سے واپس ہوٹل پہنچ جاتا، مجھے زندگی بے کیف اور بے مزہ نظر آنے لگی مجھے لہو ولعب کی زندگی کی تلاش تھی تاکہ دل مچلے اور زندگی لطف اندوز بن جائے، میں نے سوچا کہ یہ سب چیزیں امریکہ کے شہر لاس ویگاس (Las Vegas) میں میسر ہیں، پس میں نے بوریا بستر باندھا اور وہاں پہنچ گیا۔

دنیاوی لذت کی تلاش

لاس ویگاس میں مجھے نوکری نہ مل سکی، میں نے اخبار میں اجنبی باشندوں کو انگریزی پڑھانے کا اشتہار دیا، شروع میں دو تین طالبعلم ملے، میں ان کو اپنے گھر کے باورچی خانے میں بورڈ آویزاں کر کے تعلیم دیتا، بتدریج طلباء کی تعداد بہت بڑھ گئی کیونکہ اس شہر میں اکثریت اجنبیوں کی ہی ہے، اس سے مجھے یہ بھی واضح ہو گیا کہ میرے لئے انگلش ٹیچر کا کام نہایت مناسب ہے۔

میں نے ایک اور دوست کے تعاون سے ایک درسگاہ قائم کر لی، اور ہمارا کاروبار دن بدن ترقی کرتا گیا، اس آسودگی کی وجہ سے میں دوبارہ جوا، شراب، لڑکیوں سے دوستی اور دیگر ایسی ہی

Marfat.com

برائیوں میں ملوث ہوگیا، لیکن زیادہ وقت نہ گزرنے پایا تھا کہ میں ان خبیث حرکات سے متنفر ہو گیا، کیونکہ ان سے زندگی کو کیف ملنے کی بجائے کوفت ملتی تھی، ایک بار پھر مجھے اپنی زندگی کی روش بدلنے کی اشد ضرورت پیش آئی، میں نے ابوحسین کو اپنی درخواست بھیجی تا کہ وہ مجھے سعودی عرب میں کام دلوا سکے، خوش قسمتی سے مجھے سعودی عرب کے ایک شہر جبیل (Jubail) میں انگریزی زبان کے مدرس کے طور پر ملازمت مل گئی، اور میں جلد ہی سعودی عرب پہنچ گیا۔

توبہ کی طرف سفر

ایک دن میں فلسفے کی ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا، اس میں لکھا تھا کہ انسان کو مخلصانہ توبہ کرنی چاہئے، میں نے زندگی میں کبھی توبہ نہیں کی تھی، اس موقع پر میں ان سب افراد کے بارے میں سوچنے لگا جن پر میں نے کسی نہ کسی طرح ظلم کیا تھا اور اسی طرح بار بار اپنی ذات پر بھی ظلم کیا تھا، یعنی میں نے اپنی حرص وہوا اور ذاتی مفاد کو ترجیح دی تھی اور دوسروں کی عصمت اور حقوق کو پامال کیا تھا، میرے دل نے آواز دی کہ میرے لئے توبہ کرنا واجب ہے، پس میں نے اس دن صدق دل سے توبہ کی۔

کافی عرصہ بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ مخلصانہ توبہ ضرور قبول فرماتے ہیں، میری توبہ قبول ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایسے حالات پیدا کئے اور ایسے ایسے لوگوں سے رابطہ قائم ہوا جو مجھے ہدایت حاصل کرنے میں بے حد مددگار ثابت ہوئے، ایسے چند واقعات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

غیر مسلم کا مسجد میں داخلہ

ایک بار ابوحسین نے مجھے چند دوستوں کے ہمراہ کھانے کی دعوت دی، یہ نماز کا وقت تھا، ہم سب مل کر مسجد چل دیئے، مجھے یہ ہدایت کی گئی کہ تم ہماری طرح وضو کرو اور پھر ہماری ہی طرح نماز ادا کر سکتے ہو، میں نماز کے دوران ان کو آنکھ کے ایک کونے سے دیکھتا رہا اور ان کی اتباع کرتا رہا، نماز کے بعد میں اپنی جگہ منجمد ہو کر بیٹھ گیا اور انتظار میں تھا کہ اب کیا کرنا ہے؟ میرے دوستوں نے مجھے کہا کہ باجماعت نماز کے بعد میں مسجد کے باہر ان کا انتظار کر سکتا ہوں تا کہ مجھے

Marfat.com

پہلی بار زیادہ مشکل سے دوچار نہ ہونا پڑے، اس روز مجھے یہ احساس ہوا کہ ایک غیر مسلم بھی مسجد میں داخل ہوسکتا ہے۔

اسی طرح ایک بار پھر ایسا ہی معاملہ ہوا، میں ابوحسین کے گھر تھا، سب دوست مل کر گھر میں ہی نماز ادا کرنے والے تھے، انہوں نے مجھے رائے دی کہ میں بھی ان کے ساتھ نماز ادا کروں، نماز کے دوران اللہ سے استغفار کروں، اور پھر ہدایت کی دعا مانگوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کروں، اس نماز کے بعد مجھے بے حد ذہنی سکون ملا، مجھے ایسا سکون زندگی بھر نصیب نہ ہوا تھا، اس لئے میں ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا کہ بحیثیت غیر مسلم ان مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کرسکوں اور بار بار ویسی کیفیت پیدا کرسکوں۔

مجھے اسلام کی مٹھاس تو مل چکی تھی، لیکن میں ابھی دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے لئے تیار نہ تھا، اس کی کئی وجوہات تھیں، مجھے یہ فکر لاحق تھی کہ میں پرانے دوستوں اور اپنے کنبہ سے کٹ جاؤں گا، اس کے علاوہ شراب نوشی، منشیات، جوابازی اور لڑکیوں سے دوستی کو یک دم خیر باد کہنا ناممکن سا لگ رہا تھا، دائرۂ اسلام میں داخل ہونے پر مجھے پورا طرزِ معاشرت بدلنا پڑتا، میں ذہنی طور پر اس کے لئے ابھی تیار نہ تھا۔

اسی شہر میں میرا ایک امریکی مسلم دوست بطورِ انجینئر کام کررہا تھا، اس کا نام علی بشیر تھا، ایک دن میں ابوحسین کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے مسجد گیا، وہاں علی بشیر سے ملاقات ہوئی، میں نے علی بشیر سے کہا کہ میں دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بالکل قریب ہوں، یوں سمجھ لیں کہ میں ایک جنگلے پر بیٹھا ہوں، اگر کوئی مجھے معمولی سا دھکا دے تو میں اسلام میں داخل ہو جاؤں گا، علی بشیر نے اس مقصد کے لئے مجھے ایک ویڈیو دی، تاکہ میں اس سے مستفید ہوسکوں۔

ایک اہم پکنک

جبیل کے مسلمان شہریوں نے ایک پکنک کا انتظام کیا اس میں ہم چھ غیر مسلم بھی مدعو تھے، ہم نے دن بھر مختلف کھیلوں میں حصہ لیا، پھر مل جل کر کھانا کھایا، آخر میں ایک مختصر تقریر سنی، میں

Marfat.com

یہ سن کر دنگ رہ گیا کہ مسلمان سب پیغمبروں اور سب الہامی کتابوں کو مانتے ہیں اور یہ ان کے ایمان کا اہم جز ہے، مجھ کو کچھ لٹریچر بھی دیا گیا جس میں مختلف مذاہب کا موازنہ درج تھا، ان میں سے ایک کتابچہ بہت ہی دلچسپ تھا، اس میں ایک مسلمان اور عیسائی کے درمیان بحث مباحثہ درج تھا، اس لٹریچر کے پڑھنے کے بعد میرا ایک اللہ پر یقین اور بڑھ گیا، لیکن میری سمجھ سے بالا تھا کہ اس کی عبادت کیسے کروں اور یہ کہ اللہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ علاوہ ازیں مجھے یہ بھی واضح نہیں تھا کہ مجھے کس رنگ ڈھنگ سے زندگی گزارنی چاہیے؟

دلچسپ ویڈیو

ابوحسین صاحب اکثر گھر میں دعوت کا اہتمام کرتے، اس بار بہت بڑا گروپ تھا، حسب معمول ہم نے کھانا کھایا، کھانے کے بعد سب نوجوان آپس میں عربی زبان میں باتوں میں مشغول ہوگئے، وہاں میں اکیلا ایک بدھو کی طرح بیٹھا تھا اس دوران مجھے اس کمرے میں ایک ٹیلی وژن اور وی سی آر نظر آیا، میں اپنی کار سے علی بشیر کی عطا کردہ ویڈیو لے آیا اور اسے دیکھنا شروع کیا، وہ انگریزی زبان میں تھی، مہمانوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی، میں ویڈیو دیکھنے میں ہمہ تن مشغول رہا، اس ویڈیو کا عنوان تھا:

''تمہاری زندگی کا کیا مقصد ہے، تم اسلام کے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

جب میں نے یہ عنوان دیکھا تو فی الفور سوچنے لگا کہ آخر میری زندگی کا کیا مقصد ہے؟ مجھے افسوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اکثر لوگوں کی طرح میں بھی اپنی زندگی کے اصل مقصد سے بے بہرہ تھا۔

یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ ویڈیو ایک امریکی مسلمان جناب خالد یاسین صاحب کا لیکچر تھا جو انہوں نے ۱۹۹۰ء میں جدہ کے تبلیغی مرکز میں دیا تھا۔

اس ویڈیو سے مجھے کئی اہم نکات سمجھ میں آئے:

۱۔ زندگی کا مقصد اسلام ہونا چاہیے، یعنی خالق حقیقی کی دل وجان سے اطاعت، یہ جواب نہ صرف فصیح وبلیغ تھا، بلکہ پورا مفہوم ایک لفظ اسلام میں ادا ہو جاتا تھا، گویا دریا ایک کوزے میں

Marfat.com

بند کر دیا گیا ہے، اور مشکل سوال کے جواب کے لئے کئی کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

۲۔ لفظِ اسلام کا ذکر قرآن پاک میں ہے، باقی ماندہ مذاہب کے نام کا ذکر ان کی کتابوں میں مذکور نہیں۔

ویڈیو کا مشاہدہ کرنے کے بعد

ویڈیو کا مشاہدہ کرنے کے بعد میرا دل واشگاف ہوا، اور دل کے اوپر کا پردہ بھی ہٹ گیا، مجھ پر حقیقت آشکارا ہوگئی اور میں نے سچائی کو دل و دماغ سے جان اور پہچان لیا، مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے گناہوں کا انبار میرے جسم سے خارج ہو رہا ہے، اور کسی ہوائی چیز کی طرح دور اُڑتا جا رہا ہے، خصوصاً میرے کندھوں کے گرد سے بوجھ بالکل ہٹ گیا اور مجھے اپنا جسم اتنا ہلکا لگنے لگا گویا میں چھت کی طرف اڑ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام: ۱۲۵)

(پس اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے)۔

قبول اسلام کے لئے بے قراری

اب میرا دل اسلام کی نعمت سے محروم رہنے کے لئے ایک لمحہ کے لئے بھی تیار نہ تھا، میں نے ابو حسین صاحب کو اپنی طرف بلایا اور انہیں اپنے ساتھ کمرے سے باہر لے آیا، میں نے ان سے بے قراری سے دوٹوک کہا کہ میں ابھی اور اسی وقت اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ مجھے فی الحال اسلام کے بارے میں مزید مطالعہ کرنا چاہئے، لیکن میں نے اصرار کیا کہ میں اب بغیر کسی تاخیر کے ابھی اپنے دل کو نورِ اسلام سے منور کرنا چاہتا ہوں، میری اس بے قراری اور اصرار پر ابو حسین صاحب مجھے ایک دوسرے کمرے میں لے گئے، اور میں نے سکون سے وہاں کلمۂ شہادت پڑھا۔ والحمد للہ علی ذلک

اب ابو حسین صاحب نے پورے گروپ میں میرے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا، لوگ حیران رہ گئے اور خوشی سے باری باری بغل گیر ہو گئے، مجھے یہ ہدایت کی گئی کہ گھر جا کر غسل کروں اور پھر نمازیں ادا کرنا شروع کر دوں، بفضلِ خدا میں نے اگلے روز صبح سے نمازیں ادا کرنا

Marfat.com

شروع کر دیں اور سجدوں میں سرور آنے لگا۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

مسلم نام

میں دو دن بعد جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے گیا، ابو حسین صاحب نے مجھے یہ رائے دی کہ یہاں سب نمازیوں کے سامنے دوبارہ کلمہ پڑھوں، میں نے اس رائے سے اتفاق کیا، ابو حسین صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ تم کونسا مسلم نام پسند کرتے ہو تاکہ امام صاحب اس مسلم نام سے تمہارا تعارف کروا سکیں، میں نے جواباً عرض کیا کہ فی الحال مجھے کوئی نام یاد نہیں آرہا۔ امام صاحب میرے امریکی نام سے ہی تعارف کروا دیں تو بہتر ہے، اس کے بعد ابو حسین صاحب میرے قریب بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گئے، اچانک انہوں نے اپنی کہنی سے میرے جسم کو چھوا اور کہنے لگے کیا تجھے یحییٰ نام پسند ہے؟ میں نے پوچھا یحییٰ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: John the Baptist یعنی یحییٰ علیہ السلام، میں نے کہا کہ میں John the Baptist کو اپنے پرانے مذہب سے بھی پہچانتا ہوں، ابو حسین صاحب نے کہا کہ اس کے دوسرے معنی نئی زندگی کے بھی ہیں، میں نے کہا کہ یہ میری ایک نئی زندگی ہے، اس لحاظ سے بھی یہ نام مناسب ہے اس طرح میں نے تعارف سے پہلے ہی یحییٰ نام پسند کر لیا، اور امام صاحب نے جمعہ کی نماز کے بعد میرا اسی نام سے تعارف کروایا۔

تقریباً چار سو لوگوں کے سامنے کلمہ پڑھنے کے بعد سب افراد بے حد خوشی اور پیار سے مجھ سے بغل گیر ہوئے، بعض لوگ باری باری گلے ملتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ تم نے اپنی زندگی میں یہ سب سے اچھا فیصلہ کیا ہے، مجھے تعجب ہوا کہ ہر شخص انفرادی طور پر گلے ملے بغیر مسجد سے نہیں جانا چاہتا تھا، اس محبت اور اخلاص سے میرا اسلامی جذبہ اور حوصلہ بہت بلند ہو گیا۔

اسلامی تعلیم و تربیت

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں ایک اسلامی ملک میں مقیم تھا، اس لئے اسلامی تعلیم و تربیت

Marfat.com

حاصل کرنا بہت آسان تھا، میں نے چند اجنبی ممالک کے مسلمانوں کے ہمراہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن تعلیم کے لئے مقرر کیا، یہ سلسلہ چار سال تک جاری رہا، میں نے عربی، حفظِ قرآن اور فقہ وغیرہ سیکھ لئے، یہاں یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ میں نے ۱۹۸۴ء کے سعودی سفر سے پہلے ہی ایک کتاب سے خود بخود عربی حروف پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیا تھا، اسی وجہ سے میں نے قرآن پاک کی تلاوت کرنی بہت جلد سیکھ لی، قرآن پاک کی زبان عربی ہے، میرے خیال میں ہر مسلمان کے لئے عربی سیکھنا اور سمجھنا نہایت اہم ہے۔

چند سال کے بعد جب میں مدینہ منورہ منتقل ہوا تو یہاں کے روحانی ماحول نے میرے دل کو اور بھی پاک کر دیا۔ الحمد اللہ

شادی خانہ آبادی

اسلام کی تعلیمات کے مطابق شادی کرنا ضروری ہے، میں نے سوچا کہ میں اپنے بچوں کو سب سے قیمتی تحفہ یہ دوں گا کہ عربی زبان ان کی مادری زبان ہو، اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ میں کسی عربی نسل کی لڑکی سے شادی کروں، اس سوچ کے تحت میں نے ایک شامی لڑکی سے شادی کی اور اللہ کے فضل سے ہمارے بچوں کو عربی زبان پر خوب عبور ہے۔

چھٹیوں کے دوران میں امریکہ گیا، میرے دوست میرا مذاق اڑانے لگے اور بار بار کہتے کہ تم اس عورت سے کیسے شادی کر سکتے ہو جسے تم ذاتی طور پر پوری طرح سے نہیں جانتے ہو؟ میں نے انہیں وضاحت کے طور پر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں میاں بیوی کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین کر دیا ہے، اور دونوں کا کردار بھی مخصوص ہے، یہ سب خالق مطلق کے قوانین ہیں جو کہ انسان کے بنائے ہوئے تمام قوانین سے بدرجہا بہتر و افضل ہیں، اگر ہم ان قوانین کی خلوصِ نیت سے پیروی کریں تو میاں بیوی کے تعلقات میں ذرا بھی آنچ نہیں آتی، بلکہ ایک مثالی اور پُرسکون زندگی نصیب ہوتی ہے، انہوں نے میری بات سن کر قہقہہ لگایا، میں نے امریکی دوستوں پر ان سے بھی بڑھ کر قہقہہ لگایا اور یہ کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم شادی سے پہلے کئی لڑکیوں سے دوستی کرتے، تمہارا یہ عمل ایسا ہی ہے جیسے تم کار خریدنے سے پہلے اسے ٹیسٹ ڈرائیو

Marfat.com

(Test Drive) کرتے ہو، یہ سن کر وہ لاجواب ہو گئے۔

والدین کا ردِ عمل

میرے اسلام قبول کرنے کی خبر سن کر میرے والدین کو کافی کوفت ہوئی، لیکن وہ بتدریج قدرے رواداری سے کام لینے لگے، اور کہنے لگے کہ اگر تم اس سے خوش ہو تو ہم بھی تمہاری خوشی میں شریک ہیں، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اکثر امریکی والدین بچوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، اور متضاد خیالات کے باوجود ایک دوسرے سے رواداری سے پیش آتے ہیں۔

ایک بار میری بہن نے مجھے امریکہ سے سعودی عرب فون کیا اور یہ اطلاع دی کہ میری والدہ صاحبہ بہت بیمار ہیں، میں اور میری اہلیہ فی الفور امریکہ پہنچے، میں اور میری اہلیہ حسب استطاعت ان کی عیادت وخدمت کرتے رہے، میری والدہ صاحبہ میری اہلیہ کی مخلصانہ خدمات سے بہت متاثر ہوئیں۔

ایک دن میں نے والدہ صاحبہ سے پوچھا: کیا آپ کا ایک اللہ پر یقین ہے، وہ کہنے لگیں: ہاں، تو میں نے ان سے کہا میرے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ عربی میں دہرائیں، یعنی انہیں کلمہ پڑھنے کو کہا، میری والدہ صاحبہ نے اسے میرے ساتھ تین بار دہرایا، پھر میں نے یہ کلمہ انگریزی میں دہرایا یعنی اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

پھر ایک دن میں نے والدہ صاحبہ سے پوچھا: کیا آپ کا خدا کے پیغمبروں یعنی آدم علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ پر ایمان ہے؟ کہنے لگیں: ہاں، تو میں نے ان سے درخواست کی کہ ایسی صورت میں آپ میرے ساتھ یہ الفاظ عربی میں دہرائیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، پھر ہم نے یہی کلمہ انگریزی زبان میں بھی دہرایا، مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ انہوں نے یہ کلمہ بھی کم از کم دو بار دہرایا۔ والحمدللہ

ایک غیر معمولی مشاہدہ

ایک دن میری والدہ صاحبہ مجھ سے کہنے لگیں کہ تمہارے ماتھے سے روشنی کی بہت شعائیں نکل رہی ہیں، میں نے انہیں وضاحت کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرنے کے باعث ہے، اور یہی روشنی قیامت کے دن پل صراط پر ہماری رہنمائی کریگی، میری والدہ

Marfat.com

صاحبہ کے اس مشاہدہ کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ الحدید میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مومن مردوں اور مومن عورتوں کے سامنے اور دائیں طرف روشنی ٹھاٹھیں مار رہی ہوگی، جو کہ انہیں جنت کی خوشخبری دے رہی ہوگی، وہ جنت جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ واقعی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

میری والدہ صاحبہ اسلام قبول کرنے کے تقریباً پانچ دن بعد اس دنیا سے رحلت فرما گئیں، میں اللہ تعالیٰ کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے میری والدہ صاحبہ کو ان کے دنیا میں آخری ایام کے دوران ہدایت سے سرفراز فرمایا، اور ان کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔

یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ میری والدہ صاحبہ اپنی زندگی میں دل کھول کر خیرات کرتیں، اور دوسروں کی ضروریات کو ذاتی ضروریات پر ترجیح دیتیں، علاوہ ازیں وہ رشتہ داروں کو بہت تحفے تحائف بھی پیش کرتیں، مثلاً میری بیوی اور بچوں کو کئی بار قیمتی تحفے امریکہ سے سعودی عرب بھجوائے، غالباً ان کی یہ قربانیاں اور غریب و بے کس کی مدد اور صلہ رحمی ان کے کام آ گئی۔

میرے باقی رشتہ دار اپنی طرز حیات کو نہیں بدلنا چاہتے اور وہ پرانے انداز سے زندگی بسر کر رہے ہیں، ہم پھر بھی ایک دوسرے سے مروّت اور احترام سے ملتے ہیں۔

اس وقت پروفیسر یحییٰ صاحب طیبہ یونیورسٹی، مدینہ منورہ میں انگریزی کی تعلیم کے لئے مامور ہیں، انہوں نے مختلف مذاہب کے موازنے پر ایک بہت اعلیٰ کتابچہ شائع کیا ہے، جس کا نام ہے:

The Best Way to Live and Die

(یعنی) جینے اور مرنے کا بہترین طریقہ

یہ کتابچہ وامی WAMY (World Assembly of Muslim Youth) سعودی عرب سے مفت ملتا ہے، ان کی خواہش ہے کہ ایسی ہی اور کتابیں شائع کریں تاکہ لوگ ان کی سوچ اور تجربہ سے مستفید ہو سکیں۔

وہ مقامی تبلیغی مرکز میں اعزازی طور پر کام کر رہے ہیں تاکہ نئے مسلمانوں کے ایمان کو

Marfat.com

فروغ دیں، اور ان کے دلوں کو تقویت ایمانی سے سیراب کریں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائیں اور انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔ آمین

پروفیسر یحییٰ صاحب کو غیر مسلم لوگوں سے انگریزی زبان میں بات چیت کرنا بہت مرغوب ہے، ان کا ای میل اڈریس حسبِ ذیل ہے:

dflood58_2000@yahoo.com

ائمہ کرام مسجد الحرام۔ مکہ مکرمہ (۲۰۱۰ء)

۱۔ الشیخ/ محمد بن عبداللہ السبیل۔ چیئرمین امور حرمین شریف۔

۲۔ الشیخ/ صالح بن حیدر رئیس مجلس شوری۔

۳۔ الشیخ/ صالح بن آل طالب۔ جج ہائی کورٹ۔ مکہ مکرمہ۔

۴۔ الشیخ ڈاکٹر/ سعود بن ابراہیم الشریم (جج ہائی کورٹ۔ مکہ مکرمہ۔ ریٹائرڈ)۔

۵۔ الشیخ ڈاکٹر/ عبدالرحمن بن عبدالعزیز السدیس۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۶۔ الشیخ ڈاکٹر/ اسامہ بن عبداللہ خیاط۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۷۔ الشیخ ڈاکٹر/ ماہر المعیقل۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۸۔ الشیخ ڈاکٹر/ عواد بن عبداللہ الجہنی۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۹۔ الشیخ ڈاکٹر/ فیصل الغزاوی۔ پروفیسر جامعہ اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

۱۰۔ الشیخ ڈاکٹر۔ خالد الغامدی۔ پروفیسر جامع اُم القریٰ۔ مکہ مکرمہ۔

Marfat.com

ابراہیم سلیمان (Ibrahim Suleiman)

نائیجیرین طالب علم

ہر مذہب کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں پر اپنی سچائی اور فوقیت ثابت کرے، ایسی سرگرمیاں دنیا کے کئی ممالک میں جاری ہیں، ایک مذہب کو خیر باد کہہ کر دوسرے مذہب سے منسلک ہونا کسی شخص کے لئے ایک نہایت اہم فیصلہ ہوتا ہے، اکثر اوقات والدین کا ذاتی فیصلہ ان کی آنے والی کئی نسلوں پر اثر انداز ہوتا ہے، بچے اپنے آباء واجداد کے مذہب پر قائم رہنا اپنے آباء واجداد کی تعظیم کا ایک اہم جز سمجھتے ہیں، معاشرتی اور تہذیبی بندھنوں کو توڑنا سراسر گستاخی اور ناخلفی تصور کیا جاتا ہے، ایسی مشکلات کے باعث بہت ذہین اور صاحب کمال لوگ بھی وسعتِ قلبی سے اپنے مذہب کا دوسرے مذاہب سے موازنہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے، بلکہ دوسرے مذاہب کے بارے میں ایک شدید تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں گو ظاہری طور پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ہر طرح کے تعصب سے پاک ہیں، درحقیقت وہ اپنے ضمیر کی آواز کو بھی جھٹلا کر معاشرتی اور تہذیبی قیود میں جکڑے رہتے ہیں۔

لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو تعصب سے بالاتر ہو کر صدقِ دل سے سچائی کی تلاش پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں، خالقِ مطلق کا یہ طریقہ ہے کہ ان لوگوں کو ضرور حق سے آشنا فرما دیتے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی ان کے لئے اللہ کی رحمت کے نئے دروازے بھی کھلتے جاتے ہیں، ابراہیم صاحب کی مختصر کہانی اس کی وضاحت کے لئے ایک مناسب مثال ہے، انہوں نے اپنی کہانی مجھے کچھ یوں بیان کی:

میں نائیجیریا میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پائی، میرے دادا مسلمان تھے اور ان کا نام

Marfat.com

سلیمان تھا، ان کے تین بیٹے تھے، ان میں سے ایک نے دس سال کی عمر میں عیسائی پادریوں کی دعوت پر عیسائی مذہب اختیار کرلیا، جب وہ بڑا ہوا تو اس نے ایک مسلمان لڑکی سے شادی کی اور اسے بھی عیسائی بنا لیا، اس کے چھ لڑکے اور ایک لڑکی تھی، میں ان میں سب سے چھوٹا تھا، میری والدہ میری پیدائش کے تقریباً ایک ہفتے بعد فوت ہوگئیں، ہم سب بہن بھائی والدین کی طرح عیسائی مذہب پر کاربند تھے، حالانکہ ہم ایک مسلمان محلہ میں مقیم تھے، میرے والدین کینو (Kano) شہر کے ایک ہائی اسکول میں کام کرتے تھے، میرے والد صاحب اسکول لائبریری سے منسلک تھے جبکہ میری والدہ صاحبہ اسکول کے عملہ اور طلباء کے لئے کھانا پکوانے کی انچارج تھیں، میں نے بھی اسی اسکول میں تعلیم حاصل کی۔

میرے دادا جان نے ہم سب کے مسلم نام رکھے تھے، میرا نام ابراہیم تھا، اس کے علاوہ ہمارے قبائلی نام بھی تھے، لوگ ہمیں قبائلی ناموں سے ہی پکارتے تھے، جب کبھی میرے داداجان ہمارے گھر تشریف لاتے تو میرے والد صاحب یہ ظاہر کرتے کہ وہ مسلمان ہیں گو اسلامی تعلیمات پر کاربند نہیں ہیں، اسی طرح سے زندگی گزرتی رہی۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے: والدین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اور ان کی تعظیم کے لئے ہم سب بہن بھائی عیسائی مذہب پر کاربند تھے اور اس روش سے سرموانحراف کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے، میرے بڑے بھائیوں اور بہن نے عیسائی گھروں میں ہی شادی کی، ان میں سے ایک بڑے بھائی نے چاہا کہ ایک مسلمان لڑکی سے شادی کرے، اسے یہ بتایا گیا کہ ایک مسلمان لڑکی کو غیر مسلم سے شادی کی اجازت نہیں، اس لئے میرے اس بھائی نے مجبوراً اسلام قبول کرلیا، حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف نام کا مسلمان ہے، اور اس نے اپنے کسی رشتہ دار کو بھی اسلام کی دعوت نہیں دی۔

جب میں ہائی اسکول کا طالبعلم تھا تو ہمارے شہر میں ایک سعودی کانفرنس منعقد ہوئی، میرے والد صاحب نے مجھے وہاں کام دلوادیا، میری ڈیوٹی تھی کہ کانفرنس کے دوران ان کی ہر طرح سے خدمت کروں، میں عربی زبان سے واقف نہیں تھا، اسلئے کانفرنس کے دوران مجھے ان

Marfat.com

کی بات چیت بالکل سمجھ میں نہ آتی تھی، ایک مقامی شیخ ترجمہ کر کے مجھے کام کاج کی ہدایات دیتے اور میں خوب تندہی سے ان کی خدمت بجالاتا۔

یہ سعودی گروپ ہر سال کینو (Kano) شہر میں کانفرنس منعقد کرتا، اگلے سال بھی میں ان کا خدمتگار مقرر ہوا، حسب معمول میں نے ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور ہم باہمی طور پر ایک دوسرے کو قدر کی نظر سے دیکھنے لگے۔

اس دوران اس گروپ کے مقامی ممبر شیخ فہد صاحب نے مجھ سے پوچھا: کیا تم مسلمان ہو؟ میں نے انہیں بتایا کہ میں تو عیسائی ہوں، انہوں نے مختصر طور پر مجھے اسلامی عقائد سے آگاہ کیا، مجھے یہ عقائد اچھے لگے، وہ پوچھنے لگے کہ کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں پہلے اپنے والدین سے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، میرے والد صاحب ٹھنڈے دل کے مالک ہیں، میں نے ان سے ذکر کیا تو وہ مجھ سے غصے اور ناراض وغیرہ نہ ہوئے، بلکہ انہوں نے شفقت سے کہا کہ اگر تجھے اسلامی عقائد پسند ہیں تو مسلمان ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں، پس اگلے روز بفضلِ خدا میں نے شیخ فہد صاحب کے ذریعے اسلام قبول کرلیا۔

ہمارے محلے کے عیسائی لوگوں نے بہت طوفان برپا کر دیا، انہوں نے میرے والد صاحب پر بہت دباؤ ڈالا کہ مجھے اسلام قبول کرنے کی اجازت نہ دیں، انہوں نے میرے والد صاحب سے طرح طرح کے سوال کیے، مثلاً کیا میں نے اس لئے اسلام قبول کیا ہے کہ سعودی لوگ سفید فام ہیں؟ کیا انہوں نے مجھے پیسے دیئے ہیں؟ کیا وہ مجھے سعودی عرب لے جانا چاہتے ہیں؟ میرے والد صاحب نے ان سے کہا کہ آپ لوگوں کے سب الزامات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، اس کے علاوہ میں اپنے بیٹے کو مسلمان ہونے سے کیسے روک سکتا ہوں، جبکہ اس کا دادا بھی مسلمان تھا۔

شیخ فہد صاحب نے مجھے ہدایت کی کہ اسلام پر کاربند ہونے کے لئے اسلامی تعلیم و تربیت از حد ضروری ہے، اس لئے میں نے فی الفور مقامی اسلامک سینٹر میں تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی، یہ میری خوش قسمتی تھی کہ ہمارے پڑوس میں مسز عبدالکریم مقیم تھیں، انہوں نے

Marfat.com

اسلامیات میں پی-ایچ-ڈی کررکھی ہے، اوراب وہ ایک مقامی اسکول میں ٹیچر ہیں، انہوں نے اپنے بچوں کی قرآن کی قرأت کے لئے ایک معلم کا انتظام کررکھا تھا جو کہ اس مقصد کے لئے ہر روز ان کے گھر تشریف لاتے، مسز عبدالکریم نے مجھے بھی اس گروپ میں شامل کرلیا، اس طرح میری قرأت بھی اچھی ہوگئی۔

اگلے سال سعودی کانفرنس پھر منعقد ہوئی، وہ سب مندوبین میری اسلامی تعلیم وتربیت سے بہت خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے، سعودی مندوبین نے مجھے اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ میں داخلہ دلوا دیا، میں اس یونیورسٹی میں تین سال سے عربی زبان سیکھ رہا ہوں، اگلے سال اس یونیورسٹی کے ڈگری کے کورس میں شامل ہو جاؤں گا اور چار سال کی مزید تعلیم کے بعد انشاء اللہ یہاں سے فارغ التحصیل ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا ایمان بہت پختہ ہوگیا ہے، اور اسلامی طرز حیات مجھے دل وجان سے محبوب ہے۔

میرے والد صاحب نے میری والدہ کی وفات کے بعد دوبارہ شادی کی، اور ان کے مزید پانچ بچے ہوگئے، یہ سب بچے بھی والدین کی طرح ہی عیسائی ہیں۔

اس سال میں گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران نائیجریا گیا، میں نے اپنے حقیقی اور سوتیلے سب بھائیوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا، کیونکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ اللہ کے حکم اور سب پیغمبروں کی سنت کے مطابق سب سے پہلے گھر والوں کو دعوت دی جائے، اوران کی اصلاح کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے ایک بڑے بھائی صاحب نے خلوصِ دل سے اسلام قبول کرلیا ہے اور وہ مقامی اسلامک سینٹر میں روزانہ تعلیم وتربیت حاصل کرتے ہیں، اسی طرح میرے دس سالہ سوتیلے بھائی نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے اور وہ میرے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر روز مسز عبدالکریم کے گھر تعلیم کے لئے جاتا ہے، میرے دل سے مسز عبدالکریم کے لئے بار بار دعا نکلتی ہے، کیونکہ وہ اپنے محلے کے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کررہی ہیں۔

میری خواہش ہے کہ مدینہ منورہ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کے سلسلہ کو

Marfat.com

جاری رکھوں، تاکہ ایک اچھے داعی کے طور پر اسلام کی خدمت کرسکوں۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری وساطت سے میرے بھائیوں کو ہدایت سے سرفراز کیا، میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ مستقبل میں بھی اور لوگوں کو راہِ ہدایت سے آشنا کرتا رہوں گا۔

میری کہانی کوئی اتفاقی معاملہ نہیں، عیسائی سرگرمیوں نے نائیجیریا اور افریقہ کے دوسرے ممالک میں کئی گھروں کو اسلام سے منحرف کر دیا ہے، اور ایک ہی گھر کے افراد کو کئی گروہوں میں بانٹ دیا ہے، ان کی ایک کامیابی کا سہرا ان کی ٹھوس تنظیموں کے سر ہے، یہ تنظیمیں پیسے سے مالا مال ہیں، یہ اپنے داعی اور نئے عیسائی کی بھرپور مالی اعانت کرتے ہیں، ان کے لٹریچر کی طباعت بھی اعلیٰ معیار کی ہوتی ہے، ان کے کارکن اس لٹریچر کو لے کر ایک ایک گھر پہنچتے ہیں اور اس کام میں بہت فخر محسوس کرتے ہیں۔

یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمانوں کے پاس نہ تو ایسا لٹریچر ہے اور نہ ہی کارکن، اگر کوئی کارکن دل و جان سے کام کرنا بھی چاہے تو محلے کے لوگ مالی طور پر اس مذہبی راہنما کی بنیادی ضروریات تک پوری نہیں کر پاتے، پس وہ پست حوصلہ ہو کر تبلیغ کا کام سرانجام نہیں دے پاتا، اس طرح سے کئی اہلِ علم کی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں جو کہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

مذکورہ خیالات کوئی نئے انکشافات نہیں ہیں، بلکہ اکثر لوگ ان حقائق سے باخبر ہیں، میں صرف مالدار و مخیر مسلمانوں کی یاددہانی کے لئے عرض کر رہا ہوں، تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لئے افریقی ممالک کی مدد کریں، اور دعا گو ہوں کہ: اللہ تعالیٰ انہیں جلد سے جلد اس کارِ خیر کی توفیق بخشیں۔ آمین

Marfat.com

جینٹ روز (Janet Rose)

ایک کینیڈین ٹیچر

جینٹ روز کینیڈا کے شہر ایڈمنٹن (Edmonton) میں پیدا ہوئی، اس کی فیملی کئی نسلوں سے کینیڈا میں مقیم ہے، جینٹ نے اپنی مختصر کہانی یوں بیان کی:

میں نے پرائمری سے لیکر ہائی اسکول تک کی تعلیم ایک رومن کیتھولک درسگاہ میں حاصل کی، اور میری فیملی عیسائی مذہب کے رومن کیتھولک فرقہ سے منسلک تھی، ایک بات مجھے ہر وقت کھٹکتی رہتی تھی، وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے کیسے ہوسکتے ہیں؟ جتنا اس پر غور وخوض کرتی اتنا ہی اور الجھن میں پڑ جاتی۔

میں تقریباً اٹھارہ سال کی تھی جب میں نے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرلی، اور اب عملی زندگی میں قدم رکھنے کے لئے تیار تھی، اس دوران میری ملاقات ایک پاکستانی شہری خالد صاحب سے ہوئی، آج سے تقریباً 26 برس قبل کینیڈا میں ایک ایسا قانون تھا جس کے تحت محض امیگریشن (Immigration) کے لئے عارضی شادی کرنا جائز تھا، خالد صاحب نے کینیڈا کا شہری بننے کی خاطر مجھ سے شادی کرلی۔

میرے خاوند اعلیٰ تعلیم یافتہ اور قابلِ رشک اخلاق سے مزین تھے انہوں نے اس دوران مجھے اسلام قبول کرنے پر قطعاً مجبور نہ کیا، بلکہ مجھے یہاں تک آزادی دے دی کہ میں ہونے والی بچی کو عیسائی تعلیم دوں یا اسلامی تعلیم سے آراستہ کروں، خالد صاحب کے کردار نے مجھے مجبور کردیا کہ اسلام کے بارے میں چھان بین کروں میں نے پبلک لائبریری سے اسلام کے بارے میں چند کتابیں حاصل کرلیں اور انہیں خوب توجہ سے پڑھنے لگی، اس دوران خالد صاحب نے مجھے

Marfat.com

قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ بھی عنایت کیا۔

اس مطالعہ سے مجھے یہ سمجھ آئی کہ اسلام میرے آبائی مذہب سے بہت ملتا جلتا ہے، مجھے سب سے بڑھ کر یہ بات پسند آئی کہ اس میں خدا کے بیٹے والا معمہ نہیں آتا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں، اس نے میری زندگی کی الجھن کو حل کر دیا، پس میں نے بچی کی پیدائش سے پہلے ہی اسلام قبول کرلیا، اور اپنی شادی کو تاحیات قائم ودائم رکھنے کا فیصلہ کرلیا، جلد ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹی عطا کی، اس وقت ہماری دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔

میں نے اسلامی تعلیم اپنے خاوند سے حاصل کی، وہ تقریباً ہر روز مجھے اور بچوں کو تعلیم دیتے اور ہمیں قرآن پاک کی سبق آموز کہانیاں سادہ الفاظ میں بیان کرتے، اس سے میرا اور بچوں کا ایمان قوی ہو گیا۔

یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ساس اور بہو میں کچھ نہ کچھ کھٹ پٹ چلتی رہتی ہے، خالد صاحب کی والدہ صاحبہ ہمارے پاس کینیڈا آئیں مجھے فخر سے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جبکہ خالد صاحب نے مجھے کتابی تعلیم دی، میری ساس نے مجھے صحیح اسلامی کردار عادات اور اخلاق سے روشناس کرایا، ان کی بے لوث محبت اور اخلاص سے میرا دل باغ باغ ہو گیا، پس اگر ساس اور بہو صحیح اسلامی تعلیمات پر گامزن رہیں تو اَن بَن نہیں ہوسکتی۔

ہم نے چند سال کینیڈا کے ایک دوسرے شہر میں قیام کیا، وہاں بچوں کا اسلامی اسکول تھا، میں نے کے جی (K.G) کے ٹیچر کی حیثیت سے اس اسکول میں بچوں کو اسلامی تعلیم دی جس سے میری ذات کو بھی بہت فائدہ پہنچا، اور میرے اسلامی عقائد پختہ تر ہو گئے۔

میرے والدین، بہن بھائی خاموش طبیعت ہیں، اور اسلام کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہتے ہیں، میرے سب رشتہ دار مجھ سے نہایت رواداری سے پیش آتے ہیں۔

کچھ عرصہ بعد ہم نے دوبارہ ایڈمنٹن شہر نقل مکانی کی، ہم نے چند اور دوستوں کے تعاون سے اس شہر میں اسلامک انفارمیشن سینٹر قائم کیا، یہ سوموار سے جمعہ تک شام کے پانچ بجے سے نو بجے تک کھلا رہتا ہے، اور اتوار کو بارہ بجے سے نو بجے رات تک، اس میں تقریباً تین ہزار کتابیں،

Marfat.com

اور بے شمار کیسٹ اور ویڈیو بھی ہیں، ان کو سننے اور مشاہدہ کرنے کا انتظام بھی ہے، پس اس سینٹر میں جدید لائبریری کے مطابق سب سہولتیں میسر ہیں۔

علاوہ ازیں اسلامک انفارمیشن کے لئے فری انٹرنیٹ سروس بھی موجود ہے، اس سینٹر میں ہر روز مسلم اور غیر مسلم جوق در جوق آتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو مزید ہدایت سے نوازیں۔

یہاں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ میرے خاوند ہر ہفتے ٹی وی پر بھی ایک اسلامی پروگرام نشر کرتے ہیں، جس میں میرا چھوٹا بیٹا خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

میں ایمانداری سے اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میری زندگی بہت پرسکون ہوگئی ہے، اور اس وقت میں ایک نہایت مطمئن زندگی بسر کر رہی ہوں۔ الحمدللہ۔

قارئین کرام مندرجہ ذیل ای میل پر مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں:

Jsehbai@hotmail.com

Marfat.com

مریم (Maryam)

پادری کی بیٹی کا قبول اسلام

مریم صاحبہ فلپائن کے ایک عیسائی گھر میں پیدا ہوئی۔ ان کا نام لینور (Leonore) تھا، ان کے والد صاحب عیسائیوں کے ایک چرچ سیون ڈے ایڈونٹسٹ (Seven Day Adventist) کے لیڈر تھے، اس فرقے میں پادری کو چرچ لیڈر یا پریچر (Preacher) کہا جاتا ہے۔ مریم صاحبہ نے مجھے اپنی کہانی یوں بیان فرمائی:

ابتدائی زندگی

میں نے میٹرک تک کی تعلیم فلپائن میں حاصل کی۔ اس کے بعد میڈیکل ٹیکنالوجی میں مَیں نے یونیورسٹی سے .B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔ پھر کام کے سلسلے میں تین سال کے لئے ایران چلی گئی اور ہر سال چھٹی کے دوران فلپائن چلی جاتی۔ چونکہ میرے والد صاحب چرچ لیڈر تھے اس لئے میری پوری فیملی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ ویسے بھی ہمیں سیون ڈے ایڈونٹسٹ چرچ کی تعلیمات پر فخر تھا۔ اس چرچ کی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سگریٹ پینا اور شراب نوشی منع ہے۔

۲۔ سور کھانا منع ہے۔

۳۔ تازہ سبزیوں کو کھانے پکانے میں ترجیح دی جائے۔

۴۔ چھلکے (Scales) والی مچھلی کھانی جائز ہے۔

۵۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر یا نقش نگاری ممنوع ہے۔

۶۔ سونا اور مصنوعی زیورات پہننے کی اجازت نہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم تخلیق کو بناوٹی

Marfat.com

چیزوں سے بگاڑا نہ جائے۔ صرف گھڑی پہننے کی اجازت ہے کیونکہ یہ روز مرہ زندگی کے لئے ضروری ہے۔

۷۔ بُری عادات، مثلاً حسد اور بدزبانی وغیرہ کی اجازت نہیں۔

۸۔ اگر غلطی سرزد ہو جائے تو چرچ کے اکابرین کے سامنے جواب دہی ہوتی ہے۔ وہ اصلاح کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

۹۔ اگر بداخلاقی کی غلطیاں بار بار سرزد ہوں تو اس شخص کا نام چرچ کے رجسٹرڈ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ ہمیں ہفتہ کے روز کام کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ چرچ جانا ضروری ہے۔

مریم صاحبہ کہتی ہیں کہ میں ان تعلیمات پر دل وجان سے کاربند تھی اور عیسائی مذہب سے پوری طرح مطمئن تھی۔

مذہبی سرگرمیاں

ہم چاروں بہنیں اور امی جان چرچ کی سب سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں، میں کبھی تو پیانو کے ساتھ مذہبی گیت گاتی اور کبھی گروپ (Choir) میں گاتی، میرے والد صاحب مذہبی نظمیں بھی لکھتے تھے اور مجھے دعوت دیتے کہ چرچ کے سامعین کے سامنے پڑھوں، اس طرح میں اس سوسائٹی میں ایک پُروقار اور باعزت زندگی بسر کر رہی تھی۔

ایران میں ملازمت

میں نے ۱۹۷۵ء میں ایران کے ایک اسپتال میں بطور میڈیکل ٹیکنالوجسٹ کام کرنا شروع کیا۔ ہماری لیبارٹری کا انچارج بھی ایک فلپائنی ڈاکٹر تھا۔ اس نے استعفےٰ دے دیا۔ اب میں لیبارٹری کی انچارج تھی۔ اسی دوران میرے اسپتال نے ہندوستان کے ڈاکٹر منہاج صاحب کی خدمات حاصل کر لیں اور میں نے لیبارٹری کا چارج انہیں دے دیا۔ ڈاکٹر منہاج صاحب نے چند بار مجھے اسلام کی تعلیمات سے متعارف کرنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ لیکن میں نے انہیں دوٹوک اور بہت روکھا جواب دیا۔ میں نے کہا کہ میں کبھی بھی اسلام قبول نہ کروں گی۔ کیونکہ

Marfat.com

میرے ملک میں مسلمانوں کو حقیر، کم تر، لڑاکو اور ہر فساد کی جڑ سمجھا جاتا ہے۔

امریکی خواب

اکثر لوگوں کی طرح میں بھی امریکہ جانے کا خواب دیکھتی رہتی تھی۔ میں نے امریکہ کے چند اسپتالوں میں ملازمت کے لئے درخواست دی۔ مجھے لاس انجلس کے قریب ایک اسپتال نے ملازمت کی پیشکش کی۔ میں ایران کے اسپتال سے دو ماہ کی چھٹی لیکر امریکہ پہنچ گئی۔ میں اپنے دوستوں کے ہاں ٹھہری اور ابھی ملازمت شروع کرنے کا سوچ رہی تھی کہ قدرتی طور پر میرا دل وہاں نہ لگا اور میں نے ایران واپس آکر دوبارہ کام شروع کر دیا۔ امریکی اسپتال کے انچارج نے مجھے کہا: لوگ ایسی ملازمت کے لئے ترستے ہیں جبکہ تم اسے ٹھکرا رہی ہو۔ شاید اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

اسلام کی چند جھلکیاں

میں ایران میں ٹی وی پر قرآن کریم کی تلاوت سنتی۔ اور سمجھتی تھی کہ یہ ایرانی لوگوں کے گانے ہیں۔ اسی طرح میں اذان میں بار بار اللہ اکبر کی آواز سنتی۔ میں سمجھتی کہ یہ لوگ اللہ کے علاوہ اکبر یعنی دو خداؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ اس دوران ڈاکٹر منہاج صاحب نے اپنے ایک مسلم دوست کی لڑکی سے میرا تعارف کرایا۔ مجھے اس سہیلی کی طبیعت بہت پسند آئی اور میں اپنا فالتو وقت اکثر ان کے گھر گزارتی۔ اگر میں اسلام کے بارے میں کوئی سوال پوچھتی تو وہ مجھے مختصر جواب دے دیتی۔

میرے دل کی نرمی

جب میں اپنی مسلمان دوست کو نماز ادا کرتے دیکھتی تو وہ نماز کو نہایت یکسوئی اور انہماک کے ساتھ ادا کرتیں۔ اُس کی عبادت کے دوران اُس کے اخلاص اور دلجمعی نے مجھ پر گہرا اثر کیا۔ یعنی نماز کے دوران اُس کا خشوع وخضوع قابلِ رشک تھا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ عبادت کا یہ طریقہ عیسائیوں کی عبادت کے طریقے سے بہت افضل ہے گو ہم میوزک کا سہارا بھی لیتے ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل نے گواہی دی کہ مسلمانوں کا مذہب ایک معقول

Marfat.com

مذہب ہے۔ قدرتی طور پر میرا دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف مائل ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا طریقہ ہی ایسا بنایا ہے کہ ہر غیر متعصب شخص اس کو دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔ یہاں ضمنی طور پر ایک واقعہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

امریکہ کے پریذیڈنٹ نکسن (Nixon) کے مشیر برائے مذہبی امور کا نام باب کرین (Bob Crain) تھا انہوں نے کیلیفورنیا کی ایک مسجد میں اپنی تقریر کے دوران ہمیں مندرجہ ذیل واقعہ بیان فرمایا:

'مجھے پریذیڈینٹ نکسن نے امریکی مسلمانوں کے لیڈروں کے پاس بھیجا تاکہ ان کے خیالات اور مشکلات کا جائزہ لوں۔ میں نے صبح سے دوپہر تک امریکی مسلم لیڈروں کے ساتھ ایک لمبی میٹنگ کی۔ پھر دوپہر کے کھانے کا وقت آیا مسلم لیڈروں نے کہا کہ ہم ظہر کی نماز پڑھ لیں اور پھر لنچ کریں گے۔ میں نے سوچا کہ میں سارا دن تو ان کے ساتھ رہا ہوں اب اگر نماز کے دوران دور کسی کونے میں جا بیٹھوں تو یہ بُری بات ہے۔ میں نے نماز کے دوران ان کی نماز کی جگہ کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ میں نے نماز کے دوران ان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں عاجزی اور انکساری دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ میں نے سوچا کہ یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نہایت زیرک لوگ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے کیسے انکساری اور مؤدبانہ انداز سے پیش کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ عالی ظرف لوگ اپنے سر اور ماتھے کو زمین بوس کر دیتے ہیں۔ ان کی عبادت کے سادہ طریقے نے میرا دل موہ لیا۔ میں نے دل و جان سے سمجھ لیا کہ اسلام میرے عیسائی مذہب سے افضل ہے۔ اور مسلمانوں لیڈروں کی نماز کے بعد میں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور ان کا مذہبی بھائی بن گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی پُرسکون نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تاکہ ہماری ہر نماز دعوت و تبلیغ کا سرچشمہ بن جائے۔ آیئے اب ہم اپنی اصل کہانی کی طرف لوٹیں۔

اسلام کی طرف میرا سفر

اب میں نے جستجو کے طور پر اپنی دوست سے اسلام کے بارے میں سوال کرنے شروع کر دیئے۔ مثلاً میں نے حجاب کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: یہ تو شرم وحیا (Modesty)

Marfat.com

اور عورت کی عزت کا پاسبان ہے اور تکبر، بدکرداری اور گھٹیا پن (Cheapness) سے بچاتا ہے مجھے یہ بات بہت پسند آئی۔

میں نے پوچھا میں اکثر اللہ اکبر سنتی ہوں اس کا کیا مطلب ہے؟ اُس نے جواب دیا: اس کا مطلب ہے کہ اللہ (ہر لحاظ) سے سب سے بڑا ہے اور اس جیسی اور کوئی شئی نہیں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ تورات میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ تورات کی دس کمانڈمنٹ (یعنی احکام) کا حکم نمبر ایک یہی تو ہے۔ پس یہ کہ اللہ سب سے بڑا ہے مجھے دل وجان سے قبول ہے۔ اور یہ اچھی بات ہے کہ مسلمان ہر اذان میں اس کی یاد دہانی کراتے ہیں اور اس کا خوب پرچار کرتے ہیں۔ (یاد رہے کہ عیسائی نہ صرف انجیل بلکہ تورات پر بھی ایمان رکھتے ہیں، علاوہ ازیں بقول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہی دس احکامات قرآن پاک کی سورت نبی اسرائیل کی آیات نمبر ۲۲۔۳۸ میں درج ہیں۔ (تفسیر مظہری)۔ پس ایک اللہ کی ایک ہی تعلیم ہے)۔

اب اسلام کے بارے میں میری جستجو دن بدن بڑھ رہی تھی۔ چونکہ مجھے عیسائی مذہب پر کافی دسترس تھی۔ اس لئے میرے سوالوں کا جواب کوئی عالم دین ہی دے سکتا تھا۔ ہمارے قریب کی مسجد میں ایک بنگالی امام صاحب تھے جو کہ انگریزی بھی اچھی جانتے تھے میں وقتاً فوقتاً ان سے تبادلۂ خیالات کرتی۔ امام صاحب نے نہایت مدلل طریقے سے میرے سوالوں کا جواب دیا۔ انہوں نے بات چیت نہایت صبر اور سکون سے کی۔ یہاں تک کہ میرے سب خدشات دور ہوگئے اور میں نے امام صاحب سے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اللہ کے فضل سے میں نے امام صاحب کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئی۔ الحمدلِلّٰہِ

اب ڈاکٹر منہاج صاحب نے مجھے شادی کرنے کی ترغیب دی تا کہ میرے لئے اسلامی تعلیم وتربیت آسان ہو جائے۔ میں نے جناب منہاج صاحب کی خداداد صلاحیتوں اور قابلِ رشک کردار سے متاثر ہو کر ان سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب منہاج صاحب کو میرے ارادے کا پتہ چلا تو انہوں نے بار بار یہ کہا کہ کیا تم میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کر رہی ہو میں نے انہیں یقین دلایا کہ یہ میرے دل کی آواز ہے۔ میرا دل اسلامی تعلیمات

Marfat.com

سے پوری طرح مطمئن ہو چکا ہے میرے اسلام قبول کرنے کا شادی سے کوئی تعلق نہیں۔

والدین کا ردعمل

میں نے اپنے والد صاحب کو تار بھیجا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ایک مسلمان ڈاکٹر سے شادی کرنا چاہتی ہوں اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو فوراً اطلاع دیں۔ میرے والدین بہت تعلیم یافتہ اور وسیع القلب تھے۔ انہوں نے مجھے یہ جواب بھیجا۔ تم ایک سمجھ دار عورت ہو، اگر تم اسلام سے مطمئن ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن یاد رکھو کہ محض شادی کرنے کے لئے اسلام قبول مت کرو۔ یہ وہی بات تھی جو ڈاکٹر منہاج صاحب نے کہی۔ ہر مخلص اور حق گو شخص یہی کہے گا۔ پس میں نے خوشی بخوشی ڈاکٹر منہاج صاحب سے شادی کر لی۔

اسلامی تعلیم و تربیت

میرے خاوند ایک نہایت مخلص اور سچے مسلمان ہیں ان کے اعلیٰ اسلامی کردار کے باعث میں نے اسلامی تعلیمات کو سیکھنے سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے میں بہت جلد ترقی کی۔ علاوہ ازیں میں نے شیخ احمد دیدات صاحب کی ویڈیو بھی دیکھی جو کہ اسلام اور عیسائی مذہب کا موازنہ ہے اس نے میرے باقی ماندہ خدشات کو بھی دور کر دیا۔ بعدازاں میں نے ڈاکٹر جمال بدوی صاحب کے کئی پروگرام ٹی وی پر دیکھے ان سے میری اسلامی سوچ میں اور پختگی آ گئی۔ میں ہر مسلمان کو ڈاکٹر جمال بدوی صاحب کی ویڈیو (Videos) دیکھنے کی تلقین کرتی ہوں۔

میں عربی کے حروف تہجی سے بالکل بے بہرہ تھی۔ منہاج صاحب نے شادی کے فوراً بعد مجھے عربی سکھائی اور پھر بفضل خدا قرآن پاک پڑھانا شروع کیا۔ ہم ہر روز فجر کی نماز کے بعد آدھ پون گھنٹہ قرآن پاک پڑھتے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میں نے ایک ہی سال میں پورا قرآن پاک پڑھ لیا۔ اور میں خود ہی قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھتی تھی۔ اس سے میرے ایمان کی مٹھاس مزید بڑھ گئی۔

سعودی عرب میں نقل مکانی

عراق اور ایران کی طویل جنگ کے باعث ہمیں ۱۹۸۳ء میں سعودی عرب منتقل ہونا

Marfat.com

پڑا۔ منہاج صاحب کو سعودی اسپتال میں کام مل گیا اور میرے تینوں بچوں کو سعودی اسکولوں میں داخلہ مل گیا۔ اس طرح سے میرے تینوں بچوں کو سعودی اسکولوں میں بہت اچھی اسلامی تعلیم ملی۔ اللہ کے فضل سے میری بڑی بیٹی (فاطمہ) عجمی ہونے کے باوجود اپنے اسکول کی چھٹی جماعت کی (۱۰۵) طالبات میں اوّل آئی جبکہ چھوٹی بیٹی (جویریہ) نہ صرف اپنے اسکول میں اوّل آئی بلکہ اس نے مدینہ منورہ کے سب اسکولوں کے حدیث کے مقابلے میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ میں گھر میں بچوں کو ہوم ورک اور املا وغیرہ میں مدد دیتی، اس طرح سے میں نے بھی اپنے بچوں سے ابتدائی عربی کی تعلیم حاصل کر لی۔ مجھے اس بات کی بھی بہت خوشی ہے کہ ہم مدینہ منورہ کے مقدس شہر میں چوبیس برس سے مقیم ہیں۔ چھٹیوں کے دوران ہم کبھی ہندوستان جاتے ہیں اور کبھی فلپائن۔ اب فاطمہ بطور ڈینٹسٹ (Dentist) اور جویریہ بطور ڈاکٹر کام کر رہی ہیں۔ اور لڑکا بھی یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا ہے اور اس نے اپنی ایک بزنس فرم بنائی ہے۔

ہندی ساس سے خط وکتابت

شادی کے فوراً بعد ایران میں ہی میں نے اردو بولنی اور لکھنی سیکھ لی۔ تاکہ ہند میں مقیم اپنی ساس صاحبہ سے بات چیت کر سکوں۔ انہیں انگریزی نہیں آتی تھی میں انہیں گاہے بگاہے اردو میں مختصر خط لکھتی مثلاً آپ کیسی ہیں، یا ہم دونوں سے سلام قبول کریں وغیرہ وغیرہ۔ ان کی آنکھیں دیکھتی تھیں تو وہ اپنی بیٹی کے ذریعے مجھے جواب ارسال کرتیں۔ میرے سب انڈین رشتے دار میری خوب آؤ بھگت کرتے ہیں۔

ایک بار ڈاکٹر منہاج صاحب کی چند بہنیں عمرہ پر مدینہ منورہ آئیں اور مصنف (امتیاز احمد) کے گھر بھی تشریف لائیں میں نے ان سے مریم کے بارے میں پوچھا۔ ایک کہنے لگی ہم سب شیر وشکر ہو کر ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ ایک بار مریم تعطیلات پر ہند آئیں میں نے دیکھا کہ تقریباً آدھی رات کے وقت مریم ایک مچھر دانی کے اندر ٹارچ کی روشنی میں بیٹھی ہے مجھے بے حد تشویش ہوئی، بیچاری بیمار تو نہیں ہو گئی، میں سہمے سہمے مریم کے پاس گئی اور پوچھا کیا ماجرا ہے۔

Marfat.com

مریم کہنے لگی فکر نہ کریں میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ مجھے تینوں بچے دن میں بہت مصروف رکھتے ہیں قرآن شریف پڑھنے کا وقت نہیں ملتا اس لئے اب قرآن شریف پڑھ رہی ہوں۔ یہ سن کر میری جان میں جان آئی۔ کاش ہم پیدائشی اور روائتی مسلمانوں میں بھی یہ اخلاص پیدا ہو جائے۔

میں نے مریم صاحبہ سے پوچھا کیا زبان، تہذیب، رسم ورواج وغیرہ کے باعث آپ کو انڈین رشتہ داروں سے میل جول یا لین دین میں کوئی مشکل پیدا ہوتی ہے؟ مریم صاحبہ نے کہا کہ میرے سب ہندی رشتہ دار میری بہت عزت افزائی کرتے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ اگر کسی کنبے میں اسلامی اقدار مضبوط ہوں تو مسائل پیدا ہی نہیں ہوتے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ خانگی الجھنیں انسان کی اپنی پیدا کردہ ہیں انسان کا اپنا شیطان ہی اسے ناچ نچا رہا ہوتا ہے۔ ساس بہو کی لڑائی سب جہالت اور خیانت کا نتیجہ ہے۔

فلپائن میں تعطیلات

میں فلپائن میں اپنے خاوند اور بچوں سمیت تین بار گئی اور صرف بچوں کے ہمراہ دو بار۔ میرے والدین بہنوں اور بھائیوں نے نہایت رواداری اور فراغ دلی کا ثبوت دیا۔ وہ میرے خاوند صاحب کے اخلاق سے ان کے گرویدہ ہو گئے۔ جب ہم پہلی بار گئے تو ہم نے واضح کر دیا کہ ہم فلاں فلاں چیزیں نہیں کھا سکتے وہ زندہ مرغ لائے اور میرے خاوند نے انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اس طرح انہوں نے ہماری مرضی کے مطابق ہماری خاطر مدارت کی۔

جب میں صرف بچوں کے ساتھ گئی تو میرے والد صاحب کہنے لگے ہم مرغوں کو تمہارے خاوند کے طریقے پر کاٹتے ہیں۔ میں نے کہا اس پر کچھ پڑھنا بھی ہوتا ہے انہوں نے کہا جب ہم کاٹیں تو پڑھو جو پڑھنا چاہتی ہو۔ میری مزید تسلی کے لئے میرے بھائی بول اٹھے ہم مرغے کی آدھی گرن کاٹنے کے بعد اسے پھینک دیں گے جس طرح تمہارے خاوند نے پھینکا تھا۔ تاکہ حرکت سے اس کا تقریباً سارا خون خارج ہو جائے۔ میں نے ان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ اور وہاں قیام کے دوران ڈبوں میں بند مچھلی اور ترکاریوں سے گزارہ کیا۔

میرے والد صاحب نہایت فہیم، صاحب علم، وسیع القلب اور نرم دل انسان اور ایک بہت

Marfat.com

بڑے چرچ لیڈر بھی تھے۔ انہوں نے ایک بار بیماری کی حالت میں مجھے ذاتی طور پر کہا کہ میں بھی عیسیٰ علیہ اسلام کے متعلق اپنے عقیدہ کے بارے میں الجھن کا شکار ہو گیا ہوں اس کے بعد وہ عنقریب ہی فوت ہو گئے۔

محنتی اور علم دوست

مریم صاحبہ کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ چند سال پہلے انہیں قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ ملا جس میں عربی کے ہر لفظ کا انگریزی میں ترجمہ ہے اور پھر پوری آیت کریمہ کا ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر منہاج صاحب نے مریم صاحبہ سے کہا کہ میں یہ ترجمہ تمہارے لیے خریدنا چاہتا ہوں، مریم صاحبہ بولیں کہ میں قرآن پاک کا یہ نسخہ ادھار رکھ لیتی ہوں اور اس کے ہر لفظ کا ترجمہ خود اپنے ہاتھ سے لکھنا چاہتی ہوں۔ اس طرح وہ بڑھاپے میں بھی اس پروجیکٹ پر تقریباً ایک سال سے کام کر رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ کام جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سوچئے کہ روائتی مسلمان اکثر فخر سے کہتا ہے کہ میں نے رمضان میں قرآن پاک تین بار ختم کر لیا ہے لیکن ایک سورت یا ایک پارہ کے بھی معنی نہیں پڑھتا جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ لوگ قرآن پاک میں تدبر (غور وفکر) کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مریم صاحبہ کی طرح قرآن پاک پڑھنے، معانی سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین

ان سچی کہانیوں کے بیان کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ روائتی مسلمان اپنی ضد اور دیرینہ روش بدلے اور اپنی اصلاح کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر سکے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے خوب فرمایا:

درسِ قرآں نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
چاٹ لیں تم نے کتاب فلسفہ وانگلش کی
ہاتھ بھولے سے بھی قرآں کو لگایا ہوتا

Marfat.com

قابل فخر محلے دار

مجھے یہ فخر سے کہنا پڑتا ہے کہ مدینہ منورہ کے مقدس شہر میں ہم ڈاکٹر منہاج صاحب کے محلے دار ہیں۔ اور تقریباً ہر روز کم از کم فجر کی نماز میں مسجد نبوی میں ہماری ملاقات ہو جاتی ہے۔ جبکہ مریم صاحبہ اور میری اہلیہ ڈاکٹر صوفیہ صاحبہ بھی مل کر بہت خوش ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر منہاج صاحب کا یہ معمول ہے کہ مسجد نبوی میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سنت کے مطابق تقریباً ہر ہفتہ مسجد قبا تشریف لے جاتے ہیں اور اشراق (ضحیٰ) کے بعد گھر لوٹتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مثالی گھرانے کی طرح بنا دے کیونکہ قدرت کا نظام ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

اذان کے بعد دعا کا ثواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان سنی اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ)

(ترجمہ) اے اللہ۔ اے اس مکمل دعوت اور قائم نماز کے پروردگار۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص قرب اور خاص فضیلت عطا فرما۔ اور اس مقامِ محمود (تعریف کئے ہوئے مقام) پر کھڑا فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (بخاری)

نوٹ: حدیث شریف میں قوسین کے درمیان والے الفاظ امام بیہقی کی روایت سے ہیں اور اس کی سند جید ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر فاطمہ بندو (Dr. Fatima Bindo)

ایک ہندو لیڈی ڈاکٹر صاحبہ کا اسلام کی طرف سفر

یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہندوستان ہر شعبے میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اور اس کی تہذیب وتمدن ہی دلکش ہے۔ لیکن ہر تہذیب کی کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی سمجھ بوجھ اور مطالعہ اور موازنہ کے بعد بھی اپنا ہندو مذہب بدلے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور اس شخص کو سر عام تشدد وظلم کا نشانہ بناتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور صاحب فراست لوگ بھی لمحہ بھر ٹھنڈے دل سے سوچنے کے لیے تیار نہیں۔ بلکہ رواداری کو خیر باد کہہ کر ظلم وتشدد میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر انسان کے ذاتی حقوق کا ذرا پاس نہیں کرتے۔ یہ سلسلہ نسلاً بنسلاً چلتا آرہا ہے۔ اس بات کی ایک ہندو لیڈی ڈاکٹر صاحبہ کے قبول اسلام سے تصدیق ہو جاتی ہے۔ مجھے ان لیڈی ڈاکٹر صاحبہ سے مدینہ منورہ میں ۲۰۰۹ء میں حج کے دوران ملنے کا موقع ملا۔ انہوں نے اپنی کہانی یوں بیان فرمائی۔

میرا بچپن

میں ۱۹۷۳ء میں دہلی شہر میں ایک راجپوت گھر میں پیدا ہوئی۔ میں نے اپنی ابتدائی تعلیم آریز (ARYANS) کے اسکول میں حاصل کی ہندوؤں کا یہ فرقہ بتوں کی پوجا نہیں کرتا۔ یہ لوگ منتر (Shlokaas) یا مذہبی گیت گاتے ہیں۔ یہ فرقہ ہندو مذہبی کتاب ویدا (Vedas) پر یقین رکھتے ہیں۔ میں نے بھی ویدا کے کئی منتر زبانی یاد کیے۔ اس اسکول میں میری قریب ترین دوست کا نام نیّر جہاں Nayyar Jahan تھا۔ ہم دونوں کھیلوں کے پیریڈ کے دوران کلاس سے

Marfat.com

غائب ہو جاتیں اور کسی گوشہ میں بیٹھ کر باہمی بات چیت کرتیں۔ مثلاً نیر جہاں نے اس دوران مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہانی سنائی۔ کہ وہ کس طرح اپنے پیارے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ پانچویں جماعت کے بعد میں اس اسکول سے ایک دوسرے اسکول چلی گئی۔ ان اسلامی کہانیوں کو سننے کے بعد بھی مجھے اسلام سے کوئی خاص رغبت (دلچسپی) پیدا نہ ہوئی۔ گو ان کہانیوں نے میرے دماغ میں کچھ اسلامی نقوش ثبت کر دیئے۔

ایک معصوم بچی

جب میں چھ سال کی تھی تو میں اپنی دادی جان کے پاس مظفر نگر شہر (یوپی) میں جایا کرتی تھی۔ اس علاقہ میں زیادہ تر مسلمان آباد ہیں۔ میں اکثر قریبی مساجد سے اذان کی آواز سنتی۔ یہ مجھے اتنی بھلی لگتی کہ میں بھی موذن کے بعد اذان کے الفاظ کو اونچی آواز سے دہراتی۔ اس پر میری دادی جان بہت خفا ہوتیں اور بار بار مجھے چپ رہنے کو کہتیں۔ لیکن یہ میرے بس کی بات نہ تھی۔ میں پھر بھی اذان کے الفاظ کو بلند آواز سے دہراتی رہتی۔

اس سے صاف واضح ہے کہ ہر معصوم بچہ پیدائشی طور پر مسلمان ہوتا ہے۔ بعدازاں اس کے والدین اور اس کا ماحول اسے ہندو یا عیسائی یا یہودی بنا دیتا ہے۔

علاوہ ازیں میں یہ بھی دیکھتی کہ اکثر بچے بغل میں قرآن دبائے روزانہ مسجد کو جاتے ہیں۔ مجھے یہ منظر بھی اچھا لگتا اور میں چاہتی تھی کہ کاش میں بھی ایسا کروں۔ میرا خیال تھا کہ ہر مسجد کے اندر کوئی قبر ہے۔ جس کی یہ پوجا کرتے ہیں۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ امام صاحب کے مسجد سے جانے کے بعد میں بھاگ کر مسجد کے اندر چلی گئی اور میں نے ہر طرف بہت غور و خوض سے دیکھا۔ لیکن مجھے کوئی قبر نظر نہ آئی۔

بتوں کی پوجا پاٹ

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ میں ایک راجپوت گھر میں پیدا ہوئی اور ہم ہندو مذہب پر نہایت اخلاص اور باقاعدگی سے کار بند تھے۔ ہمارے گھر میں ایک خاص کمرے میں تقریباً بیس بت تھے۔ ہم نے یہ بت بازار سے خریدے تھے۔ ہم ایک روشنی کو ہاتھ میں لئے ان بتوں کی

Marfat.com

پوجا کرتے اور وقتاً فوقتاً لوگوں کے لکھے ہوئے مذہبی گیت گاتے گو میرے سب بہن بھائی نہایت تعلیم یافتہ تھے۔لیکن اس گھر میں مجھے سب سے مقدس سمجھا جاتا تھا۔اور بتوں کی پوجا پاٹ میں مجھے ابتدا کرنے کو کہا جاتا۔ایک دن میری بہن نے سب بتوں کی پوجا کی سوائے ایک کے۔ میں نے اسے کہا اس بت کی بھی پوجا کرو۔ ورنہ یہ رات کو تمہارے خواب میں تجھے تنگ کرے گا۔اس نے میری ہدایت پر جھٹ پٹ عمل کیا۔

میری فیملی پوجا پاٹ کے لئے مندر شاز و ناز ہی جاتی۔ کیونکہ میرے والدین کا خیال تھا کہ مندر میں پوجا پاٹ کے طریقہ کار میں اخلاص کم ہے اور وہاں نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو اخلاط (intermixing) بہت زیادہ ہے۔میری فیملی ہندو مذہب کے دیگر اصولوں پر بھی پوری طرح کار بند تھی۔ مثلاً اگر کوئی مسلمان ہمارے کپڑوں کو چھوئے تو ہم وہ کپڑے گنگا کے پانی میں دھوئے بغیر نہیں پہن سکتے۔

میرے والد صاحب انڈین آرمی میں بحیثیت آفیسر کام کر رہے تھے۔ اور ہماری والدہ صاحبہ کی تعلیم بارہویں جماعت تک تھی میں ایک متوسط درجے کی فیملی سے تھی اور ہم والدین کی دل وجان سے عزت وقدر کرتے اور ان کی ہر طرح سے تابعداری کرتے۔

اسلام کی حقیقت

نویں جماعت کے دوران میں گورنمنٹ اینڈریو گنج (Andrew Ganj) اسکول دہلی کی طالبعلم تھی۔ میری قریب ترین دوست کا نام شبانہ ترنم تھا۔ جو کہ ایک مسلم لڑکی تھی۔ میں اس کی عادات واطوار اور کردار سے بے حد متاثر تھی۔لیکن اس سے بھی میرا رجحان اسلام کی طرف نہ ہوا۔ کیونکہ میں سمجھتی تھی۔ کہ یہ خواص شبانہ کے ذاتی ہیں۔ نہ کہ اسلامی مذہب کے۔ جب میں اور بڑی ہوئی تو میں کھلم کھلا مسلمانوں پر نکتہ چینی کرتی۔ جو کہ میرے ماحول، میڈیا، سیاسی اور والدین کی وجہ سے تھا۔ مثلاً میں اکثر نوجوان بچیوں کی طرح کہتی کہ مسلمان بہت دھوکہ باز ہیں۔ وہ ہمارے ملک میں رہتے ہیں لیکن ان کی ساری ہمدردیاں پاکستان کے ساتھ ہیں جو کہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ پس اسلام بہت بُرا مذہب ہے جو کہ دھوکہ باز لوگ پیدا کرتا ہے۔ ہندوستان تو صرف

Marfat.com

ہندوؤں کے لئے ہے اور ہمیں اس سے دلی محبت ہے۔ مسلمان ہمارے ملک اور ہماری قوم کے لئے خواہ مخواہ بوجھ ہیں۔

کالج کی زندگی

کالج کی زندگی میں ہر شخص کو نئی آزادی اور وسیع قلبی ملتی ہے۔ میں نے کالج کے دو سال پرسکون مکمل کئے اور میرا گریڈ یا میرٹ بھی اچھا تھا۔ تیسرے سال کے دوران طلباء نے ملک بھر میں جلسے جلوس نکالے۔ کیونکہ منڈل کمیشن (Mandal Commistion) کے تحت کالجوں میں اقلیتوں کے لئے سیٹیں مقرر کر دی گئیں۔ یہ فساد اتنے بڑھے کہ سب کالج بند کر دیئے گئے۔ پس طلباء کے پاس فیشن میں ایک دوسرے سے سبقت لینے اور قہوہ خانوں میں دوستوں سے گپ بازی کرنے کے علاوہ کوئی اور مشغلہ نہ تھا۔ میں ایک دن روسی کلچر مرکز (Russian Cultural Center) دہلی کے قہوہ خانہ میں میں ایک کشمیری دوست شکیل نامی سے ملی۔ میں نے اسے دوٹوک کہا۔ تم محب وطن نہیں ہو۔ اور اسلام بالکل خراب مذہب ہے۔ اگلے روز ایک کشمیری طالبعلم نے مجھے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ دیا۔ اور ایک ہفتہ بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات پر ایک کتاب بھی بطور تحفہ دی۔ میں نے ان دونوں کتابوں کو گھر کی الماری میں رکھ دیا اور ان سے ایک لفظ بھی نہ پڑھا۔

اسلام کی ایک جھلک

ایک دن میں گھر میں فارغ بیٹھی تھی۔ میری دادی جان نے کہا کہ میرے پاؤں دباؤ۔ میں نے اپنے کام کو آسان اور دلچسپ بنانے کے لئے ساتھ ہی ایک کتاب پڑھنی شروع کی۔ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات پڑھنے لگی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بوڑھی عورت کے گھر کے پاس سے گزرتے تو وہ ہر روز چھت سے ان پر نہایت گندہ کوڑا کرکٹ پھینکتی۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بوڑھی کو نہ پایا۔ اس کے محلہ داروں سے پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دروازے پر دستک دی، بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا اور کہنے لگی۔ کیا تم مجھ سے بدلہ لینے آئے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں، بلکہ

Marfat.com

تمہاری بیمار پرسی کے لیے آیا ہوں۔ وہ بوڑھی عورت حضرت محمد ﷺ سے بہت متاثرہ ہوئی اور فوراً اسلام لے آئی میں نے یہ کہانی دادی اماں کو سنائی۔ وہ جھٹ کہنے لگیں کہ وہ بہت اچھے آدمی تھے اور تم نے بہت اچھی کہانی سنائی۔

اب مجھے ان کہانیوں میں مزہ آنے لگا اور میں ہر روز ایک نہ ایک کہانی ضرور پڑھتی۔ اس طرح میں نے کئی کہانیاں پڑھیں اور پھر کتاب کو الماری میں رکھ دیا۔ ایک نوجوان بچی کی حیثیت سے میں ہر روز نیا سے نیا فیشن کرتی۔ اور اب بھی میری دماغی کیفیت یہ تھی کہ مسلمان گندے لوگ ہیں۔ اور وہ بُرے لوگ ہیں۔ اور میں ان کو تہ دل سے نفرت کرتی تھی۔

ایکسچینج اسٹوڈنٹ پروگرام (Exchange Student Program)

میرے اچھے میرٹ (merit) کی وجہ سے مجھے میڈیکل کالج ماسکو (روس) میں ڈاکٹری پڑھنے کے لئے وظیفہ ملا۔ اس پروگرام میں ہم سات انڈین لڑکیاں تھیں۔ ہم نے پہلے سال روسی زبان سیکھی۔ روسی تہذیب وتمدن میں کئی اچھائیاں ہیں۔ مثلاً وہ بغیر کسی فیس کے آپ کو روسی زبان سکھاتے ہیں۔ تاکہ تم اپنی تعلیم کو مکمل کرسکو۔ روسی لوگ بہت ایماندار۔ مہمان نواز اور وسیع القلب ہیں اور دوسروں کو مدد کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔ البتہ ان کی اخلاقی اقدار صفر ہیں۔ مثلاً ایک لڑکی اپنے دوست کو اپنے والدین کے گھر بھی لا سکتی ہے۔

اسلام کی مزید جھلکیاں

میڈیکل کالج کے ہوسٹل میں میرا دوسرے ملکوں کے طلباء سے میل جول ہوا۔ ان میں عربی طالبات بھی تھیں۔ میں ان کی تہذیبی اقدار سے بہت متاثر ہوئی۔ اور اس وجہ سے میرا رجحان اسلام کی طرف بڑھا۔ تیسرے سال کے دوران ہمیں نائیجیریا کے ایک طالبعلم عبداللہ ثانی نے اطلاع دی کہ ایک میٹنگ ہے۔ جس میں مسلم اور غیر مسلم عورتیں حصہ لے سکتی ہیں۔ اس میٹنگ میں مسجد کے امام صاحب پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر ایک لیکچر دیں گے۔ چونکہ میں عربی عورتوں سے متاثر تھی۔ اس لئے میں اس میٹنگ میں اور ایسی ہی بعد کی میٹنگز میں بھی شریک ہوتی رہی۔

Marfat.com

اسی دوران شکیل صاحب بطور student exchange روس کے شہر تاشقند Tashkand میں آچکے تھے۔ میں نے ان سے قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ اور کچھ اور اسلامی کتابیں حاصل کیں۔ وہ مجھے فون پر بھی اسلام کی دعوت دیتے رہتے۔

میری امی جان نے ہندو مذہب کی سب کتابیں میرے سامان میں رکھوا دی تھیں۔ اب میرے پڑھنے کی میز پر ہندو مذہبی کتابیں اور ساتھ قرآن کھلا پڑا رہتا۔ میں دونوں کو ہر روز پڑھتی۔ جب میں قرآن پڑھتی تو بے اختیار لگا تار روتی۔

میں نے ڈاکٹر صاحبہ سے پوچھا کہ رونے کی وجہ کیا تھی۔ آپ کہنے لگیں کہ جب میں قرآن میں پڑھتی کہ تم جہنم کی آگ میں پھینکے جاؤ گے اور تم جہنم کی آگ کا ایندھن بنو گے۔ تو میں بے اختیار رو پڑتی۔ کیونکہ یہ میرے دل و دماغ پر اثر کرتا۔

ایک دلچسپ واقعہ

ایک دن میں کالج کی ایک میٹنگ کے بعد ہوسٹل آرہی تھی۔ میں نے نہایت خوب صورت انڈین لباس اور کڑھائی والی پنجابی جوتی پہنی تھی۔ میرے بازوؤں پر رنگ برنگی چوڑیاں تھیں۔ ایک بوڑھی عورت اپنی بلی کے ہمراہ سڑک کے پاس بیٹھی تھی۔ اس نے مجھے بلایا۔ اور میرا ہاتھ تھامے کہنے لگی۔ تم تو کتنی پیاری گڑیا لگتی ہو۔ مجھے ہندو لباس اور لوگوں سے محبت ہے۔ مجھے انڈین فلموں کے ہیرو بھی بہت پسند ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر تم میرے ساتھ میرے گھر رہنا شروع کر دو۔ میں بالکل اکیلی رہتی ہوں۔ میں نے اس صاحبہ سے یہ کہتے ہوئے معذرت کی۔ کہ اس طرح میری پڑھائی میں ہرج ہوگا۔ اس نے اصرار کیا کہ میں کم از کم اس کے ساتھ ایک کپ چائے پیئوں۔ میں اس کے گھر گئی۔ یہ بوڑھی یہودی عورت اس گھر کی مالکہ تھی اور وہاں اکیلی رہتی تھی۔ وہ مجھ سے بہت پیار و محبت سے پیش آئی اور میری خوب مہمان نوازی کی۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے اس کے گھر میں نقل مکانی کر لی۔ کیونکہ ہوسٹل میں میوزک اور ڈانس وغیرہ کی وجہ سے بہت شور غل رہتا تھا۔ میں اپنی پڑھائی پر توجہ مرکوز رکھنا چاہتی تھی۔

Marfat.com

مالکہ مکان کے تاثرات

ہندی مذہبی کتابیں اور قرآن میرے پڑھائی کے میز پر کھلے پڑے رہتے اور میں انہیں روزانہ پڑھتی۔ مالکہ مکان مجھے کہنے لگی۔ جب بھی تم یہ کتاب (یعنی قرآن) پڑھتی ہو۔ تو زارو قطار روتی ہو۔ تمہیں اسے نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ تمہیں روزانہ رلاتی ہے۔

وہ یہ بھی کہنے لگی کہ تم اپنی زندگی میں عشق محبت کو بھی جگہ دو اور اپنے کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ وقت گزارا کرو۔ میں نے اسے کہا کہ میں صرف اپنی پڑھائی پر توجہ رکھنا چاہتی ہوں اور اسی لئے یہاں نقل مکانی کی ہے۔

بالآخر نیا سال شروع ہوا۔ میری مالکہ مکان نے مجھے کہا کہ جین (Jean) پہن لو اور سر پر ٹوپی پہنو۔ وہ مجھے ماسکو کے پبلک اسکوائر میں لے گئی جہاں نیا سال دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ جب نیا سال شروع ہوا تو میری مالکہ مکان نے ایک نوجوان کو میرے ساتھ ڈانس کرنے کو کہا۔ میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے ڈانس کرنا نہیں آتا۔ مجھے خوش کرنے کے لئے وہ بوڑھی خود ہی اس نوجوان کے ساتھ ڈانس کرنے لگی۔ حقیقت یہ ہے کہ میری مالکہ مکان میرے پورے قیام کے دوران میرے ساتھ بہت اچھی پیش آئی۔

قدرتی کشش

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ میری شکیل صاحب سے روسی کلچرل سنٹر میں ملاقات ہوئی۔ ہم دونوں قدرتی طور پر بلند قد باوقار اور پُرکشش ہیں۔ اور ایک دوسرے کو دل ہی دل میں پسند کرنے لگے اور باہمی رابطہ قائم رکھا۔ حتیٰ کہ شکیل صاحب تاشقند پہنچ گئے۔ اور مجھے فون پر اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ ماسکو میں تین سال کے قیام کے بعد میں اپنی ایک روسی گرل فرینڈ کے ہمراہ بذریعہ ریل تاشقند گئی۔ ہم تین دن اور تین راتیں تاشقند میں رہیں۔ شکیل صاحب نے مجھے شادی کرنے کی دعوت دی۔ میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ کہ میں اپنے ہندو مذہب کو نہیں چھوڑ سکتی۔ انہوں نے مجھے ایک نشاء (Nisha) نامی عورت سے ملنے کو کہا جو کہ مدراس سے تھی اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایک شامی باشندے سے شادی کر چکی تھی۔

Marfat.com

نشاء کے گھر میں بہت لمبی میٹنگ ہوئی۔ بالآخر نشاء نے مجھے کہا کہ تم ایک مسلمان سے شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کر لو ورنہ تمہارے والدین تمہاری شادی کسی ہندو سے کر دیں گے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں دونوں مذہبوں (اسلام اور ہندومت) پر قائم رہنا چاہتی ہوں۔ شکیل صاحب اس پر رضا مند ہو گئے اور مجھے اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا۔

شادی خانہ آبادی

ہم تاشقند کی بڑی مسجد کے امام صاحب کے پاس نکاح کے لئے گئے۔ انہوں نے ایک ہندو اور مسلم کے درمیان نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ اب شکیل صاحب نے مجھے کہا کہ اس شادی کے لئے ضروری ہے کہ میں پہلے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کروں۔ میں مان گئی۔ پھر ہم تاشقند کی ایک چھوٹی مسجد کے امام صاحب کے پاس گئے۔ امام صاحب نے مجھے کلمہ شریف پڑھایا۔ میں یہ کلمہ عربی زبان میں پہلے ہی جانتی تھی لیکن معانی معلوم نہ تھے۔ اس طرح میں نے اللہ کے فضل سے درجنوں طلباء کی موجودگی میں اسلام قبول کر لیا۔ الحمدللہ

شادی کا خطبہ

یہ امام صاحب بہت سادہ۔ متقی اور مخلص شخص تھے۔ وہ کہنے لگے۔ اب آپ ہماری اسلامی بہن بن گئی ہیں۔ آپ نے ابھی ابھی کلمہ شریف پڑھا ہے۔ جس میں صرف ایک خدا کی عبادت کا عہد کیا۔ اس لئے آئندہ آپ کو کسی دوسرے بت کو پوجا نہیں کرنی چاہیے۔ یہ آپ نے اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کیا ہے۔ اس سے نہ صرف حاضرین مسجد خوش ہیں بلکہ آسمانوں میں بھی تمہاری وجہ سے عید منائی جا رہی ہے۔ اس عید میں فرشتے ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں۔ کہ اس تعلیم یافتہ عورت نے اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کیا ہے۔ اور آسمانوں میں ہر طرف تمہارا چرچا ہے۔ امام صاحب کی اس تقریر نے میرے دل پر گہرا اثر کیا۔ اور زندگی میں پہلی بار میں نے اسلام کو دل و جان سے قبول کر لیا۔

جب لیڈی ڈاکٹر صاحبہ مجھے یہ کہانی سنا رہی تھیں تو ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپک رہے تھے۔ کیونکہ یہ سنہری لمحات زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ تھا۔ جس نے ان کی زندگی کا

Marfat.com

رخ ہی بدل دیا۔ وہ ساتھ ہی ساتھ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھیں۔ لیکن اللہ کے شکر کے احساس سے رونا نہ تھمتا تھا۔

نکاح نامہ

امام صاحب نے شکیل صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ نکاح نامہ لکھنے سے پہلے آپ کو اپنی زوجہ کے لئے مہر طے کرنا ہوگا۔ شکیل صاحب نے کہا میں ایک طالبعلم ہوں۔ میرے پاس دو سو ڈالر ہیں۔ امام صاحب نے کہا کہ یہ ناکافی ہیں۔ شکیل صاحب نے دوستوں سے پیسے ادھار لے کر مہر کی مقدار بڑھائی۔ پھر بھی امام صاحب نے کہا۔ یہ ابھی بھی ناکافی ہے۔ آپ کی زوجہ ایک لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ ان کا سوسائٹی میں ایک اچھا مقام ہے۔ آپ کو ان کی حیثیت کے مطابق مہر ادا کرنا چاہئے۔ شکیل صاحب نے کہا کہ میں اپنے رشتہ داروں سے ادھار لے کر ان کو کئی ہزار ڈالر مہر ادا کرنے پر رضامند ہوں۔ ڈاکٹر صاحبہ کہنے لگیں کہ میں حیران ہوگئی کہ اسلام عورت کے حقوق کا کیسے تحفظ کرتا ہے۔ اس سے میرے دل میں اسلام کی قدر و منزلت اور بڑھ گئی۔ شکیل صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ نکاح نامہ میں کئی ہزار ڈالر مہر لکھ دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ادا کروں گا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ لکھنے کی ضرورت نہیں جو ہم کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو سن رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ گواہی کے لئے کافی ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر صاحبہ کہنے لگیں کہ اس سے میرے ایمان کو اور تقویت پہنچی۔ بالآخر امام صاحب نے ہمارا نکاح نامہ لکھ دیا۔ اور پوری مسجد میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چند دن کے بعد میں اپنی روسی گرل فرینڈ کے ساتھ واپس ماسکو آ گئی۔

اسلامی تعلیم و تربیت

ماسکو میں عبداللہ ثانی صاحب طلباء کی مسجد کے امام تھے۔ وہ نہایت ہی متقی اور مخلص شخص تھے۔ وہ مردوں اور عورتوں کو تعلیم و تربیت دیتے اور ہمارے ہر طرح کے سوالوں کا نہایت واضح اور مدلل جواب دیتے۔ میں نے ان سے بڑھ کر متقی شخص اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ پس میری تعلیم و تربیت بہت سرعت اور آسانی سے ہوئی کیونکہ اس کے لئے مسجد کا ماحول بہت سازگار تھا۔ اس دوران شکیل صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کر لی اور میرے پاس ماسکو آ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل

Marfat.com

سے انہیں نیچرز کمپنی آف برٹین (Netures Company of Britain) میں بطور انجینئر کام بھی مل گیا۔ ہم دونوں شادی شدہ طلباء کی بلڈنگ میں منتقل ہو گئے۔

طالبعلمی کا زمانہ

میں طالبعلمی کے زمانے کی بہت قدر کرتی ہوں۔ کیونکہ ہر ملک اور ہر زمانے کے اکثر طلباء بنیادی طور پر ایماندار اور وسیع القلب ہوتے ہیں۔ اور سچائی کے متلاشی رہتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی بات نہایت صبر اور تحمل سے سنتے ہیں۔ اگر دوسرے کے خیالات سے اتفاق نہ بھی ہو تو رواداری سے پیش آتے ہیں۔ جب کہ عام سوسائٹی میں یہ معاملہ برعکس ہے۔ جس کی وجہ سے سوسائٹی میں اکثر دنگا وفساد برپا رہتا ہے۔ میں ان سب طلباء کی شکر گزار ہوں جن کی وجہ سے میری زندگی سنوری۔ دراصل میں جو کچھ بھی ہوں۔ اللہ کے فضل وکرم اور ان طلباء کی وجہ سے ہوں۔ اس لئے میں ہر ملک اور ہر زمانے کے طلباء کو سلام پیش کرتی ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ وہ اسی طرح حق وسچائی کے متلاشی رہیں۔

والدین کا ردعمل

میں نے بہ ذریعہ ٹیلیفون اپنی امی جان کو قبول اسلام اور شادی کے بارے میں بتایا۔ وہ کہنے لگیں۔ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے اور تم اپنا دماغ کھو بیٹھی ہو یاد رکھو کہ تم دونوں امریکہ یا آسٹریلیا بھی گئے تو ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ چونکہ تم سے زندگی کی سب سے بڑی غلطی سرزد ہوگئی ہے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ تم اس شہر کی کسی ریل گاڑی کے سامنے بیٹھ کر خودکشی کرلو۔ تاکہ میری عزت بچ جائے۔ میں لوگوں سے کہہ دوں گی کہ میری بیٹی کا انتقال ہو چکا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ مجھے زندگی بھر اپنا چہرہ مت دکھانا۔

یہ سب باتیں سن کر میرے دل ودماغ کو بہت ٹھیس پہنچی اور مجھے ڈراؤنے خواب آنے لگے۔ اس ذہنی کوفت کی وجہ سے میری پڑھائی بھی بہت متاثر ہوئی۔

قانونی مشکلات

ہم سنتے رہتے تھے کہ Engagement is ok but marriage is a

Marfat.com

یعنی منگنی تو بھلی چیز ہے لیکن شادی دردِ سر سے کم نہیں۔ ہم دونوں انڈین ایمبیسی headache ماسکو گئے۔ تاکہ ہماری شادی کی انڈین قوانین کے مطابق بھی تصدیق ہو جائے۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ کسی مخلص دوست نے ہمیں مشورہ دیا کہ اگر تمہارا بچہ ہو تو انڈین ایمبیسی انکار نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ماسکو میں ہی پہلا بچہ عطا کر دیا۔ ہم نے پہلے بچے کی پیدائش کا روسی قوانین کے مطابق اندراج کرا دیا۔ اب روسی گورنمنٹ نے انڈین ایمبیسی کو لکھا کہ یہ شادی اور بچہ روسی قوانین کے عین مطابق ہیں۔ پس انڈین ایمبیسی کو ان دو حقائق کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔ بہر حال بہت دوڑ دھوپ کے بعد انڈین ایمبیسی نے ہمیں اور ہمارے بچے کو انڈیا کا ویزا دے دیا۔ میری ڈاکٹری کی تعلیم بھی مکمل ہو گئی۔ اور ہم دونوں اپنے پیارے ملک واپس آ گئے۔

فیملی کے لیے باعث صد برکت

رسول اکرم ﷺ کو دعوت تبلیغ کے لئے جو پہلا حکم ملا وہ یہ تھا۔

وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾

یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو یاد دہانی کرائیے۔ (الشعرا: ۲۱۴)

درحقیقت یہ ہی حکم سب انبیاء کرامؑ کو ملا تھا۔ کیونکہ اس میں بہت حکمت مخفی ہے۔ میں نے بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں سب سے پہلے اپنے خاوند کو صلوٰۃ وصوم کی پابندی کی تلقین کی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بہتر مسلمان بن گئے اور باجماعت نماز کا اور زیادہ اہتمام کرنے لگے۔ ماسکو میں ہمارا پڑوسی ہر صبح بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرتا جو کہ ہمیں بھی سنائی دیتی۔ میں نے اپنے خاوند سے اصرار کیا کہ یہ بھی ایسی ہی اچھی تلاوت سیکھنے کی کوشش کریں۔ بتدریج ہم دونوں بہتر مسلمان بن گئے۔

جب ہم انڈیا آئے تو میں نے دیکھا کہ میرے سسرال والے بہت دولت مند تھے۔ لیکن اسلامی احکام کی ادائیگی میں بہت کمزور تھے۔ اکثر امیر گھرانوں کا یہی حال تھا۔ یہاں تک کہ گھروں میں شراب نوشی تک ہوتی۔ میں نے نہایت جرأت اور سنجیدگی سے انہیں اسلامی اقدار کی یاد دہانی کرائی۔

Marfat.com

میرے اچھے میرٹ (merit) کی وجہ سے مجھے لوکل ہسپتال میں کام مل گیا اور میں نے اپنی تنخواہ سے پیسے بچانے شروع کئے۔ اگلے ہی سال میں نے میرے خاوند اور میری ساس صاحبہ کو اپنے بچے ہوئے پیسوں سے حج کرایا۔ میرے سسرال والے کہنے لگے کہ ہمیں حج کی کبھی سوچ ہی نہیں آئی۔ کہتے ہیں خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اگلے سال میرے رشتہ داروں میں سے کئی اور کو بھی اللہ تعالیٰ نے حج کی توفیق عطا کی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد

جب ہم حج سے واپس آئے تو اپنے ساتھ زم زم کا پانی لائے۔ میرے ایک نہایت قریبی رشتہ دار نے زم زم مانگا۔ میں نے انہیں کہا کہ زم زم تب دوں گی اگر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ شراب نوشی بند کر دیں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا اور زم زم نوش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے شراب نوشی چھوڑ دی۔ میں اللہ کی شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس تبدیلی کا ذریعہ بنایا۔ اس پورے کنبہ میں صرف میں حجاب پہنتی ہوں۔ لیکن اب بتدریج دوسروں کا بھی اس طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔

انڈین سوسائٹی کے لئے باعث رحمت

میں گھر سے باہر اور ہسپتال میں کام کے دوران اسلامی حجاب میں ملبوس رہتی ہوں۔ میرے ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر صاحب نے مجھے کہا کہ اس لباس کے باعث تمہارے لئے ان دیکھے مسائل پیدا ہوں گے۔ میں نے انہیں یقین دلایا کہ یہ میرے لئے اور ہسپتال کے ماحول کے لئے باعث رحمت ہوگا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے ہر کوئی عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور میری اس عزت افزائی کی وجہ سے کئی عورتوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں ان نئے مسلمانوں کو اپنے گھر میں تعلیم دیتی ہوں۔ اور میں نے ان میں سے بعض کی شادیوں کا انتظام بھی کیا ہے۔ میرے گھر میں ہفتہ وار تعلیمی اجتماع میں حاضرین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔

اسلامی کتب

ہمارے حج کے دوران ہمیں آپ (امتیاز احمد) کی چند اسلامی کتب دی گئیں۔ آپ کی

Marfat.com

کتابوں سے متاثر ہو کر آج ملنے آئی ہوں۔

ایک دن میرے خاوند مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ان میں سے ایک کتاب پڑھ رہے تھے۔ ایک نائیجیرین بھائی نے میرے خاوند سے کہا۔ کیا میں یہ کتاب دیکھ سکتا ہوں جسے آپ اتنے انہماک سے پڑھ رہے ہیں۔ وہ صاحب تھوڑی دیر کتاب پڑھنے کے بعد کہنے لگے۔ مہربانی کر کے یہ کتاب مجھے عنایت کر دیں میں اور میری فیملی آپ کو بہت دعائیں دے گی۔ شکیل صاحب نے وہ کتاب انہیں دے دی اور باقی کتابیں ہم انڈیا لے آئے۔ اب گھر میں ہمارا یہ معمول ہے کہ ہمارا ایک بیٹا اس کتاب کو بلند آواز سے پڑھتا ہے اور باقی فیملی سنتی ہے۔ جب ہم نئے مسلمانوں کی کہانیوں والی کتاب سنتے ہیں تو اکثر روتے ہیں۔ یہ کہانیاں ہم سب کے لئے بہت سبق آموز ہیں۔

ایک انمول موقع

مجھے گورنمنٹ آف انڈیا نے ۲۰۰۹ کے حج کے دوران بطور ڈاکٹر مکہ مکرمہ بھیجا ہے۔ میں یہاں تقریباً دو ماہ سے مقیم ہوں۔ اور میں نے کئی عمرے کئے ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف ممالک کے مسلمانوں سے مل کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے اس سال حاجیوں کی خدمت کی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بار بار یہاں لائیں۔ اور ایسی ہی خدمت کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ:

میں نے یہ کہانی ۲۰۰۹ء میں لکھی اب (۲۰۱۰ء) میں مجھے اجازت دی گئی ہے کہ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کا نام عام پبلک کو بتا دوں۔ اس لئے اب عنوان میں محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کا نام فاطمہ بندو صاحبہ لکھ دیا ہے۔

آپ نے گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے پچھلے دو سال مکہ مکرمہ میں انڈین حجاج کی خدمت سرانجام دی۔ آپکی غیر معمولی کارکردگی دیکھ کر گورنمنٹ آف انڈین نے آپ کو ایک اعلیٰ ایوارڈ دیا۔

Marfat.com

اس سال (۲۰۱۱ء) کے حج کے دوران آپ کو مدینہ منورہ میں انڈین میڈیکل سروسز (Indian Medical Services) کا انچارج بنایا گیا ہے۔آپ ایک بڑے ہسپتال اور چھ میڈیکل کلینزکس (Medical Clinic) کی ڈائریکٹرس ہیں اور تقریباً دوسو افراد آپ کے ماتحت کام کررہے ہیں۔ انڈین میڈیکل سروسز کی کارکردگی قابل ستائش ہے کیونکہ وہ ہر سال نہایت تجربہ کار اور مخلص عملہ بھیجتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر فاطمہ صاحبہ پہلی لیڈی ڈاکٹر ہیں جن کو مدینہ منورہ میں انڈین میڈیکل سروسز کی ڈائریکٹرس بنایا گیا ہے۔ یقیناً یہ ڈاکٹر صاحبہ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

آپ سے میٹنگ کے دوران پتہ چلا کہ آپ ہر رات اپنے عملے کی عورتوں کو اجتماعی طور پر اسلامی تعلیم دیتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کے قول کے مطابق اکثر پیدائشی اور روائتی مسلمان اسلامی تعلیم وتربیت میں بہت کمزور ہیں، پس میں ہر جگہ اسلامی تعلیم وتربیت کو فروغ دینا چاہتا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر فاطمہ بندو صاحبہ اور ان سب کو جو حجاج کی دن رات تن من دھن سے خدمت کرتے ہیں۔ اجر عظیم عطا فرمادیں۔ آمین

Marfat.com

ایک نئی مسلمہ کا اسلامی تعلیمات کے لئے ذوق وشوق

آج ۲۹ جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعہ مجھے (امتیاز احمد کو) ایک نوجوان تعلیم یافتہ نئی مسلمہ کی ای میل موصول ہوئی جو کہ ہندو مذہب کو خیر باد کہہ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئی ہے۔ میں ان صاحبہ کے اسلامی انداز سے بہت متاثر ہوا۔ اور دعا گو ہوں کہ میری طرح دوسرے پیدائشی اور روائتی مسلمان ان اسلامی اقتدار کو پہچانیں اور اپنائیں۔ ای میل حسب ذیل ہے:

ایک مناسب دلہن کی تلاش

یہ ایک نہایت حسین اور تعلیم یافتہ نوجوان کی کہانی ہے۔ اس کے والد اس کی شادی خانہ آبادی کے لئے ہر وقت مصر رہتے۔ ان کے پاس اپنے بیٹے کے لئے کئی پیغامات آئے لیکن بیٹے نے ان سب پیغامات کو ٹھکرا دیا۔ والدین یہ سب صورت حال دیکھ کر تنگ آ گئے اور سوچنے لگے غالباً اس کے دل میں کوئی اور لڑکی بستی ہے۔

دیکھنے میں یہ آیا کہ جب بھی اس کے والدین لڑکی والوں کے گھر سے باہر نکلتے تو ان کا بیٹا بس اتنا کہتا: 'یہ لڑکی میرے لئے مناسب نہیں' دراصل یہ نوجوان مذہبی اور دین پر کاربند بیوی کی تلاش میں تھا۔ اس نوجوان کی ماں نے اپنے بیٹے کی ایک ایسی لڑکی سے ملاقات کرائی جو کہ ظاہراً مذہبی رنگ میں رنگی تھی اور دین پر کاربند نظر آتی تھی۔ اس گھر میں یہ لڑکا اور لڑکی ایک علیحدہ کمرے میں بیٹھ کر تبادلۂ خیالات کرنے لگے تاکہ ایک دوسرے کی سوچ وفکر سے متعارف ہو سکیں۔ اس شریف لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ آپ کے ذہن میں جو بھی سوال ہیں بلا جھجک پوچھ لیں۔ لڑکی نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ لڑکے کا زندگی کا تصور، تعلیم، دوست واحباب، مشغلے، ذاتی تجربات، جوتوں کا سائز، غرضیکہ ہر طرح کے سوال کئے۔ ایسے ہی ایک گھنٹہ سے زیادہ وقت گزر گیا۔ لڑکے نے ہر سوال کا جواب دیا۔ بالآخر لڑکی نے لڑکے سے کہا کہ کیا آپ کے ذہن میں

Marfat.com

میرے بارے میں کوئی سوال ہے؟ نوجوان نے کہا صرف تین سوال ہیں۔لڑکی نے کہا پوچھئے۔

نوجوان نے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ لڑکی نے کہا یہ تو بہت آسان سوال ہے۔ مجھے سب سے زیادہ محبت اپنی ماں سے ہے۔نوجوان ذرا مسکرایا اور پھر دوسرا سوال کیا: آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے قرآن پاک نہایت دلجمعی سے پڑھا ہے۔

بتایئے کہ آپ کتنی سورتوں کے معنی کو جانتی ہیں۔ یہ سن کر لڑکی کا چہرہ سرخ ہو گیا اور قدرے گھبرا کر کہنے لگی کہ مجھے کسی سورت کے معانی نہیں آتے۔ کیونکہ میں اب تک بہت مصروف رہی ہوں، انشاء اللہ جلد ہی معانی پڑھنے شروع کر دوں گی۔ پھر نوجوان نے تیسرا سوال کیا۔ مجھے کئی رشتے آئے جن کی لڑکیاں تم سے کہیں زیادہ خوبصورت تھیں بھلا آپ ہی بتایئے کہ مجھے آپ سے کیوں شادی کرنی چاہئے۔ یہ سنتے ہی لڑکی آپے سے باہر ہوگئی اور غصے کے باعث گھر میں طوفان برپا کر دیا۔ اپنے والدین سے کہنے لگی کہ میں اس لڑکے سے شادی نہیں کرونگی۔ اس نے میری شکل وشباہت اور میری عقل کا مذاق اڑایا ہے۔ پس نوجوان کے والدین اس گھر سے بھی مایوس ہو کر نکلے اور غصے سے اپنے بیٹے سے کہنے لگے کہ تم نے اس لڑکی کو کیوں ناراض کیا۔ یہ لوگ بہت مہذب اور مذہبی تھے۔ اسی بات کی تو نے رٹ لگا رکھی تھی۔ بتاؤ تم نے اس لڑکی سے کیا کہا۔ نوجوان نے اپنے والدین سے کہا کہ سب سے پہلے میں نے اس لڑکی سے پوچھا۔ تمہیں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے وہ کہنے لگی اپنی امی سے، نوجوان کے والدین نے کہا اس میں بری بات کیا ہے۔ نوجوان نے کہا کہ کوئی شخص صحیح مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت نہ کرے۔ اگر ایک عورت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہے تو وہ مجھ سے بھی محبت کرے گی۔ مجھے عزت کی نظر سے دیکھے گی اور میری وفادار رہے گی کیونکہ اس کے دل میں اللہ کا ڈر ہے اس صورت میں ہم دونوں ایک محبت بھری زندگی بسر کر سکتے ہیں جو کہ ظاہری خوبصورتی کی محبت سے افضل و بالاتر ہے۔

Marfat.com

اپنی بات جاری رکھتے ہوئے نوجوان نے والدین سے کہا کہ میں نے لڑکی سے دوسرا سوال یہ کیا کہ تم نے قرآن پاک کا مطالعہ خوب کیا ہے۔ بتاؤ کس کس سورت کے معانی جانتی ہو، لڑکی نے جواب دیا کہ میں کسی سورت کے معانی نہیں پڑھ سکی کیونکہ میں اب تک بہت مصروف رہی ہوں، نوجوان نے والدین سے کہا کہ مجھے اس وقت امام شافعی کا قول یاد آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہر شخص مردہ ہے سوائے اس کے جس کے پاس علم ہو (یعنی علم النافع) اور سب عالمِ نیند میں مدہوش ہیں سوائے ان کے جنہوں نے نیک عمل کیے۔ اور ہر نیک عمل کرنے والا صریح دھوکے میں ہے سوائے اس کے جس نے خلوص دل سے نیک عمل کیے اور یہ کہ مخلص لوگ وہ ہیں جو ہر وقت دوسروں کی اصلاح کے لئے فکر مند رہتے ہیں۔ ابا جان آپ ہی سوچیے جب اس لڑکی کو بیس سال کی زندگی میں علم حاصل کرنے کے لئے وقت نہیں ملا، وہ اپنے فرائض کیسے پہچان سکتی ہے، اور میرے بچوں کو تعلیم و تربیت سے کیسے مزین کر سکتی ہے؟ درحقیقت عورت ایک مکمل مدرسہ ہی نہیں بلکہ ٹیچر بھی ہے۔ اور اگلی نسلیں اسی کی غیر معمولی صلاحیتوں سے پروان چڑھتی ہیں۔ لیکن جس عورت کو اللہ کا دیا ہوا علم سیکھنے کے لئے وقت نہیں ملا وہ خاوند اور اولاد کے لئے وقت کہاں سے نکالے گی؟ اس نوجوان نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں نے اس لڑکی سے تیسرا سوال یہ کیا کہ جب تم سے زیادہ خوبصورت لڑکیاں مجھ سے شادی کرنے کو تیار ہیں تو بھلا تم ہی بتاؤ کہ مجھے تم سے شادی کیوں کرنی چاہیئے؟ یہ سنتے ہی لڑکی چلا اٹھی اور گھر میں طوفان مچا دیا۔ یہ سن کر والدین نے اپنے بیٹے سے کہا کہ یہ تم نے بہت برا کہا۔ ہم لڑکی کے والدین کے پاس معافی مانگنے جا رہے ہیں نوجوان نے والدین سے برجستہ کہا۔ میں نے جان بوجھ کر ایسا کہا تا کہ اس کا امتحان لوں کہ کیا وہ اپنے غصے پر قابو پا سکتی ہے یا نہیں؟

کسی شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ایک آدمی متقی کیسے بن سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، غصے کو قابو رکھو، غصے کو قابو رکھو، غصے کو قابو رکھو، کیونکہ غصہ شیطانی عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ نوجوان نے والدین سے عرض کی کہ آپ ہی بتایئے اگر ایک عورت ایک اجنبی کے سامنے اپنے غصے کو قابو میں نہیں رکھ سکتی تو وہ اپنے خاوند کے سامنے

Marfat.com

غصے کو کیسے قابو کرے گی؟

اس کہانی سے ہم نے کچھ نتائج اخذ کئے ہیں کہ شادی خانہ آبادی کے لئے مندرجہ ذیل امور کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے:

۱۔ علم کو شکل وشباہت پر ترجیح دیں۔

۲۔ عمل کو قول پر ترجیح دیں۔

۳۔ معافی کو غصے پر ترجیح دیں۔

۴۔ روحانی محبت کو دنیاوی شہوت بازی پر ترجیح دیں۔

۵۔ باہمی تعاون کے لئے لچک اور سمجھ بوجھ ہونی ضروری ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے کہ اللہ کے ڈر کے بغیر ہمارے ہفتہ کچھ یوں گزرے گا:

Sinday

Mournday

Tearsday

Wasteday

Thirstday

Fightday

Shatterday

Marfat.com

قرآنی ارشادات

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے، جو ایسی کتاب ہے کہ ملتی جلتی ہے، بار بار دہرائی جاتی ہے، جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے جس کو اللہ چاہتا ہے اس کے ذریعے ہدایت کرتا ہے، اور جس کو اللہ گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں۔ (الزمر: ۲۳)

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

ترجمہ: اور جب اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں، اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، (یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم مسلمان ہو گئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجیے جو تصدیق کرتے ہیں، اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لائیں، اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دے، سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کے صلہ میں ایسے باغ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ

Marfat.com

ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور نیکو کاروں کی یہی جزا ہے۔ (المائدہ: ۸۳۔۸۵)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۸

ترجمہ: اے (عیسیٰ علیہ السلام پر) ایمان رکھنے والو تم اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پر ایمان لاؤ، اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت کا دوہرا حصہ عطا فرما دے گا۔ اور تم کو ایسا نور عنایت کرے گا کہ تم اس کو لئے چلتے پھرتے ہو گے اور تم کو بخش دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ (الحدید: ۲۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸

ترجمہ: اُس دن (قیامت کے دن) اللہ رسوا نہ کرے گا نبی ﷺ کو، اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، اور وہ دعا کرتے ہوں گے، اے ہمارے ربّ ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے، اور ہماری مغفرت فرما دے، بیشک تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (سوۃ التحریم: ۸)

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۳ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۱۴ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۵

ترجمہ: جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے، ان کا نور ان کے

Marfat.com

سامنے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، تمہیں آج خوشخبری ہے باغات کی جن کے نیچے بہتی ہیں، نہریں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں، ان لوگوں کو جو ایمان لائے، ہماری طرف نگاہ کرو، ہم تمہارے نور سے (کچھ) حاصل کر لیں، کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پس (وہاں) نور تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی، اس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندر رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ وہ (منافق) اور (مسلمانوں) کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے ہاں (کیوں نہیں!) لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا، اور تم (مسلمانوں پر آفت کا) انتظار کرتے اور شک کرتے تھے، اور تمہیں تمہاری جھوٹی آرزوؤں نے دھوکے میں ڈالا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکہ دینے والے (شیطان) نے دھوکہ میں ڈالا۔ سو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا، نہ ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا، تمہارا ٹھکانا جہنم ہے، یہ تمہارا رفیق ہے، اور بری جائے بازگشت ہے۔ (سورۃ الحدید: ۱۲۔۱۵)

Marfat.com

تصانیف اور قارئین کرام کے خطوط

۱۔ہم نے اسلام کیسے قبول کیا	1. How Islam touched their hearts
۲۔شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات	2. Speeches for an Inquiring Mind
۳۔اہلِ فکر کے لئے یاددہانی	3. Reminders for the people of Understanding
۴۔مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات	4. Historical Sites of Madina Munawwarah
۵۔مکہ مکرمہ کے سبق آموز واقعات	5. Inspiring Events of Makkah Mukarramah

☆ امتیاز صاحب۔ میرا نام شہناز بیگم ہے۔ میں ایک برٹش انڈین مسلم ہوں۔ میری پیدائش اور نشوونما برطانیہ میں ہوئی مجھے آج تک نہ ہی کسی اسلامی ملک جانے کا موقع نہیں ملا۔ مجھے اسلام سمجھنے میں بہت مشکل پیش آرہی ہے گو میں تین سال کی عمر سے اسلامی تعلیم کے لئے ٹیوشن پڑھ رہی ہوں۔ البتہ میں نے آپ کی کتابوں کو مفید اور دلکش پایا۔ یہ کتب میرا بھائی اپنے شام کے سفر کے دوران لایا۔ ان کتابوں کی زبان سادہ ہے اور میرے لئے ان کا سمجھنے بہت آسان ہے۔ غالباً یہ اس لئے کہ آپ امریکی ہیں اور آپ کا طرز تحریر میرے لئے موزوں ہے۔ میں اس وقت یونیورسٹی لاء کی طالبعلم ہوں اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے اپنی دیگر تصانیف بھی ارسال فرمادیں۔ شہناز۔ برطانیہ ۵ نومبر ۲۰۰۱ء

☆ مجھے آپ کی کتاب 'Speeches for an Inquiring Mind' (شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات) پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ حدیث اور فقہ کے علاوہ انمول قرآنی تعلیمات سے مزین ہے۔ درحقیقت اس کتاب کے مضامین جنوبی افریقہ کے اسلامی اسکولوں کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اس پوری کتاب کو کماحقہ یہاں شائع کر کے اسلامی اسکولوں کے سلیبس میں شامل کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ نذیر احمد تالیہ۔ جنوبی افریقہ ۶ جنوری ۲۰۰۲ء

☆ میں ایم۔ بی۔ اے ہوں اور بطور لیکچرر کام کر رہا ہوں میں نے حال ہی میں ہندو مذہب

Marfat.com

کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے آپ کی تین کتابیں (Speeches, Reminders, New Muslims) پڑھیں اور انہیں نہایت مفید اور آپ کے طرز تحریر کو موثر پایا۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ ایسے نیک کاموں کو جاری رکھیں۔ محمد زبیر۔ انڈیا ۲۸ مئی ۲۰۰۳ء

☆ جونہی میں نے آپ کی کتاب 'ہم نے اسلام کیسے قبول کیا؟' پڑھنی شروع کی میں اسے آخری صفحہ تک پڑھے بغیر نہ چھوڑ سکا۔ یہ کتاب نہ صرف غیر مسلموں کے لئے مفید ہے بلکہ یہ مسلمانوں کے ایمان کو بھی تقویت دیتی ہے اور اُن کو موثر دعوت تبلیغ کے طریقے سے آشنا کرتی ہے۔ جعفر قاسم۔ زمبابوے۔ مارچ ۲۰۰۲ء

☆ میں نے آپ کی کتاب 'ہم نے اسلام کیسے قبول کیا؟' پڑھی اور اسے نہایت دلکش پایا۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور ہم نوجوان مسلمات کو بھی آپکے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ سہادہ ماہامہ۔ گھانا افریقہ ۱۴ ستمبر ۲۰۰۱ء

☆ میں آپ کی کتاب Speeches پڑھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے بہت مشکل امور کو کتنے سادہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اس کتاب کے مضامین وقتاً فوقتاً اپنے کمیونٹی کے اخبار میں شائع کر سکوں۔ محمود نورانی۔ کینیا۔ افریقہ ۲۸ جنوری ۲۰۰۱ء

☆ میں نے آپ کی صرف دو کتابیں پڑھی ہیں جو کہ یقیناً عجیب وغریب ہیں۔ میں نے لاتعداد اسلامی کتب کا مطالعہ کیا ہے لیکن آج تک ایسی مفید، سادہ اور واضح طرز تحریر نہیں پائی۔ ان کتابوں کے مضامین میرے جیسی نوجوان مسلمات کے تجسس اور ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ ذکیہ۔ برطانیہ ۱۱ مارچ ۲۰۰۲ء

☆ میں نے آپ کی کتاب 'ہم نے اسلام کیسے قبول کیا؟' پڑھی۔ اس نے میرے دل و دماغ پر ایسا اثر کیا کہ اس کے مطالعہ کے دوران میری آنکھوں سے بے ساختہ طور پر آنسو بہہ رہے تھے۔ مجھے پتہ چلا کہ میرے مسلمان بھائی اسلامی تبلیغ کا کام نہایت تن دہی سے

Marfat.com

اسرانجام دے رہے ہیں۔ اور اس عمل سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں۔ جبکہ مجھے بے حد شرمندگی ہوئی کہ میں وہ کام نہیں کررہا جو مجھے بحیثیت مسلمان کرنا چاہئے۔ عبدالرحیم بابران۔ فلپین ۲۳ اپریل ۲۰۰۳ء

☆ میں نے آپ کی کتاب 'Speeches' پڑھی جو کہ مدینہ میں حج کے دوران بطور ہدیہ تقسیم کی گئی۔ مجھے کتاب پڑھ کر دلی مسرت ہوئی یقیناً آپ کی کتاب سبق آموز، تبلیغ کی شاہکار اور علمی لحاظ سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اسلام کے فروغ کے لئے آپ کی حکمت اور دوراندیشی بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اس خط کا مقصد یہ ہے کہ آپکی اجازت سے اس کتاب کو افریقہ کی لوکل زبان ہوسا (Hausa) میں ترجمہ کرسکوں۔ اس طرح سے پورا براعظم افریقہ اس سے مستفید ہوسکے گا۔ محمد الامین توقر۔ نائیجریا۔ افریقہ ۱۳ جولائی ۲۰۰۱ء

☆ میں نے آپ کی کتاب 'ہم نے اسلام کیسے قبول کیا؟' پڑھی اس نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ مجھ پر اسلام کی سچائی اور اہمیت مزید واضح ہوگئی۔ میں آج سے اسلام پر اور زیادہ کاربند ہونگی۔ اور آپ کی تعلیم وتبلیغ کی بے لوث خدمات سے بے حد متاثر ہوں۔ صفات بیگم۔ برما ۲ مئی ۲۰۰۳ء

☆ آپ کی کتاب Reminders قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بھرپور ہے۔ اس میں روز مرہ کے مسائل اور انکا حل درج ہے تاکہ انسان ایک پاکیزہ زندگی بسر کرسکے۔ کتاب کا سادہ بیان اور موثر طرزِ تحریر قابلِ ستائش ہے۔ ڈاکٹر اصغر علی شیخ۔ مدینہ منورہ۔ جون ۲۰۰۱ء

☆ آپ کی کتاب 'Speeches' میری پسندیدہ اسلامی کتابوں میں سے ایک ہے۔ میں نے کتاب کے عنوان کو بہت دلکش پایا۔ طرزِ تحریر اور بیان میں روانی بھی قابلِ تعریف ہے۔ اس کا ہر مضمون متوازن انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اب مجھے آپ کی کتاب Reminders بھی مل گئی ہے۔ یہ بھی اسی رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر شکیل فاروقی۔ مدینہ منورہ ۲۹ نومبر ۲۰۰۱ء

☆ میرا نام میڈور سلیمیٰ (Meddour Salima) ہے۔ میرے عمر ۱۹ سال ہے۔ میں نے

Marfat.com

آپ کی کتاب 'ہم نے اسلام کیسے قبول کیا؟' پڑھی اور اسے بے حد دلچسپ پایا۔ میں حیران ہوں کہ ان نوجوانوں نے کیسے اسلام قبول کیا۔ پھر ان کی زندگیوں میں کیا تغیر آیا اور بالآخر انہوں نے اسلام کی خدمت کتنی خوبی اور محنت سے سرانجام دیں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ میری شادی بھی کسی ایسے نوجوان سے ہو۔ میڈور سلیمی۔ الجزائر دسمبر ۲۰۰۳ء

☆ امتیاز بھائی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک لڑکا عطا فرمایا ہے، میں نے اس کا نام آپکے نام پر امتیاز احمد رکھا ہے۔ مہربانی کر کے دعا کریں کہ یہ بھی آپکی طرح ذہین، مخلص اور مذہبی سوچ والا ہو۔ اور آپ کی دیگر خوبیوں کا حامل بھی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اسلامی خدمات کو قبول فرمائیں اور آپ کو جنت فردوس میں جگہ دیں۔ فاطمہ بیلو، ابوجا، نائیجیریا، ۱۹ جنوری ۲۰۱۲ء

☆ مجھے آپ کا ویب سائٹ Google سے ملا۔ میں نے آپکی کتب کو اسلامی تعلیم کے فروغ کے لئے بہت مفید پایا۔ میں ان کا Malay زبان میں ترجمہ کرنا چاہتی ہوں۔ میں Malay زبان کی سند یافتہ مترجم اور ایڈیٹر ہوں۔ پس آپ کی اجازت کی طلبگار ہوں۔ Puteri Suriyani Megat Wazir، ملائشیا، ۲۵ مارچ ۲۰۱۲ء

☆ میری شادی چار ماہ قبل ہوئی ہمیں بہت تحفے ملے۔ میرے چچا نے ہمیں آپ کا لکھا ہوا شادی کا خطبہ بطور تحفہ دیا۔ یہ سب سے اچھا تحفہ تھا۔ ہم دونوں اس سے اب تک مستفید ہو رہے ہیں۔ عاکیف اے وہاب، سری لنکا، ۱۲ جنوری ۲۰۱۲ء

☆ میں نے آپکی کتاب Reminders پڑھی۔ آج تک میں نے جتنی کتابیں پڑھی ہیں۔ یہ ان سب سے اچھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مسلمان آپ کے بیان کردہ ملاقات کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں تو امت مسلمہ کی سماجی زندگی بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ آپ کی کتاب اسلئے سب سے ممتاز ہے۔ کیونکہ اس کا طرز بیان بہت سادہ ہے اور ہر بات کی آسانی سے سمجھ آجاتی ہے۔ میں اللہ کا شکرگزار ہوں، جس نے مجھے اس اسلامی تعلیم سے مزین کیا۔ ۶ جون ۲۰۱۱ء انس فاروق، پاکستان۔

Marfat.com

ایک نئ مسلمہ کی ای میل (email)

برادرم امتیاز احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے میں نے ۲۰۰۵ء میں حج کا فریضہ ادا کیا۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مجھے آپ کی کتاب Reminders ملی۔ اس سے مجھے روحانی طور پر بہت فائدہ ہوا۔ اس لئے میں نے آپ کی دوسری کتابیں بھی آپ کے ویب سائٹ سے پڑھیں۔ میری دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ میں ایک کے بعد ایک ورق الٹتی جاتی۔ درحقیقت آپ کی کتابیں بہت دلکش اور بنی نوع انسان کے لئے بے حد مفید ہیں۔ امتیاز بھائی، میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے یہ غیر معمولی کتابیں تصنیف کیں۔ جن سے مجھے اور میرے ملک کے دوسروں لوگوں کو بے حد خوشی اور دینی ترقی نصیب ہوئی۔

آپ یہ پڑھ کر حیران ہونگے کہ میں نے اسلام صرف آٹھ سال پہلے قبول کیا۔ مجھے اسلامی زندگی بہت پسند ہے۔ اب میں دل ہی دل میں سوچتی ہوں کہ میں نے اس سے پہلے ہی اسلام کیوں نہ قبول کیا۔ میرا اسلام کی طرف سفر بہت دلچسپ ہے۔ میں ۱۹۶۹ء میں ایک کرسچین (نصرانی) گھر میں نائجیریا میں پیدا ہوئی۔ ہم چھ بہنیں ہیں اور میرے دو بھائی ہیں۔ میرے والد صاحب میرے بچپن میں ہی ۱۹۷۲ء میں فوت ہوگئے۔ اور میری فیملی دو حصوں میں بٹ گئی۔ میری ماں اور میرے کچھ بھائی اور بہنیں ہمارے چچا کے پاس ایک دور دراز گاؤں میں منتقل ہوگئے، جبکہ میری دو بڑی بہنیں اپنی ممانی صاحبہ کے پاس شہر میں ہی مقیم رہیں۔ اس گاؤں میں میرے پرائمری اسکول کے قریب ایک بڑی مسجد تھی میں اکثر مسلمانوں کو صف بہ صف کھڑے ہوکر نماز ادا کرتے دیکھتی۔ ان کی نماز کی ادائیگی کا طریقہ مجھے بہت اچھا لگتا اور مجھے اسلام میں بے حد دلچسپی پیدا ہوگئی۔ میں اپنی ماں سے اکثر کہتی کہ میں مسلمان بننا چاہتی ہوں۔ وہ ہر بار مجھے سختی سے منع کردیتی، میں اپنی اماں جان کو ہرگز ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے میں کرسچین ہی رہی۔ البتہ میں نے قسم کھائی کہ میں ایک نہ ایک دن ضرور مسلمان ہوجاؤں گی۔

میری بڑی دونوں بہنیں ایک مسلم محلہ میں مقیم تھیں۔ وہ اپنے اردگرد مسلمانوں کے صاف

Marfat.com

ستھرے طرز معاشرت اور کردار سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئیں اور دو مسلمان نوجوانوں سے شادی کر لی۔ انہوں نے اسلامی تعلیم و تربیت حاصل کی اور اب اپنے بچوں کی نہایت اعلیٰ طریقہ سے نشوونما کر رہی ہیں اور اپنی اسلامی زندگی سے بہت مطمئن ہیں۔

میری امی جان اپنے دامادوں کے حسن اخلاق سے بہت خوش ہوئی اور اسلام میں عورتوں کے حقوق کے تحفظ کو دیکھ دنگ رہ گئی۔ اس ذاتی تجربے کی بنا پر امی جان نے بھی مجھ سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا۔ میری امی جان نے اپنے دیگر بچوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ عنقریب وہ خود اسلام کی خوبیاں دیکھ کر اسلام قبول کر لیں گے۔

اب میں نے بھی اسلامی کتابیں پڑھنی شروع کر دیں اور گاہے بگاہے اسلام کے بارے میں سوال کرتی رہتی۔ میں دل ہی دل میں سوچتی کہ پانچ وقت نماز ادا کرنا۔ عربی زبان میں قرآن پڑھنا۔ رمضان میں روزے رکھنا اور عورت کا اسلامی لباس میں ملبوس رہنا بہت کٹھن چیزیں ہیں۔ پس ذہنی طور پر مجھے اسلام قبول کرنے میں بہت ہچکچاہٹ محسوس ہوئی۔ گھر میں نماز کے وقت اپنی امی کو جگاتی لیکن اپنے آپ ذہنی طور پر تیار نہ کر پاتی۔ دراصل اس وقت میں کسی بھی مذہب پر کاربند نہ تھی۔ گویا میں ذہنی طور پر ایک گمشدہ عورت تھی۔

بالآخر ۱۹۹۷ء کے رمضان المبارک کے دوران مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں نے بہت سوچ بچار کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ اس سے مجھے بہت خوشی اور سکون نصیب ہوا۔ میں نے ایسے محسوس کیا کہ میرے سر سے بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا ہے۔ آپ کو یہ پڑھ کر خوشی ہوگی کہ اب تک ہم میں سے پانچ بہنوں اور میرے ایک بھائی نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ علاوہ ازیں میری اماں جان کے کردار کو دیکھ کر میرے کئی رشتہ داروں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ ہم سب امی جان کو اسلام کی ملکہ مانتے ہیں، میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے سیدھے راستے پر قائم اور دائم رکھے۔ آمین۔

۱۵ / جون ۲۰۰۵ء Zulia Mohameed Nigera

نوٹ: یقیناً یہ ای میل ہم سب پیدائشی اور روائتی مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑی یاددہانی ہے، میں حیران ہوں کہ نئے مسلمان اپنی سماجی اور گھریلو مشکلات کے باوجود کتنے اخلاص اور ہمت سے اسلامی فرائض کو سرانجام دیتے ہیں۔ کاش ہم روائتی مسلمانوں میں بھی ویسا ہی اخلاص سرایت کر جائے۔ آمین امتیاز احمد

Marfat.com

ہدیہ تبریک

عجب ہے مشیّت کا یہ کارخانہ
بھرے پیٹ کو پوچھتا ہے زمانہ

یہ نورانی راتیں منوّر اجالا
خدا جانے کب ہو مدینہ میں آنا

کتابیں بہت خوب اردو سلیس
ذہن فلسفی اور قلم مدبرانہ

نہ ہم جانتے ہیں نہ پہچانتے ہیں
تمہارا تعارف فقط غائبانہ

ہوا ایک ہفتہ میں نہ امتیاز
صد افسوس تابشؔ سے ملنا ملانا

سید انوار الحسن تابش بھوپالی
بھوپال (انڈیا)
مسافر مدینہ منورہ، ۱۳ر فروری ۲۰۰۵ء

Marfat.com

امتیاز احمد
کی دیگر کتب

ماہتاب عالم ﷺ

آسان فہم قرآن

The Easy Quran

اہلِ فکر کے لئے یاددہانی

Reminders for the People of Understanding

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

Historical Sites of Madina Munawwarah

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

Speeches for an Inquiring Mind

ہم نے اسلام کیسے قبول کیا

How Islam touched their hearts

Marfat.com

امتیاز احمد کی کتب

ان اداروں پر دستیاب ہیں۔

- کتاب سرائے (اردو بازار لاہور) 042-37320318
- فضلی سنز (اردو بازار کراچی) 021-32212991
- کتاب نگر (ملتان) 061-4510444
- کتاب گھر (راولپنڈی) 051-5552929
- الفرقان (بانو بازار سیالکوٹ) 052-4593662
- مکتبہ نعمانیہ (گوجرانوالہ) 055-4235072

Marfat.com

وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ

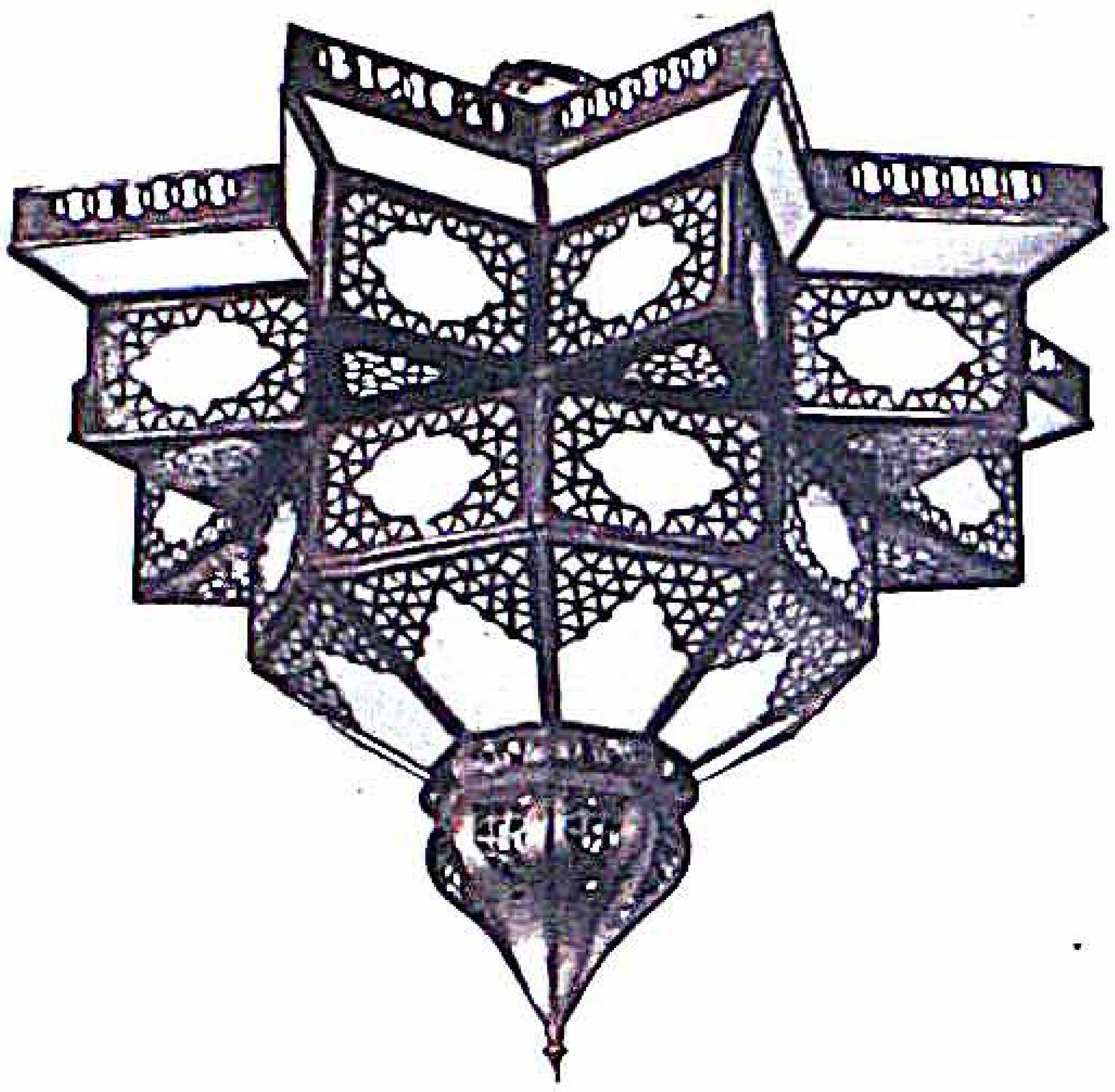

اہل فکر کے لئے یاددہانی

امتیاز احمد

ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

Marfat.com